ن ابتداے یکم جنوری سنہ ۱۹۰۶ لغایۃ آخر دسمبر سنہ ۱۹۰۶ عیسوی :
مطبع فیض منبع شام اودہ مین چھپ کرطیار

زمانہ

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - سبل - سرخی اور موتیابند - ناخنہ - پانی بہنا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر و حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کراتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے - مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ تین روپیہ - خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۸ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین - نقال و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر رتیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

پانچہزار روپیہ کا انعام - ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱۵) جناب پروفیسر سردار رتیا سنگھ صاحب تسلیم - مین نے آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دھند - پھولا - ناخونہ - آنکھون مین زخم وغیرہ کے عارضہ مین مبتلا تھے - ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری رائے مین آپکا سرمہ مثل اکسیر کے مین بذریعہ ڈاک خانجات اور مہرگاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے - تاکہ ہر امیر و غریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہو کے آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایکتولہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی - پی پوسٹ بھیج دین -

راقم - ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار رتیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ نو وارد بہت سے بیمارون پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر مریض مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا یانی بہنا دھند و خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ آپ نے اس قدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے - اسکا شکریہ الفاظ مین بیان محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ملازم حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور -

(۲۰) جناب من - میری آنکھ مین ایک مرض تھا جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بہیرو جی صاحب بہادر و کپتان صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے اب صرف دہنا باقی ہے - ہماری ملازم مین ہیرا اور ایکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دین -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر نیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سرمہ جو سردار رتیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا - آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھونکو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے - درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے - مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی -

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی - ایس - آئی - ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب ریٹائرڈ سشن جج قسمت جالندہر

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریبہ دہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بینک مین اس مطلب کیلیے مارچ ۱۹۱۰ء سے جمع کیا گیا ہے -

ساقی نامہ سال نو

خوشی کا دن ہے مسرت کی ہر طرف ہے پکار
چمن میں دھوم ہے صاف آگئی ہے بہار
صدائے بلبل سے گونجا ہے اس گھڑی گلزار
نشاط و دھوم مچانے کو ہر طرف تیار
گلوں کو جوش نے مضطر کیا ہے یہ صدمہ
تپش ہے شوق کی اسدم نہیں ہے سبزہ کو قرار
خلش کو دل کی مٹاتی ہے بیخودی آکر
کسی کی یاد میں غنچے بھی آج ہیں بیتاب
بھڑک سے جام محبت کی اور ہے نقشا
چٹکتے پھرتے ہیں مسرور ہر طرف بھونرا
مزاج نرم طبیعت سے سرو کا بگڑا
خطاب پایا ہے قمری نے آج کل دلدار
شجر بنا دکو ہے کے کرا ور ہے عالم
پتیہ گیا ہے دلی نذر کو نہ ہو آزار
جنون دماغ میں لمین ہر جوش اگا پیلا
ہے شادمانی کا ہر سمت یطرح اظہار
بنے ہجوم چار طرف ہوش میں کیا مسرور
گلوں پہ رال کو شیدا ہو بلبل طرار
چمن میں جشن ہے دھوم ہر طرف ساقی
منارہے ہیں خوشی آج گلرخ و گلرخسار
صبا کو ناز ہے جانا ہے مہ جبینوں سے
ستم ہے حسن گلوں کا غضب ہی آج نکھار

نہ عقدہ حل ہوا اسکے قہر جشن ہو گیا
سجا ہے ماہ جبینوں نے کس لیے گلزار
صدا سنا! مسرت سے نے شادمان ہو کر
کہ سال نو ہو مبارک خوشی کا ہو اظہار
نگاہ ناز سے ساقی تو دیکھ لے اکبار
کھڑے ہیں شوق بیوی در پہ ہر ایک جا گھبرا
بڑھا دے حوصلہ رندوں کا جوش کے مانند
خدا کے واسطے لبریز جام دے اے یار
دکھا دے آج کرشمہ تو اس پری کا نزل
بلا کا حسن قیامت ہو اور تازہ نکھار
ادائیں دل کو بہت بھائیں خود ستم بنکر
دکھا دے رند کا تو جو ہیں کہ عیش ہو دمکا
نگاہ ناز اور مزا دے گی مہ جبینوں کی
دکھائیں بزم میں شوخی وہ آکر ہر بار
کرم ہو ساقی جو تیرا تو کام ہو جائے
ہے دعا کہ تو رندوں سے اس کا کرادے
تجھے یہ ناز ہے مستوں کو ساقیا تجھ سے
نگاہ لطف سے رند ہو کرا دے تو دیدار
گلے لگائیں اُنسے شوق سے ترے در پہ
مٹائیں دل کی خلش کیا ہی طرح ہمیار
بر آئیں دل کی مرادیں کبھی تو اے ساقی
خوشی کا دن ہے محبت سے آج کر اقرار
دعائیں دیں گے تجھے گر ہو آرزو پوری
ہے سال نو کا یہی دن نہ آج کر انکار

ترقی چاہتے ہیں ہم لئے یاد دلکش ہر دم
تری ہی جا بڑھتی جاتے ہیں شوق سے بھونرا
بناکے پھولوں کا گلدستہ تازہ تو لے آ
چلیں گے لیکے یہ تحفہ کسی کے ہم دربار
تجھے بھی تحفہ کا تحفہ ملے گا اُس گھر سے
سنا ہے نام اودھ پنچ کا جو ہے اخبار
ہے اسکے در پہ ظریفوں کا اس گھڑی جھرمٹ
خطاب ملتے ہیں عزت کے اور ہو گا وقار
تری بھی قدر کریں گے جو رند مشرب ہیں
جو دخت رز نہ چلے ساتھ جام لے او جا
تو پیش کرنا یہ ہدیہ کہ ہے مبارک دن
پنہائیں گے تجھے عشرت میں گھڑی ہم ہار
پسند ہو جو یہ جلسہ تو ساتھ چل اپنے
کہ ہم تو چلنے پہ ہیں شوق سے بس اب تیار
چمن ہو پنچ کا پھولا پھلا سدا یارب
گل مراد ہو دامن میں نرم ہو گلزار
خوشی کا دن ہے تو اسے قہر چاہئے دلبر
منا تو دل سے مسرت چمن میں آئی بہار

راقم شمس ظریف۔

ہے موسم سرما میں نہیں یار بغل میں
ہاتھوں کو لیے پھرتے ہیں نا چار بغل میں

زمانے کا الٹ پھیر موسم کا ردوبدل

خلعت برائے لارڈ کچنر

خود بخود دبیر ہو جاتی ہے۔ آپ اطمینان سے
سو جائیے۔ کچھ فکر نہ کیجیے۔ غرض مسافرت
کا معاملہ تھا۔ قہر درویش برجان درویش
خانصاحب دولائی تان کر سو گئے۔ ساڑھے
بارہ بجے جب سردی زیادہ ہوئی تو خان صاحب
سکڑ کر ہمزہ کی شکل ہو گئے۔ پیر اور گھٹنے سینے
لگ گئے تب تو رہی سہی چارپائی اور بھی
خالی ہو گئی۔ اور بہت گنجایش ہو گئی اسی
وقت بٹھیاری ان کے پاس آئی اور کہنے
لگی کہ میاں خانصاحب کیا حال ہے۔ چارپائی
چھوٹی ہے یا بڑی۔ تب تو میاں صاحب
فرمانے لگے۔ بی بٹھیاری۔ بہت
چارپائی بہت بڑی ہے۔ خیریت سے
صبح ہونے پائے تو جناب والا یہ وہ موسم
ہے کہ اس میں چارپایاں خود بخود لمبی ہو جاتی
ہیں۔ اب آیا آپ کے لحاف شریف میں
اسے تو بہ خیال فرمایئے۔ لیجیے اب تسلیم
معہ الکلیٹی کے قبول فرمایئے۔ بس زیادہ کیا
بیہودہ دری کریں ۔۔

کسی کا شال دوشالا ہمارا ٹٹو ہے
کسی کا ٹٹو کی وتازی ہمارا ٹٹو ہے

شال نہ لفت مبارک تمہیں ہو للہ [illegible]
ہمکو کمبل میں دوشالے کا مزہ ملتا ہے

بقلم۔ س۔ م۔ ن۔ ا۔ ا۔ استوری

خیر مقدم سنہ ۱۹۰۶ع

سنہ ۱۹۰۶ع۔ آنے والے کی خاطر و
مہمان نوازی سب ہی لوگ کرتے ہیں پھر
اس سے انکار کون کرے۔ اور اگر انکار
کریں بھی تو چلنے ہی کیوں لگا۔ ایک طرف
سے سب ہی جوڑ بنانے کو مستعد ہو گئے
اور ہم بھی خیال کرتے ہیں کہ ع
زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز
پر عمل کرو اور کچھ تو اضع اگر دو اسے۔ دیکھے

اس مفلسی میں نہیں ممکن ہے تو خیر کلغیرہ
قناعت کر کے دل خوش کر دو۔ دنیا دکھاتا
اور ایسے نقصان و فائدہ کا کچھ بھروسہ
کرنا یہ تو محض بیکار ہے کیونکہ ان کے
ساتھی خدا جانے کتنے آئے اور چلے گئے
اور انشاءاللہ زندگی اگر اپنی ہے تو یوں ہی
آئیں گے اور سال بھر بعد چلتے پھرتے
نظر آئیں گے۔ وہی کیا وسے گئے اور کون
دوستی کا برتاؤ کر گئے۔ بلکہ اگر انصاف کیجیے
تو کچھ نہ کچھ نقصان کر گئے ہوں گے اور کچھ
سے ہی مرے ہوں گے۔ بس ان سے امید
نکو نا۔ اور کوئی فرمایش کرنا بیکار ہے۔ اپنی
قسمت پر شاکر رہنا چاہیے۔ اور شکر و صبر
ساتھ۔ اسے بھائی زندگی بسر کرنا چاہیے
گلہ شکوے سے۔ کام نہیں چلتا ہے۔ کام
جو کچھ ہوتا ہے وہ فکر سے۔ لیکن بعض اوقات
زیادہ فکر کرنے سے بھی کام نہیں چلتا۔
اور جس قدر کوشش کی جاتی ہے وہ
بیکار ہوتی ہے۔ اُس وقت مجبوراً یہ کہنا
پڑتا ہے مقدر خراب ہے یہ یا پیش از
وقت و بیش از بخت" کچھ نہیں ہوتا ہے
دنیا کا یہ رنگ ہے
آخر انسان کیا کرے اور کیا نہ
کرے۔ اور کس طرح زندگی بسر کرے اور کس کا
ہو کر رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ کچھ بن نہیں پڑتا
ہے۔ خاموشی ہی بہتر ہے۔
اب آپ ہی خیال کیجیے کہ پار سال
اس کانون والے مقدمے میں کس قدر
کوشش کی گئی۔ اور کیا ہوا ابھی نہیں ہوئی
خرچہ بھی ہوا اور مختلف قسم کے مصارف
برداشت کرنا پڑے۔ حتیٰ کہ بڑے صاحب
سے سفارش تک لکھوائی اور سلاٹ صاحب
کے نام تو چٹھی مرف نہ ملی ورنہ سب ہی
کچھ کیا۔ اور اب تک اُسی ادھیڑ بن میں
ہیں۔ اور وکلا سے مشورہ کر رہے ہیں

اور پیشیاں ہوتی جاتی ہیں۔ مگر اس طرح مقدر
ٹلا جا رہا ہے کہ جب حکم ہوتا ہے جس
عدالت سے اپنے خلاف ہی ہوتا ہے۔
اب تو اس قدر تنگ آ گئے ہیں کہ بلبلا کے
رونے کو دل چاہتا ہے اور سوا اس کے
کوئی چارہ ابھی نہیں ہے۔ گویا یہ سمجھنا چاہیے
کہ اب نہ اثر دعا میں ہے نہ بددعا میں۔ اگر
کاش بددعا میں اثر ہوتا تو کچھ بخار اس نکلتی
کہ کوسا ہی کرتے ۔۔ دل کا بخار تو نکل جاتا
اور جب دعا میں فائدہ نہیں ہے
تو شاید بددعا میں کچھ نفع ہو جائے کیونکہ
سوا اس صورت کے اور کوئی شکل نہیں ہے
اگر سوا تدبیر مندرجہ بالا کے کوئی اور نسخہ
مفید ہاتھ آ جاوے تو دوا دوا۔ مگر کیا
امید ہے۔
ہمارے ناظرین خود سمجھ لیں گے کہ
ان تمام وجوہ کے بعد اس سنہ کی خاطر کو
کون فرض اپنے اوپر سمجھا لیکن یہ خیال
ہوتا ہے کہ ابھی مزاج کا حال معلوم نہیں
ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے کہنے سننے
میں آ جاویں اور عدالت پر کمر باندھیں
تو مفت کی لڑائی مول لینا پڑے۔ اور
سال بھر تک ادھر ادھر گھومتی پھرا
ہو۔ اور دو چار کا سر جائے۔ اس لیے
کہ ہم کو واقعات گزشتہ اس قدر جلد
بھول نہیں گئے ہیں۔ دل خوش کرنے کے
لیے تو ہم سامان بہتر ہی کر چکے ہیں اب
رہی یہ بات کہ مزاج شناسی۔ وہ بھی ہوتے
ہوتے ہو جاوے گا۔ اس واسطے دور ہی
سے صاحب سلامت کر لینا کافی ہے
ابھی تو پورا سال پڑا ہے۔ انشاءاللہ
جب موقع ہوا اور انکا مزاج درست
ہوا تو ضرور کسی نہ کسی طرح سے یاد دہانی
کریں گے۔ اب اس وقت تو ذرا
فرصت کم ہے کچھ تو عدیم الفرصتی اور

کسی قدر فکر زائد ہے۔ اس واسطے درخواست معافی پیش ہے۔ اس کو قبول فرمایئے باقی پھر کبھی بشرط فرصت۔

راقم۔ شمس ظریف۔

رمضان علیہ الرحمۃ

ہم نے اگلے لوگوں سے اکثر سنا تھا کہ پرانے زمانے والے وضع کے پابند بہت ہوتے ہیں۔ اور قدیم رسم و قواعد کے زائد عادی۔ مگر اس کا لیقین اس قدر نہ تھا لیکن زمانے کے رنگ نے اور روز کے ہر قسم کے تغیرات نے انقلابی شکلوں کو اس درجہ پیش نظر نہ رکھا ہے کہ اب ہر دم ایک نئی صورت پسند خاطر ہوا کرتی ہے۔ اور یہی اب کچھ بھلا معلوم ہونے لگا ہے کیونکہ زمانہ کی روش اسی انداز طبیعت کو خود ہی لے آئی ہے۔ اور یہ سب کچھ ہوا۔ مگر نہ ہوا کچھ تغیر تو ان کی قدیم عادت میں۔ ابتک اُسی طرح دو لکیر کے فقیر بنے ہوے ہیں" اور ہر شبرات کا تر حلوا پورے طور سے حلق سے نیچے اوترنے نہیں پایا تھا کہ بے فکروں کے طور سے بغیر بلائے خواہ مخواہ کے ناخواندہ مہمان آ گئے اب کیا کریں۔ نہ تو ٹل جاتے ہیں پڑتی ہے اور نہ ٹال دیتے۔ گھڑی دو گھڑی کے واسطے جو کوئی یا دوست ملنے آتا ہے اور زائد دیر تک جم کے بیٹھتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے۔ مزاج اس ڈھنگ کا ہو گیا ہے نہ خود کسی کے گھر جاتے ہیں ملنے ملانے کو اور نہ کسی کا آنا پسند ہے۔ تو پھر ایسے مہمان سے کیا خوش ہوگا جو صبح سے شام تک مالی کا داروغہ رہے اور رات کو بھی کچھ تو اضع چاہے۔ اور اُس پر بھی خلق خدا کا گھر لگا ہوا ہے کہ دن کو گھر سے دھوالا نہ نکلے ورنہ لوگ خدا جانے کیا خیال کریں گے۔ اور کیا کیا تہمتیں لگائینگے بالخصوص جو اپنے کو بڑا محتسب اور مالک بہشت سمجھے ہوے ہیں ان سے عذاب میں جان ہے۔ ذرا چہرہ پژمردہ نہ ہوا بس فوراً خیال کر لیا کہ روزے سے نہ ہوں گے۔ روزے میں مزاج بگڑتا ہے ذرا مجھے سنبھالے گا وہ۔ نہ ایک آدھ روز کسی پر روزہ اُترے گا اور بے چارہ کو بدنامی ہوگی۔

یہ تو سب کچھ درست ہے۔ مگر اُسکا خدا شرمندہ کرے جو اس جھگڑے میں پڑے۔ اور جو اس پابندی سے اپنے کو علیحدہ کر چکا ہو اور معمولی عذر کو کسی طریق سے حیلہ بنا کر بچ گیا ہو اُس کو کسی کا ڈر نہیں ہے۔ اُس کے واسطے سب زمانہ برابر ہے حالانکہ سچ یہ ہے کہ روزے بالکل ہی مفت کے ہیں۔ بڑی بڑی راتیں۔ چھوٹے چھوٹے دن۔ کھانے پینے کا مزا۔ دل ٹھنڈا۔ اور آنکھیں ٹھنڈی غرضکہ ہر شے ٹھنڈی جس طرح چاہو استعمال کرو۔ بھوک پیاس کی زائد ضرورت نہیں ہے۔

اس پر بھی وہ لوگ جو عادی نہیں ہیں اور جن کے واسطے مذہب کی قید کوئی ضروری بات نہیں ہے۔ اُن کا روزہ بالکل نہ دارد۔ گویا معافی کا پروانہ مل گیا۔

لیکن خدا کے لیے مجھ سے نہ مخاطب ہو کر پوچھیے گا کہ کیسے روزے ہوتے ہیں۔ اور اب تک کتنے روزے ہوے بندہ اس کا متحمل نہ ہوگا یا تو سچ بولنا پڑے گا جس کی عادت ہی نہیں ہے اور جھوٹ کہنے میں کبھی شرط کی نہیں ہے جتنے روزے سب گئے ہوے اُسی قدر اچھے ہوں گے۔ انشا اللہ اور شاید کچھ زائد ہی ہوں۔ اور ہر عید کے بعد تک اور ادھر دو تین روز پیشگی اور علاوہ اس کے سال کے دو چار روزے فاضلات پھر ہم سے بڑھکر کون ہوگا۔ آپ ہی انصاف فرمایئے۔ اور اُدھر جو آپ کے پروس میں ملا رہتے ہوں اُن سے ذکر کر کے معتقد بنایئے اور مرید کرا دیجیے گا۔ جو کچھ نذر ملے گی اُس میں نصفلی کا مضمون ہے بس سمجھ جایئے اور خاموش ہو جایئے گا ورنہ اسی طریقے سے لوگ شہرت حاصل کر کے اپنا کام نکالیں گے اور اپنا رنگ بگڑ جائے گا۔

رمضان کے آنے کی اب تو صرف اسی قدر خوشی ہے کہ بعد ختم رمضان کے عید آوے گی اور ذرا منہ میٹھا ہوگا۔ اور یاروں سے گلے ملیں گے اور گھڑی دو گھڑی کے لیے جلسہ ہوگا۔ اور دلچسپی ہی ہوگی باقی رہی یہ بات کہ افطاری و سحری وغیرہ اُس کا حال تو دل خوب جانتا ہے سچ تو "روزی نہیں روزہ"

روزہ کا وقت قریب ہے اور نماز عصر کا خیال کچھ کچھ ہے۔ اس وجہ سے معاف کیجیے گا بندہ رخصت۔

راقم۔ شمس ظریف۔

بقیہ صدی کی رخصت

تحریر ۳ جنوری سنہ ۱۹۰۰ع

سین ۳

(ایک پہاڑ کا غار۔ اُس میں سے چور خزانہ نکال کے باہر لاتے ہیں۔ خوش ہو ہو کے گاتے جاتے ہیں)

گاؤ گاؤ۔ خوش ہو ہو سب یارو۔ بغلیں خوب بجاؤ۔

تن تنانا رے آئی آئی یہ دولت اب مار دو اپنی فطرت۔ اپنی محنت کیا کیا دولت لائی ہے سونا چاندی تانبا ہیرا اور جواہر پائی ہے گاؤ۔

لو سب چپ رہو بہت ہو چکی اب سے مارو
توپ چلے بندوق چلے۔ پر ہمت تا قم ہارو
تیر و کمان رو سب کو یہان تم جھنڈا ہاتھ گاڑو
کرنل جنرل جو کوئی آئے تیغ سے کاٹ اتارو
جنگل گھیرین قلعے گھیرین صحرا روکین بڑھ بڑھ کر
دانا روکین پانی روکین تاکہ رہین بےموت وہ مر
ناچ کودو جشن مناؤ پیدل ہو تم یا اسوار و
رہنے کو بنگلہ کوٹھی چڑھنے کو گھوڑا گاڑی یا ہاتھی
کھانے کو بسکٹ ڈبل روٹی پینے کو وہسکی شیری جو تھی
رات اور دن بھر زور سے کرین سب دشمن سر پڑا۔ و
(اتنے مین حاکم کی فوج گھیر لیتی ہے اور
سب کی مشکین کس جاتی ہین اور سپاہی
یہ کہتے جاتے ہین۔)
لینا لینا۔ چور ہین سارے۔ خوب مال انھون نے مارے
رسی تسمہ سے گردن باندھو جیل بناؤ نیارے نیارے
مخبر ظلمین۔ تیر تفنگ۔ جو کچھ پاؤ باندھو
مال و دولت۔ زیور پیسا۔ جو ہو لاؤ باندھو
(سب کی مشکین باندھی جاتی ہین اور
ان کا سردار کہ روگرین گریہ و زاری کرتا ہے)
یہ کیسی ہے ہوئی حماقت۔ الٰہی توبہ الٰہی توبہ
سرون پہ آئی یہ کیسی آفت۔ الٰہی توبہ الٰہی توبہ
نکل کے بھاگین کہے یہان کیونکر چلیگا گردن پہ سب کے خنجر
نہ کوئی ہمدم نہ ہے برادر۔ کوئی مددگار نہ کوئی یاور
نہ رہنے پائی مارو مین اپنے طاقت۔ الٰہی توبہ الٰہی توبہ
ہر ایک تھی ہوا بنا سما ہے گا خون کا یہان پہ چشمہ
ہے زوال دنیا کا یہ بھی نقشا۔ کہ طمع زر کا یہ ہو کرشمہ
ہے خوان گیتی کی یہ ضیافت الٰہی توبہ الٰہی توبہ
یہ سب دولت مزاج بگڑا بڑے سے اپنے نکالا جھگڑا
سپاہی اک اک نے جسکا تمغہ لگایا رگڑ کے جس نے رگڑا
ہے اپنے ہاتھون ہی آئی آفت۔ الٰہی توبہ الٰہی توبہ
یہ آگ اور وہ لگی تھی لگائی۔ یہ پھنسے گردن ہی خود پھنسائی
نہین ہے سنتا کوئی دہائی۔ کہاں وہ اپنے جو موت آئی
خدا کی لعنت ہے بین رفاقت۔ الٰہی توبہ الٰہی توبہ

(داگرتا ہے یعنی فرار۔)

سین چوتھا

(روس۔ جرمنی۔ فرانس۔ امریکہ۔ انگلینڈ
ایک میز پر بیٹھے تاش کھیل رہے ہین اور
شراب سلطنت کے جام پئے جاتے
جاتے ہین۔)

ہل مل کھیلین اچھی ہم بازی۔ یہی کام
کام کام کام کام رہے۔ صبح و شام رہے۔ مل جل
بیٹھ کے کھیلین۔ جیتین ہارین
لیکن لات نہ مارین۔ دشمن سر پر ڈارین
کیا شکوہ۔ کیا لڑنا۔ کیا مرنا
بس کھیلو کھیلو تاش یہی کام رہے
(اتنے مین مخبر آتا ہے)
مخبر۔ چینی ملک سے ہون مین آیا
دہشت ناک ہون خبرین لایا
خلقت نے ہے دند مچایا
غیرون کو سب مار گرایا
روس۔ میرا کچھ بھی دھیان نہ آیا۔
جرمنی۔ کیا ہم کو بھی کچھ اور بنایا
فرانس۔ واہ وا اخبار زور دکھایا
امریکہ۔ پاگل گیدڑ شہر مین آیا۔
انگلینڈ۔ شاد چین نے کیا سمجھایا؟
(سب یکزبان ہو کے)
چلین اٹھین سبھی ادھر۔ یہان ہر ایک ہے شیر نر
وہ چینی تو ہین پورے خر۔ رکھتے دم ہین اپنے سر
(سب جاتے ہین)
اتنا ہی تماشا ہوا تھا کہ انیسوین
صدی کا ڈراپ سین آگرا۔ اور تماشا
ادھورا رہا۔

راقم

کار دنیا کسے تمام نہ کرد

احدی کانگرس

کانگریس۔ کانفرنس۔ انجمن وغیرہ وغیرہ
کے مارے ناک مین دم ہو گیا۔ جہان
چار دن کے دن ملے تیسرے دن کی تعطیل نکا
زمانہ آیا اور ان جلسون کی بھر مار ہوئی۔ اور
پھر لطف یہ کہ اس سال یہان اس سال
وہان۔ آج لاہور۔ کل کلکتہ۔ پرسون مدراس
سارے جہان مین لوگ مارے مارے
پھرتے ہین۔ مگر اس کا یہ حال کہ دن دوپہر
اسٹیج بازیان۔ رات رات بھر دعوتین
کی ٹھنین۔ آخر اس رنگ کو دیکھ کے ہم سے
سے بھی نہ رہا گیا۔ اور ایک منصوبہ گانٹھ
ہی ڈالا۔ یعنی سب لوگ کسی نہ کسی کام
کے واسطے یہ مجمع کرتے ہین۔ اپنی کانگریس
محض کچھ نہ کرنے کے واسطے بنے گی
اور اس مین کچھ قید اس کی نہ ہوگی کہ
کوئی ممبر اپنے شہر سے کہ اپنی جھونپڑی اور
مانڈ سے باہر بھی نہ کھسکے۔ جہان کا تہان
کا تھم مارا۔ بے نقل و حرکت پڑا رہے۔
چونکہ اصول ترک فعل کے ہون گے اور
بعض حالتون مین ترک فعل بھی قانونی
شکنجے مین آ کے جرم بن سکتا۔ اور فعل
کی ایک ضرورت اختیار کر سکتا ہے اس
واسطے بیکاری بحث مین چند روز قبل سے
رہنا لازمی ہے۔ تاکہ دنیا و دین کے تعلقات
سے بالکل پاک ہو جائے۔
شرکت کے واسطے لازمی ہے کہ اگر
کوئی اور اہل ملک شریک ہو تو اس امر کا یقین
ادا کرے کہ دنیا مین کبھی بھی پانی نہ رہے
اور اپنے پیشے۔ مشغلے سے پورا اعتزار ہو جائے
یہان مسلمان چونکہ موجد ہین۔ اور
احدی وہی ہو سکتے ہین جو اگلے دربارون مین
اکے مشہور تھے۔ اس واسطے ہر مسلمان بلا لبس
محض استعداد اور رجحان کے لحاظ سے
شریک کر لیا جائے گا۔ اور اگر تعلیمی کانفرنس
کا کوئی ممبر ہوگا تو وہ کانگریس منیجر
مثل اسٹیج منیجر مقرر کر دیا جائیگا۔ اور جہان
تک ملینگے وہی لوگ عہدہ دار مقرر کر دیے
جائین گے۔

اگرچہ سر سید مرحوم صدر انجمن ہونے
کی پوری قابلیت رکھتے تھے کیونکہ انھون نے
تعلیمی کانفرنس کا تماشا بنا کے سب سے
مسلمانون کو فضول اور مضرت رسان چہل پہل
سے باز رکھا تھا۔ مگر بعض دفعہ باوجود کرسی
کے زبان و قلم کو پھر بھی تکلیف دے بیٹھے
اور اس انجمن کے نا قابل ثابت ہوتے تھے۔
الحمد للہ اب اس طرف سے اطمینان ہو گیا
شعرا کے گروہ کو بعد ان کے
ترجیح دی جائے گی۔ بشرطیکہ شعر گوئی
حلفیہ ترک کر دین۔ کیونکہ وزن اور تخیل
وغیرہ بھی بہد خیالی ہے۔
وہ لوگ ہرگز ہرگز ارادہ شرکت نہ
کرین جن کو اپنی گزشتہ تاریخ کا ایک
حرف بھی یاد ہو۔
راقم۔ کچھ کرنا بھی بھلائی کرنا ہے۔

ناول مرزا استا

اس ناول کی اب بہت ہی کم جلدین باقی ہین
خریدار و جلد خرید ہو ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا ہوگا
قیمت عہ — المشتہر منیجر اودھ پنچ۔

بمبئی بڑودا اسنٹرل انڈیا راجپوتانہ ریلوے کمپنی

ٹھیکہ بنا بر خرید شہتیر لٹھہ

چونکہ ڈپٹی اسٹورکیپر صاحب بہادر راجپوتانہ
ریلوے اجمیر کو بکار کمپنی خریدنا سال کے
لٹھون کا منظور ہے لہذا بذریعہ اخبار ہذا
اعلان کیا جاتا ہے کہ جس ٹھیکہ دار کو ٹینڈر
لینا منظور ہو وہ فوراً درخواست اپنی خدمت
مین صاحب موصوف کے بمقام اجمیر ایک
روپیہ قیمت ٹینڈر فارم کی روانہ کرے۔
ٹینڈر فارم مین تشریح اور شمار لٹھون کا معہ
شرائط ضروری کے موجود ہے۔ یہ ٹینڈر تاریخ
۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء قبل دوپہر کے دفتر
صاحب موصوف مین بہر پنج ڈالنے چاہئین
جو بارہ بجے کے نہ لیے جائین گے۔
اور کل لٹھے جہان تک ممکن ہو دیے
ہون گے۔
ٹھیکہ دارون کو بعد ارسال ٹینڈر
معہ زر بیعانہ اپنا اسٹاک لٹھون کا معائنہ
کرانا ہوگا تب ٹینڈرون پر غور کیا جاویگا
ٹینڈر کے لفافہ پر یہ الفاظ انگریزی مین
لکھین Tender for Supply. Sal Timber Logs
اور اُس کے ساتھ ہی مبلغ ایک ہزار
روپیہ بطور زر بیعانہ بورسے کرنسی یا پرامیسری
نوٹ مین روانہ کرنا چاہیے ورنہ ٹینڈر پر
کچھ لحاظ نہ کیا جاویگا۔ اگر پرامیسری نوٹ
روانہ کیا جاوے تو بنام ایجنٹ صاحب
بہادر بی بی سی آئی راجپوتانہ ریلوے کے
منتقل کیا جاوے در آن حالیکہ کسی ٹھیکہ دار
کا ٹھیکہ منظور کیا جاوے اور وہ عہد نامہ
کمپنی پر ٹکٹ چسپان کر کے دستخط کرنے
سے انکار کرے گا تو ایک ہزار روپیہ
زر بیعانہ ضبط کیا جاوے گا اور جس کا
ٹھیکہ منظور کیا جاوے گا اُس کا زر
بیعانہ کمپنی کی تحویل مین بطور ضمانت کے
تا اختتام ٹھیکہ جمع رہے گا۔ اور اگر ٹھیکہ دار
لٹھہ مہیا نہ کر سکے گا یا کوئی بد معاملگی ظہور
مین آوے گی تو ٹھیکہ اُس کا فوراً منسوخ
کر کے زر ضمانت ضبط کیا جاوے گا۔ اور
ایجنٹ صاحب بہادر کو اختیار ہے کہ بہ
نرخ کمی یا بیشی جس کا ٹھیکہ چاہین منظور اور
قبول کرین فقط

Ajmer
4 January 1901.
دستخط انگریزی
Dy. Store Keeper
R. M. R.

نیو کمیشن ایجنسی

لکھنؤ کی تمام چیزین از قسم پارچہ و ظروف
مسی و نقرئی و زیور طلائی و طمع وغیرہ و لیس
گوٹہ کناری و پاپوش و میوہ جات و اچار
و مربا و تمباکو ہر قسم و عطریات۔ غرضکہ جملہ
سامان جو یہان سے باہر جا سکتا ہے بقیمت
ارزان قلیل حق السعی کے عوض بیرونجات مین
بھیجا جاتا ہے۔
یہ کارخانہ عرصے سے جاری ہے اور
اب تک جس قدر فرمائشون کی تعمیل ہوئی
ہے کسی کو کوئی شکایت نہین ہوئی۔

المشتہر
شاہ محمد جان۔ کمیشن ایجنٹ
امین آباد لکھنؤ۔ کوٹھی عنایت باغ

از اکتوبر ۱۹۰۰ء — ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل
ڈاس کا مرکب اوجاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی
خون کے باعث سے ہون)
گٹھیا کسی درجہ کا۔ وجع مفاصل۔ وجع الورک۔
درد کمر و پشت۔ جوڑون اور اعضا مین درد۔ چوٹ
اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی نہین
کی۔ ہزار اچھے ہوئے ایک بوتل کے استعمال
سے فائدہ ثابت ہو جاوے گا۔ خون صالح
پیدا۔ فاسد دفع۔ معدہ صاف۔ ہضم صحیح۔
غرضکہ سارے جسم مین صحت کے آثار ہونگے۔
قیمت فی بوتل سے اور خرچہ کمیشن وغیرہ عہ
پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی
دواخانہ انا پورنا ۱۶۲
لوئر سرکلر روڈ کلکتہ۔

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون۔ میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اُس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پھول۔ نغبار۔ چھولا۔ تیل۔ سُرخی اور موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بیجا ہی اورادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہی قیمت اسلیے کم رکھی ہی کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فیتولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلی قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ سے خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر**۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہی

(۱۵) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپ کے ممیرے سفید سُرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند۔ دھند۔ جالا۔ ناخونہ۔ آنکھون مین غم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تہی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری استدعا ہے کہ آپکا سُرمہ شل بحاجیہ بذریعہ ڈاک شفاخانجات اور بہرگاؤن کے نمبر دار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر امیر غریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایکتولہ ممیری کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم روی۔ پی پوسٹ بھیج دین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) مین نے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہی آپ خود اور بہت سے بیمار دن پر استعمال کرکے دیکھا ہی اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ ممیرے کا سُرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین آنکھونکی سکھ نہین

ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے تجربے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا آنکھ کی دہند و خارش۔ سُرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اس قدر سستے دامون مین یہ سُرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ جسکا شکریہ الفاظ مین محال ہی ضرور ہی کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن لکہر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۲۰) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر اور کیلی صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہوا۔ آپ کے سُرمہ سے اب صرف دھند اور سکم باقی ہے ہماری ملک مین ہی اور ایکتولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب ارسل بھیجدین

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے دوستون سے متعلقین نے ممیرے کا سُرمہ جو

سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھونکو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سُرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندہر

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بینک مین اس مطلب کے لیے مارچ سنہ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے۔

ایک مجذوب شرابی کی بڑ

پلا ساقیا آب آتش لباس
کہ ہو جاوینگے پھر بجا یہ حواس
ذرا ہو فنائی خدا کے لیے
بچا کیا ہیں تیری جفا کے لیے
تری بے رخی کر رہی ہے ستم
کرم کر کرم کر پلا آج رم
ادھر بھی ذرا لطف کی ہو نگاہ
کہ ہے تیرے مے کش کی حالت تباہ
نہ پوچھی کبھی تو نے رندوں کی بات
تری بات یہ ہے بڑی واہیات
یہ بالاتفاق و ستم ساختی
وہ دے باصلاح نہ پروا رخی
خدا کے لیے چھوڑ دے بیرخی
مئے ناب مل جائے خیراب سے سہی
پلا دے پلا دے مئے تیز و تند
ہوا جاتا ہے ساقیا ذہن کند
نیا سال ہے دے مئے کہنہ سال
تجھے کیوں ہے فکر حرام و حلال
نیا سال آیا ہے نوروز ہے
کہیں ساز ہے اور کہیں سوز ہے
گیا دہر فانی سے اونیس سو
مبارک زمانہ کو یہ سال نو
یورپ اور چینی رہیں پائمال
بڑھے فوج برٹش کا جاہ و جلال
نہ بلوہ کرے پھر کبھی کانپور
بغاوت ہو کافور طاعون دور
رہے امن و امان رہے انبساط
الٹ جائے جھگڑوں کی بساط
نہ اردو و ہندی کا جھگڑا رہے
سہیم صلح کا خوب چرچا رہے
شکر شیر ہندو مسلمان رہیں
دو قالب رہیں اور یک جان رہیں
رہے دور عشرت کا ساغر چلے

شب و روز ساقی یہ بادہ چلے
دو سے دسے کہ ہو طبع شاعر رواں
سنو تم ہر طرف ہو دواں
نئے سال نو کی علامت کہوں
جو کچھ ہونے والی ہے حالت کہوں
جو کہتا ہوں اُس کو یقین جانیے
کہوں میں جو کچھ آپ سے مانیے
مہینوں کا ہو جنوری سے شمار
کریں آپ اس بات کا اعتبار
نئی بات ہم نے کہی یا نہیں
نہ ہو تو کبھی یہ رہے دل نشین
رہیں جنوری بھر یہ سب پوس و ماہ
رہے سخت جاڑا خدا کی پناہ
جو ہو ختم جاڑا تو آئے بہار
چمن میں چہکنے لگے پھر ہزار
نکل آئیں کلیاں تو کلیوں سے پھول
پڑے موسم دے کی آنکھوں میں دھول
بڑھے دست گلچیں بہ شاخ درخت
چبھیں زور سے گل کے سب خار سخت
جوانان گلشن اکڑنے لگیں
چڑیمار چڑیاں پکڑنے لگیں
چمک جائے تقدیر پھر باغ کی
بڑھے نزہت و فرحت و تازگی
کہیں نسترن نارون یاسمن
بنے تختۂ باغ دشت ختن
بنے مرجع عام ہر بوستان
روش پر ٹہلتے پھریں نوجوان
حسین گلبدن نازنین عشوہ گر
رہیں محو گلگشت آٹھوں پہر
کلائی میں گجرے ہوں گردن میں ہار
قیامت نئی اور ڈھائے ابھار
صبا زلف مشکیں پریشان کرے
فزوں اور حسن حسینان کرے
غرض لطف سے ختم ہو فصل گل
چلے جائے ساقی مگر دور مل

جو ہو ماہ بھاگن کا ساقی تمام
کرے گرمی کا پھر اہتمام
چلے جیٹھ بیساکھ میں باد گرم
کہ ہوں سنگ بھی موم کی طرح نرم
جلیں برگ اشجار ہوں خشک پھول
چمن میں ہو خاشاک اور خاک دھول
نکالے زمیں خوب دل کا بخار
فلک ہو مکدر عیاں ہو غبار
بندھے تار بارش کا پھر جون سے
زمانہ میں ہر سمت پانی بہے
نظر کو ہو فرحت تو دل کو خوشی
زراعت سے ہو خوب آسودگی
جو ہو ختم بارش چلے باد سرد
اڑائے خزاں سارے عالم میں گرد
اسی طرح سے ختم ہو یہ بھی سال
کہاں تک کروں میں بیان اس کا حال
بس اب ساقیا اور دے ایک جام
ہوئی میری مرضی کی قلیا تمام
اور اودھ پنچ کو ہو ترقی نصیب
کہ ہے یہ ہمارا پرانا حبیب

ر ق

ایک پرانا مگر عدیم الفرصت نامہ نگار
از شاہ آباد ہردوئی

عید کے روز کی اس دل کو تمنا کب ہے
اپنی تو عید وہی ہے کہ نظر آئے کوئی

عید بقرعید کی خوشی تو ہمارے روزانہ تفکرات و حادثات زمانے سے بالکل معدوم ہو چکی ہے۔ خوشی منائیں تو کیا؟ اور نہیں بولیں تو کس دل سے؟ صرف ظاہری طور پر دنیا کے دکھانے کو جس قدر مسرت کا اظہار ممکن ہو سکتا ہے اُس کے لیے ہم تو قدم بھر کیا دو تین قدم آگے ہیں۔ اور ہم کو عید کی

خوشی تو اس وجہ سے کیسی ہے نہین گذر رہے گزر گئے اور اب عید آگئی تو خوب دل بھر کے کھائین گے۔ کیونکہ سینہ بھر کے ترسے ہوے ہین۔ اس سے خاطر جمع ہی رکھنا چاہیے۔ نہ تو کسی جگہ سے سوئیون کی امید ہے اور نہ کسی آنے جانے والے کو کچھ کھلانا پلانا ہے کہ فکر کرین۔ اینجانب سے نہ کسی سے اس قدر رسم و راہ ہے اور نہ ایسی زائد ملاقات ہی ہے۔ اور اگر ملاقات بھی ہو تو کھلانا پلانا ایسی خاطر مدارات جس مین سراسر نقصان اور زائد تر کھانے والے کی طرف سے بد ہضمی وغیرہ کا کوئی شکوہ کان تک پہونچے تو حاصل کیا۔ اور مہینہ بھر کھانے کو ترسا کون ہے۔ آپ کی دعا سے دونون وقت خوب پیٹ بھر کے کھانا کھایا اور پانی پیا گھر سے باہر نکلنے کے وقت ذرا رومال سے خوب منہ پونچھ ڈالا ہونٹون سے خشکی ظاہر رہتی ہے۔ بس اس قدر کافی ہے۔ جس مسجد مین افطاری جاتی ہے وہان شام کو پہونچ گئے۔ اور جہان جہان قرآن شریف ختم ہوتا ہے وہان مٹھائی لینے کو فوراً پہونچ جاتے ہین۔ اب بھی اگر روزہ دار

رکھ دکھین تو خلاف انصاف ہے اس مفلسی مین سوئیان تو ہم نہ بھیج سکین کہ بطور تحفہ کے پیش کرتا۔ مگر دل خوش کرنے کو البتہ ایک نظم لکھ دی۔ دو شوق سے پڑھیے۔

۸۶

ساقی اس دم بہانہ تو بسمل
جانب عیش رند ہین مائل
مائل عیش اس لیے ہے دل
آج گلشن پہ حسن ہے قاتل
حسن قاتل ہے آج گلشن کا
رنگ جم جائے ساقی محفل کا
رنگ محفل پسند گر آ جائے
کام رندون کا کچھ نکل جائے
کام نکلے تو پھر جمے نقشا
شوخی دکھلائے خوب طبع رسا
طبع کی یہ نقط رسائی ہے
بات رندون کی اب بن آئی ہے
بن پڑی ہین ترا اجارہ کیا
بات باسی کا پان سہارا کیا
ہے سہارا تو کیا نہین دیکھا
رنگ عشرت سنے اور بھی بدلا
مدت کیونکہ نہ آج رنگ چمن
مہجبینون پہ خوب ہے جوبن
دیکھ جوبن ذرا حسینون کا
اور عالم ہے مہجبینون کا
مہجبین اپنے حسن پہ نازان
اس طرف ماہرو ہین کیا شادان
شادمانی سے اور ہے فرحت
جا بجا ہو رہی ہے کیا عشرت
حال عشرت کا کچھ سنا ساقی
ہے قسم رند کی سچ بتا ساقی
ساقی طبیا ہے آج کیون جھکا
عید کا چاند کیا نہین دیکھا
دیکھ اب تک نہین ہلال عید
صبح کا کل سمان تھا قابل دید
دیدہ بازی مین اک جہان مشغول
ہے دعا اپنی ہو گئی مقبول
یار سے سامنا ہوا اپنا گر
عید کا چاند تجکو آئے نظر
نظر شوخ کی خطا کیا ہے
دو مہ نو مین تو بدر سے
بدر کامل کی ماہرو تمثیل
کس کا بھایا ہے تجکو حسن جمیل
حسن اوسکا جمیل ہے ساقی
تیرے در پر سبیل ہے ساقی
ساقی مطلب نہ ہاتھ سے جائے
گفتگو اور کچھ نہ اب آ جائے

اتحاد۔ عدو اوڑنے لگے ہیں ہوئے چونٹی کے پر پیدا

مہاجن لوگوں کی کہ اُن کا روپیہ بڑھا سود چڑھاتا
وہ جاتے تھے ملازم نوکر ہوتے تھے۔ اُن لوگوں کی
تنزلی ہوئی۔ بہرحال ترقی تو ہوئی۔ اور بڑھنا
گھٹنا تو چلا ہی آتا ہے۔ ایک بڑھے گا تو دوسر
کے واسطے کچھ گھٹنا ضرور ہے تو جو بڑھے گا
اُس کے لیے آفتاب
کا خانہ اول میں ہونا گویا مسعود ثابت ہے
اور سب کو ایک وجہ سے نفع ہو جاوے۔ یہ
کوئی قاعدہ نہیں ہے جب ترقی ہوگی تو اُسکا
جواب تنزل بھی ضرور ہے۔
تجارت کی ترقی ہوگی۔ مگر اُن لوگوں
کی بدولت جو فیشن پر جان دیتے ہیں۔ اور تمام
چیزیں ولایتی پسند کرتے ہیں پس تاجروں کی
ترقی ہوئی۔ اسی طرح مدارس کے لحاظ سے تعلیم
کی ترقی ہوگی۔ مگر جو کچھ نفع ہوگا وہ ذلیل قوم
کو ہوگا۔ چاہے وہ ہندوستانی ہوں یا اور
جگہ کے ہوں۔
رنڈیوں کا بھی ستارہ عروج پر آئیگا
اور اس کی بدولت میاں بی بی میں جوتی
لات ہوگی۔ اور بعض بعض ایسی ہی حرکتوں سے
جو شریف بنکر افعال ذلیل کے مرتکب ہوں گے
جوتیاں کھائیں گے اور خود بدنام ہوں گے
اور اپنے ساتھ دوسرے ہم چشموں کو ذلیل

کم خرچ بالانشین

چونکہ آجکل لدھیانہ کلاتھ ہمارے دیسی بھائیو
کی باعث پسندیدگی اور قابل توجہ ہوگیا ہے اسلیئے
ہم انکو کم خرچ بالانشین بنانے کی غرض سے انکی
پوشش کے لیے اپنی کارخانہ کی اعلے درجہ کی ساختہ
زرین اور سادہ لنگیاں پٹکے۔ کلاہ۔ اور گگروں
وغیرہ پیش نظر کرکے ملتمس ہیں کہ یہ سب اشیاء بلحاظ
اور پختگی رنگ میں مثیل در خوبصورتی قیمتیں
عام کارخانجات لدھیانہ سے ارزاں ہیں نمونہ جات
ارسال ہوتے ہیں۔
المشتہر
کے ای بخش محمد اسمعیل محلہ جابیاں کلاس نشی لدھیانہ
(پنجاب)

کرائیں گے اور جس عہدہ پر ہوں گے اُس کو
بدنام کریں گے۔ اُس کے بعد مقدمہ ہوگا۔ نتیجہ جو
کچھ ہو۔ معاشوں کی ترقی ہوئے۔ وکیلوں
کی ہانڈی چڑھے گی۔ کام مردم شماری سے
اور باقی حالات ترقی کے معلوم ہوں گے
اور جن صاحب کو زائد حالات کی ضرورت ہو
صرف بذریعہ دفتر نجم نفیس بسٹام [illegible]
کرکے درخواست کریں۔ ہمکو زائد فرصت
نہیں ہے کہ فضول وقت کو ضائع کریں۔ رفاہ
کے واسطے اس قدر بتا دینا کافی ہے کہ جس قدر
ترقی ہوگی ذلیل طریقوں سے ہوگی۔ دروغ
بے ایمانی۔ دغابازی۔ جعل سازی۔ مفسدی
بدکاری۔ چغل خوری۔ چوری۔ رشوت۔ فریب
مکر۔ اس میں زائد ترقی ہوگی اور لوگ ان چیزوں
سے نفع اُٹھائیں گے۔ جس کا دل چاہے
تجربہ کرلے۔ صرف نفع میں شرکت کے واسطے
صرف منظوری کی ضرورت ہوگی۔
خانہ دوم میں ذنب ہے یعنے توہین
بدقسمتی کا چکر ہے۔ چونکہ خانہ اول سے تثلیث
کا ذرہ ملا ہے اس واسطے بدقسمتی کو عروج
اور وہ جو خاص کر گورنمنٹ کا بدخواہ ہے وہ
ہمیشہ سرگردان رہتا و ذلیل خوار رہے گا
اُس کو ہر معاملے میں ناکامی ہوگی۔ اور اُسکا
دلی مطلب کبھی پورا نہ ہوگا ہم کہے دیتے ہیں
اگر اس کے خلاف پڑے گا تو ہمارا کچھ غلط۔
نجم بہادر کے واسطے بھی جو کچھ ہے وہ
اُسی قدر کہ اُس کے دشمن بھی بدقسمتی میں نمبر
اول رہیں گے اور اُس کا کام کوئی ٹھیک
نہ ہوگا خواہ کتنا ہی ساعت بچار کے کام
شروع کرے۔ مسلمان قوم کو بدقسمت ہونے
کا پہلے سے فخر حاصل ہے اسواسطے کوئی
جدت کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر جس قدر زائد
کوشش جس کام میں کی جاتی ہے اُسی قدر
اُس کے واسطے خراب نتیجے پیدا ہوں گے اور
اس کا تجربہ تو فی الحال یہ ہوتا ہے کہ آج کا

کام کل پر اور کل کا پرسوں کے واسطے اُٹھایا
جاتا ہے۔ مگر ہوتا ایک بھی نہیں ہے۔ زبانی
جس قدر چاہو اُس قدر کام لے لو بس۔
خانہ (۳) پر جو نشان ہے اور زائچہ میں
افلاس ہے اس کا زور زائد رہے گا۔ ہندوستان
کی قوم زائد افلاس میں گھری رہے گی جسمیں
مسلمان بیچارے زیادہ تر گرفتار ہیں اور
گرفتار ہوں گے۔ اور یہ بلا اس طرح چھائی ہے
کہ اس سے مفر دشوار ہے اور فی الحال اسکا
دفعیہ ہی محال ہے۔ کیونکہ خانہ اول میں آفتاب
مالک زائچہ ہے اور خانہ دوم و سوم میں تربیع
کا اژدہا ہے جس سے افلاس ہی کی ترقی
ہے اور فضول خرچیاں حسب زائد ہوں گی اور
آمدنی بالکل کم۔ تو خدا ہی نے کہا ہے کہ افلاس
کفر ہوگا۔ غریب غربا اگر پریشان ہوتے ہیں تو
دولتمند لوگوں کے نزدیک جاکر سوال کرتے ہیں
اور بعض بعض سخاوت والے امیروں سے
نکلتے ہیں۔ اور جب امرا لوگ مفلس ہوگئے تو
مہاجن لوگ خوش ہوتے ہیں کیونکہ اُن کا فائدہ ہوا
ہے۔ مگر افلاس سے وہ لوگ بھی گھبرائے ہیں
کیونکہ اُن کا خود کا بھی نقصان ہے اور افلاس
سے تو کوئی کھینچ گیا ہوگا۔ ورنہ اس کا گلہ تو
سب ہی کی زبان پر ہے۔ بدقسمتی اور افلاس
دونوں کا حملہ برابر ہے اور سوا اس امر کے
کہ خدا ہی رحمت نازل کرے تو البتہ۔ یا دولت
پھٹ پڑے۔ ورنہ محنت تو ہم سے ہو چکی۔ اور
خلاف شان بھی ہے۔

بہروں کو مژدہ

ایک متمول بیگم نے جنکو ثقل سماعت اور کانوں کی آواز کا مرض
تھا ڈاکٹر نکلسن کی مصنوعی چھوٹی لگانے سے صحت ہوگئی تھی
پانچ ہزار پونڈ اسغرض سے اس انسٹیٹیوٹ کو عطا کیے ہیں
کہ جس غریب کو اس آلے کی قیمت ادا کرنے کی مقدرت
نہو اسکو مفت بھیجا جاوے۔ پتہ۔ نمبر ۱۲ انکلسن انسٹیٹیوٹ
لانگ کارڈ۔ گنرسبری لندن گوشہ مغرب۔

اخبار منظم کرنے کے سالے نزدیے ڈھنگ نکالے ہوں تو ایسے وقت میں کارخانے کی مدد کرنے والے ذیل شکریے کے مستحق — اور اُن کے نام آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ اودھ پنچ اپنی خوش قسمتی اور اپنے معاونین اور قدردانوں کی خوش معاملگی کے اظہار کے طور پر بیرا سرتبہ اسمارحامیان درج ذیل کر کے ستر صد ہے کہ دیگر حضرات کو بھی خدا ہمت اور غیرت دیگا۔

ریاست رامپور — ۱۲؍
جناب مولوی محمد اصغر صاحب سب جج — عہ
جناب رائے کشن کمار صاحب
رئیس بابتہ جلد — ۶؍
ڈاکٹر فیاض علی صاحب — للعہ؍
منشی مظہر الحق صاحب — ۶؍
انجمن خرما فروشہ — ۱۰؍
مصطفیٰ خان صاحب — عہ
پنڈت گور پرشاد صاحب بید — صہ؍
ریڈنگ لیبریری حیدر آباد — ۱۳؍

بمبئی بڑودہ اسنٹرل انڈیا راجپوتانہ ریلوے کمپنی

ٹھیکہ بنابر خریدیہ شہتیر لٹھہ

چونکہ ڈپٹی اسٹورکیپر صاحب بہادر راجپوتانہ ریلوے اجمیر کو بکار کمپنی خریدنا سال کے لٹھون کا منظور ہے لہذا بذریعہ اخبار ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جس ٹھیکہ دار کو ٹینڈر لینا منظور ہو وہ فوراً درخواست اپنی خدمت میں صاحب موصوف کے بمقام اجمیر ایک روپیہ قیمت ٹینڈر رفارم کی روانہ کرے۔ ٹینڈر فارم میں تشریح اور شمار لٹھون کا مع شرائط ضروری کے موجود ہے۔ یہ ٹینڈر تاریخ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء قبل دوپہر کے دفتر صاحب موصوف میں پہونچ جانے چاہیے۔ بعد بارہ بجے کے نہ لیے جائینگے۔ اور کل لٹھہ جہان تک ممکن ہو دینے ہوں گے ٹھیکہ دار ون کو بعد ارسال ٹینڈر مع زر بیعانہ اپنا اسٹاک لٹھونکا معائنہ کرانا ہوگا تب ٹینڈر ون پر غور کیا جاوے گا ٹینڈر کے لفافہ پر یہ الفاظ انگریزی میں لکھیں۔

اور اُس کے ساتھ ہی مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور زر بیعانہ بصورت کرنسی یا پرامیسری نوٹ میں روانہ کرنا چاہیے ورنہ ٹینڈر پر کچھ لحاظ نہ کیا جاوے گا۔ اگر پرامیسری نوٹ روانہ کیا جاوے تو بنام ایجنٹ صاحب بہادر بی بی سی آئی راجپوتانہ ریلوے کے منتقل کیا جاوے درانحالیکہ کسی ٹھیکہ دار کا ٹھیکہ منظور کیا جاوے اور وہ عہدنامہ کمپنی پر ٹکٹ چسپان کر کے دستخط کرنے سے انکار کرے گا تو ایک ہزار روپیہ زر بیعانہ ضبط کیا جاوے گا اور جس کا ٹھیکہ منظور کیا جاویگا اُس کا زر بیعانہ کمپنی کی تحویل میں بطور ضمانت کے تا اختتام ٹھیکہ جمع رہے گا۔ اور اگر ٹھیکہ دار لٹھہ مہیا نہ کر سکے گا۔ یا کوئی بدمعاملگی ظہور میں آوے گی تو ٹھیکہ اُس کا فوراً منسوخ کر کے زر ضمانت ضبط کیا جاوے۔ اور ایجنٹ صاحب بہادر کو اختیار ہے کہ بہ نرخ کمی یا بیشی جس کا ٹھیکہ چاہیں منظور اور قبول کریں فقط۔

Ajmer
4 January 1901
دستخط انگریزی
Dy. Store Keeper
R. M. R

نیو کمیشن ایجنسی

لکھنؤ کی تمام چیزیں از قسم پارچہ وظروف مسی و نقرئی و زیور طلائی و ملمع وغیرہ لیس تمامی گوٹہ کناری و پاپوش و میوجات و اچار و مربا و تمباکو ہر قسم و عطریات۔ غرضکہ جملہ سامان جو یہان سے باہر جا سکتا ہے بقیمت ارزان قلیل حق السعی کے عوض بیرونجات میں بھیجا جاتا ہے۔

یہ کارخانہ عرصے سے جاری ہے اور اب تک جس قدر فرمائشون کی تعمیل ہوئی ہے کسی کو کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

المشتہر
شاہ محمد جان کمیشن ایجنٹ امین آباد
لکھنؤ۔ کوٹھی عنایت باغ۔

از اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء — ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب اوجاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہوں)

گٹھیا کسی درجہ کا۔ وجع مفاصل۔ وجع الورک۔ درد کمر و پشت۔ جوڑون اور اعضا میں درد و چوٹ اور موچ کے درد میں تیر بہدف کبھی خطا ہی نہیں کی۔ ہزارہا چنگے ہوئے۔ ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائے گا۔ خون صالح پیدا فاسد دفع۔ معدہ صاف۔ ہضم صحیح۔ غرضکہ سارے جسم میں صحت کے آثار ہوجائے۔

قیمت فی بوتل ہے اور خرچہ کمیشن ولیوعہ

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی
دواخانہ اناپورنا ۱۹۲ آ
لوئر سرکلر روڈ کلکتہ

... کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اکزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اُس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دُھند۔ جالا۔ نزول الماء۔ غبار۔ پھولا۔ ڈھلکی۔ سُرخی اور موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بجائے دوا دوا دویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سُرمہ اعلی قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین۔ نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر**۔ پروفیسر سیاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

(۱۵) جناب پروفیسر سردار سیاسنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپ کے میرے کے سفید سُرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دُھند۔ پھولا۔ ناخونہ۔ آنکھون مین خارش اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا۔ جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری رائے مین آپکا سُرمہ شل گورنمنٹ بذریعہ ڈاک خانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر امیر غریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکے آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سُرمہ اعلے قسم وی۔ پی پوسٹ بھیج دین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان

(۱۶) مین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار سیاسنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ میرے کا سُرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا میں آنکھون کی آنکھون مین ویسا ہی کسی قسم کی شکایت سے بڑے زور سے استعمال کی تاکید سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پایا ہے دھند و خارش۔ سُرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اس قدر سستے دامون مین یہ سُرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین ناممکن ہے۔ خیر و ہو کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھہ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب اسسٹنٹ سرجن لکر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۱۰) جناب من۔ میری آنکھہ مین ایک مدت سے پھولا تھا جسکا علاج حکمائے ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر رحیم خان صاحب بہادر و حکیم صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سُرمہ سے اب صرف دھند باقی ہے جو ہماری حلم مین ہے اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دین۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سُرمہ جو سردار سیاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھونکو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سُرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ایس ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندہر

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بنیک مین اس مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے۔

عجب درد است جانم را نمے دانم کہ چون گریم

دلا خون شو کہ تا بر حال خود یک لحظہ خون گریم

(قیصر ہند و ملکہ انگلینڈ ـ وفات ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء)

بجلیاں لڑکے کی کیا کیا ہیں تڑپنے لگتی
چھاتیاں دشت رحل کی ہیں دھڑکنے لگتی
نتیجہ جب آکے قدم بوس بجالاتی ہے
گو ہر گریستہ تو خوشی چہرے پہ چھا جاتی ہے
نظر ناظر سو بحچون کہ جب جھڑانے لگتی
ہے ہنسی داڑھی پہ سو ناز سے آنے لگتی
زعفران زار کھلا دیتا ہے اک خندہ نظیر
نرگس دل میں خیال غلبہ کا کشمیر

تعجب

ہے تعجب بھی خیال غلبہ غیر کا لیک
الغرض قید محل چھوڑ دو تو ہیں دونوں ایک
ہم سے کیا بحث مگر غیر تو غالب آئے
دل میں اس طرح تفوق کے مطالب آئے
بالکنا یہ ہے خیال غلبہ یہ بھی ضرور
جس میں بھرتا ہے غرور آکے مشیخت کے سرور
غلبہ جھٹ ہمیں ہمدرد بنا لیتا ہے
کھینچ لیتا ہے دل اور ہم کو ہنسا دیتا ہے
ہے خیال غلبہ ہم کو کوئی غالب ہو
ہے خوشی ہم کو ظفر ہے کسی جانب ہو
انحطاط آکے ہے جب ضعف قویٰ پھیلاتا
ساغر ناز میں دل قرض کی ہے مے لاتا
جب جوانی تھی یہ کہتے تھے رہیں خود غالب
لیک اکنون کہ زبس ضعف قویٰ شد غالب
غلبہ غیر کو ہے اور ہمیں خوش حالی
قصہ چون پیر شود پیشہ کند دلالی
ضعف کے ساتھ تعجب ہے ترقی کرتا
دل مغلوب کی غالب ہے تشفی کرتا

ضعف کے ہاتھوں سے ہوتا ہے جب انسان بھی لا"
طبع پاتی ہے تعجب میں غلامی کے اصول
سیلوان بن کے اکھاڑے میں کھڑا ہو بڈھا
جس نے فتیا تعجب کا کیا ہے پٹھا
اسی پٹھے پہ تفاخر کی خوشی ہے موقوف
اسی پٹھے سے تمسخر کی ہنسی سے مالوف
آج ہے جب تحصیل کے کشتی کی کشاکش پٹھے
ٹھونکتا بیٹھا ہے ہنس ہنس کے کہ شاباش پٹھے
دلکو خوش کرتی ہے شہباز ہر اک پن کی ہنسی
پر بڑھاپے کہ جوانی کہ لڑکپن کی ہنسی

جنتراشے یعنے جنتریوں کا ذکر

کسی شخص کو زائد تعجب کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ لفظ "جنترا" کیا ہے؟ ذرا ٹھہر جائیے - دم لیجیے - دور سے چلے ہوئے آرہے ہیں - ہزاروں کوس اور وہ بھی "پہاڑی گونڈی" کوس کی منزلیں طے کرکے آئے ہیں - اور بڑی دور سے آئے ہیں - ذرا سانس ٹھہرلے تو منہ سے کوئی بات نکالی جاسے - یہ کوئی منہ کا نوالہ نہیں اس میں وقت صرف ہوتا ہے اور قیمتی گھنٹے عمر کی گھڑیاں سے صرف ہوتے ہیں - جس کی ایک ایک ساعت شمار کرنے کے لائق ہے - ہر منٹ جو گزرتا ہے وہ گویا اپنا اصل فرض منصبی ادا کرکے چلا گیا اور اب امید واپسی بے سود - اسی طرح ہر ایک سکنڈ قدر کے قابل ہے پس جب تک قدردان اس طرف متوجہ نہ ہوں ایک حرف نہ نکالا جاسے گا اور یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے - خدا جانے کن فکروں سے اس کا مادہ جمع ہوا ہے - تب جاکے یہ "جنترا" مرتب ہوا ہے - آپ نے اس کو آجکل کی "جنتریوں" کی طرح خیال کیا ہوگا کہ گلی گلی جنتریاں ماری ماری پھرتی ہیں نہ کوئی فائدہ ہے نہ ان معمولی جنتریوں میں کچھ ضروری باتیں ہیں بلکہ اکثر حالات غلط ہوتے ہیں اُن عمدہ جنتریوں کی قدر کو بھی کسی قدر کم کردیا ہے جو در اصل پبلک میں وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔

ابھی استغفر اللہ ہمارا "جنترا" سب سے زائد توجہ کے لائق ہے کہ اس میں ایک بھی بات غلط نہیں ہے - اور جو بات درج ہے پوری ٹھیک اور کوئی ضرورت اس میں پیشینگوئی کرنے کی نہیں ہے - سب دار و مدار راستی کے اصول اور روزمرہ کے مشاہدات پر ہے - اور جو کچھ تغیرات ہوں گے جس طریقے سے وہ اسی حدود اندر اور کوئی بات خلاف قیاس و اصول پابندی کے نہیں ہے اور ہمکو زائد ضرورت تعریف کرنے کی نہیں ہے - ناظرین کا انصاف آپ ہی قیمت کا فیصلہ کرے گا اس واسطے کوئی قیمت نہیں ہے - ظریفوں کے لیے مفت اور شکریہ اس کا اور دوستوں کو معاف ہے - اب حالات سنیے۔

سال میں پورے بارہ مہینے ہوں گے اور سال بھی تین سو ساٹھ دن کا ہوگا اگر شمسی و قمری کا حساب پوچھنا ہے تو تیسرے سال ایک مہینہ لوند کا شمار کر لیجیے گا - مہینے جو بارہ آپ کو بتائے گئے ہیں اس کے نام آپ کو یاد ہی ہوں گے اور اگر نہ یاد ہوں تو کسی جنتری سے دیکھ لیجیے گا - اس میں سب مہینوں کی تفصیل ہے اور سنہ بھی علحدہ درج ہیں اس جھگڑے کو اس واسطے میں نے اس جنتری میں نہیں رکھا ہے کہ اگر انگریزی ماہ تحریر کیے جاتے تو عربی کے ماہ بھی مستحق تھے اور پھر دکن والے فارسی ماہ کے نام شاید پوچھتے اور یہ صاحبان اپنے حساب کی درستی کے واسطے ہندی ماہ طلب کرتے تو بڑی دقت ہوتی - لیکن بجا ارادہ

بہروں کو مژدہ ۱۲ ہفتہ

ایک متمول بیگم نے جنکو ثقل سماعت اور کان کی آواز کا عارضہ تھا ڈاکٹر نکلسن کی مصنوعی چھوٹی لگانے سے صحت ہوگئی تھی پانچ ہزار پونڈ اس غرض سے اس انسٹیٹیوٹ کو عطا کیے ہیں کہ جو بہرے اس آلے کی قیمت ادا کرنے کی مقدرت نہ ہو انکو مفت بھیجا جائے - پتہ - نمبر ۲۷ نکلسن انسٹیٹیوٹ لانگ کارٹ گنبرسبری لندن مغرب

ترا انجھ کی درستی کے واسطے تو یہ جنتری اسی کا ہو جاتا۔ تو یہ بات واہیات۔ بندہ اس قدر مروت کو جس مین کوئی نفع نہ ہو گوارا نہین کرتا معاف کیجیے گا۔

انگریزی ماہ جس قدر اکتیس کے ہوتے ہین اُتنے ہی اب بھی ہون گے اسی طرح تیس اور تیس کے بھی ہونگے فروری صرف اٹھائیس دن کا ہے اُس کو زمانہ بھر جانتا ہے کوئی ضرورت بتانے کی نہین ہے۔ عربی مہینے کا دار و مدار صرف رویت ہلال پر ہے اور اگر ایسا ہو گا تو خبر مجبوری ہے کسی جنتری معتبر سے دیکھکر تاریخ مقرر کر لین گے۔ یا ایسا موقع ہو گا بشرطیکہ رمضان و شوال کا چاند نہو۔ اور ذی الحجہ کے لیئے تحقیقات کافی ہو تاکہ حج اکبر ہو جاوے۔ دل بھی خوش ہو گا اب رہے ہندی مہینے اُس سے کام ہی کیا پڑتا ہے۔ ہر عربی مہینے کی تیرہ تاریخ کو ختم چودہ کو شروع۔ اماوس و دوج یاد رکھو مطلب نکل آوے گا۔

تہوار جس قدر مسلمانون کے ہین سب ہی

---

۱۴ دسمبر ۱۹۰۴ء کم خرچ بالا نشین ۳ ماہ

چونکہ آجکل لدھیانہ کلاتہ ہمارے دیسی بھائیون کی باعث پسندیدگی اور قابل توجہ ہو گیا ہے اسلیے ہم انکو کم خرچ بالا نشین بنانے کی غرض سے اُنکی پوشش کے لیے اپنے کارخانہ کی اعلے درجہ کی ساختہ زرین اور سادہ لنگیان۔ شکے۔ گلاہ اور گبرون وغیرہ پیش نظر کرکے ملتمس ہین کہ یہ اشیاء مضبوطی اور پختگی رنگ مین بے مثل اور خوبصورتی مین بے نظیر ہین قیمتین عام کارخانجات لدھیانہ سے ارزان ہین۔ نمونہ جات مفت ارسال ہوتے ہین۔

المشتہر کے اے بخش محمد اسمعیل
محلہ حاجیان گلاس منشی کی لدھیانہ پنجاب

بدستور ہندوؤن کے تہوار ان اور رونق جنیو پر ظہور ہون گے۔ چاہے موسم کا تغیر و تبدل ہو یا پانی بہے۔ آندھی آوے۔ یا جو کچھ ہووے اس سے کوئی غرض نہین ہے۔ موسم تین ہونگے جاڑے۔ گرمی۔ برسات۔ اگر برسات خوب ہو گی تو جاڑے خوب ہون گے۔ اور گرمی خوب ہوئی تو بارش اچھی ہونا مشہور ہے۔ چاہے خلاف ہو یا صحیح مگر اکثر قیاس درست نکلتا ہے انگریزی مہینون کا اخیر ہفتہ اور عربی ماہ کی نوچندی بشرطیکہ نوچندی ہوئی ہو کا درآمدہ سات دن کا ہفتہ ہو گا اور سال مین اکثر متبرک دن ہون گے۔ اور ایک دن نوروز کا ہو گا۔ اور ایک سورج گرہن پڑے گا۔

رات دن تقویم کی رو سے مسعود و منحوس ہر شخص کے لیے ہو سکتا ہے اور جس طرح رات دن کا بڑہنا ضروری ہے اور اسی طرح گھٹنا لازمی ہے۔ مگر ہماری اُمید ان کا خدا حافظ ہے۔

فصل کے حالات سُنیے پیداوار کا حال ہم کو معلوم نہین ہے اور نیچر کی قدرتی حکمت عملیون مین ضرورت دم مارنے کی ہے گرانی و ارزانی تو قدیم سے چلی ہی آتی ہے اگر غلہ خوب پیدا ہو گا اور کسی دوسرے ملک مین قحط وغیرہ کا اثر ہو گا تو اُمید ہے کہ ارزانی ہو گی اور جنگ و جدل کی ٹھہرے اور خوب فوج کی روانگی ہوئی ہے تو خدا ہی نے کہا ہے کہ گرانی ہو اور ہم کو تو یاد ہے کہ مدتین گزر گئین جب سے گرانی ہے ارزانی کا تو نام ہی سُنا ہے۔ اور وہ بھی اب یقین نہین آتا ہے۔ قصے کہانی کی طرح قابل تحقیق کم ہے۔ اور اگر ارزانی ہوئی تو روپیہ جس شخص کے پاس ہے خرید کرکے رکھ لے اور فائدہ مین رہے۔ گرمیون مین پانی گرم رہے گا۔ لو چلے گی۔ پسینہ خوب نکلے گا۔ جاڑون مین پانی سرد ہو گا اور گرم غذا ایمن

مفید ہون گے میوہ جات کھاؤ اور جنیہ خوب استعمال کرو۔ برسات مین ذرا حبس رہے گا اور مکانات کہنہ کی طرف سے گرنے کا اندیشہ ہے اگر مرمت نہ ہو گی۔ کچہریون مین تعطیل وقت مقررہ پر ہو گی۔ شادی بیاہ کے تقریبات جابجا ہون گے۔ ہم مرے تو ذرا کم ہوتے ہین مگر مفلسی سے شرعی عذر معقول ہے نکاح ہو جاوے باقی چین ہے۔

تولید کا سلسلہ برابر قدرتی طور پر جاری ہے اور وہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ اسی طرح اموات کا خاتمہ نہ ہوا ہے نہ ہو گا۔ مگر زائد تعجب یہ ہے کہ اب ایسے لوگ زائد مرتے ہین کہ جن سے خاندان بھر پرورش پاتا تہا۔ اور بہت سے لوگ نفع اُٹھاتے تھے۔

تغیر و تبدل فصل سے عوارض فرو رسیدہ ہون گے اور جن کی قضا آگئی ہے وہ مرین گے امتحانات زائد ہون گے اور پاس کم ہونگے کالج اور مدرسے مین تعلیم کا سلسلہ قائم رہیگا اور اگر توجہ زائد ہو گی ماسٹرون کی تو نیکنامی ہو گی۔

آمون مین مور آوے گا اور اگر معمولی خرابی کچھ اہم۔ باد دھیرو وغیرہ کے حملون سے محفوظ رہے گا تو پھل آوین گے۔ اور جن مقامات پر سال گزشتہ مین انبہ نہین ہوے وہان بھی زائد۔ اور باقی علی العموم ہر جگہ ہون گے اور جس جگہ جس قسم کے ہون گے ویسے ہی پھلین گے۔

خربوزے بہت تو ضرور جائین گے لوبیہ پیدا بھی ہون گے مگر بارش اگر بے وقت ہوئی تو یقین ملنیے کا کر خراب جائین گے۔ اطراف مالوہ کے خربوزہ خوش رنگ ہون گے گر مزہ و اور ایک خاص صفت یہ ہے کہ جس قدر چاہے شیرین کرکے کھاؤ۔ اور سب پھل عمدہ ہون گے صرف ذرا سی شکر ملا دینا کافی ہے گو خربوزہ کے رنگ پر بہوت سمجھیے گا مگر تر بوز

اور دیگر ترکاریاں عمدہ ہونگی۔ ترائی کی سب چیزیں قبل از وقت ہونگی۔ قلمی درختوں میں جلد پھل آئے گا کیونکہ لگنے سے ٹہوڑ زیادہ انکار گو رکہیو رستے آمین سگے ولایتی پھل میوے گران رہیں گے۔

اور یہ سب کچھ تو ہوگا مگر سال بھر ان سب باتوں کا التزام کون رکھے گا۔

بس اب جن حضرات کا دل چاہے وہ اور سب جنتریاں خرید فرمائیں۔ مگر ہماری صلاح تو یہ ہے کہ ایک ہمارا "جنترا" کافی ہے۔ اس میں سب کچھ موجود ہے جس بات کو دل چاہے موجود ہے۔ فوراً ملاحظہ فرمائیں۔ آپ ہی انصاف کیجیے کہ تمام باتوں کے ساتھ قیمت کس قدر کم ہے۔ اب بھی لوگ قدر نہ کریں تو سراسر انصاف کا خون ہے۔ اور داد نہ دیں تو شکایت سب سے زائد مستزاد ہوگی۔

راقم

موجد "جنترا" شمس ظریف

ہائے کوئن وکٹوریا

قیصرۂ ہند کی ناگہان وفات نے قیامت برپا کردی۔ ہر کوئی خون کے آنسو بہا رہا ہے کم بخت بیسوین صدی کی نحوست کا اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ ترسٹھ برس کا ساتھ چشم زدن میں یون چھوڑ دیا۔ رعایا اپنی مادر مشفقہ کوئن وکٹوریہ قیصرۂ ہند کو ڈھونڈھ رہی ہے اور حضور قیصرۂ ہند اپنی رعایا وفادار کو بنگاہ حسرت دیکھ رہی ہیں کہ دفعتہً کیا سے کیا ہوگیا۔ اس ملک کا سفر اختیار کیا کہ جہاں سے کوئی آج تک لوٹ کر نہ آیا ہو۔ موت تیسے کیا دشمنی تھی تجکو اے ہار رعایائے قیصری پر رحم بھی نہ آیا۔ اے موت تیری پیاس بجھانے کو ہم میں سے ہر شخص تیار تھا اگر تو ہماری قیصرۂ ہند کو ابھی چند روز جیسے دیتی اور منظور کرتی لیکن تو بے رحم کسکی ٹالنے والی تھی سچ ہے سوا خدا کے کسی ذات کو بقا نہیں۔ موت قریب کو چھوڑتی ہے نہ بادشاہ کو جسوقت یہ خبر قیامت اثر آئی ہے شکستہ کی حالت ہے۔ بقول غالب ؎

دیو بہت قد جب گزری کی تو نماز ہو نہ سکی + بہت غم میں بہت کم آنکھوں کو نیند آتی تھی۔ الیٰ۔ بہت میں کوئی نظم یا نثر لکھنا کیونکر ممکن تھا لیکن چند دلی جذبات ایک نوحہ کی شکل میں بھیجتا ہوں آپ جا بجا درج کر دیجیے۔

آگئی کیسی یہ آفت ہائے ہائے   آگئی کیسی قیامت ہائے ہائے

ہند میں تو برپا محشر ہے بپا   کر رہی ہے ساری خلقت ہائے ہائے

دفعتہً مرجائے یوں وکٹوریا   ہے قیامت ہے قیامت ہائے ہائے

ڈھونڈھو پائیں اب کہاں وکٹوریا   رو رہی ہے یہ رعیت ہائے ہائے

تا قیامت ہم نہ بھولینگے کبھی   تھی جو ہم پر تیری شفقت ہائے ہائے

پہنچا پایۂ ہند میں تیرے سدا   شاد تھی تیری رعیت ہائے ہائے

اپنے توں سے سوا جانا ہمیں   ماں سے بڑھکر کی محبت ہائے ہائے

ہم جیسے جاہل او وحشی رہتے   آدمی تیری بدولت ہائے ہائے

مدتوں تا تو نے ہمکو سلطنت کی   بخشی تو نے ہمکو عزت ہائے ہائے

اعلیٰ سے اعلیٰ ہمیں عہدے دیے   ہر طرح بخشی فضیلت ہائے ہائے

مرنے پایا ہند میں اک بھی نہیں   قحط میں تیری بدولت ہائے ہائے

اپنا ہی لارنگ گو کیسا ہی تھا   تھا مگر منظور حضرت ہائے ہائے

پھر بچہ بچہ رہا ہے ہمکو کون   صبح ہی ہے اک قیامت ہائے ہائے

ان دعائیں مانگتی تھی موت کی کل   ماتمی ہے آج خلقت ہائے ہائے

ہے محرم سے سوا عید فطر   سنکے تیرا حال رحلت ہائے ہائے

موت سے چارہ نہیں انسان کو   تھی خدا کی یہ مشیت ہائے ہائے

پھر ترا مرنا کوئن وکٹوریا   ہے قیامت ہے قیامت ہائے ہائے

راقم۔ عزیز احمد علی گڑھ۔

ہائے ملکۂ قیصر ہند

از محیدم مہ چہ شد کہ گریبان دریدہ + دی شب چہ حالت ست کہ گیسو بریدہ

سمجھیے جناب اسوقت تو ہوش و حواس بیگانہ ہو رہے ہیں ہچکیاں ہیں کہ ٹیلیگرام کی چال چلی آتی ہیں۔ پہلو میں دل نہیں مقتل آفند کا شہید تڑپ رہا ہے۔ ناسور جو مدت سے بند پڑے تھے آج خونابہ چکانی میں مشغول ہیں طوفان فروش آنکھوں سے شرر بجلی ہیں داغ جگر جو مدت ہوئی سوکھے تھے بلکہ کرشمہ ہی بنا گئے تھے آج خود بخود ہرے ہوگئے جس کسی نے پیمانہ کو چھلکتے نہ دیکھا ہو ہم لوگوں کی ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں دیکھ لے۔ افسوس

رگ رگ میں نیش غم ہے کہیے کہاں کہاں کی

ہائے ہائے یہ ہر وقت کا نیلگون ماتمی لباس ہی کی دلیل تھا کہ کوئی سانحہ ہوگا۔ کوئی کہتا تھا خون کی ندی بہیگی۔ کسی کو اندیشہ تھا کہ قتل عام ہوگا۔ کوئی قحط کے اندیشہ میں سرگرداں تھا کوئی جنگ و جدل کے خیال میں پریشان۔ غرض کسی کو

بشر انسان تھا جواس جگہ میں نہ سمجھ ہائے قیصر کہ ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء کو سب کے خیال خواب ہوگئے اور ہماری مادر مہربان قیصر ہند کو مرنے ہمارے سروں سے سایۂ شفقت اوٹھا لیا۔

ہائے ہائے۔ مرنے کو کون نہیں مرتا۔ ہم تو ابھی اپنے کو اس مصیبت کا مستوجب سمجھتے تھے۔ اے مادر مہربان تو نے ۲۲ جنوری کی شام کو تاریخ کے مبادہ جو ان نہیں دی۔ بلکہ ہماری نظر میں تمام دنیا کو بیجان کر گئی۔ تو آغوش لحد میں کیا سوئی کہ ہندوستان اور انگلینڈ کو یتیم کر گئی۔ کیا شفقت اور رافت جو ہر کام میں غالب رہتی تھی تیرے قدموں سے لپٹ کر بچھے جانے سے باز رکھ سکی۔ کیا پولیٹکس کے چلتے پرزے جو تیری ذات سے اس آپت کو پہنچے تجھے تیرا دل نہ کہا سکے۔ کیا تیرے ننھے بچون کی دلخراش آواز رونا اور واویلا کی صدا تیرے سدا نہ ہوئی آج کون دیکھے کہ کیسے کیسے عالی دماغ۔ ذکی۔ بیتین۔ لیاقت اور لیاقت کا گروہ سر کھولے باول بریان چشم گریان سینہ کوبان پیٹس ڈالے ہوئے ہے۔ تیرے پوتے۔ پوتی۔ نواسے نواسیان اور خاندان کے لوگ کس بیتابی کے ساتھ تیرے سرہانے کھڑے نوحہ خوانی کر رہے ہیں۔ بھولے بھولے ننھے رنج و غم سے شت سے رہ گئے ہیں۔ لوگوں کے دل ان کی اداس اور غمگین صورت دیکھکر نے خفیا پھٹے جاتے ہیں۔ انکی ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں کھلے ہوئے پریشان بال۔ سیاہ ماتمی پوشاکیں دیکھکر بے اختیار جگر شق ہوا جاتا ہے۔ بڑے بڑے سنگدل لوگوں کے آنسو نکل آئے ہیں اور ڈاڑھ مار مار کر رونے لگے ہیں۔ یقین جان کہ اگر تیری جان کا معاوضہ ہو سکتا تو ہزارہا بندگان خدا تیرے عوض جان دینے کو آمادہ کھڑے ہوتے۔ مرنے کو تو سب آئے ہیں مگر ہائے۔ ع

کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتی کوئی دن اور

کیا ۱۹۰۱ء کی نحوست یوں ہی اترنی تھی یہ تو ہندوستان کی بدقسمتی کا اثر ہے۔ کیا کیجیے

ملبورن میکسیفیلڈ گلیڈاسٹن کے مشورے کی قوم میں کے واسطے ایسی ضرورت تھی - کیا تیرے واسطے سالسبری کافی نہ تھے - جو تو نے اپنی محبت ہم لوگوں کے ساتھ یون توڑی اور ایسی گران گوشی اختیار کی اور ایسی میٹھی نیند سوئی کہ پھر ہماری تسکین اور تشفی کرے - یہ تیری اونچی سی نیک نامی اور رحم عزیزی ... کا اونچے اثر ہے کہ سنائی گئی ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ ایسی خبریں بہت کم جھوٹ ہوتی ہیں - مگر دل اندر سے یہی کہتا ہے -

خدا کرے جھوٹ ہو!

اب تیری ... ناگہانی موت ہوئی ہے سنہ ۱۹۰۱ء کی نحوست کو دخل ہے یا ہندوستان و انگلینڈ وغیرہ کی بدقسمتی شامل ہے - مگر یہ سچ ہے کہ جس طرح تیری سلطنت پر ہر وقت ... آفتاب چمکا کرتا تھا اسی طرح آج ظلمت غم گھٹا چھائی ہے اس وقت اتنا کہہ سکتے اور رانی دلوں پر پتھر رکھ کے صبر کرتے ہیں -

خدا تجھے سب سے خوبیاں تیری نیکیوں میں

راقم - دلفگار م - ب - علیہ الرحمتہ -

بمبئی بڑودا سنٹرل انڈیا راجپوتانہ ریلوے کمپنی

ٹھیکہ بنابر خریدن شہتیر لٹھہ

چونکہ ڈپٹی اسٹورکیپر صاحب بہادر راجپوتانہ ڈیو اجمیر کو بکار کمپنی خرید نا سال کے لٹھوں کا منظور ہے لہذا بذریعہ اخبار ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جس ٹھیکہ دار کو ٹینڈر لینا منظور ہو وہ فوراً درخواست اپنی خدمت میں صاحب موصوف کے بمقام اجمیر ایک روپیہ قیمت ٹینڈر فارم کی روانہ کرے - ٹینڈر فارم میں تشریح اور شمار لٹھوں کا معہ شرائط فروری کے موجود ہے - یہ ٹینڈر تاریخ ۲۱ - جنوری سنہ ۱۹۰۱ء قبل دوپہر کے دفتر صاحب موصوف میں پہونچ جانے چاہیئے - بعد بارہ بجے کے نہ لیے جائینگے - اور کل لٹھہ جہاں تک ممکن ہو نئے ہون گے - ٹھیکہ دارون کو بعد ارسال ٹینڈر ... لٹھون کا معائنہ کرنا ہوگا تب ٹینڈرون پر غور کیا جاوے گا - ٹینڈر کے لفافہ پر یہ الفاظ انگریزی میں لکھیں -

Tender for Supply Sal Timber Logs.

اور اس کے ساتھ ہی مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور زر بیعانہ پورے کرنسی یا پرامیسری نوٹ میں روانہ کرنا چاہیے ورنہ ٹینڈر پر کچھ لحاظ نہ کیا جاوے گا - اگر پرامیسری نوٹ روانہ کیا جاوے تو بنام ایجنٹ صاحب بہادر بی بی سی آئی راجپوتانہ ریلوے کے منتقل کیا جاوے - اگر کسی ٹھیکہ دار کا ٹھیکہ منظور کیا جاوے اور وہ عہدنامہ کمپنی پر ٹکٹ چسپان کر کے دستخط کرنے سے انکار کریگا تو ایک ہزار روپیہ زر بیعانہ ضبط کیا جاویگا اور جسکا ٹھیکہ منظور کیا جاویگا اسکا زر بیعانہ کمپنی کی تحویل میں بطور ضمانت کے تا اختتام ٹھیکہ جمع رہے گا اور اگر ٹھیکہ دار لٹھہ مہیا نہ کرسکے گا یا کوئی بدمعاملگی ظہور میں آوے گی تو ٹھیکہ اس کا فوراً منسوخ کر کے زر ضمانت ضبط کیا جاوے - اور ایجنٹ صاحب بہادر کو اختیار ہے کہ بہ نرخ کمی یا بیشی جسکا ٹھیکہ چاہیں منظور اور قبول کریں -

Ajmer
4 January 1901
دستخط انگریزی
Dy Store Keeper
R. M. R.

نیو کمیشن ایجنسی

لکھنؤ کی تمام چیزیں از قسم پارچہ ظروف مسی و اقسام زیور طلائی و ما مع وغیرہ و لیس و گوٹہ کناری و پاپوش و میوہ جات و اچار و مربا و ترباکو ہر قسم و عطریات - غرضکہ جملہ سامان جو یہان سے باہر جا سکتا ہے بقیمت ارزان تقلیل حق السعی کے عوض بیرونجات میں بھیجا جاتا ہے -

یہ کارخانہ عرصے سے جاری ہے اور اب تک جس قدر فرمائشون کی تعمیل ہوئی ہے کسی کو کوئی شکایت نہیں ہوئی -

المشتہر

شاد محمد خان کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ - کوٹھی عنایت باغ

از اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب اوجاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہوں -)

گٹھیا کسی درجہ کا - وجع مفاصل - وجع الورک - درد کمر و پشت - جوڑوں اور اعضا میں درد - چہرہ اور سر کے درد میں تیر بہدف کبھی خطا نہیں کی - ہزارہا چنگے ہوئے - ایک بوتل کی استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائیگا - خون صالح پیدا ہو - اسد دفع - معدہ صاف - ہضم صحیح غرضکہ سارے جسم میں صحت کے آثار ہونگے -

قیمت فی بوتل ۲ مع خرچ کمیشن و محصول

پتہ - ڈی - ان - ڈاس کمپنی

دوا خانہ اناپورنا ۱۶۲ لوور سرکلر روڈ کلکتہ

سرمہ کا

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اُس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سرخی اور موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم نیچا دکھا دواؤں کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ہیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ہیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ہیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر** پروفیسر بیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

(۱۵) جناب پروفیسر سردار بیا سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپ کے ہیرے کے سفید سُرمہ کو تقریباً تیس مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونہ۔ آنکھوں میں خم اور غبار کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ان مریضوں پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال میں مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری رائے میں آپکا سُرمہ شل ہندیہ کیمین بذریعہ ڈاک خانجات اور ہر گاؤں کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر امیر غریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکے آپ کو دعا دے پھر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ہیرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم وی۔ پی پوسٹ بھیج دیں۔

راقم۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) میں نے ہیرے کا سُرمہ جو کہ سردار بیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ہیرے کا سُرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں آنکھوں کی سب آنکھوں میں

ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے تو بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا جالا دھند و خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی اور ولایتی سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہم آپ نے اس قدر سستے داموں میں یہ سُرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ میں نا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اُٹھاویں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ملٹری حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بھاولپور

(۱۰) جناب من۔ میری آنکھ میں ایک مرض تھا جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیجر صاحب بہادر اور کیپٹن صاحب بہادر نہ کرسکا کچھ فائدہ نہ ہوا آپ کے سُرمہ سے اب صرف دھند اور کم طاقتی باقی رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) میں نے اور بہت سے متعلقین نے ہیرے کا سُرمہ جو سردار بیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھوں کی بیماریوں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھوں کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ میں نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سُرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سیشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اس مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

نشان طلب

چونکہ ریاست پٹیالہ میں اہم انقلابات ہوئے ہیں یا علم دوست اور برگزیدہ خلیفہ محمد حسن خان کا تو مدت ہوئی انتقال ہو گیا حال میں مہاراجہ پٹیالہ بہادر بھی بیکنٹھ باش ہوئے۔ اُن کے گھوڑ دوڑی گھوڑے کلکتے میں بک گئے۔ جدید کونسل بھی قائم ہو گئی خلیفہ محمد حسین خان اور لالہ بھگوان داس صاحب کا نام ممبروں میں دیکھا گیا۔ مگر ایک صاحب تفضل حسین خان صاحب جو فریدآباد اُن کے پہنچ میں ہو وڈیشل منسٹر کہے گئے ہیں اُن کا حال نہیں معلوم۔ مدت سے اخبار تو غالباً پہونچ جاتا تھا اور خطوط بھی پہونچ جاتے ہیں۔ کیا وجہ کہ کوئی واپس نہیں آتا۔ مگر نہیں آتی تو قیمت اخبار۔ نہیں معلوم یہ کیا انقلاب ہوا۔ پس اگر کوئی صاحب مفصل حال سے مطلع فرمائیں تو انعام میں شکریہ ادا کیا جاوے۔

پروفیسر شہباز کے تہنیت آمیز خیالات

عید

مضامین عشرت کی تمہید آئی
دلائل کی فسانوں کی تردید آئی

عجب شان سے دل میں اُمید آئی
پری جس طرح رشک خورشید آئی
مبارک مبارک کہ پھر عید آئی

تکلف کا خوش وضع جوڑا بدل کر
تعیش کا خوش رائحہ عطر مل کر
تو رع کے گھر سے باہر نکل کر
خراماں خراماں نزاکت سے چل کر
مبارک مبارک کہ پھر عید آئی

سویوں کے ساتھ اپنے خوان لا رہی ہے
بھری دودھ کی مٹکیاں لا رہی ہے
شکر قند مصری بھی ہاں لا رہی ہے
ادھر لا رہی ہے یہاں لا رہی ہے
مبارک مبارک کہ پھر عید آئی

وہ نازک سے ہاتھوں میں مہندی لگا کر
نشیلی سی آنکھوں میں سُرمہ لگا کر
دھڑی لب پہ مِسّی کی اُودی جما کر
محبت کے ہاتھوں سے وہ پان کھا کر
مبارک مبارک کہ پھر عید آئی

کہیں گھوڑے کو ہے یہ آ کر کُداتی
کہیں ہاتھی کو ہے یہ جا کر بڑھاتی
کہیں پالکی میں ہے پلا کر بٹھاتی
کہیں ہے فٹن کو بڑھا کر چڑھاتی
مبارک مبارک کہ پھر عید آئی

مصلوں سے رونق پہ ہیں عیدگاہیں
ہیں رنگین کپڑوں سے گلزار راہیں
ٹھنڈی وہ سانسیں نہ کچھ درد آہیں
بھی ہیں خوشی کی عجب واہ واہیں
مبارک مبارک کہ پھر عید آئی

کہیں کچھ ہیں بوڑھے کہیں کچھ ہیں بالے
کہیں کچھ ہیں گورے کہیں کچھ ہیں کالے
کہیں باپ بیٹے کہیں سُسرے سالے
وضو کر رہے ہیں کہیں کرنے والے
مبارک مبارک کہ پھر عید آئی

کوئی رو معین چیرتے جا رہے ہیں
کوئی ساتھ اُن کے گھسے جا رہے ہیں
کوئی آگے آگے وہ دلے جا رہے ہیں
کوئی آگے پیچھے دبے جا رہے ہیں
مبارک مبارک کہ پھر عید آئی

اُٹھو اب کہ دھومیں بڑی ہو رہی ہیں
صفیں وہ برابر کھڑی ہو رہی ہیں
تفقہ کی باتیں بڑی ہو رہی ہیں
بہت ہو رہی ہر گھڑی ہو رہی ہیں
مبارک مبارک کہ پھر عید آئی

سُریلی ہے کیسی قراءت کی تانیں
پھڑکتی ہیں کیا کیا فرشتوں کی جانیں
سنے کان گویا ترنم کی کانیں
طرب میں نوا سنج ہیں کُل زبانیں
مبارک مبارک کہ پھر عید آئی

قیصر ہند کے غم مین ہند کا پچھاڑین کھانا

آج کھانا نہیں پکاؤ ہمارے اور تمہارے
حقوق میں خدا کے یہاں سے کوئی فرق
نہیں ہے۔ پھر وہ کیا کہ ہم ہی روز روز چولہے
میں جلیں مریں۔ اتنے دن ہم نے پکایا کھلایا
اب تم پکاؤ کھلاؤ۔

غرض کہاں تک کہوں۔ رات بھر تو
رنج رہا۔ اور کچھ نہ کرنا نہ ہو گیا۔ آپ
جانیے کہ اگر ایک عورت کسی بھلے آدمی کی
بگڑ جاتی ہے تو بڑی سنبھالنا مشکل ہو جاتا
ہے۔ اور یہاں تو ٹولا کا ٹولا بگڑا ہوا ہے
بات بنے تو کیونکر؟

قصہ مختصر رات تو اس خرابی اور پریشانی
میں بسر ہوئی خدا خدا کر کے صبح ہوئی خیال
تھا کہ رات گئی۔ بات گئی کا معاملہ ہوگا مگر ع

خود غلط بود آنچہ من پنداشتم

یہاں اور بد سے بدتر حال ہو گیا صبح ہوتے ہی
بیوی صاحبہ کپڑے پہن ہوا کھانے چلدیں
پہروں چڑھے تک بی صاحبہ کی واپسی کا
انتظار کر کے میں تو بھوکا پیاسا دفتر چلا گیا
وہاں سے واپس آنے پر گھر کا عجب رنگ

پایا کیا دیکھتا ہوں کہ دو چار محلے کے جوان جوان
لونڈے بیٹھے ہیں۔ اور تاش ہو رہا ہے۔ اس
کیفیت کو دیکھکر جی میں تو بہت آیا تھا کہ نکال کے
چھری ان سب کی چھاتی میں گھسیڑ دوں اٹھا دوں۔
اور خود بھی کچھ کھا کے سو رہوں۔ مگر پھر انجام کا
خیال کر کے چپ ہو رہا۔

غرض صاحب اس دن سے روز مرہ ایسے
واقعات پیش آتے ہیں اور میں خون جگر
پی پی کے چپ ہو رہتا ہوں۔ بس اب میں
حامیان رسالہ ہذا سے بطور ایک مسلمان
بھائی کے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی
گھر والیوں کے ساتھ کوئی ایسا ہی کرے
اور ان کے خیالات کو بھی اسی طرح تبدیل
کر دے تو ان کو کچھ حس ہوگی یا نہیں
اس پوچھنے سے میرا مطلب صرف اطلاع
پا جانے سے ہے اور کچھ غرض نہیں۔

راقم ستم رسیدہ۔ نقلم۔ م۔ ب علیہ الرحمۃ

ابرو سے کر رہا ہے اشارہ ہلال عید
رندو چلو کہ وا در میخانہ ہو گیا

بھیا پنچ۔ ابھی ابھی چاند دیکھکر روزہ
تڑاق سے کھول ڈالا۔ گویا جان میں جان
آگئی۔ زندگی کا سہارا ہوا۔ مارے خوشی کے
ایک ساقی نامہ اپنی تعریف میں فی البدیہا
(اے توبہ فی البدیہا) لکھ ڈالا۔ جی میں
آیا کہ آپ کو سنا کر داد نظم لوں۔ اگر غلطی خط
ہو تو معاف کیجیے۔ اسواسطے کہ بندے کو
مارے غرور کے آج کل نیک و بد میں تمیز ہی
باقی نہیں رہی۔

وھو ہذا

ساقی نامہ اندر ستائش خود فرماید

الا ایہا الساقی بے خبر
پلائے کھلا تھوڑے تھوڑے نے مٹر
جو اگر دش چرخ سے ہوں سڑی
کبھی میں بھی تھا طوطے سے حق
سڑی پن سے ایسا ہوا میں خراب
سمجھتا گنہ کو ہوں کار ثواب
پلا دے جو مے خود ستائی کروں
نشہ میں سہاگ کی برائی کروں
وفور مسرت سے ہو یہ سرور
کسی کی نہ ہستی ہو میرے حضور
چڑھے نشہ بن جاؤں صحرائی غول
کروں میں ہر اک شخص کو لاحول
پلا دے جو لا جرعہ ساقی شراب
سناؤں تجھے گالیاں بے حساب
کہیں صاحب فہم چاہیں سڑی
سمجھتا ہوں میں نخرہ محسن کشی
تجھی پر کروں پہلے میں ہاتھ صاف
تجھی سے کروں پہلے جنگ و مصاف
پلا دے جو مے ساقی حیلہ ساز
کروں پاؤں آقا کی جانب دراز
وہ آقا جو آتا ہے نعمت مرا
بجا ہے کہوں گر مجازی خدا
ذرا بھی جو ساقی ہو تو مہربان
کروں اپنے آقا سے گستاخیاں
پہن کوٹ و پتلون میں بے خطر
اچکتا پھروں گہ ادھر گہ ادھر
بکوں اس طرح مزخرف واہیات
کسی کو نہ کرنے دوں میں ایک بات
صراحی و ساغر سے ہاں ہوشیار۔

ملے واہ کیا فصلی ترک کی خواہش کی ہے

۲۷ دسمبر ۱۹۰۹ء ۳ ماہ

کم خرچ بالا نشین

چونکہ آجکل لدھیانہ کلاتہ ہمارے دیسی بھائیوں
کی باعث پسندیدگی اور قابل توجہ ہو گیا ہے
ہم ان کو کم خرچ بالا نشین بنانیکی غرض سے ان کی
پوشش کے لیے اپنے کارخانہ کی اعلیٰ درجہ کی
ساختہ زرین اور سادہ لنگیاں۔ ٹیکے۔ کلاہ اور
گبرون وغیرہ پیش نظر کر کے ملتمس ہیں کہ یہ سب
اشیاء مضبوطی خوشنمائی رنگ میں بے مثل
اور خوبصورتی میں بے نظیر ہیں قیمتیں عام
کارخانجات لدھیانہ سے ارزاں ہیں نمونہ جات
مفت ارسال ہوتے ہیں۔

المشتہر کریم بخش محمد اسمعیل محلہ جاجیان
گھاس منڈی لدھیانہ پنجاب۔

بہروں کو مژدہ ۵۲ ہفتہ

ایک متمول بیگم نے جنکو ثقل سماعت اور کان میں آواز کا
عارضہ تھا ڈاکٹر نکلسن کی مصنوعی چوکھٹی لگا کر صحت کلی پائی
تھی پانچہزار پونڈ اسغرض سے اس انسٹیٹیوٹ کو عطا کیے ہیں
کہ جس غریب کو اس آلہ کی قیمت ادا کرنے کی مقدرت نہ ہو
تو اسکو مفت بھیجا جاوے۔ پتہ۔ نمبر ۱۲۴ نکلسن انسٹیٹیوٹ
لانگ کارڈ۔ گنبر سبری لندن گوشہ مغرب

برانڈی وشیری ووسکی بیار
ہوئے خیر دہلی سے روزے تمام
پلا جلد ساقی مئے لالہ فام
بکرمے کے دنیے مین اب قال وقیل
ہوا جاتا ہے ساقی نامہ طویل
دل تنگ سے خواہش ہے ساقی یہی
کہا کر مجھے پنچ اور ۔ جھپتی
آگے آئی آیت دست

راقم

نام ہرگز نہ بتائینگے کسی کو اپنا
ہر کسے مصلحتِ خویش نکو میداند

غور سے دیکھ لیجیے اے پنچ

ماہواری رپوٹ حاضر ہے

نواب پنچ الدولہ خان صاحب بہادر دام ظل اقتدارہم۔ بعد مدت کے تسلیم۔ بہت عرصہ سے میرے آپ سے دو دو باتون کی بھی نوبت نہ آئی۔ اب مین نے سنہ ۱۹۰۱ء سے نیت کر لی ہے کہ چاہے کچھ ہی ہو زمانہ کیسا ہی بوکھلائے مگر ہماری آپ کی خط کتابت ضرور ہو جایا کرے۔ مہینہ بھر سے آتے دن روزہ کی نیت کرتے کرتے یہ نیت بھی کر لی ہے خدا راست لائے۔

سو ست ایک ننھا منا سا سفرنامہ جس مین چند دلچسپ اخبار بھی ہین بطور ماہواری رپوٹ کے پیشکش کرتا ہون۔

خدا خدا کر کے اُنیسوین صدی کی قلیا تمام ہوئی۔ صدی کا بدلنا کیا تھا کہ اودھ کا موسم ہی بدل گیا۔ پہلے تو اودھ کا گھنٹہ بند جن گورنمنٹ عالیہ نے آئین سے کر دیا تھا۔ اس سال اللہ میان نے اودھ کو (بلحاظ تغیر موسم) لندن سے غت پٹ کر دیا۔ جس روز سے اس اُنیسوین صدی کا انتقال ہوا پیر فلک نے ایسے اشک حسرت بہائے کہ اہل عالم کو بوکھلا دیا۔ آفتاب الدولہ نے مارے غم کے رومال ابر مُنہ پر رکھکر نکلنا شروع کیا اور طرہ یہ کہ گُر اطان عاشق کی آہ شرر بار بنکر دنیا اندھیر کیے دیتے ہین۔ جاڑا اخان نے وہ اُودھم مچا رکھا ہے کہ بنا دیتری تمام اعضا بید کی طرح کانپتے ہین۔ پانی بکر چھوہات کیجیے گنگری کا مزہ آتا ہے۔ انار کی بھی سردی کی بدولت پٹکا گویا نہ۔ بابت ناک کی ٹھنڈک کے سامنے برف کی قلفی کی کچھ اصل ہی نہین۔ ایسے جاڑے پالے مین خیر آباد کے میلے کی دھوم دھام مبالغہ سے کئی حصہ زیادہ سننے مین آئی۔ اینجانب نے بھی کمرہمت رزائی۔ لحاف۔ توشک مین لپیٹ کر چُست کی۔ اور میلے کے ملاحظہ پر چوکس تیار ہو بیٹھے۔

پانچوین جنوری کو پانی برسنے مین بسم اللہ ہو رہا و مرسا کہ گھر سے باہر نکل کھڑے ہوئے۔ جون تون کر کے شام ہوتے شام سدھولی کے اسٹیشن پر جا پہونچے۔ تو نے آٹھ بجے بی ریل صاحبہ خراماں خراماں پلیٹ فارم پر تشریف لائین۔ ماہ دولت سیتاپور کا ٹکٹ لیے رونق افروز گاڑی ہو گئے اور بی ریل صاحبہ نہایت انداز معشوقانہ سے رسان رسان ؎

آہستہ خرام بلکہ مخرام

کستی ہوئین سیتاپور کی طرف رفو چکر ہوئین مع مبالغہ ہر اسٹیشن پر پچاسون گھنٹہ ٹھیر رہتی تھین۔ غرضکہ بہزار خرابی قریب گیارہ بجے کے سیتاپور کا اسٹیشن دیکھنا نصیب ہوا۔ مگر کُہر اُسوقت اس کثرت سے گرتا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا تھا۔

چھٹی جنوری کو جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیتاپور نے گارڈن پارٹی دی تھی۔ اینجانب بھی تین بجے گارڈن پارٹی کی سیر کو پہونچے۔ جیسے ہی کوٹھی کے کمپونڈ مین قدم رکھا ایک صاحب الظرہ خواہ مخواہ مرد آدمی ٹاٹ کا پتلون۔ شطرنجی کا کوٹ ڈاٹے پہنے دکھائی دیے۔ دفعتہ یہ بہاری بھرکم صورت دیکھکر بندہ تو بھونچکا ہو گیا۔ بے ساختہ زبان سے درجل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو نکل گیا۔ اور اس چکر سوچ مین پڑ گیا کہ یا الٰہی یہ کوئی آدمزاد ہے یا جن یا دیو زاد ۔ غرضکہ وہ حضرت تو پتلون مین ہاتھ ڈالے اودہر اُودہر ٹہلتے رہے۔ بندہ درگاہ گارڈن پارٹی مین جا پہونچے۔ اہا ہا۔ وہ وہ دلکش سین نظر آیا کہ جی پھڑک گیا۔ ایک طرف گوروں کا بینڈ بج رہا تھا۔ بینڈ ماسٹر صاحب دُمڑی کہ لیے باز نہ ہے آیا گھات کھیل رہے تھے۔ ایک سمت ہائی لینڈ گوروں مین (جس کو ہمارے ہندوستانی بھائی مشک کا باجا کہتے ہین) بجاتے تھے۔ کہین پر فونوگراف مختلف صدائین سُنا رہا تھا۔ کسی جگہ پر عجیب وٹرکس (بازیگری) ہو رہی تھی۔ حکامان عالیشان نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ قلعقدار صاحبان بھی شریک جلسہ تھے۔ کوئی صاحب سر پر شملہ دستہ راہ مہرا نبے پہرتے تھے۔ کوئی صاحب ٹاٹ بانی (ناقوبہ کار چوبی) کوٹ زیب جسم فرمائے تھے۔

ایک تازہ وگراہیت اور دیکھنے مین آئی۔ ایک صاحب نے اپنی امارت جتانے کے واسطے پاپوش شریف مین گھڑیان بجائے بکلس کے لگائی تھین۔ بقول شخصے ؎

ہے مری پاپوش مین تصویر وقت
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

کیون پیارے فیشن ایبل پنچ ہاتھ مین گھڑی جیب مین گھڑی۔ بائیسکل مین گھڑی وغیرہ وغیرہ کا استعمال تو آپ نے بھی کیا ہو گا۔ مگر جوتین

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اُس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دُھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ تیل۔ سُرخی اور موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بجائی اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۱۲ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین۔ نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر**۔ پروفیسر رمیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱۵) جناب پروفیسر سردار رمیا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپ کے میرے کے سفید سُرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند۔ دُھند۔ پھولا۔ ناخونہ۔ آنکھون میں خمار و غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا۔ جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری رائے مین آپکا سُرمہ شفاخانہ جات بذریعہ ڈاک خانجات اور بہر گاؤن کے نمبرداروں کی معرفت فروخت ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر امیر غریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سُرمہ اعلے قسم وی۔ پی پوسٹ بھیج دین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) مین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار رمیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمار دن پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ نیا یہ میرے کا سُرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا۔ مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا یانی (؟) دھند و خارش۔ سُرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اس قدر سستے داموں مین یہ سُرمہ تیار کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین ناممکن ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۱۷) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مدت سے دُھند تھا علاج ہر ایک ڈاکٹران لاہور سول و ڈاکٹر پیرجی صاحب بہادر و رکیب (؟) صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپکے سُرمہ سے اب صرف دھند ابھی باقی تھی ہماری علم مین ہے اور ایکتولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر نصیب محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سُرمہ جو سردار رمیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھونکو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سُرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ وی۔ آئی۔ ایس ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بینک مین اس مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے۔

رسیدِ ایبو وہلائے والے بخیر گذشت

جنوری کے اخیر مہینہ میں نستیخ پور بارہ بنکی سے ہرکارہ ڈاک لیے جاتا تھا قریب شام جنگل سے چند جنگلی مہوش نکل پڑے اور ہرکارے پر چند عدد لاٹھیان نقد رسید کین۔ ضرب شدید کا خلعت عطا کر ڈاک کا تھیلا چھین مطالعہ ڈاک مین مصروف ہوئے مگر کچھ زر نقد کا پتہ نہ ملا۔ لہذا تھیلا کیبنہ ٹھیک پھاک دیا۔ خیریت یہ ہوئی ڈاک سب مل گئی۔ ایک بدنصیب سرخپہ اکہ بارہ بنکی سے چلا آتا تھا فوراً ان بدمعاشون نے اکہ پر حملہ کیا۔ اُس اکہ مین تین عدد عورتین مع اپنے اسباب جہالت کے بھری ہوئی تھین۔ ان بیچاریون کی قرار واقعی قرقی کی۔ کپڑے یکمشت جسم سے اُتار ڈالے اور لوزی جامہ پہنا چلتے پھرتے ہوئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدمعاش قانون دان تھے۔ اکہ پر تین سواریان بٹھانے کا حکم نہین۔ لہذا کل اسباب وغیرہ اُن کا جرمانہ مین لے گئے۔

پولس سرگرم تحقیقات ہے۔

راقم۔ حضرت آر۔

غور سے دیکھ لیجیے اے پنچ ماہواری رپوٹ حاضر ہے

تمتہ ام - جنوری سنہ ۱۹۱۰ع

۷۔ جنوری۔ بندہ درگاہ اصل خیمے خیرآباد مین داخل ہو گئے اور میلے کی سیر مین مصروف ہوئے مختصر سی نمائش بھی تھی۔ بلکہ یون کہیے کہ جنوری سے آغاز نمائش کا تھا نمائش مین کوئی ایسی چیز نہ تھی جو آپ سے عرض کرون۔

۸۔ جنوری۔ پیر فلک کو پھر سلسل البول کا عارضہ ہو گیا۔ خوب دھڑلے سے مینھہ برسا تمام میلہ پیچ کر گیا۔ دوکاندار بیچارے چادرین پانی کی حفاظت کے واسطے ڈال کر کے بیٹھے بھیگ رہے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دوکاندار کا ہیکو ہین شہید مردکی قبر کے مجاور ہین۔

اُسی روز شام کو حضور پُرنور جناب راجہ علی محمد خان صاحب بہادر دام اقبالہ ولیعہد حضور سر راجہ صاحب بہادر والی محمود آباد دام اقبالہ نے بہت اہتمام کے ساتھ پورے دو درجن حکامان و لیڈیان یورپین کا ڈنر دیا تھا۔ مگر آسمانی تقطیر البول کی وجہ سے تھوڑی سی بے لطفی ہو گئی۔ تاہم میلے سے کیمپ تک دورویہ لالٹینون کی روشنی اُس اندھیرے گھپ مین نہایت لطف دے رہی تھی۔ معزز مہمانون کے بیٹھنے کا خیمہ علحدہ تھا۔ چُرٹ پینے کا خیمہ الگ۔ جس خیمہ مین کہانے کا میز تھا وہ نہایت درجہ کا اعلے و نفیس سُرخ سلطانی بانات کا طلائی متعدد کام چڑھے ہوئے۔ میز کی آرائش و عمدگی کا پوچھنا ہی کیا۔ بقول تمھارے جن کے صرف دیکھنے سے بھوک پیاس جاتی تھی اوس کی تعریف ہی بیکار ہے۔ کھانا ہندوستانی اور انگریزی گنگا جمنی تھا دو ڈھائی گھنٹہ خوب چھُری کانٹے کھنا کھن بجے۔ پیر گردون کے پوپلے مُنہ سے (کھانے کی خوشبو سونگھہ سونگھہ کر) پانی چھوٹتا تھا۔

جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیتاپور نے کھڑے ہو کر حضور سر راجہ صاحب بہادر اور حضور ولیعہد صاحب بہادر کا جام سلامتی نوش فرمایا۔ ولیعہد صاحب نے انگریزی مین صاحب ممدوح و نیز دیگر مہمانان کا شکریہ نہایت خوش بیانی سے ادا کیا اور ڈنر برخاست ہوا۔

دوسرا خیمہ جو اس خیمہ کے بالکل متصل تھا اُسمین سب جنٹلمین تشریف لیجا کر چُرٹ بازی کی

عہد شاہ اڈورڈ ہفتم

درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است

طبع روان ہے موج نسیم تازہ بتازہ نو بنو

راقم- انور علام

نوحۂ غم

انتقال پُرملال جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند سے تمام ہندوستان پر- اس کماری سے تا کشمیر ایک عالم غم کا طاری ہو رہا ہے ہر شہر و قصبہ و ہر قریہ و ہر محلہ و ہر گھر سے صدائے ماتم چلی آتی ہے- جدھر نگاہ اٹھایئے لوگ ماتمی پوشاکین پہنے اظہار غم کے لیے ماتمی مجلسین کر رہے ہین- کیون نہ ہو جناب ملکہ کے احسانات بے پایان ایسے نہین ہین کہ جو اس امر کے مقتضی ہون کہ ہم اُن کو بھولکر اپنی محسنہ مرحومہ کی مفارقت مین آنسو نہ بہایئن- ذیل کا نوحہ من تصنیف منشی بابولال سری واستو یہ عرف بین جی سکنڈ کلارک سر رشتہ انجنیری پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ جو بہ اظہار غم حاضرین وقت کے سامنے محلہ موٹھی گنج شہر الہ آباد مین پڑھا گیا- ارسال خدمت ہے بتکلف اسکو درج اخبار فرمایئے-

نوحہ

کل تلک تو کیا کرتے تھے صحت کی دعایئن- ہے ہے مری ملکہ
اور آج مصیبت ہے کہ غم تیرا مناین- ہے ہے مری ملکہ
اے چرخ جفاکار یہ کیا تیرا ستم ہے- اندوہ و الم ہے
ماتم کی چلی آتی ہین ہر سو سے صدایئن- ہے ہے مری ملکہ
پلٹی یہ ہوا کیسی اُڑی خاک چمن مین- اک شور ہے بن مین
اے وائے ستم کس سے کہین کسکو سنایئن- ہے ہے مری ملکہ
کیا ملک عدم پر ترے قبضہ کی خبر تھی- جو شام سفر تھی
بولا نہ کوئی اُٹھ کے حضور آپ نہ جایئن- ہے ہے مری ملکہ
اب گنج لحد تجھکو ہوا قصر شہانہ- کیا دلمین یہ ٹھانا
تو جا کے وہان سوئے کہ ہم پھر نہ جگایئن- ہے ہے مری ملکہ
منہ ملک سے تو ہے گئی آنکھ چھپالی- کیون بات یہ کیا تھی
ہم ہائے جگر اپنا کسے جا کے دکھایئن- ہے ہے مری ملکہ
خواہش نہ ہی صحت کی نے تاج کی پروا ملک مین چھوڑا
صیاد اجل کی تجھے کیا بھایئن ادایئن- ہے ہے مری ملکہ
میت پہ تری آج یہ کہرام مچا ہے- اک حشر بپا ہے
سر پیٹ رہے ہین کھڑے سب بنی مایئن- ہے ہے مری ملکہ
شاہان زمین غم سے ہین سینہ فگار آج- ہے ہے مری تاج
کیا کہکے تجھے ہائے ہم اب تجھے بلایئن- ہے ہے مری ملکہ
مضطر کسی شی کو نہین دنیا مین بقا ہے- گرداب فنا ہے
اس ہستی موہوم سے کیا دلکو لگایئن- ہے ہے مری ملکہ

راقم- ظالم سنگھ-

قطعات تاریخ انتقال پُرملال ہر رائل ہجسٹی دی امپرس وکٹوریا فرمانروائے انگلستان و ہندوستان از محشر

جناب ملکۂ وکٹوریا جہان سے اُٹھین
چمن مین غم سے پریشان ہین گیسوئے سنبل
کیے ہین اپنے گریبان گلون نے بیخ سے چاک
جگر خراش ہے انداز نوحۂ بلبل
کہان وہ بزم کہان کا سرور کیسا کیف
کہ ہو گئے تہک آلودہ جام و شیشۂ مل
یہ مختصر ہے صفت اُن کی حکمرانی کی
بھرا ہوا تھا جہان عدل و داد سے بالکل
زمانہ قیصر اُور دکا ہوا اب محکوم
ہوا ان کا تابع فرمان ہر ایک جزو کل
لکھا یہ مصرعۂ سال وفات محشر نے
چراغ ظلمت ہند ہائے ہو گیا گل
۱۹۰۱ء

قطعۂ دیگر

امپرس وکٹوریا کشورکشا گیتی ستان
آہ از سوز غمش لہائے عالم شد دو گذاز
قلب مور ناتوان از خوف پامالی پیل
ماند در دوران او با مین عدلش بے نیاز
سایۂ لطف ہمایونش بفرق ما نماند
دست ظلم چرخ گشتہ جانب بان دراز
شکل انجم خون فشان گریم ہر شام و سحر
تا ابد بر خود درد و رنج و الم داریم باز
بہر انسان از فتوحات ست اجل محشر بگو
یافتہ شہر عدم شاہنشہ ہند و نواز
۱۹۰۱ء

قطعۂ ثالث

ملکۂ وکٹوریا سلطانۂ علیا جناب
ساز رحلت بست و دل ہا شت نیل فہ جہان
ہند و انگلینڈ کے تختہان پرشد افراد غمش
گشت پنہان از نگاہ خلق دور آسمان
بود از مہتاب فیضش ملک لندن چون ارم
بود از خورشید عدلش جلوہ گر ہندوستان
بر سر ما باد یا رب جانشینش تا ابد
سلطنت گستر عدل پرور رعیت پرور مہربان
گفت محشر سال تاریخش برائے یادگار
راہی دار البقا شد ملکۂ فخر زمان
۱۹۰۱ء

اشعار متضمن انتقال پُرملال جناب ملکہ معظمہ مہارانی وکٹوریہ قیصر ہند

اے قلم از بسکہ کچھ لکھنا ہے مجھکو حال زار
مجھکو اندیشہ ہے یہ تیرا نہ ہو سینہ فگار
رو رہی ہے آج کیون بلبل چمن مین زار زار
کس لیے شمشاد پر بیٹھی ہے قمری بے قرار
کونسے صدمے زمان کی دیدۂ آخر کے لیے
نرگس بیمار نے کھولی ہے آنکھ آیئنہ دار
آج کچھ چپ چاپ سی ہے گلشن میں سوسن کس لیے
اور کس کے غم مین سنبل رو رہی ہے زار زار
کیون نہین کرتی ہے گل سے آج سرگوشی صبا
فرش سبزہ پر نہین کیون لوٹتا گل بار بار
کیون نہین خندان صراحی آج میخانہ مین ہے
کیون پڑی ہے سرنگون ہے کسکے غم مین بیقرار
کونسا صدمہ ہے جو سکتہ کے عالم مین ہین سب
کیون نہین کرتے کلیلین آج آہو بار بار
کس کے غم مین رو رہے ہین طایران بوستان
کس کے غم مین لٹ گئی ہے آج گلشن کی بہار
کس کے غم مین چپ کرلے مین کوہ بھی ہے دو دستو
کس کے غم مین اب گل لالہ ہوا ہے داغدار

جو نیا ہر کسی کا ماتم ہو صبا گلشن میں آج
چل بسا ہے اس جہاں سے کون ایسا ذی وقار
اُسکو تھی شاید خبر بے وقت رحلت کی کیا
اسلیے معذار ل سے جانا بھی ہو ا عذار
او شمع تو بھی تیار دے ہین کہاں پروانہ آج
وہ عاشق ہین تر تر پھر کیون نہین تھے ہوشیار
کونسا ہے سُنا ہو ماجرا ہے جاں گداز
ضبط پر بھی آنسو نکلے آتے ہین بے اختیار
کس کے ماتم مین جہان سارا بنا ماتم کدہ
کس کے غم مین سر بسر آتا نظر ہے سوگوار
وہ ہماری ملکۂ وکٹوریہ شاہ زمان
صاف باطن نیک طینت مہربان عالی تبار
عادل و فیاض باذل صاحب عز و کرم
جنکے تھا فیض قدم سے اک جہان کو افتخار
ایک گل سے جبکہ ہووے رونق گلشن تمام
وہ ہی جب مرجھائے گلشن مین ہے کیونکر بہار
کیا ستم ہو کیا الم ہے کو دغم کیسا گراں
جسم سے نکلی ہی جاتی ہے ہماری جان زار
اب نہ سب رنجیدہ خاطر ہون تو پھر کیا کرین
جب خزان آئے تو بلبل کیون روئے زار زار
یون تو باغ دہر مین لاکھون ہوئے ہین بادشاہ
پر ہماری ملکہ رکھتی تھی سبھون پر افتخار
خیر جو قسمت کا لکھا تھا وہ پورا ہو چکا
پر جہان مین نام تو اُنکا رہیگا یادگار
الہ الہ اسقدر تھین مہربان اور رحم دل
مغفرت اُن کو عطا کر اے مرے پروردگار
رام کی اب یہ دعا ہو وے اُنکا جانشین
عادل و فیاض و باذل مہربان اعلے تبار

راقم۔ رام پرشاد مدرس اسکول
سلطان پور متخلص بہ رام

سنہ ۱۹۰۰ رفت و منزل بسنہ ۱۹۰۱ پرداخت

اے دُنیا کے برخوردار۔ اے اپنے قبلۂ حاجات کے کفش بردار۔ اے علیہ الرنڈت کے ناز بردار۔ اے بگڑو گاوُ دی اخبارون کے نامہ نگار۔ اے بڑی تو ند کے ساہوکار۔ اے پیر نیچر کے پیروکار۔ اور اے دُنیا بھر کے المُ غلم یار و۔ اپنی اپنی توندین سہلا کر اِم اِہمہ اِم طلبہ۔ اور ادھر اُدھر گھور کے دیکھو کہ عزیز القدر سنہ ۱۹۰۰ء مختصر العمر ۳۱ دسمبر کی شام کو بوقت ۱۱ بجے ۵۹ منٹ ۶۰ سکنڈ سے یک بیک چرٹ دُ گا لدان بے طرح دفع دفان ہوئے۔ دیکھیے آپ کی بے وقت رحلت کی خبر شہرون قصبون اور دیہاتون اور بردولت خانہ مَلّان پنڈت بلبل ہند آناً فاناً پہونچ گئی بذریعۂ ٹیلیفون۔ اب ان کے جانشین سنہ ۱۹۰۱ء گول مول عمرہ یکم جنوری کو بوقت نصف شب پنڈت جی کی طرح منگوا رہی لینے کو صبح صبح ہر گلی کوچہ محلہ ٹولہ مکان جھکون کے نا ہ ان قبرستان مانکہ زمین و آسمان مین سسر ہو گئے۔ افواج گورنمنٹ نے قواعد پریڈ باجے گاجے سے۔ رنڈیو نے چارپائی پر لیٹ کے۔ حکیم اور ڈاکٹرون نے قبرستان مین بیٹھکر۔ مسجد کے امامون اور موذنون نے منارون پر چڑھکر خیر مقدم کیا۔ منشی۔ بابو۔ اور مسٹرون نے دفاتر مین تعطیل کرکے خوشی کے مارے توند پھلائی کسی نے نقالون کی چندیا سہلائی۔ کسی نے علیہ الپشواز کے سلیم شاہی لگائی۔ کسی بے فکرے نے بغل بجائی کسی گھامڑنے چارپائی پہ بیٹھے بیٹھے چاند ماری لگائی غرض حسب حیثیت ہر ایک نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ خیر خدا ذات شریف کی نیت ٹھکانے رکھے

بفضل خدا آپ کا دم بدم
ترقی کے زینہ پر پہونچے قدم

یہ حضرت تشریف تو لے آئے ہین۔ مگر ان کی آمد سے ذرا گڑبڑ ہی معلوم ہوتی ہے آتے دیر نہین ہوئی کہ قاضی رمضان المقدس آ کودے۔ اور دسرا لالہ سکٹ رام بھی ایک دن کے لیے آ دھمکے۔ چونکہ اینجانب آج سے کیا ملکہ شاہی زمانے کے بھی پہلے سے تجربہ شدہ نجومی۔ جفار۔ رمال ہین اور بہرطرہ یہ کہ مابدولت نجومی کانفرنس کے چیرمین۔ انیونی انجمن کے سکرٹری۔ جلسۂ قل اعوذیان کے صدر اعلے۔ جفار یونیورسٹی کے فیلو۔ اور رمال کالج کے پڑھے ہوئے گپ اُڑانے دو تو یہ سچ کہنے مین حوصلے بڑھے رکھتے ہین۔ چنانچہ سال نو کے نازل ہوتے ہی تمام آسمان کے نیچے اینجانب کی چٹ پٹی پیشینگوئیون کی طرف رجوع ہین این جانب سلمہ الیہ دگارا سی قابل ہین۔ اینجانب کی تعریف مین کتابین کی کتابین اور صحیفہ بھرے پڑے ہین۔ اگر چاہین تو نہایت موٹل اور ڈبل توندل سہاسے یا ازحد تیز رفتار جنبکمین کو ٹھنڈی سڑک پہ چٹکی بجاتے روک دین۔ پھر لاکھ اُن کے آگے پیچھے ہاتھی بلکہ انجن بھی لگائے جائین مگر کیا مجال جو ٹس سے مس ہو جائین۔ اگر کوہ ہمالیہ کو ایک نظر کیمیا اثر سے گھور دین تو تمام سلسلے پہاڑون کے سونے ہی سونے کے ہو جائین۔ جس کو چاہین گھر جا کے نہتر دین۔ ایسے دُبلے پتلون کو جو بوجہ لاغری کے الگنی پر لٹکانے کے قابل ہو گئے ہون یا اُن کا جسم خوردبین سے بھی نہ معلوم ہو سکتا ہو ایک ادنے توجہ پہ اس قدر موٹا کر دین کہ الٰہی تیری پناہ راون کا بھی پرداد معلوم ہونے لگے۔ اولاد کی ہوس والون کا مارے اولاد کے ناک مین ادا ر بند او ر ازار بند مین ناک آجائے۔ بچون کی وہ کثرت ہو کہ کھانے کے وقت ان کے جمع کرنے کے لیے بگل بجایا جائے لیکن پھر بھی تا قیامت کورم نہ ہونے پائے۔ خیر زیادہ اشتہے مسکہ کون میان نیم جی بھیجو بنئے

اب ذرا مطلب کی پیشینگوئیان ارقام فرماتے ہین انعدمحویت اور سہرعزٹوبیت ت سُنیے۔

سنہ ۱۹۱۰ء ۳۶۵ روز دنیا مین قیام کرے گا اُس کے بعد انا للہ و انا الیہ راجعون ہو جاسے گا۔ اس سال مین ۹ کم ایک درجن موسم ہون گے۔ ان مین سے ایک موسم مین خلقت بے ڈر اسئے دھرکائے خواہ مخواہ کانپے گی۔ بغیر رس بھرتا کے انسان ریلی جانے کے قابل ہو جاسے گا موٹے اور ڈبل کپڑون سے انسان لندکم اچھا خاصہ لغلول بن جاسے گا۔ اس کے بعد عجیب موسم ہوگا۔ غریب تو غریب امیر آدمی بھی روٹی کھانا تو درکنار ہوا کھاتے پھرین گے۔ ہر شخص کو زیادہ مجمع سو خفقان پیدا ہوگا۔ نہ کسی سے جھگڑا نہ تکرار۔ مگر خواہ مخواہ کلیجے مین پنکھے لگین گے ذرا گرمی لگنے سے انسان اور حیوان موم یا گھی کی طرح پگھلین گے۔ پھر تیسرا بہتا ہی بے تکا موسم ہوگا۔ سو

برابر روہا ہے آسمان کو اسقدر غم سے چھینٹین گھٹتی ہین گھر گرتے ہین چو طرفہ دمادم آسمان گریہ و زاری کرکے اس قدر اشکباری کرے گا کہ جابجا ندی اور نالے بہہ جائین گے۔ سڑکون اور مکانون مین کیچڑ کے مارے وہ چھپا لیدر ہوگی کہ الامان اور الحفیظ۔ یا علی مدد ادھر قدم رکھا اور اُدھر اڑڑ دھڑیم۔ گھرون سے نکلنا تو کس جانور کا نام ہے گرجی کُتون کی طرح چھپے چھپائے گھرون مین بیٹھے رہین گے۔ اس سال مین بارہ کم چوبیس ماہ ہون گے۔ جن مین سے پہلا ماہ چھ کم چھیالیس روز ون کا۔ دوسرا ماہ بائیس کم پچاس روز ون کا۔ تیسرا ماہ چوبیس کم چھپن روز ون کا۔ چوتھا ماہ

تیس کم ساٹھ روز ون کا۔ پانچوان ماہ چونتیس کم پینسٹھ روز ون کا۔ چھٹا ماہ چالیس کم ستر روز ون کا۔ ساتوان ماہ چوالیس کم پچھتر روز ون کا۔ آٹھوان ماہ اُنچاس کم اسی روز ون کا۔ نوان ماہ چون کم پچاسی روز ون کا۔ دسوان ماہ ساٹھ کم نوے روز ون کا ہوگا۔ گیارہوان ماہ پینسٹھ کم پچانوے روز ون کا۔ بارہوان ماہ اُنتر کم سو روز ون کا ہوگا۔

۲۱ جنوری کو سلمانون کو قدرتی فاقہ مستی رہے گی۔ ۲۲ جنوری کو کل سلمان اور وہ مسلمان جنکو پانی کی شکل سے تپ لرزہ آتا ہے وہ بھی ایک لوٹا پانی سر پہ ڈال کر بلکہ بھگت بنکر نمازین پڑھکر ایک دوسرے سے اعلم العلم کی ٹھہرائین گے۔ ۵ مارچ کو بعض لوگ بھلے آدمی سے زناطول بن جائین گے۔ ۲۱ مارچ کو حضرات بُلادا نمازین پڑھکر تو ند سے تو ند ملائین گے۔ ۳۱ مارچ کو مردم شماری ہوگی۔ عورت مرد رنڈی بھڑوے۔ سب داخل دفتر ہو جائینگے۔ احاطہ بنگال خصوصاً پٹنہ عظیم آباد اور بمبئی بوجہ طاعون بہت سے بھلے مانس مردم شماری سے محروم ہو جائین گے۔ ۲۰ اپریل سے ۲۹ اپریل تک مومنین روئین گے۔ ۲۱ اکتوبر کو راون مل بے موت مارے جائین گے بلکہ اپنے بے ڈولی کے خیال مین آپ ہی جل بھن کر خاکستر ہو جائین گے۔ ۹ نومبر کو گھوری طون کے گھر گھر روشنی ہوگی۔ اچھے خاصے آدمی سے بیل بن جائین گے۔ رات دن تیلی کے بیل کی طرح نفع نقصان کے کوسے مین جتے رہین گے۔ ۱۰ نومبر کو پنڈت سورج نراین تعطیل منائین گے۔ ۲۶ نومبر کو بے فکرے سلمان دیسی چاند ماری کرین گے علاوہ مانڈے اُڑا کر ڈکارین لین گے۔ ۱۳ دسمبر سے پھر منتی رمضان یعنے فصل مہمان صاحب

مسلمانون کے سر ہونگے۔ اور سنہ ۱۹۱۱ء کو پلیگ فی النار وہ السقر کے چھا ز چھوڑین گے۔ ۲۵ دسمبر کو صاحب لوگ پھل پھلاریون کو دیکھ کر پھولے نہ سمائین گے۔ دیسی احمق خوبانی پر ڈالی لُچھائین گے۔ یہ سال روزگار اور علم کے حق مین قابل قدر ہوگا۔ چنانچہ جتنی مرتبہ امتحان دین گے اُتنے ہی زیادہ مضامین (سبجکٹ) مین فیل ہون گے۔ انٹرنس اور مڈل پاس تنکھا قلیون مین بھرتی ہون گے۔ اکثر انٹرنس پاس چوہون کی ٹھہری بیگ بغل مین اور پھٹی بلاتیلیون کی چھتری کندھے پر رکھے ہوئے گلی در گلی فدوی روزگار کی صدائین لگاتے پھرین گے۔ اکثر ایف اے پاس سیٹھ صاحبون کی دربانی کرین گے۔ دروازے پر بیٹھکر اندر کی بلیان باہر اور باہر کے کتے اندر ہنکایا کرین گے۔ اور سیٹھ جی کے بچّون کو مٹھے اور مُرمُرے لادیا کرین گے۔ بعض ایم اے بی اے خاگینہ ڈبل کا آدھا پاؤ بیچین گے۔ کانفرنس اور کانگریس اور انجمن بگڑ کر جلسے بے تعداد ہون گے۔ سوشل کانگریس سے کفایت شعاری زیادہ پھیلے گی۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے جشن و تہوار۔ شادی غمی مین چھ ماہ بیشتر دوسرون سے لڑ بھڑین گے اور دوسرون کی خوشی شادی مین اُن سے سال بھر پہلے مل بیٹھین گے۔ غرض اس طریقے سے نہ تو کوئی اپنے گھر آئے گا اور نہ فضول خرچی ہوگی۔ بس چلو چھٹی ہوئی۔ سفر مین بڑی دقتین پیش آئین گی۔ چنانچہ راستہ مین طاعون کے شبہہ مین پکڑے جائین گے بعض ٹکٹ بابوؤن اور اسٹیشن ماسٹرون کی نیت مین فرق آجائے گا یعنے جس شخص کے ہمراہ زنانی سواریان ہون گی اُن کو ٹکٹ دیر مین ملے گا۔ امیر اور رکھاتے پیتون پر اس قدر کنجوسی واقع ہوگی کہ الٰہی توبہ اخبارون کی قیمت چاٹ جائین۔ بہت سے لوگ خواہ مخواہ اخبار اپنے نام جاری کرائینگے

اور مطالبہ قیمت کے وقت فوراً تھوڑی دیر کے لیے مر جائیں گے۔

غرضکہ یہ سال بھی عجب ولگی کا ہوگا۔ رات کو چاند اور دن کو سورج نکلے گا۔ آسمان بھی پھر آئے گا پھر ۱۹۰۱ء سے ۲۵ دسمبر کو ایک نصوبہ سرزد ہوگا جس کی پاداش میں ۱۹۰۱ء بارہ پھرے تو بارہ مہینہ کے باہر ہوگا پھر نئے سن (سنہ) کا دنیا میں گذر ہوگا۔

راقـــــــم

س۔م۔ن۔ا۔ا۔نہٹوری

التماس

بخدمت جمیع صاحبان اہل اسلام

جو احسانات برٹش گورنمنٹ کے مسلمانان ہند پر ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اس مبارک عملداری میں جس امن اور آزادی کے ساتھ ہم لوگ زندگی بسر کرتے ہیں اور جس خوبی اور اطمینان سے اپنے فرائض مذہبی ادا کرتے ہیں ہر شخص پر عیاں ہے۔ حضور قیصرہ ہندوستان وکٹوریہ نے زائد از تریسٹھ سال ایسی محبت سے ہم پر حکومت کی اور مثل اپنے بچوں کے ہم پر نظر پرورش رکھی۔ اُن کی ناگہان وفات کا حادثہ جانکاہ سنکر ہر کہ و مہ دل و جان سے مغموم اور ماتم گزین ہے۔ گھر گھر اس حادثہ سے ماتم برپا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ جو زمانہ ماتم گورنمنٹ سے مقرر ہوا ہے ممکن ہے کہ بہت مسلمانوں کو اُس سے واقفیت نہ ہو اس لیے ایک خاص کمیٹی میرے مکان پر قرار پائی جس میں اکابر اہل اسلام شریک تھے اور بالاتفاق یہ امر طے ہوا کہ ۱۔ اپریل ۱۹۰۱ء تک مسلمانوں کو اس واقعہ جانگداز کا ماتم قائم رکھنا چاہیے۔ اور شادی یا کسی تقریب میں کوئی دھوم دھام۔ ناچ۔ رنگ یا اس قسم کے سامان نشاط نہ کرنا چاہیے مختصر یہ کہ ہم کو اُسی طور پر اپنی مادر مہربان حضور قیصرہ کی وفات کا سوگ منانا چاہیے کہ جیسے ہم کو اپنی اصلی ماں کی وفات پر صدمہ ہوتا۔

مجھکو اُمید ہے کہ صاحبان اہل اسلام و انجمن ہائے اسلامیہ اپنے اپنے شہروں اور قصبوں میں اس کا پورا انتظام فرما دیں گے۔ تاکہ دُنیا کو ثابت ہو جاوے کہ مسلمان رعایائے ہند کسی طرح دیگر رعایائے قیصری سے وفاشعاری اور شکرگزاری میں کم نہیں ہیں۔

تمام انگریز صاحبان نے کل تقریبات اور جلسے اس قیامت خیز حادثہ کی وجہ سے ملتوی کر دیے ہیں ہم کو خلوص دل سے اُن کی پیروی کرنا چاہیے۔

خاکســـــار

آنریبل ممتاز الدولہ نواب محمد فیاض علی خان رئیس پہاسو ممبر لیجسلیٹو کونسل گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی وپریسیڈنٹ ٹرسٹیان محمدن کالج علی گڑھ

نیو کمیشن ایجنسی

لکھنؤ کی تمام چیزیں از قسم پارچہ و ظروف مسی و نقرئی و زیور طلائی و نقرئی و ملمع وغیرہ ولیس و گوٹہ کناری و پاپوش وتمباکو و نباتات و ادویہ رومرہ و تمباکو ہر قسم و عطریات۔ غرضکہ جملہ سامان جو یہاں سے باہر جا سکتا ہے بقیمت ارزان قلیل حق السعی کے عوض بیرونجات میں بھیجا جاتا ہے۔

یہ کارخانہ عرصے سے جاری ہے اور اب تک جس قدر فرمائشوں کی تعمیل ہوئی ہے کسی کو کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

المشتـــــہر

شاہ محمد خان۔ کمیشن ایجنٹ

امین آباد۔ لکھنؤ۔ کوٹھی عنایت باغ

از اکتوبر ۱۹۰۰ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب انتجاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہوں)

گٹھیا کسی درجہ کا۔ وجع مفاصل۔ وجع الورک درد کمر و پشت۔ جوڑوں اور اعضا میں درد چوٹ اور موچ کے درد میں تیر بہدف کبھی خطا ہی نہیں کی۔ ہزاروں چنگے ہوئے ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائیگا۔ خون صالح پیدا۔ فاسد دفع۔ معدہ صاف ہضم صحیح۔ غرضکہ سارے جسم میں صحت کے آثار ہونگے قیمت فی بوتل سے اور خرچ کمیشن ویلیو علاوہ

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی دوا خانہ اناپورنا ۱۹۲ اسپ لوور سرکلر روڈ کلکتہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف البصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑبال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی اور موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز بکے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر بہا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱۵) جناب پروفیسر سردار بہا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپ کے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونہ۔ آنکھون مین خون اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری رائے مین آپ کا سرمہ شفا خانہ جات اور ہسپتالون کے برآمدون کی معرفت فروخت ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر امیر و غریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایکتولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلےٰ قسم وی۔ پی پوسٹ بھیج دین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفا خانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار بہا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ زیادہ ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا جو آنکھ کی کسی

ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور سفائدہ بخش ثابت ہوگا پانی دھند و خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ تو آپ نے اس قدر سستے دامون مین یہ سرمہ مہیا کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین محال ہے خیر و چاہیے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھادین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۲۰) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مدت سے جسکا علاج اکثر ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر اور کیلی صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہوا۔ آپکے سرمہ سے اب صرف دھند اسکی باقی ہے ہماری حکم مین ہو اور ایکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دین

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو سردار بہا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھونکو ترو تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر
سی۔ ایس۔ آئی۔ ایس ممبر کونسل
گورنمنٹ پنجاب سیشن جج قسمت جالندہر

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بینک مین اس مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے۔

کیون عطر گل سے آتی ہے بو انقلاب کی
کس حادثہ نے سوخ نکالی گلاب کی
جھنڈون مین کیون سیاہ پھریرا ہے اُڑ رہا
آیا ہے لب پہ فوجون کے کیون نالہ و بکا
قلعون مین کس لیے صف ماتم ہوئی بپا
ماتم ہے کس کا کون فریدون حشم گیا
کچھ ہے خبر کہ ظل الٰہی نہین رہا
سر پر ہمارے سایۂ شاہی نہین رہا
یعنی ہماری ملکۂ وکٹوریہ جناب
ہم رتبۂ سکندر و دی فلک رکاب
دارا حشم فریدون فر و قیصر خطاب
لاکھون مین انتخاب ہزارون مین لاجواب
سر سے ہمارے سایۂ عالی اٹھا گئین
دار فنا کو چھوڑ کے سوے بقا گئین
وہ قیصرہ تھی سلطنت اوج فلک سریر
حالات اسکے کیون نہ ہون عالم کو دلپذیر
تاریخ مین زمانہ کی جس کی نہین نظیر
جس کی سخا سے اہل زمانہ ہوئے امیر
جسنے کہ خار ملک کو گلشن بنا دیا
مٹی اٹھا کے ہاتھ مین کندن بنا دیا

حامل تھی طبع صلح پہ اقبال تھا معین
یعنی امان پسند تھی وہ صاحب نگین
آباد رم قدم سے تھے ہر ملک و ہر زمین
جز صلح نام جنگ کا تھا ملک مین نہین
دروازے جسنے وا کیے علم و فنون کے
محنت نے عقدہ حل کیے سب ذوفنون کے

قسمت مین وہ عروج وہ اقبال تھا بلند
منصف مزاج نیک نہاد و صلح پسند
ہر ایک بادشاہ کی نگہ مین تھی ارجمند
انصاف یہ کہ شیر نہ بکری کو دے گزند
دو دشمنون کو دوست بنا کر ملا دیا
دکھلا کے رعب شیر کو بکری بنا دیا
کوئی بھی شورہ پشت اگر رزم خواہ ہوا
میدان جنگ مین یہ نتیجہ اُسے کھلا
اپنے کیے کی مل گئی فوراً اُسے سزا
ملتی ہے باغیون کو سزایان یہ برملا
کھلتی ہین اُسپہ جادہ رہ عدم کی
مرنے سے پہلے بیر کٹے ہین گریز کی
آفت ہے تیغ شاہ ظفر کی ہے یہ کلید
شاہون کی آرزو ہے یہ نصرت کی ہو نوید
ہے بیرق ہلال و یا خود ہلال عید
بھرلی ہے ہاتھ خون سے دشمن کے وقت عید
بخشا اجل نے دشمن اسے گھاٹ جہات کا
جو بہرنے اسکے پانی پیا گھاٹ گھاٹ کا
اک وار مین ہزارون ہوئے خون مین تربتر
لشکر کی صف بھی اک صف ماتم پڑی نظر
جسکی تھی آنکھ اڑ گئے لاکھون ہی دھڑ سے سر
یہ نہ ہا ہے کہ بجلی ہے آہن کی تار پر
رفتار مین قضا ہے کہ پیک خیال ہے
سر پر گری ہے پوچھئے پیرون کا حال ہے
چمکی فلک پہ جا کے اگر صورت ہلال
سن سے نکل گئی کیا لاکھون کو پائمال
بجلی کی طرح سر پہ گری وہ قضا خصال
صورت مین ہے پری پہ اڑائی ہو کی بحال
آئی نظر نہ جسم سے سُن سے گزر گئی

بولی قضا کہ خون کی پیاسی کدھر گئی
فقرے فقط نہ تیغ کے تھے آن بان کے
رفتار وہ کہ جس مین تھے سلسلے بیان کے
سنگین مین بھی ڈھنگ تھے چلتی زبان کے
وہ ہاتھ مارنا تھا غضب تان تان کے
دیکھا اسے نہ رن مین کبھی خالی ہاتھ مین
بندوق کی بھی دُم ہے لگی اسکے ساتھ مین
بندوق جس کے شور نے محشر بپا کیے
گولی نکلتی جس کی ہے حکم قضا لیے
جس کی فغان سے گوش زمانہ کے کر ہوئے
چلنے نے جس کے ہوش ہوا کے اُڑا دیے
قبضہ پہ ہاتھ دان تھا کہ یان فیر ہو گیا
آواز آئی خاتمہ بالخیر ہو گیا
یہ تو ہے حال رزم گر بزم دیکھیے
دور زمانہ جام ترقی کا ہے لیے
بھولے سے نام محفل جم بھی نہ لیجیے
جو چاہیے آگے وہ ملے علم و ہنر ہے
ہر ہر زبان کا طوطی شیرین مقال ہے
لقمان کا ہم خیال ارسطو مثال ہے
سچ ہے کہ جس کے عہد مین یہ ہون ترقیان
نوشیروان مثال وہ رشک شہنشہان
ایسا ہے کون دہر مین گزرا شہ جہان
عادل سخی حلیم و فتاح کشوران
لاکھون مین اک وہ ملکۂ عالی صفات تھی
خلقت کے حق مین فضل خدا اسکی ذات تھی
افسوس چرخ نے اُسے ہم سے جدا کیا
کیا سچ ہاے چرخ کہن نے ہمین دیا
اب اُس کا ہم پہ سایۂ شاہی نہین رہا
اعجاز صبر ہے اب سے کے یہ دعا
آباد اُس کا دہر مین یہ جانشین رہے
اقبالمند ہو کے ظفر کے قرین رہے

اے پنج اگر زگریہ میسر شدے کوئن
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

آپ جانیے بیان شوق کا معنی ہرجن ٹھیرا

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست

ہنستے اور ہنسانے کو شوق ٹھہرا لانے کا
پیدائش سے لے کے انیسوین صدی کے
دس بیس دن بعد تک پوسعین خندہ و گریہ
سے لپالپ گی۔ دھول دھپّا ہوتا رہا۔
دنیا نے لاکھون بکھیڑے اسی قدر مین ہیچ
کہ کسی طرح نیچا دکھائین اور ایسا صدمہ پہونچائین
کہ بقیہ عمر یہی کہتے گزرے کہ ع

تبسم سے نہین لب آشنا کبھو برسون
ہنسی کبھو تو زخم سان گاہی سوتے ہین لیکن

مگر ہم یہی کہتے رہے۔ ع

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

جب تک زندہ ہین زندہ دل رہین گے بلکہ
دنیا کو بھی زندہ دل رکھین گے۔ کیا عجب
کہ خدا نخواستہ دنیا مین ہنسنے ہنسانے کے
سامان کی کمی نہین۔ صرف نظر چاہیئے۔ اگر
غور کیجیے تو ہر قدم پر دل لگی اور چہچہے قہقہے۔
لعبارت اور سامعہ افروز ہین۔ دنیا عیش باغ
ہے۔ اور اہل دنیا اُس کے بندر۔ پھر فرمایئے
اُن کے حرکات۔ سکنات پر کیونکر نہ ہنسی آئے
اگر ایک میان مداری تھوڑی دیر کو لکڑی
کے بل بندر نچاتے ہین پیٹ مین بل پڑ جاتے
ہین۔ کسی کی گھر بسی نے شوہر برخوردار
سے کٹ پٹ کی ہم بکارنے لگے ع

شلیلے پہ سب رنگ نا بجانا

کسی نے مردم شماری غلط کی اور ہم نے
آواز دکسا۔ حماقت سے [illegible]
جورو مدد الدہ نہین شوہر آبا ہوئے۔ غرضکہ
اسی طرح ہنستے ہنساتے صبح سے شام شام
سے صبح ہوئی۔ [illegible] یار اب کی دفعہ اس
پرانے بجیت نے ایسا اڑنگا لگایا کہ
بڑے بڑے لبسور کے رونے لگے۔ اور
کیون نہ روتے۔ ہادم اللذات ملک الموت
نے وہ پالیسی چلی کر اپنے ہوش مین
آج تک تو ہرتی نہ تھی۔ یعنے جب دیکھا
ملکہ قیصرۂ ہند کی شفقت اور مامتا کی لپٹ
یہ ہندوستان کی خلقت زندہ دلی چھوڑتی
نہین تو لاؤ ایسا پرکار دکہ سب بلبلائے
بلبلائے پھرین۔ ایک سرے سے سبھی رونے
لگین۔ پھر نہ کوئی لبسورنے پر ہنسے گا نہ بڑے
آنسو لمبی داڑھی پر بہانے پر مضحکہ
کرے گا۔ یعنی حضور قیصر ہند کو اس دنیات
سے اٹھا کر دو۔

بس اس حادثے کا ہونا تھا کہ ایک
عالم میں رُلکائی ہوگیا۔ ما و شما۔ زن و مرد سب
ایک سرے سے مہتاب کی طرح چھوٹ
چھوٹ کے اور یتیم بچون کی طرح پھوٹ پھوٹ
کے رونے لگے۔ واللہ اس قدر صدمہ
کاتب کے صفحۂ حیات پر خط نسخ کھنچ جانے
کاپی کے لوٹ جانے۔ باقی دار خریدار کے
فرار ہو جانے پر لیسین کے معذور ہو جانے
سے۔ مصور کے اندھے ہو جانے سے نہ
ہوتا۔ جو اس حادثہ جانسوز سے ہوا۔ خوشی
اور مسرت پر غم کی سیاہی کا بیلن پھر گیا۔
ماتمی جدول کیسی اجی ساری دنیا البشیر
کی لوح کی طرح سیاہ ہو کے رہ گئی۔ معلوم
ہوتا تھا سہردتی جھڑی کو دھوان دکھایا
گیا۔ یا پیر زمانہ نے خضاب کے دھوکے
منہ پر القطرہ مل لیا۔ خیر تن بہ تقدیر۔
ہم ہندوستانی تو سمجھے تھے ہماری ملکہ تو یہ
رہتی دنیا تک رہین گی۔ اور کم سے کم
اُس وقت تک تو رہین گی جب تک ہم
اس دنیا مین کرکٹ اور ٹنس۔ فٹ بال
پولو۔ گیند۔ دھڑکا کھیلنے کو رہین گے۔ ع

بعد از من کن فیکون شد شدہ باشد

مگر افسوس ہم کو یہ دن کبھی یاد نہ آیا کہ کبھی
ریل چھوٹ جاتی اور بیچارہ مسافر پریشان
گم کردہ جنید کی طرح پلیٹ فارم پر بوکھلایا
پھرا کرتا ہے۔ خیر انچہ شد شد۔ آیندہ سے
کان پکڑے۔ اپنے بس بھر اللہ نے چاہا
کبھی ایسی غفلت نہ ہوگی اور قینے دن تک
اس صدمہ جانکاہ کی وجہ سے خندہ موقوف
تبسم معطل سانس کا معاملہ رہے گا۔ اتنے
دن تک خندہ شاہ اودھ پنچ کے امن چین
اور جشن مسرت کی آس لگائے اور زمانہ ڈالی
کی ٹنگڑی پکڑے بیٹھے رہین گے۔ اور بڑے
موٹے ہاتھی کی سونڈ برابر چوب قلم نہین
بلکہ وہ قلم سے ہر جلسہ پیش نظر رکھین گے۔ ع

ور لبہا ہر گریہ آخر خندہ ایست

ماتم سرائی عندلیب خامہ بر وفات حسرت آیات ہر مجسٹی حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند

افسوس کہ آج انڈیا پر
آئی ہے گھٹا الم کی گھر کر
آتے ہین نظر تمام حکام
اس درد سے مبتلائے آلام
ہے فرط الم سے فورٹ ولیم
جھنڈے کو جھکائے پھر ماتم
کرتے ہین حضور لارڈ کرزن
بے ساختہ تار تار دامن
اور سنر جناب میکڈانل
ہین درد و الم سے سخت بیکل
دنیا کا عجب ہے کارخانہ
رہتا نہین ایک سان زمانہ
اک لحظہ نہین ثبات اس مین
کچھ بھی نہین کائنات اس مین
پختہ نہین اس کا کوئی بھی رنگ
ہو جاتا ہے پل مین رنگ سے بیرنگ
کیون عجب کہ مرگ کا ہے یہ ہنگام
ہان بلبل طبع نعرہ زن ہو
وکٹوریہ ایمپرس بہاور ہی دا
افسوس جہان سے سدھاری

اے زیست یہ تیری بے وفائی
ایسوں سے یہ تیری کج ادائی
اے موت یہ ظلم دن دہاڑے
گھر تو نے بسے ہوئے اُجاڑے
دکھائی یہ فلک نے کیسی آفت
کیسی یہ تباہی اے قسمت
کیون ہند نہ ہو نہ آہ وزاری
کیون رنج و ملال ہو نہ طاری
ایسا ہو شفیق جو شہنشاہ
چھٹنا اُس کا ستم ہے باللہ
اے نقش نگین کشور ہند
اے شاہ فرنگ و قیصر ہند
دشوار ہے زندگی ترے بن
اب ضبط نہین ہے ہم سے ممکن
چھائی ہے گھٹا غمون کی ہر سو
معمور ہے غم سے ہر زن و کو
ہے پیر فلک تنک کو چکر
پھرتا ہے پڑا حزین و مضطر
تسکین کا ہے تار تار داماں
اور صبر کا چاک ہے گریبان
ہر آنکھہ الم سے خونفشاں ہے
ہر سینہ مین دل جُدا طپاں ہے
آہون سے دھوان نکل رہا ہے
سینہ مین کلیجہ جل رہا ہے
چُبھتا ہے دلون مین نشتر غم
ہے بزم سرور بزم ماتم
تاریک جہاں نگاہ مین ہے
داغ غم و رنج ماہ مین ہے
اس صدمہ سے سینہ مین ہین ناسور
کچھہ ہے تو یہی دوا ہے رنجور
ملکہ کا اُٹھا جو سر سے سایا
ایڈورڈ عوض مین ہم نے پایا
اس درد کی بس یہی دوا ہے
اللہ سے اب تو یہ دعا ہے
تذکا جبتنا مین تا ہو پانی
پانی کو ہو جب تلک روانی
ایڈورڈ کی ہو جہاں پناہی
قائم رہے سر پہ تاج شاہی
اللہ رکھے کامران اُن کو
جینے کی رہے امان اُن کو

الراقم — جان نثار تاج انگلشیہ
محمد مصطفیٰ خان تاجر عطر قنوج ضلع فرخ آباد

خود فراموش

ایک دفعہ دس افیونی سفر کو نکلے راہ مین نشے پانی جیکی بازی کو ایک جگہہ کچھہ دیر ٹھہرے۔ جب چلنے لگے تو ایک صاحب بولے بھئی یارون گن لو۔ کوئی چھوٹ نہ جاے۔ ارے ہان بھائی پردیس کا معاملہ ہے بہت ہوشیار رہنا چاہیے۔ ایسا نہو گر لیٹ کے چلین تو کسی کے وارث آ کے ہمارا دامن پکڑ لین۔ ایک صاحب نے گنا شروع کیا۔ نو ہی نکلے۔ ایک ساتھی کم۔ ادھر اُدھر دیکھا بھالا۔ بارہ بارہ چوبیس کوس پتا نہین۔ دوسرے صاحب اُٹھے۔ ارے میاں تمہین گنتی بھول گئے ہو گے۔ لاؤ مین تو گنون۔ یہ معاملہ کیا ہے؟ ان کی گنتی مین بھی وہی نو۔ افیون کی ڈبیا دیکھی۔ انگرکھے کے دامن جھاڑے۔ نیچا نکال کے حقے کو اچھی طرح دیکھا لیکن پتا نہین۔

تیسرے صاحب اُٹھے۔ ارے میان جاؤ بھی۔ گنتی بھی آتی ہے۔ تم مردم شماری کیا جانو۔ یہان بقول شخصے نہین کہتے صاحب میرا اس پچاس برس کی عمر ہین۔ تمہارے سر کی قسم کوئی سو دفعہ شمار کنندہ گیری کر چکے ہین۔ اگر افیون کی پڑیون مین فرق نہ ہو گئے ہوتے تو بیروا تو سنے دفتر بھر گئے ہوتے۔ غرضکہ آپ نے بھی شمار کیا۔ پھر نو ہی نکلے۔

اسی طرح سب صاحب جب گن چکے تو ایک کم ہونے سے بہت ہی ملول ہوئے ڈاڑھین مار مار کے رونے لگے۔

ایک راہگیر یہ تماشا دیکھتے تھے اُنہون نے کہا آؤ ہم تمہارا گمشدہ ساتھی بتا دین۔ سب خوشی خوشی راضی ہوئے اُنہون نے لے کے جا ایک ایک صاحب کے رسید کیا تڑاق۔ گنو ایک۔ دوسرے کے تڑاق۔ کہو دو۔ اسی طرح دسون کی گنتی پوری کی۔ اگرچہ پیٹھہ پر اُتو ہو گیا مگر شکر ہے بھول تو نکل گئی۔

بات یہ تھی کہ جو صاحب گنتے تھے اپنی ذات کو بھول جاتے تھے۔

یہی حال ہمارے دیسی اخبارات کا ہے۔ دُنیا بھر کے جلسون۔ کمیٹیون کانگرسیون۔ کانفرنسون مین تو کودتے پھرین گے۔ ذرا ذرا سی بات مین ٹنگڑی اڑانے۔ خدائی فوجدار بننے پر مستعد ہون گے۔ مگر سارے عالم کے انتظام۔ تہذیب اصلاح کا بیڑا آپ ہی اُٹھائے ہوئے ہین۔ مگر بھولے ہین تو اپنے تجھے کو۔

حضور ملکہ معظمہ کے انتقال پر ہر طرح کے گروہ۔ طبقے نے ماتم منایا۔ اخبارات بھی کود کود کے شریک ہوئے ماتم داروں مین دو قدم آگے۔ اخبارون کی حاشیے ولین بحر اسود سے زیادہ سیاہ ایک صاحب البشیر اٹاوہ تو آپ جامے سے اٹاوے کے کاسگیر ٹھہرے انہون نے یہ اُپج کی کہ فرط غم سے روسیاہ ہی ہو گئے۔ مگر نہ سوجھا تو یہ کہ دیسی اخبارون کی طرف سے بحیثیت مجموعی اظہار ماتم کیا جاے۔

اسے یارو۔ اور باتون مین اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ سہی مگر

ہمارے دل پر اُس وقت جو جو گہرے اثر ہوئے تھے اُنھین ہم کبھی نہین بھولین گے۔ اور پہلی قیصرۂ قیصرؤ معظمہ کے عمدہ نمونے کی پیروی کر کے اپنی رعایاے ہند کے ہر طبقہ کے لوگون کی عام بہبود کو اُسی طرح ملحوظ خاطر رکھین گے ور اُن کی لازوال وفاداری اور محبت کے ویسے ہی مستحق رہین گے۔ جیسی حضرت علیا ملحوظ رکھتی اور جیسا ان کی مستحق تھین۔

قلعہ ونڈسر ۴۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء } (دستخط) ایڈورڈ (آر) و (آئی)

حسب الحکم

جے۔ پی۔ ہیویٹ سکریٹری گورنمنٹ ہند

اشتہار

حسب دفعہ ۲۸ ضابطۂ دیوانی

بحکم جناب منصف صاحب بہادر اُناؤ

نمبر ۶ ؍

عدالت دیوانی۔

پرتاگ سنگھ و چھین سنگھ ابن نا بالغان بولایت مساۃ لچھمن کنور مادر خود و لال سنگھ ولد رام غلام سنگھ قوم ٹھاکر ساکنان موضع دوا پرگنہ ہڑہا تحصیل و ضلع اُناؤ — مدعیان

بنام

اُمرائی سنگھ ولد سکھو سنگھ قوم ٹھاکر ساکن موضع دوا پرگنہ ہڑہا تحصیل و ضلع اُناؤ — مدعا علیہ

دعوی

بحساب ۴ پائی حصہ زمینداری منجملہ ار... واقع موضع دوا پرگنہ ہڑہا بعوض ...

مُہر عدالت

بمقدمہ مندرجہ عنوان سمن قطعی بنام مدعا علیہ جاری ہوا عدم دستیابی مدعا علیہ واپس آیا۔ درخواست مدعیان نے عدالت ہذا مین گزرانی ہے۔ کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ بموجب دفعہ ۸۲ کارروائی کی جاوے لہذا حسب درخواست مدعیان یہ اشتہار حسب دفعہ ۸۲ ضابطۂ دیوانی جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ بتعین تاریخ ۲۸۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء وقت ۱۰ بجے دن کے معہ ثبوت اصالتًا یا وکالتًا حاضر عدالت ہذا ہو کر جواب دہی مقدمہ کی کرے ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل مین آوے گی۔ اور پھر کوئی عذر سماعت نہ کیا جاوے گا

تحریر تاریخ ۸ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

دستخط حاکم

بقلم ابوالحسن

ملک دیال

پانسو روپیہ کا انعام

ایک قصیدہ در مصحف ناطق

بمدح حضرت علی ؑ اُردو زبان مین جو کہ علمی شاعری اور محاورات کی غلطیون سے پاک ہے ابوالعلا مولوی سعید احمد صاحب ناطق لکھنوی نے نظم کیا ہے جو صاحب قصیدہ کو خرید کے اُس کا جواب مع اُس کے حل کے لکھین گے وہ پانچ سو روپیہ انعام کے مستحق ہون گے۔ قصیدہ بقیمت ایک روپیہ صما (دفتر اخبار ملک و ملت حیدرآباد دکن) سے ملتا ہے۔

المشتہر۔ عبد الواحد۔

نیو لمیشن ایجنسی

لکھنؤ کی تمام چیزین از قسم پارچہ ظروف مسی و نقرئی و زیور۔ طلائی و ملمع وغیرہ بلیس گوٹہ کناری و پاپوش و میوہ جات و اچار و مربا و تمباکو ہر قسم و عطریات بغرضکہ جملہ سامان جو یہان سے باہر جا سکتا ہے بقیمت ارزان قلیل حق السعی کے عوض بیرونجات مین بھیجا جاتا ہے۔

یہ کارخانہ عرصے سے جاری ہے اور اب تک جس قدر فرمائشون کی تعمیل ہوئی ہے کسی کو کوئی شکایت نہین ہوئی۔

المشتہر

شاہ محمد خان کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ۔ کوٹھی عنایت باغ۔

از اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء — ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کی قابل

ڈاس کا مرکب اوجاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون)

گٹھیا کسی درجہ کا۔ وجع مفاصل وجع الورک درد کمر پشت جوڑون اور اعضا مین درد چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی نہین کی۔ ہزار ہا چنگے ہوئے ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائیگا خون صالح پیدا۔ فاسد دفع۔ معدہ صاف ہضم صحیح غرضکہ سارے جسم مین صحت کے آثار ہونگے۔

قیمت فی بوتل ے را رخرچہ کمیشن علیحدہ

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی دواخانہ (نالورنا ۲ ۱۹ آئے) لور سرکلر روڈ کلکتہ

C

کروپ یعنی خراش

کروپ کے بعض مریضون کے علاج کی اولی [illegible] تھے کہ ڈاکٹر تک جانے مین دیر اکثر خطرناک ثابت ہوتی ہے اس کا بہتر [illegible] حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی معتبر دوا جو اس مرض کی ہو ہمیشہ مہیا موجود رہے اور چیمبرلین صاحب کی کھانسی کے علاج سے بہتر اس کی دوا نہین اس مین افیون یا نشہ [illegible] والا کوئی جزو کسی ترکیب کا شامل نہین ہے اور [illegible] بچہ اور بالغ آدمی کو بھی بہ اطمینان دی جا سکتی ہے تمام دوا فروشوں [illegible]

مطبوعہ ۱۶ فروری ۱۹۱۰ء

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اُس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی اور موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میہرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص میہرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ سہ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میہرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر**۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہی

(۱۵) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم۔ مینے آپ کے میہرے کے سفید سرمہ کو ... تین مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ جالا۔ ناخونہ۔ آنکھ مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری رائے مین آپکا سرمہ شفاخانہ پرنس بذریعہ ڈاک خانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر امیر غریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعا ہے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایکتولہ میہرے کا سفید سرمہ اعلےٰ قسم وی۔ پی پوسٹ بھیج دین۔
راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج
شفاخانہ کونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) مین نے میہرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمار دن پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ آپکا میہرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین اُنکو جنکی بیا آنکھونین دنیا مین کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح سے مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ آنکھ کی دھند و خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اس قدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین محال ہے ضرور چاہیے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔
راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۱۰) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مدت سے ... علاج حکما و ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر ... صاحب بہادر و ... صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہوا۔ آپ کے سرمہ سے اب صرف دھند اسکی باقی ہے ہماری حلقہ مین ہزار ایکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین
بدستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل
خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم
والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میہرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھونکو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔
راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان بہادر
سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل
گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میہرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بینک مین اس مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

بقیہ متفرق مردم شماری

جناب پنچ صاحب۔ دُنیا کے بکھیڑے ایسے پیش آئے کہ مردم شماری کا مضمون ادھورا رہگیا خصوصاً حضور قیصر ہند ملکہ معظمہ کی وفات نے سرپاؤن کی خبر نہ رکھنے دی لیکن جس طرح یہ ضروری مرحلہ حکام کو طے ہی کرنا ہے اور مردم شماری ہو ہی گی اُسی طرح بندہ بھی چاہتا ہے کہ جس طرح بنے اس مضمون کو تمام کر دون۔

نشان سلسلہ	موقع مکان	نام	مذہب	مرد یا عورت	حالت شادی	عمر	ذات	معظم پیشہ	دیگر پیشہ	تابعین کا ذریعہ معاش	جاے ولادت	زبان مادری	خواندہ ناخواندہ	زبان انگریزی	امراض
۲	خانقاہ	مشایخ خدا رسیدہ برگزیدہ سے ظاہر کر بیٹھا اُن کے درمیان ہون۔ پر غیر نہیں ہے کون کیا ہمان ہون	کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست	مرد ہونے کی علامت چہرہ پہ ظاہر یعنی ایک مشت دو انگشت سے زائد ریش مبارک موجود	اس خرخشہ میں پڑنے کی رغبت نہیں	بہت برس ہوئے تھے گئے ہیں سات سو ستر سال ہیں سال اوپر	مشائخ	پیری مریدی	تتمہ ۷ ۔ ۲ ۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء لاتحصی و لاتعد۔ تعویذ۔ گنڈا۔ فلیتہ۔ جھو جھا جو جو خدا سے لڑا جھگڑا کر دنیا کے سارے مقاصد کی کنجی۔ عاقبت کی بخشش کی راہ بتانے والے۔ مجلس سماع میں مستانہ وار جھومنا۔ نذر۔ نیاز۔ منت۔	شب برات اور جمعرات بہری مراد کی روٹیان	ہیچ مندرہ بارہا رویدہ ام ہفت صد و ہفتاد قالب دیدہ ام	پنج میل	تعویذ لکھ لیتے ہین سے انکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابدالدہر بماند	کانون پر ہاتھ دھرتے ہین چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی	
۳	دوا خانہ	ڈاکٹر لیسٹر	جو مریض کا مذہب وہ ہمارا	مرد کے واسطے مرد عورت کے واسطے عورت	تمکو کیا مطلب علاج کرانے آئے ہو یا لوگوں کی جورو جتا ٹٹولنے	بزرگی بہ عقل است نہ بسال	کچھ نہ پوچھو شرم آتی ہے	ڈاکٹری	بلا سوچے سمجھے علی الحساب نسخہ لکھدینا اور وہ مرکبہ اور مفرد کے سوا اپنی راے طبیعت و مزاج و تشخیص ندارد سبکو ایک ہی لاٹھی ہانکنا۔ یا دوزخ میں ٹھیس	تحفہ تحائف منجانب مریضان	شکم مادر	لیٹن	پڑھے جن	شل فرض سیکھی ہے	

نشان سلسلہ	مستقر مکان	نام	مذہب	مرد یا عورت	حالت شادی	عمر	ذات	معظم پیشہ	دیگر پیشہ	تابعین کا ذریعہ معاش	جائے ولادت	زبان مادری	خواندہ یا ناخواندہ	زبان انگریزی	امراض
نہم	مطب	حکیم مولوی محمد	گاہے چنین گاہے چنان کبھی مسلمان کبھی ہندو۔	مرد۔ ضرورت پڑے تو عورت بھی بن سکتے ہیں	ذوار [illegible] بوجہ سمجھ جات	عمر [illegible] بادکا این [illegible] فضیلت است	پہلے جراح ابد عطار اب حکیم	دست عملی	دعوٰی گیشنا۔ پانی کو آگ کہکر۔ ام بڑھانا۔ چیر پھاڑ میں انسانیت سے خارج۔ ہر وقت چھری چاقو تیز رکھنا۔ [illegible] کو خانگی بتلا کر ٹکے کر لینا مریضوں سے درشتی سے پیش آنا۔ نباض و نبض شناس۔ نبض تمہاری دیکھیں حال تمہارے باد کا بیان کریں۔ ایسا ملکہ کہ موجد معجون ہاے پر اثر۔ تیار کنندہ ماء اللحم ہزار آتشہ کہ ایک جرعہ اس آدمی اخوی ساز ماء الجبن۔ مسہل سے رہی طاقت سلب کرنا۔ مریض کو ترسا ترسا کر مارے فاقون کے ادھموا کر دینا۔ حکیم عبد المجید خان صاحب دہلوی کا شاگرد بتلانا۔ جاننا کم اور بتلانا بہت۔ خاک کو اکسیر شفا کہکر مریض کو دینا۔ نبض نبض واحد یا سر کہتے کہتے ند۔ انہ سمجھا لینا۔ ملک الموت سے ساخت باخت۔ بیمار کو گبھرا دینا۔ تھوڑی بیماری کو بہت بتلانا۔ بیمار کو مہینوں گھلاتے رہنا۔	حسب شرح صدر	دہلی یا لکھنؤ جہان جسکو زیادہ بھاوے	اُردو۔ انگریزی [illegible] میں تحصیل کی ہے	خواندہ اور پھر خواندہ کمثل الحمار یحمل اسفارا	غیر ضروری	

زمانہ غم اندوز

اور کوئی بھولے نظارہ دیکھنے کی بھی ہمت نہیں کیتا
جھوٹا ہو کر دل کو خوب کڑا کیا اور ڈرتے ڈرتے
ایک صاحب سے جو اکڑے ہوئے ہو رہے تھے
اس مجمع کثیر کا باعث پوچھ ہی تو لیا۔ یہ سنتے
ہی کہ کسی کی شادی ہے اور سب سے
اہل کمال رئیس فقیر سوداگر بیوپاری۔ اپنے
پرائے۔ ایسے غیر سب۔ آئے گئے۔ ہوئے
تو ہیں۔ جمع ہیں۔ دل آنکھوں اچھلنے لگا۔ اور
خوشی کے مارے کپڑوں میں پھولے نہ سماکا
کوٹ کے تمام بوتام ٹوٹ گئے۔ اور پتلون
ڈکرتے ہی گرتے رکھیا۔ اب بلا کہا کہ چاہتا
ہوں کہ میں بھی مہمان کی صورت بنا کر
اندر داخل ہو جاؤں۔ مگر بے بلائے
آنے کی خجالت۔ نکالے جانے کی ذلت
اور بداخلت بیجا کا خوف اندر قدم نہیں
دھرنے دیتا۔ مگر دل نے نہ ماننا تھا نہ مانا
آخر کار بڑے تامل اور تہہ پر سوچ کے بعد
بہ ہزار خرابی بسم مجربیا و مرسہا پڑھتا
ہوا اندر داخل ہو گیا۔ نظر جو اٹھائی تو
عجیب رنگ نورانی اور مقبول صورتیں
دیکھنے میں آئیں۔ سوائے شیخ صاحب۔
مرزا صاحب۔ خان صاحب۔ مولوی صاحب
حافظ صاحب۔ خواجہ صاحب۔ حاجی صاحب
یہ صاحب وہ صاحب کے اور کوئی دکھائی
نہیں دیتا۔ جسے دیکھو صاحب فرو رہتے
ادھر گول خوب صورت تھے اپنی دلفریب
اور ضرب المثل رنگ کی آب و تاب
دکھلا کر دور ہی دور سے کہہ رہے تھے
کہ ہمیں دیکھو۔ در و دیوار سے مسرت
ٹپک رہی تھی۔ اور ہر شخص کے چہرے پہ
خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ الغرض
عجیب خوشی کا عالم تھا۔ بڑے بڑے
دالانوں میں دسترخوان چنے ہوئے تھے۔
اور کھانے پہ کھانا نکل رہا تھا۔ کچھ لوگ
تو خوش اسلوبی سے اپنے کار منصبی انجام

دے رہے تھے اور خواہ مخواہ جیخ پیخ
کے گلہ پھاڑے ڈالتے تھے مگر دیگوں کی
کھن کھناہٹ سے کچھ سنائی نہ دیتا تھا
بس یہ سماں دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا
باچھیں کھل گئیں۔ لبوں پہ بے اختیار
ہنسی آگئی۔ اور مارے خوشی کے
ریشہ خطمی ہو گئے۔ جب اپنے سے آزاد
منشوں کو کھاتے دیکھا تو پھر اینجانب
ایسے مبارک وقت میں کب چوکنے والے
تھے وہیں سے دسترخوان پر پہونچ گئے
اور لگے پلاؤ علیہ السلام اور سفیدے
علیہ الرحمۃ پہ بڑھ بڑھ کے ہاتھ مارنے۔
سچ ہے اور یہ کھانے میں جو جلدی کی تو حلق میں
پھندا پڑ گیا۔ یہ کیسے بڑی خیر ہوگئی۔
ورنہ لینے کے دینے پڑ جاتے۔ اور ساری
بخیہ بگڑ جاتی۔ حالانکہ کھانے کی بھرمار اور
لیجیے اور لیجیے کی آوازوں سے
پیٹ بھرنے سے پہلے نیت بھر گئی ورنہ
آپ جانتے ہیں کہ دیگیں کی دیگیں خالی
ہو جاتیں۔ اور اینجانب کی طمع کی دیگ
نہ بھرتی۔ پھر بھی پلیٹیں کی پلیٹیں اڑا گئے
اور خوب چاروں طرف سے ٹھونس ٹھانس کر
حلق تک بھر لیا۔ کھاتے کھاتے جو چونکے
تو ایک صاحب پہ نظر پڑی۔ جو کپڑوں سے
بیزار حجاب عصمت کا رسالہ بغل میں
دابے عجیب غضب کی نگاہوں سے
گھور رہے تھے۔ اس خوف سے کہ کہیں
انہوں نے میرے ذلیل کرانے کی
فکر نہ کی ہو جلدی سے بڑھ کر انہیں
جوٹھے ہاتھوں سے ان سے مصافحہ
کیا اور مزاج پرسی کے بعد چنیں چناں
میں مصروف ہو گیا۔ اسی اثنا میں کچھ لوگ
اور ان کے پاس آگئے اور دکھا۔ بیچیے
خدا کے واسطے دکھا دیجیے کی بوچھار
کرنے لگے جب ان لوگوں کا اصرار بہت

بڑھ گیا تو انہیں حضرت نے یہ کہہ کے
اچھا آپ کی خاطر ہے جبراً قہراً کوٹ کے
سے ایک پنجرا اوٹھا لیا جس پہ کہ ایک
سرخ غلاف چڑھا ہوا تھا۔ انہیں نے
پنجرا اوٹھایا ہی تھا کہ اوس کے اندر سے
ایک عجیب و غریب صدا یہ آئی۔ مالک
میرے برداشت اٹھاؤ میں ان لوگوں کے
سامنے ہونا نہیں چاہتی۔ اس کے بعد مسی
چڑیا نے ایک لمبی چوڑی نصیحت یہ گلنا
شروع کی۔

سنو اے شادی کے مہمانو سنو۔ اے
دور و نزدیک کے مسلمانو۔ نہ مارو کلہاڑی
اپنے ہاتھ سے اپنے پیر میں۔ نہ کرو اعتبار
ان لوگوں کے کلام پہ جو پکار رہے ہیں بربادی
بربادی۔ توبہ توبہ بھول گئی۔ آزادی آزادی
اور پکار رہے ہیں ڈنکا تہذیب کا۔ جو لگاتے
ہیں تیر بہدف نسخہ۔ اور نکالتے ہیں رنگ بے
رنگی۔ جو کھسوٹتے ہیں قوم کو ریفارمری کی کہنا
میں۔ ٹالوان کے سبق کو چولھے بھاڑ میں
اور کام لو پرانے رسم و قاعدہ سے۔ اور پڑھو
اس کے جواب حجاب عصمت کو جو لکھا گیا ہے
طرز معقول سے۔

یہ کرشمہ دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا
عقل و فہم کی فراری اور بدحواسی کو چارج دیکر
روانہ باشند ہو گئے۔ ادھر تو اس چڑیا کی
بے نظیر آواز نے مجھ کو خمیرہ بنفشہ کر دیا۔
ادھر مرغن پلاؤ نے اپنا زور دکھانا شروع
کیا۔ اور گھی پسینہ ہو کر پیشانی پہ بہہ نکلا۔ کھانا تو
اس قدر کھا گئے تھے کہ ہضم کی قوت نہ تھی۔ مگر
اس وقت کی خوشی نے چورن کا کام کیا اور
سارا کھانا ہضم بلکہ بھسم ہو گیا۔ کمائی بھی
حلال کی معلوم ہوتی ہے۔

مگر چونکہ بغل خالی خولی تھی اور ناچ
رنگ کے نام پر شرع کی مہر لگی ہوئی تھی پھر ہم
ایسے رند مشربوں کی طبیعت کیونکر بہلتی۔ تسلیم

مگر ایسی صورت بناؤ کہ شمع کی جگمگاتی روشنی میں تمہاری شکل پڑا اور ٹی معلوم ہو مجھے امید ہے کہ تم لوگ بہت جی توڑ کر مجرا کرو گی اور حاضرین جلسہ کو بے حد اپنا ممنون بنانے میں دلی کوشش کرو گی۔

اور بہت جلد محفل میں تم آ کر ایسی گت ناچو گی کہ سمجھنے والوں کی درگت بن جائیگی

ایک بی صاحبہ جن کے سہرے بول پر چند روز سے کچھ زوال آگیا ہے اس میں سر مو فرق نہیں محفل میں آ کر یہ غزل گانے لگیں۔

غزل

ابر ہے پانی برستا ہے گھٹا چھائی ہے
کہدو رندوں سے کہ جاڑے میں بھی بہار آئی ہے

حاضرین محفل نے ہا ہا۔ واللہ کیا غزل ہے
مشتری کی۔ مطلع کو اس مطلع نے بالکل
تہس نہس کر دیا۔ اور لطف یہ دیکھیے کہ کتنی
اچھی نیچرل شاعری ہے ؎

کونسی چیز نہ عزت کی عطا کی تو نے
کوٹ وہ پتلون ہی کالر بھی ہے نکٹائی ہے

وحشت نوبت میں بھلا چین کا ساماں کہاں
نہ تو لمپ ہے نہ تو شمع ہے نہ چرپائی ہے

حاضرین محفل نے ہائیں کہتیں واللہ ذرا اس
چرپائی کے قافیہ کو تو دیکھو یہی غضب کی
غزل کہی ہے۔ تعریف نہیں ہو سکتی بس ؎

تار سے ہی کیسی ہو جاتا ہے لمبا وہ شوخ
بیخودی میں کبھی نے لیتا جو انگڑائی ہے

مانگ کر جب وہ پن لیتا ہے لنگریزی دلیں
لوگ کہتے ہیں کہ بگڑا ہوا عیسائی ہے

بس یہ پانچ شعر یاد ہو گئے جو آپ کو سنا دیے
اب نیند بہت آئی ہے۔

الراقم

نام ہرگز نہ بتائیں گے کسی کو اپنا
ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

رسید زر مع شکریہ

جن قدردانوں نے اودھ پنچ کی قیمت ادا کر کے عالی ہمتی اور اعانت کارخانہ کا شکریہ ادا کرنا واجب ہی ہے مگر آج کل جبکہ دستبردی کا مرض طاعون کی طرح پھیلتا جاتا اور اخباروں کی مالی حالت میں ضعف کا کام دیتا جاتا ہو۔ بہت سے نمکوں نے قیمت اخبار ہضم کرنے کے نرالے نرالے ڈھنگ نکالے ہوں تو ایسے وقت میں کارخانے کی مدد کرنے والے ڈبل شکریہ کے مستحق اور ان کے نام آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ اودھ پنچ اپنی خوش قسمتی اور اپنے معاونین اور قدردانوں کی خوش معاملگی کے اظہار کے طور پر پھر اس مرتبہ اسما معاونان درج ذیل کر کے سر صدہ ہے کہ دیگر حضرات کو بھی ہدایت اور غیرت دے۔

انجمن تہذیب فیض آباد	۵ ۱۰
جناب محمد صدیق علی صاحب کارآموز	۳
جناب امیر سنگھ صاحب	۳ ۱۲
وزارت بھوپال	۵
جناب سکریٹری بھارتی بھون	۳
سکریٹری کلب بھرتپور	۳
اخوان الصفا	۱۰ ۱

چاک گریبان

مسٹر رینلڈز کے سب سے زیادہ دلچسپ نادر الوجود اور ناول کا ترجمہ جو ابھی تیار ہوا ہے جس عشق کے وہ وہ نتیجہ خیز سین دکھائے ہیں کہ بغیر ختم کیے ممکن نہیں کہ کتاب ہاتھ سے رکھ دیجائے اس ناول نے انگلستان میں وہ اثر کیا کہ مزدور لیڈیوں کے ایک فرقہ میں اُن کی مزدوری کو ترقی ہو گئی اور اس ناول کا تمام انگلینڈ میں سکہ بیٹھ گیا۔ اس کی ضخامت ۲۴۴ صفحہ ہے۔ تقطیع موزون۔ کاغذ سفید چکنا۔ اعلے درجے کا۔ چھپائی و کتابت بہت صاف۔ ظاہری صورت بھی مثل باطنی خوبیوں کے دلکش ہے۔ مجلد کاغذ کی قیمت علاوہ محصول عہ اسکے علاوہ ہماری بک ایجنسی سے ہر قسم کے ناول۔ ڈرامے۔ مذہبی کتب وغیرہ مل سکتی ہیں۔

المشتہر۔ ایس ابن علی منیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد روہیلکھنڈ

از اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل
ڈاس کا مرکب اوجاع

اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہوں)۔ گٹھیا کسی درجہ کا۔ وجع مفاصل۔ وجع الورک۔ درد کمر۔ رعشہ۔ پھوڑوں اور پھنسیوں اور چوٹ اور موچ کے درد میں تیر بہدف کبھی خطا ہی نہیں کی۔ ہزاروں چنگے ہوئے۔ ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائے گا۔ خون صالح پیدا۔ فاسد دفع۔ معدہ صاف۔ ہضم صحیح۔ غرضکہ سارے جسم میں صحت کے آثار ہوں گے۔

قیمت فی بوتل ۲؍ اور خرچہ کمیشن علیحدہ

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی

دواخانہ انا پورنا ۲۶۲؍۱

لوور سرکلر روڈ کلکتہ

Ⓒ

کریپ یعنی خراش

بعض مریضوں کے علاج کی اصلی تاثیر جتے کہ ڈاکٹر تک جانے میں دیر اکثر ثابت ہوتی ہے اسکا بہتر سے بہتر حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی معتبر دوا جو اس مرض کی ہو ہمیشہ گھر میں موجود رہے اور چیمبرلین صاحب کی کھانسی کے علاج سے بہتر اسکی دوا نہیں ہے اسمیں افیون یا نیند لانیوالا کوئی جزو کسی ترکیب کا شامل نہیں ہے اور ایک بچہ اور بالغ آدمی کو بھی باطمینان دی جاسکتی ہے۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔

سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ چیف ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پھولا ناخنہ جالا ککرے اور موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر و حکیم بجای اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام لوگ اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ سہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر** پروفیسر سیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱۵) جناب پروفیسر سردار سیا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپ کے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند دھند پھولا ناخونہ آنکھون مین زخم و غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور بیحد پایا۔ میری آمین آپکا سرمہ ہمیشہ رکھنا ہو نیز ڈاک خانجات اور سرگاذن کے نمبر وار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیری کا سفید سرمہ اعلی قسم وی۔ پی پوسٹ بھیج دین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار سیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید ہے آنکھون کی تمام بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین آنکھون کی بیماریون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت سے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا یا یا دھند و خارش سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اس قدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین نا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ملٹری حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۱۰) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مرض تھا جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیلی صاحب بہادر اور حکیم صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپکے سرمہ سے اب مرف دھند اسکو طاقتی ہماری طلم مین ہوا اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو سردار سیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا علاوہ اسکے آنکھونکو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے لیے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے جو لاہور کے پنجاب بینک مین اس مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

بقیہ متفرق مردم شماری

تتمہ ۱۳ فروری ۱۹۱۰ء

نشان سلسلہ	موقع مکان	نام	مذہب	مرد یا عورت	حالت شادی	عمر	ذات	معظم پیشہ	دیگر پیشہ	تابعین کا ذریعہ معاش	جائے ولادت	زبان مادری	خواندہ و ناخواندہ	زبان انگریزی	امراض
۵	جہان ملگیا	اشتہاری حکیم	معلوم نہین	دیکھا نہین	خدا کو خبر	اکسیر نا تجربہ کار	کچہ بھی ہو حکیم	بظاہر طبابت مستوارت	ہا جو میرے شور ابہ کے نہین۔ خدائی دعویٰ شرطیہ علاج۔ بڑے بڑے کھیل۔ بڑے بڑے تماشے۔ جھوٹون پر خدا کی لعنت۔ ورسار۔ سیکڑون کا انعام مفت۔ بنک مین پیشگی روپیہ جمع۔ یا الٰہی معجون۔ ایسی مقوی کہ آسمان زمین سر پر اٹھا لو سرمہ ایسا کہ دن کو تارے دیکھو۔ خضاب لاجواب تا ابد تک صرف نسخہ دیکھ لو منہ کالا ہو جاتے لگانے کی ضرورت نہین۔ بال بڑہانے کی دوا۔ بڑہتی دینت میلون زلفین۔ اترہ جاتین۔ بیوی دل مین ہین اور زلفین لکھنؤ مین پڑی ہین۔ نامرد کو مرد۔ بانجھ کو زچہ۔ لڑکا کہو لڑکا۔ لڑکی کہو لڑکی۔ آج کہو آج۔ کل کہو کل۔ بائین ہاتھ کا کرتب ہے۔ بلا بنفشہ	گٹ ڈاک۔ محصول بذمہ خریدار۔ بچپت خرچہ دوسیر	فی متن لاجنار	دنیا بھر کی سب زبانین۔ بلبل ہزار داستان	ان سے بڑھکر کوئی خواندہ نہین مجھو سمجھو دیگرے نیست	قسمت سے ہون لاچار مین اسے ذوق و گرنہ سب فن مین ہون میں طاق تجھے کیا آتا	

ہمیشہ رہے نام اللہ کا

نظم دلپسند

ہ نظم جناب مولوی حاجی حافظ سید شاہ عبدالرحمن صاحب عظیم آبادی نبیرۂ سجادہ نشین حضرت شمس العلما مولانا محمد سعید قدس سرہ کی طرف سے حضور میں بادشاہ صاحب والا تبار کے بوساطت صاحب کلکٹر بہادر ضلع پٹنہ گذرانی گئی ہے۔

اُٹھیا الناس عجب سانحۂ سخت ہوا
کم ہے آنکھوں سے اگر خون کے دریا ہوں رواں
آسمان ٹوٹ پڑا سینوں میں دل ہو نہ سکے
چل بسا چھوڑ کے ماؤں کو شاہ دوراں
زیب برطانیۂ اعظم زینت دو جہاں
سرور تاجوران افسر شاہان جہاں
امپرس انڈیا کی اور کوئن انگلینڈ کی
دفعتہً ہو گئیں وہ راہی گلزار جنان
ہائے وکٹوریا ہر سانس سے آتی ہے صدا
قلب پر ہاتھ دھرے پھرتا ہے ہر پیر و جوان
کچھ نہ پوچھو کہ ہوا غم سے ہمارا کیا حال
جیسے یوں چھٹ گئیں جسطرح چھٹے جسم سے جان
ایسا شاہنشہ اعظم کہ خدا شاہد ہے
لاکھ پلٹوں میں بلی پائے گا نہ پھر دوراں
سلطنت میں نہیں جسکے کبھی ڈوبا سورج
ہاتھ میں خود وہ فلک پر لیے پھرتا ہو نشان
جسکے مرعوب سلاطین ارو پا تک تھے
سر اُٹھائے یہ کسی کی بھی نہ تھی تاب و توان
شوکت و ہیبت و جبروت شہنشاہی سے
گردنیں خم کیے رہتے تھے سلاطین جہان
جتنے دُنیا میں معاصر تھے وہ سب تبع تھے
شاہ ہو تاجور ہو سلطان ہو یا ہو خاقان
ہیبت و رعب کا انگلینڈ کے یہ عالم تھا
جیسے اک شان سے بیٹھا ہوا ہو شیر ژیان
خواب ہو جائیں گے خلد فضائل ایسے
اب زمانہ میں کوئی ایسا شہنشاہ کہاں
عدل ایسا تھا کہ اب تک کہیں دیکھا نہ سُنا

فضل ایسا تھا کہ شمہ کا بھی دشوار بیان
نظم ملکی وہ زبردست کوئی ہل نہ سکے
بندوبست ایسے تھے مضبوط کہ وہ ٹھن جائے
ڈھنگ ایسے تھے سیاست کے کہ سبحان اللہ
اور حکومت کی وہ مستحکم و پختہ بنیان
سایہ لشکر بھی اگر فتح کو کم کر جائے
غیر ممکن متزلزل ہو جہاں امن اماں
ایسے سنجیدہ اصول اور وہ متین پیرایہ
جیسے سوجان سے خود جان سیاست قربان
کس شہنشاہ کو یہ شوکت و سطوت تھی نصیب
کسنے پائے تھے حکومت کے یہ ساز و سامان
وہ تدبر وزرا اور سیاسی حکما
جنکی ہر رائے ہے آئینۂ آئین جہان
کیسے کیسے عقلا اور حکما ہیں موجود
جنکو استاد بناتے حکما ئے یونان
ایک ایک ایسا کہ اک کو دگران بار کہو
ایک ایک ایسا کہ ہے علم کا اک بحر رواں
دور زریں کا اسی عہد سے آغاز ہوا
سارے عالم پہ یہ خورشید ہوا نور افشان
وہ ترقی ہوئی ہر شعبۂ علم و فن میں
خواب میں جس کا ہوا تھا نہ کبھی وہم و گمان
صنعتوں کے وہ کرشمے ہیں کہ اوصاف علی
اور کلوں کے وہ طلسمات کہ عقلیں حیران
اس طرح جاتا ہے بس اب ہوا پر بیلون
چھو نہیں سکتا ہے پریوں کا کبھی تخت رواں
طرفۃ العین میں سو میل نکلی آتی ہے ریل
تیر کیا جائے گا کتنی ہی کڑی ہو نہ کمان
ایک ہی لمحہ میں کلکتہ سے لندن پہونچے
تار کی سُرعت رفتار اسی سے ہے عیان
الغرض ہوتے ہیں اب حضرت انساں سے وہ کام
کر نہیں سکتے جنہیں لو احبۂ پریان
حق تو یہ ہے کہ یہ ملکہ تھیں عدیم التمثیل
نہ ہوا ہے نہ کوئی ہوگا پھر ایسا ذی شان
شاہنامے پڑھو تاریخوں کے دفتر الٹو
ایک ایسے کا بھی دکھلاؤ کہیں نام و نشان

حشمت و جاہ میں پھر ہو کوئی با لفرض اگر
ایسے اوصاف حمیدہ ہوں تو اُمید کہاں
ایسے شاہانہ مراحم تھے کہ واللہ عمیر
ایک قصے کے بیان سے بھی ہی قاصر ہے زبان
وہ ترحم وہ مروت وہ حمایت وہ فضل
وہ عدالت وہ سخاوت وہ کرم وہ احسان
مادرانہ وہ محبت وہ کریمانہ نگاہ
وہ خلوصانہ عنایات کہ قربان دل و جان
دامن لطف کے سایہ میں ہمیں یوں رکھا
جیسے آغوش میں بچوں کو لیے رہتی ہے ماں
ایک مجموعۂ اوصاف لطیفہ تھیں وہ
شان اخلاق الٰہی کی تجلی تھی عیان
ہر گھڑی اُن کو تھی ملحوظ ہماری اصلاح
نہ اُٹھا رکھا دقیقہ کوئی حتی الامکان
علم اور فن ہمیں سکھلائے ترقی کے لیے
اور سر چشمۂ تہذیب کا دکھلایا نشان
ہر گھڑی سینہ سپر تھیں وہ حمایت کے لیے
اور تسلی کو وہ موجود تھیں ہر دم ہر آن
قحط میں عذر میں آفت میں بلا میں ہر دم
کم نہ ہونے دیا راحت کا ہماری سامان
دقتیں جتنی کہ رہ کے تھیں ہماری راہیں
رفع کر دیں کہ ہوئیں غیر لبیں اپنی آسان
راستے صاف ہوئے گھاٹیاں سب دور ہوئیں
آ گئے ہاتھ ترقی کے ہزاروں میدان
پھر تو ہر شعبۂ تہذیب تھا اپنا مقصود
ہر طرف اپنی ترقی کے تھے گھوڑے جولان
یہ اثر چھایا تھا اس دور مبارک کا تمام
ہر گھڑی ہر جگہ ہر شخص تھا شادان فرحان
سبکے الطاف شہی پر تھا بھروسہ ہر دم
قوت ایسی تھی دلوں میں کہ تھی تو بوڑھی بھی جوان
حسرتا ایسا شہنشاہ اُٹھا دُنیا سے
جسنے کیوں پہلے ہی خود جانیں نہ کردیں قربان
مبدۂ فیض تھا سر چشمۂ احسانوں کا
بہرۂ اندوز تھے جس سے طبقات انسان
ایک سورج تھا کہ دُنیا کو تھا چمکائے ہوئے

سو شنی آفاقی تھی پروردۂ دنیا جس سے یکسان
وا دریغا کہ وہ سورج شہا ڈوب گیا

روشنی گم ہوئی تاریک ہوا سارا جہان
جز تقدیر الٰہی سے کوئی چارہ نہین

صبر لازم ہے مناسب نہین آہ و افغان
شکر ہے بخت کا اپنے ابھی تارہ ہے بلند

کیمت کرتا ہوا وہ آتا ہے مادر تابان
نور سے جسکے ہے تسکین دل نعمان حزین

دلکو امید قوی دیتا ہے نورانی سمان
کون شاہنشہ ادورڈ ہفتم انکا لقب

ہاتھ مین آئی ہے اب انکے حکومت کی عنان
وارث سلطنت ملکہ مرحومہ ہین

اُن کے اک پارۂ دل نور نظر روح روان
اب اسی کوکب تابندہ سے روشن ہے ہند

ہے یہی زیب دہ سلطنت انگلستان
عہد مین ملکہ کے جسطرح رہے حلقہ بگوش

ہم اُسی طرح ہین ان کے مطیع فرمان

قطعہ تاریخ

از جانب ناگری کنور۔ اسقال پُر ملال نوا

کنور لطف علی خان صاحب بہادر رئیس چھتاری ضلع علیگڑھ۔

جو چھتاری مان رہین مشفق ہمار
روشنی بیکنٹھ باشی ہو گیو

مشفق من کا کچھ بس تم سے ہم
سوخت خاطر پر مین صدمہ بھیو

یون نگار شش اب کرت ہین رادیان
کان دھر کے اب سنیو اور سر دھنیو

جب ہوائی اُردو ہندی کی پکڑ
تبھی تو اُردو کا وہ حصہ لیو

من مان اپنے جب وہ سوچین خوب سا
چھوڑ کر اُردو کو استعفا دیو

تھوڑے ہی دن مان گئی جب بت لٹ
پھر تو بردم ہندی کی دُھن مان رہیو

سب سے بگڑی پر نہ چھوڑی ہم کا آو
ہمری ہی چنتا مان ہر ساعت رہیو

ہمری ہی جب دُھن رہی وا کو ہمیش
آخرش اہ آج مان گشتہ بھیو

سب محبان الیسو روئے پھوٹ پھوٹ
ناؤ ندی چل گیو دریا بہیو

اک بیاڑ الیسو گرو ہے موڈ پر
آسمان سائر نہ کا ہے پھٹ پڑیو

سال انگریزی کا آواتب خیال
ہاتف ہمرے کان مان الیسو کہیو

جیت کے سر کا پکڑ آ نے کہو
تھیر غلط فہمی بھی جو تم گیو

۱۹۰۱ء

نہین صاحب مین خلاف ہون۔
آخر کون سبب ہی ہے۔
چہ خوش بفضلکم اے حضرت سراسر
میرا نقصان ہوتا جاتا ہے۔ اور مین پردے
سے ممنون ہون۔ ابھی کل کی بات ہے۔ اس
برسات مین میرا پختہ مکان تمام ابر رہا ہر
رات دن ٹپکا کیا۔ اور سارا زنانہ بھیگا کیا
مین خود بھیگ کے چوہا ہو گیا۔ اور بیوی گھر
سے نہ نکلین۔ اگر بے پردہ ہوتین تو کمبخت ایسے
شکل نہ گئی ہوتین۔ کل شب کو لڑکون کی
والدہ کے سامنے بلی کبوتر لے گئی اور یہ
پردے کے مارے خالی خولی چیخا کین۔ گھر
مین ایک چھچھوندر رات کو آیا کرتی ہے
اور جہان مارنے دوڑو باہر بھاگ جاتی ہے
وہ بیچاری خون جگر کھا کے رہ جاتی ہین
چوہون نے بستر خوان چھلنی کر دیے ہین
نہین مار سکتین وہ بل سے ہو کے۔ باہر
نکل جاتے ہین۔ بیبیان پیچھے نہین نکل سکتین۔
لڑکے اسکول جاتے ہین۔ بہت سے کھیلتے
ہین۔ اگر پردہ نہ ہوتا تو مجال تھی ان کی ایسی
حرکت کرتے کئی روز ہوئے ایک آئی۔
انار کا درخت پھٹ گیا۔ مہری نے [illegible] کا گھڑا
نالے مین گرنے سے لنگڑا ہو گیا۔ مکان مین
باسر وار کو تمام پیتا لگ گیا ہے اگر قدم پردے
مین نہ ہوتین تو مجال تھی۔ اس سال پانی
بے محل برسا۔ یہ سب پردے کی خرابیان ہین
پردہ نہ ہوتا کچھ بھی خطرہ نہ تھا۔

مین پردے کے خلاف ہون

بس جناب مین خلاف ہون۔ اور
سراسر خلاف ہون۔ آپ مانین یا نہ مانین
مگر مین خلاف ہون۔ گھر بھر خلاف ہو۔ محلہ بہ
خلاف ہو۔ شہر بھر خلاف ہو یا موافق ہو۔ مگر
مین تو ضرور خلاف ہون۔
یا اسد۔ یا اسد۔ آج دشمنون کو خلاف ہو لیا
برادر مالیخولیا تو نہین ہو گیا۔

چیمبرلین صاحب کی دوا قولنج

وسیفۂ اسہال
ہر جگہ مان لیا گیا ہے
کہ امراض معدہ مین
بہ دوا نہایت ہی نفع
کرتی ہے وہ ہمیشہ
شفا دیتی ہے اور
بہت جلد شفا
بخشتی ہے نہایت
سخت اور خطرناک
صورتون مین بھی
اسپر بھروسہ کیا جا سکتا
ہے مروڑنے کو
بھی فائدہ کرتی ہے
اور ہر قسم کے اسہال
مین نافع ہے اور
جس وقت ذرا بھی
شکایت معدہ کے
آثار ظاہر ہون
فوراً اسکو استعمال
کرے۔ تمام دوا
فروش فروخت کرتے
ہین۔

بہرونکو مژدہ ۵۲ ہفتہ

ایک متمول بیگم نے جنکو ثقل سماعت اور کانونکی آواز کا عارضہ
تھا اور ڈاکٹر نکلسن کی مصنوعی چوچکی لگانے سے صحت
ہو گئی تھی پانچہزار پونڈ اس غرض سے انسٹیٹیوٹ کو
عطا کیے ہین کہ جس بہرے اس آلے کی قیمت ادا کرنے کی
مقدرت نہ ہو اسکو مفت بھیجا جائے۔ پتہ۔ نکلسن انسٹیٹیوٹ لانگ
کارٹ گنہر سری لندن گوشۂ مغرب۔

۲۰۔ دسمبر ۱۹۰۱ء — ۳ ماہ

کم خرچ بالانشین

چونکہ آجکل لدھیانہ کلاتھ ہمارے دیسی بھائیون کی
باعث پسندیدگی اور قابل توجہ ہو گیا ہے اسلیے
ہم انکو کم خرچ بالانشین بنانیکی غرض سے اُن کی
پوشش کے لیے اپنے کارخانہ کی اعلے درجہ کی
ساختہ زردین اعلیٰ دو ننگیان۔ ٹیکے کلاہ اور گرگابی
وغیرہ پیش نظر کرکے ملتمس ہین کہ یہ سب اشیا مضبوطی
اور پختگی رنگ مین بے مثل اور خوب صورتی مین بینظیر
ہین قیمتین عام کارخانجات لدھیانہ سے ارزان ہین
نمونجات مفت ارسال ہوتے ہین۔
المشتہر کے۔ اے بخش محمد اسمٰعیل محلہ جابیان
گھاس منڈی لدھیانہ پنجاب۔

حضرت یہ تو سب سچ ہے۔ مگر کوئی چیز ٹھیک نہین بیٹھی کہ آخر یہ پردہ اسی مین کیا نفع مضر اہم ہے۔

لاحول ولا۔ تم کو بات سمجھنے کی عقل ہی نہیں۔ یعنی جو کام ہم سے نہین ہو سکتا وہ عورتین پردے سے نکل کے کرتین۔

آخر یہ کیون؟

یہ یون کہ ہم تو جیسے ہین ظاہر ہے اور جو حالت ہماری ہے ظاہر ہے اپنے ہاتھون بھی اب کے پھیر بدل کرکے دیکھ لیتے کہ کیا گینڈا اندھا ہے۔ اگر جو کہین بید حسب گینڈا اندھا ہو گیا تو فرمائیے آپ ہر طرف سے تو زحمت زدہ تھے ہی اب گھر کی طرف سے بھی صفایا ہوا۔ تو پھر کہان ٹھکانا ہوگا۔

تو پھر کیا ہے۔ صفو یہ نادری چھڑی کا مضمون صادق آیا۔ اور ہم بھی خوش ہو کے بغلین بجائین گے اور یہ مصرع الاپین گے۔

فارغ البال ہوئے خوب فراغت پائی

علی غلط انسطی طیوط غلط

ہمارا اچھا اتنا اخبار جس کے ٹائپ کے حروف اور بیہر کاغذ اور بھاری بھرکم مضمون نئے عادی کیپ ... چھپتے تھے۔ اور جو سر سید مرحوم کے ساتھ چل بسا تھا پھر جلوہ فرموز ہوا۔ اور جناب نواب محسن الملک کی اڈیٹری ہے۔ آپ جانتے یون تو آئندہ جو چاہیے وہ رنگ نکلے مگر فی الحال تبت کے لاماگرد کی طرح صرف آواگون کا عمل اسپر گزرا ہے اور ظاہری صورت تک وہی پرانی قائم رکھی گئی ہے۔ ... یہ کہ گزٹ کا املا بجاے زمانے کے ... آنے کے قائم ہے۔ اور وہ گنگی بانڈون کو بھی سوجھا ہے کہ اگر

یونہین انگریزی کوٹ پتلون پر عربی عمامے اور جبے کی پوشاک لادنا ہے تو سر تاپا عربی حروف اوسی طرح کام مین لانا چاہیے جیسے ہم نے عنوان پر لکھ دیے ہین اب یہی وجہ کہ پیشانی پر لارڈ میکالے کا مشہور مقولہ جائز رکھنا چاہیے کی آزادی الخ اس دفعہ کیون میلی پوشاک کی طرح نکال ڈالا گیا ہے۔ اس کی وجہ اڈیٹر صاحب جانین۔ شاید برسون کی تکرار سے اجیرن ہو گیا ہو۔ خطا یہ منظور رہے کہ مولوی اور قاری صاحبان زیر زبر تنوین اور قراتون سے ہر لفظ صورت سنائین۔

لوکل علیہ الرحمۃ

ایک نامہ نگار صاحب یون فرماتے ہین:—

مسمیان امی الحسنون و شیامی الحسنونی عیسائی و نبی غفور بخش عرف محمد بخش مسلمان ساکنان مقام کیاٹین ضلع ناگپور نے چند روز سے آکر سراے امین آباد مین قیام کیا اور جعلی کاغذات بنائے تھے۔ ایک قطعہ چک ۸۰۰ روپیہ الائینس بنک شملہ کی جس پر جعلی دستخط لفظ ... جی۔ ایس۔ میکون کمرونین رجمنٹ لکھنؤ کے بنائے اور میرٹھ بنک لکھنؤ مین نقد روپیہ واسطے بھنانے کے دیا۔ چنانچہ اہلکاران بنک مذکور نے دھوکا کھا کر پاس بھی کر دیا تھا۔ مگر روپیہ نہین دیا گیا تھا۔ اور ایک قطعہ چک ۵۰۰ روپیہ کی اسی قسم کی ایک مہاجن بازار امین آباد کے یہان واسطے بھنانے کے پیش کی تھی۔ بابو ستیارام کورٹ انسپکٹر لکھنؤ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ اور انھون نے فوراً ہوشیاری کے ساتھ ہر سہ ملزمان کو معہ دو قطعہ چک جعلی کے گرفتار کیا۔ جو کہ ان کے قبضے مین تھے اور تیسری چک جعلی میرٹھ بنک سے لائے اور ملزمان کے قبضے سے دیگر کاغذات اور چٹھیات معہ دیگر لوازمہ بنانے چک وغیرہ کا برآمد کرکے چالان کیا۔ ملزمان نے جرم سے اقبال کیا ہے اور اجلاس جناب صاحب سیشن جج بہادر لکھنؤ مین مقدمہ زیر دفعات ۴۶۷ و ۴۷۱ تعزیرات پیش ہے۔

پراونشل میموریل فنڈ

ممالک مغربی و شمالی و اودھ

چندہ اس فنڈ (اودھ برانچ) کا مبنا بر یادگار جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند وکٹوریہ کے بنگال بنک لکھنؤ مین داخل ہونا چاہیے۔

ایم۔ بی۔ بوگن
ٹریزرر پراونشل میموریل فنڈ
اودھ برانچ

[illegible] چھپائی و کتابت بہت [illegible] صورت بھی مثل [illegible] [illegible] ہے۔ جلد کا غذ کی قیمت علاوہ [illegible]

[illegible] کے علاوہ [illegible] ایجنسی سے [illegible] ناول۔ ڈرامے۔ مذہبی کتب [illegible] سکتی ہیں۔

المشتہر
امین ابن علی مہتمم اخبار سہرا مظلم
مرادآباد۔ روہیلکھنڈ

ناول مرزا مستا

یہ ناول ظرافت سہ حبت مکمل ہے۔ اس کی شوخی زبان و ظرافت قصہ کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ہمارے قدیم مہربان جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش مصنف تصانیف کثیرہ نظم و نثر کی تصنیف لطیف ہے
قیمت مجلد ۱۲

المشتہر
منیجر اودھ پنچ

اشتہار برائے سوداگران

یہ ایک سہرا موقع ہے کہ ایک سوداگر آغا محمد ہادی تمام کرمانی ساخت کے قالین کرمان سے لاکر براستہ بلوچستان داخل ہندوستان ہوا ہے۔ چونکہ قالین کے شائقین سوداگران اور امراء کو اطلاع کیا جانا ضروری تھا ہے بنا بران مشتہر کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس ایک سو قالین پشمینی اور ہندرہ قالین ریشمی ہین۔

تمام دنیا مین کرمانی قالین مشہور ہین اگرچہ اکثر ممالک مین قالین تیار ہوتے ہین مگر اس نمونے کے قالین کبھی تیار نہین ہوتے۔ اور نہ کبھی کرمان کے قالین داخل ہندوستان ہوئے ہین پارسال ہم نے خود چند عدد بطور مشتہری وملاحظہ حکام منگوائے تھے۔ چنانچہ [illegible] دام اقبالہٗ کی رونق افروزی پر کوئٹہ مین پہونچے تھے جن مین سے چند عدد صاحب ممدوح نے پسند فرماکر منظور فرمائے۔ باقی صاحبان انگریز نے ہاتھون ہاتھ بانٹ لیے۔ اب کے یہ قالین آن سے بھی اچھے ہین۔ یہ ساخت بہت پرانے زمانے کی ہے۔ جو زمانہ اس سے بہت پہلے تھا۔ ان مین سے ہر ایک قالین تین تین مہرو مان نے ایک ایک سال مین ختم کیا ہے۔ نہایت ہی خوشنما اور عمدہ ہین۔ جو کسی ملک مین نہین ہوتا ہے اگر کسی سوداگر یا خریدار کو قالین لینا منظور ہو یا کوئی بات دریافت کرنا چاہے۔ کوئٹہ مین اس پتہ پر دریافت کرے۔ کوئٹہ بلوچستان۔ بہ معرفت مرزا محمد تقی خان صاحب پنشنر نیٹو اسسٹنٹ آغا محمد ہادی طہرانی سوداگر کرمان آغا محمد ہادی صاحب ۲۰۔فروری سنہ۱۹۱۱ء کوئٹہ داخل ہون گے۔ کچھ دن وہان قیام کرکے ہندوستان کے کسی قسم مقام کو جائین گے۔

۱۳۔جنوری سنہ۱۹۱۱ء

المشتہر
کپتان ایف۔ سی۔ ریو صاحب بہادر پولٹیکل اسسٹنٹ چاغی و نوشکی
کیمپ سائیڈک

نیوکمیشن ایجنسی

لکھنؤ کی تمام چیزین از قسم پارچہ وظروف کا دلفریبی مذہبہ طلائی و ملمع وغیرہ ولیس و گوٹہ کناری و پاپوش و میوہ جات و اچار و مربا و تمباکو ہر قسم عطریات۔ غرضکہ جملہ سامان جو یہان سے بھیجا جا سکتا ہے بقیمت ارزان قلیل حق الاسی کے عوض بیرونجات مین بھیجا جاتا ہے۔

یہ کارخانہ عرصے سے جاری ہے اور اب تک جس قدر فرمائشون کی تعمیل ہوئی ہے کسی کو کوئی شکایت نہین ہوئی۔

المشتہر
شاہ محمد ریحان کمیشن ایجنٹ امین آباد
لکھنؤ۔ کوٹھی عنایت باغ

از اکتوبر سنہ۱۹۱۰ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب اوجاع

(ان تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون)

گٹھیا کسی درجہ کا۔ وجع مفاصل وجع الورک درد کمر پشت جوڑون اور اعضا مین درد۔ چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی نہین۔ ہزارہا چنگے ہوئے۔ ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہوجائیگا۔ خون صالح پیدا۔ فاسد دفع۔ معدہ صاف ہضم صحیح۔ غرضکہ سارے جسم مین صحت کے آثار ہونگے۔ قیمت فی بوتل ۲ روپیہ اور خرچہ کمیشن ویلو ۸ آنہ

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی
دواخانہ انا پورنا ۱۶۲
لوئر سرکلر روڈ کلکتہ

(C)

کروپ یعنی خراشش

بعض مریضون کے علاج کی اونے تاخیر تھے کہ ڈاکٹر تک جانے مین دیر اکثر ثابت ہوتی ہے اس کا بہتر سے بہتر حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی معتبر دوا جو اس مرض کی ہو ہمیشہ گھر مین موجود رہے اور چیمبرلین صاحب کی کھانسی کے علاج سے بہتر اسکی دوا نہین ہے اسمین افیون یا منیدلا نیولا کوئی جز کسی ترکیب کا شامل نہین ہے اور ایک بچہ اور بالغ آدمی کو بھی بالمینان دی جاسکتی ہے۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

کلمہ خیر

خیرات گھر سے شروع ہوتی ہے

"وہ کام کرو جس سے ہندوستان کا بھلا ہو"

نمبر ۲ کروپ یعنی خراش

کروپ کے بعض مریضوں کے علاج کی اونکے تاخیر کرنیکو ڈاکٹر تاک جانتے ہیں پر اکثر خطرناک ثابت ہوتی ہے اسکا بہتر سے بہتر حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی مستبر دوا جو اس مرض کی ہو تیار گھر میں موجود رہے اور چیمبرلین صاحب کی کھانسی کے علاج سے بہتر اسکی دوا نہیں ہے۔ اس میں افیون یا نیند لانے والا کوئی جزو کسی ترکیب کا شامل نہیں ہے اور ایک بچہ اور بالغ آدمی کو بھی باطمینان دی جاسکتی ہے تمام دوافروش فروخت کرتے ہیں۔

بنانا۔ وولون کے ہاتھ دیتی ہے۔ جسے دیکھیے اسی کا والی وشیدا نظر آتا ہے۔ ہر مست رندون کی درگت ہے۔ ہر جگہ صراحی گلے سے لگائے پڑے ہیں اور اسی کی یاد میں محو ہیں۔ نہ تن کا ہوش ہے نہ کسی بات کی خبر ہے۔ ہان مستی میں یہ غزل البتہ ورد زبان ہے۔

غزل

ساقیا آتش غم سے ہو رہے ہوتل
ہولی کا رنج ہے اور چھائے ہوئے میں بادل
آج وہ دن ہے مراد ان بھی ہے جیب بھر
آج وہ روز ہے نوروز بھی تو جیسے تھل
آج تن تن کے حسینان چمن کے نقشے
وعدہ مین اور زمین پر میں ہوا پر بادل
سرو دستار بستی ہے ہزار انداز سے
بال کھولے کہین سنبل [illegible] گاتی چھل بل
سکہ اتر سے [illegible] جاری
شرق سے غرب تلک [illegible] بہاری کا عمل
آج نرگس یہ دوچند ہے کہ العیاذ العیاذ
نظر مہر بھی پڑتی ہے تو جاتی ہے پھسل
اودی کرتی کہیں پہنے ہوئے سوسن کی گھڑی
نیلا پیلا ہے جسے دیکھ کے پھولوں میں کنول
حسن جاتا ہو کہیں جھرمٹ ہے پریزادونکا
ایک کے پاس گھڑی ایک ہی بادست و بغل
ان کے وہ ناز کرشمے وہ ادا وہ غمزا
دیکھتے ہی جنہیں زاہد کے دل جائیں پھسل
ان کے وہ دانت مسی آلود کہ سوسن قربان
چتونین آفت کی غضب کی وہ بلا کا چھل بل
خرمن عقل و خرد پر میں گراتے بجلی
ان کے کانوں میں وہ بالے شیخ ہنستی بجلی
ہے شرابور کوئی رنگ سے لت پت کوئی
سرخ جبینوں میں بھی ایک عجب ہے ہلچل
نقشے چلتے میں ہر سو میں اٹا ہے گلال
اور سینہ زا کہیں کھول رہے ہیں بوتل
پھاگ ہوتا ہے کہیں رنگ اچھلتا ہے کہیں
مہ جبین کہتے ہیں آپس میں کہ ہان دیکھ سنبھل
سیکشون مین بھی مچی آج ہے دھوم دھڑکا
کوئی کہتا ہے کہ لالا کوئی کہتا چھل چل
یہ خلاصہ ہے کھلا بازی تمنا سب کا
ہیچ تو یہ ہے شجر عیش میں پھوٹی کونپل
ساقیا دیر نہ کر ساغر و مسکی دیدے
اب تو سینہ میں دل زار بہت ہے بیکل
روک لے کلک گہربار کی باگ اب اختر
او رستی میں سنا ہیچ کو اپنی یہ غزل
ہان ذرا پھر دعا ہاتھ اٹھا اب اپنے
پیش درگاہ خداوند کریم عز وجل
جب تلک چرخ رہے اور رہے مہر رہے
ہیچ کا پھولتا پھلتا رہے گلزار عمل

راقم م - ع - ا

لوکل علیہ الرحمة

اس دفعہ میاں جاڑے صاحب کی دم میں بارش کا لمبا اخبار نظر آتا ہے۔ کیا معنے کہ سردی کے چلتے چلاتے منہ کی - پل چل اور دو ولیکی مہینوں تک خالی از علت نہیں ہوسکتی۔ اور اسقدر ہولی کا زمانہ جس کا آفتاب کی حرارت نکلنے کو بیکاتی ہے وہ اب بالکل سرد یا ہی نکالا جاتا ہے اگرچہ اہل نجوم آفتاب کے واسطے برج حمل کا محل بناتے اور اسی طرح مینڈھے کے اون کا لنڈا بنتے ہیں۔ مگر ابر و باد صاحب میرا سے نام نمی کو اصلی نمی سے بدلے ڈالتے ہیں۔ دیکھا چاہیے سنتے ہیں کیا گزرتی ہے۔ اور کس کس کسان کی نانی اس سال مرتی۔

ادھر میاں طاعون بیماری کا دم ساکھ زور باندھے ہوئے ہیں۔ ان کو بھی سردی کی فصل میں دور رہے کی سوجھتی ہے۔ امید تھی کہ گرمی کے آجانے سے ان کی کتیان کہل جائینگی جہان کے تہان رنجک چاٹ کے رہ جائینگے۔ مگر سردی کا یہ حال ہے کہ آج جاتی ہے نہ کل۔ ابھی کل ہی شب کو دیکھیے شہر پہ وہ بادل گرجا اور دلیا ایسا کڑکا کہ ہولی کی آگ اولون کی گولیون سے بجھی۔ آسمان نے بھی خالی پانی کی پچکاریون سے ہولی کھیلی۔ کیا کرے۔ جس قدر

کم خرچ بالانشین

۲۷ - دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء ۳ ماہ

چونکہ آجکل لدھیانہ کلاتھ ہمارے دیسی بھائیوں کی باعث پسندیدگی اور قابل توجہ ہوگیا ہے اسلیے ہم ان کو کم خرچ بالانشین بنانے کی غرض سے انکی پوشش کے لیے اپنے کارخانہ کی اعلےٰ درجہ کی ساختہ زرین اور سادہ لنگیان - ٹکے - گلاہ اور بگروں وغیرہ پیش نظر کرکے ملتمس ہیں کہ یہ سب اشیا مضبوطی اور پختگی - چمک میں بے مثل اور خوبصورتی میں بے نظیر ہیں قیمتیں عام کارخانجات لدہیانہ سے ارزان ہیں نمونہ مفت ارسال ہوتے ہیں۔

المشتہر کے اے بخش محمد اسمعیل - محلہ حاجیان گہاس منڈی لدہیانہ پنجاب -

بہرون کو مژدہ

۵۲ ہفتہ

ایک متمول بیگم نے جنکو ثقل سماعت اور کانونکی آواز کا عارضہ تھا ڈاکٹر نکلسن کی مصنوعی تھوپھی لگانے سے صحت ہوگئی تھی ہزار پونڈ اسغرض سے انسٹیٹیوٹ کو عطا کیے ہیں کہ غریب کو اس آلے کی قیمت ادا کرنے کی مقدرت نہو اسکو مفت بھیجا جائے - پتہ - نمبر ۲۱۰ نکلسن انسٹیٹیوٹ - لانگ کاٹ گنرسبری لندن گوشۂ مغرب -

غمناک ہولی

تصنیف [illegible] متخلص بہ منبج -

و ہو ہذا

آج کیوں وصل اُڑاتی ہوئی آئی ہولی
کیوں ترے چہرے سے اُڑتی ہوئی ہوائی بولی
آ گئی فصل خزاں بادِ بہاری کے تھے دن
باغباں پر بھی ہے افسردگی چھائی ہولی
خاک اُڑنے ہی لگی ہند میں اب جائے عبیر
نوحہ پڑھتی ہوئی یا آج ہے آئی ہولی
چلتی تھیں رنگ کی پچکاریاں ہر محفل میں
کیا سبب خون الم میں ہی نہائی ہولی
گاتا پھرتا تھا گلی کوچے میں ہر ایک کبیر
صوت سمجھا اُسے گر ایک نے گائی ہولی
بولی اب تک نہیں معلوم تجھے اے نادان
قیصرہ ہند نے جنت میں منائی ہولی
موسم گل میں بھلا تجکو یہ کیا سوجھی تھی
بیٹھے بٹھلائے جو اک آگ لگائی ہولی
میں ملول اہل طرب محزون ہیں ارباب نشاط
فرط اندوہ میں یہ کیسی مچائی ہولی
ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے دل پر ارمان
منبج کو تو یہ اک لخت نہ بھائی ہولی

جھاڑو بالٹی

مسٹر اودھ پنچ - کورنشات -

یہ طاعون ملعون تو بلائے روزگار ثابت ہی ہے مگر اس کے سامان و علاج بھی دُنیا سے نرالے ہیں - یونانی معجون فلاسفہ سفوف ارسطو - شربت بوعلی سینا - عرق لقمان - نوش کریں - خارجی علاج - کپڑے [illegible] - شافہ - پاشویہ وغیرہ کیا جائے - بیٹھک میں گھنٹے کھاؤ - فاتحے کرو - پوجا کرو - دان کرو صدقہ وغیرہ وغیرہ - ہومیاتھی [illegible] [illegible] دل و جان سے پسند ہے - گو انگریزی تو نہیں پڑھی مگر طبیعت خداداد نیچرل واقع ہے - علاج کی تکلیف مطلق نہیں نہ دواؤں کے عذاب و تلخی سے نجات - نہ کھاؤ نہ پیو نہ لگاؤ - حفظ صحت کے جملہ سامان ہر جگہ مہیا ہیں - کوئی حفظ ما تقدم سے دست کش ہو کے مبتلا ہو کر مر جائے تو تباہی - حافظان صحت پر کیا الزام - محکمہ حفظ صحت کا ہر جگہ موجود ہے - ڈاکٹر موجود ہیں - سب کا جی چاہے ٹیکہ لے - سامنے تو یہ ہے کہ طاعون کیا طاعون کا باپ قریب نہیں پھٹکے - زندگی کا [illegible] کے لیے بیمہ ہے - لیکن کم سے کم اپنی پوری زندگی تو بے خوف و خطر بسر ہوتی ہے - دیکھیے - پنجاب نے ٹیکہ لے کر کیا کیا لطف دوڑتے پھرتے میدانوں - باغوں میں رہنا اختیار کرتے ہیں [illegible] صاف ستھری ہوا مفرح القلوب - کم بخت طاعون کیونکر آ سکتا ہے - مکانات صاف کرائے جاتے ہیں دھوائے جاتے ہیں - محکمہ حفظ صحت میں کثرت سے ملازمین - بوتلیں دواؤں کی - جھاڑو گھڑے - رستے - بالٹیاں - کثرت سے موجود صبح ہوئی اور آ گئے آ گئے اس [illegible] پیچھے پیچھے چند گلی کسی کے ہاتھ میں دوا کی بوتل - کوئی جھاڑو بالٹی لیے - کوئی گھڑا رستا لیے گھوم رہے ہیں - مکانات دھوئے جا رہے ہیں - پوری پوری صفائی ہو رہی ہے - پھر کیا ہے - ایک تو ایں جانب فیشن ایبل - اُس پر شاعر بھی کیسے کہ شاعر غرا - جھٹ پٹ چند شعر تصنیف مارے اور بذریعہ ٹیلیفون روانہ کیے تا سمع گوش مبارک خواہد پہونچید -

غزل

ہر [illegible] انگلش کو ہے مرغوب جھاڑو بالٹی
رکھتی ہے قسمت بہت ہی خوب جھاڑو بالٹی
چھا گئی ہے جب زمانے کی نحوست دہر میں
کام آئی ہے گھروں کے خوب جھاڑو بالٹی
ہر جگہ انبار ہے اسکا دکانوں میں بھری
بک گئی اور بک رہی ہے خوب جھاڑو بالٹی
خوبی قسمت تو دیکھو حفظ جاں کے واسطے
جب مرا کوئی ہوئی مطلوب جھاڑو بالٹی
گو ہے جانان کے [illegible] کی خاطر چاہیے
خوشنما خوش وضع - خوش اسلوب جھاڑو بالٹی
سامنے طاعون کے آ کر نہ زور اس کا چلا
آج کل کیا کیا رہی محبوب جھاڑو بالٹی
اک زمانے میں تو یہ سب [illegible] کام تھا
اس زمانے میں نہیں معیوب جھاڑو بالٹی

راقم
فیض رقم خان بہادر عظیم آبادی

کلام بلاغت نظام جناب میرزا تیئں صاحب

حضرات - میں تو آپ لوگوں کے تیئں میرزا تیئں کا کلام سناتا ہوں - آپ لوگوں کے تیئں معلوم ہو کہ آپ بڑے کہنہ مشق گرگ باران دیدہ - آفتاب رسیدہ و ماہتاب چشیدہ ہیں - آپ کے تیئں اہل زبان ہونے کا بھی دعویٰ ہے - سن شریف تین سو برس سے کم نہیں ہے - آپ کی شاعری کے تیئں بھی کئی ہزار سال ہوئے - عالم ارواح میں بھی آپ کے تیئں یہی مشغلہ تھا - معلم الملکوت بھی آپ کے فیض سے بہرہ ور ہوا ہے مگر کم بخت بدنصیب تھا طوق لعنت پہنکر بھاگا -

و ہو ہذا

کوئی سمجھا ہی نہیں تیری حقیقت کے تیئں
جھینکتے رہتے ہیں سب اپنی حماقت کے تیئں
عطر کی طرح شب وصل بسے رہتے ہیں

یہہ سب تمہارے جرموں کی سنگینی ہے

خیال پر مرتے ہین اسکو دیکھین۔ ہے نئی گڑھت کہ نہین۔ ہائین لتھین واللہ قافیے کو توخیال کرو۔ اوسی سا اور۔ بھلا ایسا قافیہ ذہن مین بھی آ سکتا ہے۔ واقعی کسی بے بدیل لائق کی غزل کہی ہوئی ہے۔

گسں گئی سینہ مین گردن اُٹھہ سکا اتنا نہ تو
جسم نازک پہ بہت بارگران سر ہو گیا
وصل کی شب وہ نہت فربہ جو ہم بستر ہوا
دب کے جسم ناتوان میرا کچومر ہو گیا

اہاہاہا۔ پھر اہاہاہا واہ وا۔ اُس کے بعد پھر واہ وا۔ کچومر کا قافیہ بھی نیا ہے کیا ہون۔ یہ غزل اس وقت کیا مزہ دے رہی ہے۔ اصل تو یون ہے کہ دنیا مین بھی اب رنڈیان خوب ٹٹول ٹٹول کر غزلین یاد کرتی ہین۔

اُس کی آمد کی خبر سُنکر سجا گہر اسطرح
سامنے جسکے تجل دیبی کا سندر ہو گیا
اُنکو اتنا ہے عداوت سے ٹکرانیکا شوق
جو طلا لائق وہ اس خدمت پہ نوکر ہو گیا

واللہ جو کچھ بھی سمجھہ مین آیا ہو مگر شعر بہت سے بھی کئی حصہ زیادہ عمدہ اور قابل تعریف ہے۔ جو نازک دماغ حضرات کہین گے۔ اُن کے انصاف پسند لکو کچھہ اور بھی نطف حاصل ہوگا۔

یہ غزل ہنوز تمام نہ ہونے پائی تھی کہ ایک صاحب سر کی گردش سے جلجھلا اور ٹوپی کے پھندنے کو چکر دیکر بائین سے فرمائش کر بیٹھے۔ ”بیوی ٹرت کی چیز گاؤ۔ ارمان کو ئی ہولی اگر یاد ہو تو کہو“ لیجیے ہولی کو بھی این جانب نے حرف بحرف یاد کرلیا۔ جو آپ کی نذر کرتا ہون۔

ہولی

سر پہ لادو پیو مورے رنگ کی گگر
نہوک لگی ہے سیّان کہلادو سرٹر
سر پہ لادو پیو مورے رنگ کی گگر
دورسے سیّان تانن بچکا رہی
مین تو بھاگیون گوئیان بجد بجد
سر پہ لادو پیو مورے رنگ کی گگر
چہلے کپڑان بھر گوا لہنگا
ہولی اب کی بہئی سیٹر پٹر
سر پہ لادو پیو مورے رنگ کی گگر
طبلچی بڑی زور سے سر کو گھن چکر بنا
مونہون کو دانت نکالے داب غڑاپ سے
طبلہ پہ ہاتھہ مار کے (آہم)

حاضرین جلسہ۔ بھئی انصاف تو یہ ہے کہ ہولی بھی بڑی عمدہ کہی۔ واہ کیا کہنا بی رنڈی۔ دانت نکال کر۔ سلام۔

اگر جی چاہے تو کوئی ٹھمری بھی سُنا دو تکلیف ضرور ہوگی۔

رنڈی۔ جی نہین تکلیف کیا ہوگی سنیئے

ٹھمری

لائہ لاڈ چھدریا ہماری
پیا بہائی جات گدریا ہماری
روزہ نماز بہول گئیے کس خیال مین
کیا تم بھی پہنس گئے کسی رنڈی کے جال مین
کیون نہ دینی گھنگریا ہماری
آتا عجب مزا ہے تمہارے ملال مین
مُسکران پڑیگی دیکھیے کب بھولے گال مین
لاتو لاٹھی سلریا ہماری
گانے پہ میرے آتے مین بڈھے بھی حال مین
تبلا زفنک ہے کیا نہین میرے کمال مین
دیکھو کیسی ہے ٹھمریا ہماری

اہل محفل۔ سُبحان اللہ۔ بہت ہی ماشاءاللہ سچ تو یون ہے بے مثل گاتی ہو۔ بلا کی چیزین یاد ہین۔

پیارے پنچ۔ نیند قلاہا زبان کہلائے دیتی ہے۔ ذرا کا شور رہون۔ حواس درست ہولین۔ تو پھر جو کچھہ اور سُنا ہے اُس کو یاد کرکے عرض کرونگا۔ اڈاڈا دھم

لیجیے جلدی سے دستگاہ بستر راحت پر لحاف تان کر دراز ہوگئے۔ (باقی دارد)

نام ہرگز نہ بتائین گے کسی کو اپنا
ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

نقلی صاحب بہادر کی دلیسی سے ملاقات

ارے بھئی یہ کون صاحب گھوڑے پر چڑھے ہوئے آرہے ہین؟ ان کے پیچھے لڑکون اور حوالون کا بہت ہی بڑا جتھا ہوا آرہا ہے۔ کہین ٹیکہ والا صاحب تو نہین۔ ذرا میرے لڑکے کو چھپا لینا۔ کہین ٹیکہ نہ لگا دے جناب۔ صاحبزادے کے پہلے ہی ٹیکہ لگ چکا ہے۔ یہ صاحب لڑکون کی تاک مین نہین آیا۔ یہ کمسریٹ والا صاحب ہے۔ خچر اور ٹٹوؤن کی تلاش مین پھر رہا ہے۔ ارے تو لڑکے بالے کیون اس کے گرد پھر رہے ہین۔ اجی حضور یہان کی خلقت کی کچھ نہ پوچھیے۔ یہان والون کے لیے یہ باؤلے گاؤن مین اونٹ آگیا ہے۔ یہان کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے جہان کوئی نیا شخص آیا یا مداری بندرون کو لے کر ڈگ ڈگی بجاتا ہوا نکلا اور تمام محلے ٹولے کے لوگ جمع ہوجاتے ہین۔ اسی وجہ سے حسب معمول یہ بھی نیا تماشہ دیکھکر لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے ہین۔ ارے ان کے ساتھ تو سب انسپکٹر پولیس بھی ہین۔ وہ دیکھو بید سے اشارہ اُن چھپرون کی طرف کر رہے ہین۔ ضرور اُن جولاہے اور قصابون کے بچون کے ٹیکہ دین گے۔

اے غریب پرور وہ بید کے اشارے سے ٹٹو وغیرہ بتا رہے ہین۔ کہ یہان بھی ایک آدھ ٹٹو ہے۔ خیر تو ہم اُٹھا ساتھ

نہ پائین گے۔ ہم تو اس راستے سے چلین گے۔ صاحب سے ملنے کی اس وقت ضرورت نہین۔ کیونکہ لڑکا ساتھ ہے۔ دور اندیشی ضرور چاہیے۔ اے خداوند نعمت دو راستہ سیدھا ہے اُسی طرف سے چلیے۔ اگر صاحب بہادر سے ملاقات ہوجاتی تو کچھ ہرج نہین آپ کیون گھبراتے ہین آپ کے بازو پہ تو ملکہ معظمہ کے غم کا سیاہ کپڑا بندھا ہوا ہے۔ اُس سفید کا کپڑا دیکھیے اُس زنگی کے بھی بندھا ہوا ہے۔ سفید نہین یہ تو تمہارا صرف خیال ہی خیال ہے اگر وہ خدانخواستہ ٹیکہ والا صاحب ہوا تو بازو پر کپڑا بندھا دیکھکر فوراً اُس کو ٹیکہ یاد آجائیگا۔ اور وہ تو وہ فوراً دوڑ کے سکے بازو کھلوا کر رکھیگا۔

اے خداوند نعمت۔ مجھکو ٹھیک ٹھیک معلوم ہے۔ وہ کمسریٹ والا صاحب ہے۔ اچھا تو اللہ کے نام پر اُسی راستے سے چلو۔ صاحب بہادر سے مصافحہ اور گٹ پٹ کی ٹھہرائین گے چر مر۔ سٹر پٹر۔ کڑ پڑ۔ آگ بڑ سڑ بڑ۔ سلام صاحب۔

اُو گڈ مارننگ بابو۔ ہاؤ ڈو یو ڈو۔ تم اچھا ہے۔ تم بہین رہتا ہے۔ او تم بڑا رفاہی مالم ہوتا ہے۔ حضور مین کسی قدر اونچا سنتا ہون۔ اُو لیس تم اونچا آدمی ہے۔ جی نہین مین بال بچے دار ہون۔ میرا قد اونچا بھرتی ہونے کے قابل نہین۔ حضور تو شاید شوقیہ بھرتی کرنے آئے ہین۔ میرے قد کا اونچائی آپ کیون دریافت کرتے ہین۔ اُو لیس۔ ہم تمہارے پاس آکر بہت کھش ہوا۔ جی ہان حضور مین اردو مڈل پاس ہون۔ اُو ہم اس مانک (موافق) نہین مانگتا۔ خدا کے لیے حضور مجھکو نہ بھرتی کریگا اُو لیس ہم بھالنٹو نو بھرتی کرے گا۔ تمہارا کام کا چیز ہم نہین لے گا۔ کیا تمہارا پاس کوئی جنور ہے؟ جی ہان صرف ایک گھوڑی اور ایک اُس کی بچھیڑی ہے۔ اُو لیس ہم تمہارا سواری کا گھوڑی نہین مانگتا۔ تمکو تکلیف دینا نہین چاہتا۔ بس صرف وہ بچھیڑی بھرتی کرنے کو کافی ہے۔ اے حضور ایسا نہ کیجیے گا۔ میری گھوڑی بچھیڑی کی جدائی سے ہنہنا ہنہنا کر مر جاے گی۔ گھوڑی کو بچھیڑی کی بہت محبت ہے ہمیشہ دونون کو ساتھ رکھتا ہون۔ وِل یہ تو بڑا مشکل کا بات ہے۔ اچھا کہیر (خیر) اور کچھ انتظام کیا جاے گا۔ خدا حضور کو سلامت رکھے۔ حضور۔ یہ سیاہ کپڑا آپ کے بازو پر کیون بندھا ہوا ہے؟ یہ جناب ملکہ معظمہ کے غم مین باندھا ہے۔ یادرہ اصل حضور کی امان جان کا انتقال ہوگیا ہے۔ وِل تم کیا بولا۔ سنگارون کا کال ہوگیا۔ جی نہین۔ سنگارون کا کال اور قحط نہین ہوا۔ یہان سے نگینہ قریب ہے۔ وہان بہت سنگارون مل سکتے ہین۔ مین اس سیاہ کپڑے کو جو بازو پہ بندھا ہوا ہے دریافت کرتا ہون۔ اُو لیس یہ کپڑا اوپن وکٹوریہ کے غم مین باندھا ہے۔ وِل ہم بہت کھش ہوا۔ تمنے بھی ہمارا اُس محبلی کے غم مین کالا کپڑا باندھا ہے۔ جی خوشی کی کیا بات ہے۔ وہ بڑی ہی رحمدل۔ نیک مزاج ملکہ تھین۔ اُن کا تو جتنا بھی رنج کیا جاے سو تھوڑا ہے۔ جل تھن کے نیلا پیلا ہوا اغیر روسیاہ ماتم مین جو کون کے سیہ پوش ہوگئے۔ اُو لیس بہت ٹھیک کہیال ہے۔ ہمارا تو غم کے مارے کمر ٹوٹ گیا۔ کسی کام کو دل نہین چاہتا۔ جی ہان درست ہے کمر آپ کی ضرور ٹوٹ گئی ہوگی۔ اسی وجہ سے تو آپ گھوڑے پر چڑھے ہوئے ٹٹو اور خچر تلاش کرتے پھر رہے ہین۔ حضور یہ ٹٹو وغیرہ آپ کہان بھیجینگے؟ بابو یہ ٹٹو خچر سرکار کو لڑائی (لڑائی) کے واسطے (واسطے) ضرورت (ضرورتا) ہے۔ درست ہے حضور درست ہے۔ اب حضور مجھکو اجازت دیجیے۔ مجھکو

اس وقت جلسہ ختنہ مین شریک ہونا ہے۔ اور تم کٹنے کو جاتا ہے۔ یہ تو تم کھون (خون) کرنا مانگتا ہے۔ جی نہین تو مین تو بہت نیک چلن ہون۔ سب انسپکٹر صاحب سے پوچھ لیجیے۔ آج تک مجھ پر کبھی جرمانہ بھی نہین ہوا۔ پھر تم کیا باٹ بولتا ہے۔ حضور وہان ختنہ کیئے گئے یہ مسلمانی کی بات ہے۔ آپ نہین سمجھ سکتے۔ اوول بہت کُشتی کا باٹ ہے۔ اچھا گڈ بائی۔ الله تیرا شکر ہے نجات تو ملی۔

راقم

س۔م۔ن ا۔ا۔ نھٹوری

عالم رویا

رات کی رات بھی تمام عمر کی راتون کی یادگار رات تھی۔ آپ یہ نہ سمجھین کہ یہ رات رات کا راگ خواہ مخواہ الاپا ہے نہین ہرگز نہین۔ حقیقت مین یہ رات یادگار رہتی۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو سن لیجیے۔ بندہ درگاہ کو کئی روز سے تحریک نزلہ ہے اور بخار نے دبا رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے طبیعت ہروقت کسلمند رہتی ہے اور کوئی کام نہین ہو سکتا۔ دماغ ہروقت بھاری بھاری رہتا ہے۔ ناک صاحب لوگون کا فلٹر بنی ہوئی ہے۔ خیر بندہ رات کو سویرے سے مسہری پر دراز ہو گیا اور جھٹ سو گیا۔ آنکھ کا بند ہوتا تھا کہ عالم ہی اور نظر آیا۔ نہ یہ مکان ہے نہ یہ عالم ہے۔ دُنیا ہی نئی بسی ہوئی ہے۔ آدمی ہی نئے نئے معلوم ہوتے ہین۔ نہ چوک نہ یہ مکانات نہ یہ سڑکین نہ ریل نہ یہ تار برقی کا سلسلہ نہ کچہریان لیکن سب کام اس خوش اسلوبی سے انجام پا رہا ہے کہ بیان نہین ہو سکتا دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ظلم و تعدی کا نام نہین۔ کوئی ایک دوسرے کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہین دیکھتا ہر ایک نہایت آزادی کے ساتھ لطف مسرت اُٹھا رہا ہے۔ یہان کی سٹرکین سب نگر یان دیکھکر ہماری عقل دنگ ہو گئی۔ نہ کبھی ایسی دیکھی تھین نہ سنی۔ یکایک خیال گزرا کہ ہم لندن مین تو نہین نکل آئے۔ کیونکہ وہان کی تعریفین بہت سُنی تھین۔ مگر نہین یہ ہمارا خیال غلط نکلا۔ کیونکہ آج تک وہان خوشیان کیسی وہان ملکہ معظمہ کے انتقال پُر ملال کی وجہ سے ہر ایک شخص سوگوار نظر آرہا ہے۔ غرض ہم مخبوط الحواسی سے یون ہی سیر کرتے چلے جاتے تھے۔ کبھی دریا۔ کبھی پہاڑ۔ کبھی سبزہ زار کبھی باغون کی بہار لوٹتے۔ بلبلون کے لہجے سُنتے چلے جاتے تھے۔ ہر چیز کو دیکھکر یہی جی چاہتا تھا کہ وہین کے ہو رہین۔ کہ سامنے آبادی کا سلسلہ دکھائی دیا۔ بڑے بڑے قصر عالیشان دکھائی دیتے تھے۔ اور جگمگ جگمگ چمک رہے۔ خدا جانے ان محلات کی ساخت کن کن جواہرات سے ہوئی تھی۔ ان کی خوبیان دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہین۔ لیکن سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ کوئی کسی سے بات بھی نہ کرتا تھا۔ سب اپنی اپنی مسرتون مین مشغول تھے۔ اور کسی کو کسی کی خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ ایسی ایسی حسین نازنین عورتین ان لوگون کی بغلون مین مشغول راحت تھین کہ ہمارے تو ہوش اُڑے جاتے تھے۔ کوئی کچھ بات بھی نہ کرتا تھا۔ مین بھی شوق مین بھرا ہوا سُنہ اوٹھائے شتر بے مہار کی طرح سیدھا سیر کرتا چلا جاتا تھا۔ تھوڑی دور آگے چلکر مین نے دیکھا کہ ایک قصر عالی شان نہایت شان و شوکت کا بنا ہوا ہے اور اُس محل پر اور قرب و جوار کے محلات سے زیادہ چہل پہل اور رونق ہے۔ یہین بھی شوق چرایا اور بے تحاشا اُس محل کی طرف باگ اُٹھا دی وہان نہ تو کسی نے مجھے روکا نہ منع کیا مین بلا خوف و خطر اندر جا پہونچا وہان تو عجب عالم نظر پڑا۔ ہزارون پرستان کی پریان ادھر سے اُدھر غول کے غول پھر رہی ہین۔ اس وقت ہمارے حواس بالکل بجا نہ تھے۔ ان عورتون کے حُسن نے بالکل دیوانہ بنا دیا تھا یہ سیر دیکھتے دیکھتے ہم سامنے کے قصر مین جہان کہ بہت آمد و رفت تھی وہان پہونچے۔ وہان کا تو عجب ہی عالم دیکھا جیسا یہ قصر سجا ہوا تھا اُس کو تو ہم تھوڑا سا بھی بیان نہین کر سکتے۔ آپ خود خیال کر لیجیے۔ ہزارون پرستارین قاعدے سے ہاتھ باندھے اشارے پہ کام کرنے کو تیار کھڑی ہین۔ اُن کے حسن سے تمام قصر روشن تھا۔ یہ منور حسن دیکھکر ہماری آنکھین چوندھیا گئین اور بہت دیر تک بے خود سے رہے تھوڑی دیر مین ہوش آیا تو آنکھین ملکر ہم نے چارون طرف دیکھنا شروع کیا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ہم نے جو سامنے نظر اُٹھائی تو ایسی دو نورانی شکلین نظر پڑین کہ جنکو ہماری آنکھین مدت سے ڈھونڈھتی تھین۔ اور قریب قریب ہم بالکل نا اُمید ہو چکے تھے۔ ہم نے اول تو خیال کیا کہ ہم کو دھوکا نہ ہوا لیکن

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اُس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ غبار۔ ککرے۔ اور موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بجائے ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام لوگ اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلی قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرے والا ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۳ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمے کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر** پروفیسر دیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱۵) جناب پروفیسر سردار دیا سنگھ صاحب تسلیم۔ مینے آپ کے ممیرے سفید سُرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونہ۔ آنکھون مین خون اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری رائے مین آپکا سُرمہ شل [illegible] بذریعہ ڈاک خانجات اور ہرگاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر امیر غریب آپ کے سُرمے سے مستفید ہوکر آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلے قسم وی۔ پی پوسٹ بھیج دین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودہری احمد خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) مین نے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار دیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمار دن پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ ممیرے کا سُرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین اُنکو جنکی آنکھون مین

[illegible] کسی قسم کی شکایت ہے جیسے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور سنا فائدہ بخش ثابت ہوگا بالخصوص دھند و خارش۔ سُرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ تو یہ ہے آپ نے اس قدر سستے دامون مین بہتر سُرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین ادا محال ہے خیر و برکت کے تمام لوگ آپ کے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اُٹھادین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ملٹری حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۲۰) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مرض تھا جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر اور کپتان صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہوا۔ آپ کے سُرمہ سے اب مرض دھند اسکو جاتی رہی بہاری علم مین ہوا اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دین

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خانصاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سُرمہ جو

سردار دیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھونکو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سُرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل گورنمنٹ [illegible]

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بینک مین اس مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے۔

عیش اُن کے عیش پر ہنستا رہا
غم نے اُن کے رنج پر نالا کیا
جس پہ ان کے حُسن کا نشہ چڑھا
اچھا خاصہ اُس کو متوالا کیا
سیکڑون آئے گئے دھرا تھا
اُن کے گرے کو دھرم سالا کیا
کیسے کیسے بوجھ اُٹھائے رات دن
سخت دل نے اُلکو متالا کیا
(قطعہ در قطعہ)
بل بے دست شوخ کی گستاخیان
دن کو گورا رات کو کالا کیا
بوسہ دیکر ایک دل کو گل کیا
داغ دے کر ایک کو لالا کیا
دو قدم بھی گر چلین دو ناز سے
ایک عالم کو تہ و بالا کیا
کُنجی شوقینون کو اُس کی دی گئی
جس خزانے کا انھین تالا کیا
رنگ نے بخشا بھبوکا کا لقب
ڈھنگ نے آفت کا پرکالا کیا
جس کے دل پہ ایک چرکا دیدیا
روز پھر اُس زخم کو آلا کیا
جس کو اُن کے ہجر کی اندیا ہوئی
اشک نے آنکھون کو پر نالا کیا
بعد چندے کے ہوئین پھر کہکشان
چاند کو تقدیر نے ہالا کیا
چاند سورج کی جو یہ جوڑی ملی
دونا پھر گھر سے مین اُجیالا کیا
چھوٹی وہ تھی اور بڑی نوچی یہ تھین
دونون کا موسی کو دوالا کیا
خبط نے پھر گھیرا اُن کو آن کر
اک کو منڈ اک کو ٹھیر بالا کیا
پھر تو مستی نے جمایا اوس پہ رنگ
پان سے تھا منہ جو گل لالا کیا
اتدن نوبت جڑی طبلہ پٹا
آج گرما تجا تو کل جالا کیا
ہم نے بھی جھنجھلا کے آخر لکھدیا
بخت بد نے اُن کا منہ کالا کیا
راقم - ا - ح - ا - لکھنوی

مسلم
چو شد از .... در جہان حق کار شیطانی
کہ بہر جنس مستی عرت شد زناز فراوانی
کسے را ہیچ گر دید کسے شد خوش ز نادانی
بگوشم چون رسید این خبر گفتم بہ حیرانی
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

قارون بے وقت مرگیا

کیا نیہے قارون کم بخت جلدی کر گیا اگر آج کل ہندوستان مین ہوتا اور ایک اُردو اخبار جاری کر لیتا - بس پھر کیا مجال تھی کہ بجاجی اتنا خزانہ جمع کر سکتے جس کی کنجیان چالیس اونٹون پہ بار ہوتین - اور زکوٰۃ کے مطالبے مین یہ عذاب نازل ہوتا کہ مال سر پر رکھے قیامت تک تحت الثریٰ کی طرف کڑی کمان کے تیر کی طرح غوطہ ہی مین چلے جاتے - کیا معنے کہ سلامتی سے آج کل حشرات الارض کی طرح وہ بہبوئی ہے کہ چارون طرف سے مفت نمونے کی وہ مانگ ہے کہ بارٹسے کی فقیر - چوک - امین آباد کے کوڑی دو کان مانگنے والے مات ہین - اگرچہ اخبار نکلے بیسیون برس گزر چکے ہین - مگر معلوم ہوتا ہے ان اکمہ مندیلون نے آج ہی کل آنکھہ کھولی - اور کھولتے ہی مان کے دودھ کی جگہہ نمونے کے واسطے جل پون مچائی ہے -

اگر دوست ویک سے کان دم دبا کے نچلے بیٹھے تو ایک نیسہ کا خون کر کے خریدار ہو گئے - چلو اخبار گھر آنے لگا ادہر اُدہر سے بھیک مانگ لانے کی زحمت سے بچے - بہت کھلا تو کیا - ابتدا مین دو چار روپیہ جبراً قہراً دے نکلے - اُس کے بعد تقاضے پر تقاضا بھیجو - خطاور اخبار تو لے لیتے ہین - باقی قیمت دینے کا نام سنتے ہی فوراً اس طرح مرجاتے مین جیسے ستارہ یمانی کی روشنی سے ولد الزنا - سانس کا رگا نہین - دم در و دہی نہین - سانپ سونگھ گیا چوہے گھسیٹ لے گئے - طاعون کھا گیا ہولی مین جل بھن گئے - یا دریا ے شور مین غرق ہو کے سانبھر - چھپٹیا - کالا نمک ہو گئے

اور پھر مزہ یہ ہے کہ نام بنام تقاضا کرو - خطوط بھیجو - سمجھتے ہین کسی نے سُنا نہ ہوگا - دفتر جانے یا ہم - چار ہم چشمون مین کس کو معلوم ہوگا - ہم مال مردم خور ہین اخبار مین تقاضا لکھو - جانتے ہین ہم مخاطب صحیح نہ ہون گے - وہ لوگ اور ہونگے جنکو باقیداری کی دُم اور نادہندی کا ٹوکرا سر پر ہوگا -

اور پھر مطبع کے مصارف - پریسمین کاتب - پچکش - سنگ ساز - کاغذی - ڈاک کے ٹکٹ - سرکاری ٹکس نے دولت کی طرف سے ہلکا کرنا شروع کیا - اور رفتہ رفتہ کنجیون کے اونٹ کیا معنے روپون کا صندوقچہ تک نہ رہا - لیجیے - نہ رہے بانس نہ بجے بانسلی - دولت کہان گئی ؟ اخبار مین - اخبار کہان گیا ؟ بے ایمان باقیدارون کی دوزخ مین -

غرضکہ اس ترکیب سے نہ میان قارون دولت جمع کر سکتے نہ زکوٰۃ کے مطالبے مین دھرے جاتے نہ سزا نصیب ہوتی - نہ لمبی پوشش والے رئیسون کو اپنے پریشان دفتر مین تلاش کرنے کا حیلہ کرنا پڑتا - نہ زمیندار تعلقدار صاحب ربیع خریف کی تیاری اور اُس کے بعد سرکاری قسط کی فکر - بعد اسکے پھر آنے والی

حکومت انگریزیہ

جمہوری ٹرانسوال

کروگر

فریاد کروگر

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را

کے دوری بہانے کی حاجت پڑتی۔ نہ بچارے تنخواہ دار کو پہلی دوسری تک کی مہلت مانگنی پڑتی۔ اور بے ایمانوں کا کام چلتا۔ اُدھر بیچارہ قارون عذاب سے بچتا۔

میران شیخ سدّو علیہ اللعنۃ

ہندوستان اور خصوصاً ہندوستان بالائی کے ادنیٰ طبقے والے ضعیف الاعتقاد تو ان کی قوت اور شرارت سے اس قدر واقف ہیں کہ ضرورت ان کی تقریب کی نہیں۔ پیر مٹی کی کراہی اور ان کا بکرا کون نہ جانتا ہوگا۔ کس جولاہے اور دھوبیے کے گھر پر ان کی حکومت کا سایہ نہ چھایا ہوگا۔ سچ پوچھو تو اس نیچے طبقے کی سرشت اور اخلاقی حالت کی گندگی نکلنے کی موری کی خدمت میاں شیخ سدّو نے بحکم حفظان صحت سے زیادہ مستعدی کے ساتھ انجام دیتے اور بہت سی عفونتوں کو مثل کھلی بدبو کے نکالتے رہے ہیں۔

مگر شاید ان کی پرلطف سوانح عمری تمام و کمال کسی کو کم معلوم ہوں گے جو لوگ واقف ہیں وہ اتنا ہی جانتے ہیں کہ ذات شریف امروہے کے رہنے والے تھے اور اپنے موکلوں سے میاں جی یا بلبل ہند یا بیپ یا قرم ساقوں کی خدمت لیا کرتے تھے مگر ہمارے مہربان سعادت علی صاحب صوفی نے ان کے حالات ایک ناول کے ڈھنگ پر لکھ مارے اور تحقیق اور تاریخ کی دیوار میں جو بڑا سا رخنہ نظر آتا تھا اُس کو کاغذ کے گارے اور حروف و الفاظ کی اینٹوں سے چُن دیا ہے۔ کتاب اگرچہ شیخ سدّو کے پوجنے والوں کی حیثیت کی طرح چھوٹی ہی موٹی ہے مگر اسی طرح توجہ کے لائق ہے جیسی ہندوستانی سوسائٹی کا طبقہ زیرین۔ قیمت ۸ رہے۔

جن صاحب کو میران صاحب کی زیارت مطلوب ہو میران سعادت علی اسے قبلہ صوفی سعادت علی صاحب مراد آباد سے طلب فرمائیں اور گھنٹہ آدھ گھنٹہ اُس کے مطالعے میں صرف فرمائیں۔ اتنی کرامت تو اس میں بھی صوفی صاحب کی ہے کہ بغیر ختم کیے ہاتھ سے نہ رکھ سکیں گے۔

ہنسنے کی ترکیب سے جو اُنکو کیا شب لے حجاب
کچھ کہا ایسا کہ وہ جامے سے باہر ہوگئے

جناب مُٹھول الدولہ ظرافت جنگ مرزا اودھ پنچ بہادر۔

آپ کی خدمت میں "عصمت بی بی از بے چادری" والا مضمون بھیجا۔ مگر آپ نے شوخی اور ظرافت کو خلاف نزاکت پردہ عصمت قرار دے کے نہ چھاپا اور مجھے بھی زبانی ہدایت فرمائی کہ اس معاملے میں متانت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔

چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل اودھ پنچ کو بنا دے کے ایک مضمون پردہ عصمت کی نسبت عرض کیا۔ مگر اس کے جواب میں جو طبیعت داری بی صاحب نے صرف فرمائی اور شوخی دکھائی ہے اس نے "تم مجھے چھیڑوگے" والی مثل یاد دلا دی انگریزی مثل ہے شیشے کے مکان میں رہنے والوں کو پتھر پھینکنے میں سبقت نہ کرنا چاہیے۔ اب جب پہل اُسی طرف سے ہو چکی ہے تو آپ کو بھی کوئی منصب روک تھام کا نہیں رہا۔ یہ تو آپ سمجھیے۔ کرے پرے خود ہی گلوریاں اور اُگال پھینک کے لوگ متوجہ جاتے ہیں۔ بڑھیا خود ہی بازار میں "موئے ستانے والوں کو" پکار پکار کے بُلاتی ہے "شوقین چھوڑو" والی خود ہی بتاتی ہے کہ ایک ہاتھ میں کبوتر دوسرے میں گھڑا ہے۔ مگر تم مجھے یوں چھیڑوگے کہ گھڑے کا پانی پھینک کے کبوتر کو اُس میں بند کر دوگے۔ اور پھر مجھے چھیڑوگے۔

خیر میں تو آپ کا نامہ نگار ہوں مجھے آپ نے پہلے روک دیا۔ مگر فرمائیے بی پردہ عصمت کیوں سمجھانے جائیے۔ کہ بہو بیٹیوں کی طرح نچلی بیٹھیں۔ ہائے نام عصمت اگر اصلی طبیعت اور علت غائی تک پہونچتی تو بہت سی رنڈیاں آج خانگیاں پردے کی بدبو بگر پردے میں زندہ نہ رکھتیں اور کٹر پھرتیں سے جیا ناک صاحب کے اونٹوں کی آگ کو نہ بھڑکاتیں۔

اپنے بیان کی تصدیق میں بندہ ذیل میں پردہ عصمت مورخہ یکم ذی قعدہ کا نوٹ درج ذیل کرتا ہے:——

"اودھ پنچ کے ایک نامہ نگار صاحب کو پردہ عصمت سے بڑا ضرر پہونچ گیا۔ ہم نے تو نہیں بھیجا تھا مگر اُن کے صاحبزادے خدا جانے کہاں سے پا گئے کہ ایک پرچہ گھر میں لے گئے۔ بی بی پڑھی لکھی تھیں خود بھی پڑھا۔ اور گھر کی سب عورتوں کو بھی سُنایا نتیجہ یہ ہوا کہ میاں بی بیوں میں جوتی چلی۔ میاں کی دُرگت بنی۔ پھر بھی کیسے غنیمت ہوا کہ اُن کے گھر کی سب عورتیں اپنا مُنہ کالا کرنے کے لیے جاتے جاتے رہ گئیں۔ مگر دوسرے دن دیکھا تو محلے کے دو چار جوان جوان لونڈوں کے ساتھ بیٹھی تاش کھیل رہی تھیں۔ ہمیں اپنے مہربان کی حالت پر افسوس اور اُن کے ساتھ ہمدردی ہے۔ مگر حضرت پردہ عصمت پاک دامنوں اور عصمت مآب خاتونوں کے لیے نکالا گیا ہے۔ ایسی عورتوں کے لیے نہیں جو لونڈوں کے ساتھ تاش کھیلنے اور کالا مُنہ کرانے کی

ستائی ہیں۔ یا جو جس کام کو پہلے چوری
چھپے کرتی تھیں ایک اشارہ پاتے ہی
علانیہ کرنے لگیں۔ یہ رسالہ صرف شرعی
تہذیب بتانے کو آیا ہے۔ بدکاروں
کے ازاربند میں قفل نہیں ڈال سکتا۔"

ای بی صاحب۔ جس ضرر کا ذکر ہم نے
کیا ہے وہ لغویت شیطان بہتوں کو
پہونچے گا جس کا اندیشہ خود اُن کو ہے جو
پردے کے خلاف لکھنے کو تو کود کود کے
موجود ہوتے ہیں مگر اپنی مخدومہ معظمہ کو بے پردہ
کرنا کیا معنے باوجود مرد ہونے اور دلی بانو
کے ؟

من انداز قدت را می شناسم

کہ آوازے گینے کے مردوں کو منہ نہیں
دکھاتے۔ اور یہ کہنا کہ ہم نے تو نہیں بھیجا مگر
ساخبر دے خدا جانے کہاں سے پاگئے
کیا ظلم ہے۔ کیا وجہ جبکہ یہ چھپ شائع ہوا تو
گویا آپ نے پبلک کے پاس بھیج ہی دیا
اگر کوئی نہ پوچھے تو یہ اُس کا فعل ہے۔ باقی
قانوناً آپ اشاعت کرنے والے ہو چکے
خدا کے لیے کہیں اس مکاری کے بھروسے
کسی عدالت کچہری میں یہ عذر نہ کر بیٹھیے گا
نہیں منہ کی کھانی پڑے گی۔ دوسرا اگر یہ پردہ
خدمت آپ خاتونوں کے واسطے نکالا گیا
ہے اسی قسم کا ہے۔ اس کو دنیا کے پردے پر
کون ثابت کر سکتا ہے۔ اور اُس اہتمام کو
کون بتا سکتا ہے جو اس واسطے کیا گیا ہو
لوح پر تو صرف اس قدر ہے "کہ
عورتوں کی نفع رسانی کے واسطے شائع
ہوتا ہے" اگر اس میں کوئی تخصیص ہے تو
"المعنی فی بطن الشاعر" [illegible] "فی جلباب"
"کا ایسا دوسرا پردہ پڑا ہے کہ کوئی
دیکھ نہیں سکتا۔

اس نوٹ میں یہ بھی دیکھنے کی بات ہے
کہ لکھنے والی کی زبان اور طرز بیان سے
خود ثابت ہے کہ اُس کے ذہن میں مخاطب
اُس کی بدکاری اور اوباش ہی ذکور و اناث
ہیں۔ بھلا کوئی مہذب اور شائستہ آدمی
ماں بہنوں بیٹیوں۔ پاکدامنوں اور
عصمت مآبوں میں بیٹھ کے
"ازاربند میں قفل ڈالتا"
زبان سے نکال سکتا ہے۔ اور جو ایسا
ہو یا جس کی ماں بہنیں۔ بیٹیاں اُس کی
زبان سے یہ سننے کی عادی ہو رہی ہیں۔ وہ
جن کو پاکدامنی اور عصمت مآب سمجھے گا
اُن کا معیار حیا و عصمت ظاہر ہے کہ کیا ہوگا
بس ایسے بے اَکل۔ بے تمیز
اس قابل ہیں کہ پردہ نشینوں کے نازک
مبحث میں کچھ بھی زبان کھولیں۔ انہوں نے
مرآۃ العروس تک کو بھی [illegible]
عالی دماغ اور [illegible] مصنف کی
[illegible] یہ ہے کہ کوئی مرد ایسا
نہیں جس کی بہو بیٹیاں اُن کے چھپے ہیں

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند
نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

راقم۔ نامہ نگار پنچ۔

صبا بخجلت چندہ نرمنیم در گرد
بے ندری کرد من آنچہ لقاروں زر کرد

حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کے غم میں
ساری دنیا کا پچھاڑیں کھاتا تو ہم نے
آپ نے دیکھ لیا۔ اُس کا ذکر ہی کیا۔ مگر
زمانے کا مرہم اور نعم البدل کی اشک شوئی
انسانی فطرت کا دم ان سب باتوں کو
اس طرح بھلا دیتا ہے جس طرح ماں باپ
کا عزیز دوست مہربان۔ آقا ست سرپرست
کا اٹھ جانا۔

پس اگر دنیا کے دل سے اس ناسور
کا درد کم ہو جائے تو تعجب کی بات نہیں
اور شفقت و ادور دہنی کی شفقت اور
رعایا پروری ماتم زدوں نے مردہ دلوں
کے حق میں مسیحائی کرے تو خلاف رسم
دنیا نہیں۔

مگر میرا رنج وہ رنج نہیں جو جان کے
ساتھ نہ جائے۔ اور مدت العمر میں اُس کے
بوجھ سے بال برابر بھی اُبھر سکوں۔ یعنے
میرا رنج دنیا کی کسی نعمت کے فوت ہو چکنے
کا نہیں۔ میرا رنج کسی دوست کے اُٹھ
جانے پر نہیں۔ مجھے تو بڑا رونا ایک فرض
نہ ادا کر سکنے پر ندامت اور خجالت کا ہے
اگر کل میں اس قابل بھی ہوا کہ کسی طرح
یہ کمی پوری کر سکا تو بھلا یہ موقع کہاں سے
لاؤں گا۔ اور لوگوں کو کیونکر منہ دکھاؤں گا
جن کے سامنے آج زرد رو اور ذلیل و خوار
ہوں۔ بہتیرے جلد باز تو مل بسے
ہوں گے۔ اور بہتیرے نئے آگئے ہوں گے
اور وہ اس ذلت کے واقع ہی سے ناواقف
ہوں گے جس کے دھو جانے کی عزت کا
ادراک کر سکیں گے۔

اب شدت رنج سے خوف ہے بات
کہنا نہ بھول جاؤں۔ پس مفصل سن لیجیے
کہ آج کل حضور ملکہ معظمہ کی یادگار کے
واسطے جا بجا چندہ ہو رہا ہے۔ اور لوگ
اپنی اپنی بضاعت اور ہمت کے اعتبار سے
لاکھوں ہزاروں دے رہے ہیں۔ میں
بیچارہ ایک غریب ٹکڑ گدا ہوں۔ نہ مجھے
کوئی کسی کمیٹی میں بلاتا ہے نہ کوئی حاکم
مجھ سے اس بارے میں بات چیت کرتا
نہ جانے ہم ایسے ہیں جن کی ہما ہمی جہاں
مجبور کرے وہاں کسی سے قرض دام ہی
دلا دے۔

مگر میرا دل تو حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند
کی محبت اور اُن کے انتقال کے رنج سے
سب امیروں کی طرح معمور ہے۔ ایمان اور

اطلاع

(۱) اگر تمکو یہ اندیشہ ہو کہ تمہارے گواہ اپنی مرضی سے حاضر نہونگے تو تم عدالت سے سفینہ باین مراد جاری کرا سکتے ہو کہ جو گواہ نہ حاضر ہو وہ جبراً حاضر کرایا جاے اور جس دستاویز کو کسی گواہ سے پیش کرانے کا استحقاق رکھتے ہو اُس سے پیش کرائی جاے بشرطیکہ تم تجویز سے پہلے کسی وقت اُن کے واسطے ذر خوراک جو ضروری ہو عدالت مین داخل کر کے اس امر کی درخواست گزرانو۔

(۲) اگر تم مطالبہ مدعی کو تسلیم کرتے ہو تو تمکو لازم ہے کہ روپیہ مع خرچہ نالش عدالت مین داخل کردو تاکہ سرسری اجرائے ڈگری جو تمہاری ذات یا مال یا دونوں پر ہو کرنا نہ پڑے۔

تنبیہ۔ اگر بیانات تحریری کی ضرورت ہو تو لکھنا چاہیے کہ تمکو (یا فلان فریق کو یعنی جیسی کہ صورت ہو) حکم دیا جاتا ہے کہ بیان تحریری تاریخ ۲۰۔ ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء تک گزرانو

وقت حاضری بدفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

دستخط اردو دستخط انگریزی

مُہر عدالت

سمن بغرض قرار داد امور تنقیح طلب

(دفعات ۶۴ و ۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

نمبر مقدمہ ۳۰۵

عدالت دیوانی منصفی

مقام فیض آباد

مسری ہمنت سیوداس چیلہ ہمنت ایودیال داس

فقیر نانک شاہی ساکن شہر لکھنو مدعی

بنام

شفیع اللہ خان ننری ولد کلے خان قصبہ روناہی پرگنہ منگلسی ساکن حال شہر راول پنڈی مقام اکھولا سرکاری مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ... زر واصلات کے دائر کی ہے۔ لہذا حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۳۰۔ وقت ۱۰ بجے ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء قبل دوپہر کے خود یا بذریعہ وکیل عدالت کی ذریعہ ضابطہ کے جو مقدمہ کے حالات سے واقف ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو امور تنقیح طلب تمہاری غیر حاضری مین قرار دیے جاوینگے اور تمکو چاہیے کہ اپنے ساتھ دستاویز کہ جن کا معائنہ مدعی چاہتا ہے اور کسی دوسری دستاویز کو جس کو تم واسطے استحکام اپنی جوابدہی کے ضرور سمجھتے ہو اپنے ساتھ لاؤ۔ یا معرفت اپنے وکیل کے بھیجدو۔

بثبت دستخط اور مُہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۳۔ فروری سنہ ۱۹۰۱ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم

اطلاع

(۱) اگر تمکو یہ اندیشہ ہو کہ تمہارے گواہ اپنی مرضی سے حاضر نہ ہونگے تو تم عدالت سے سفینہ باین مراد جاری کرا سکتے ہو کہ جو گواہ نہ حاضر ہو وہ جبراً حاضر کرایا جاے اور جس دستاویز کو کسی گواہ سے پیش کرانیکا استحقاق رکھتے ہو وہ اُس سے پیش کرائی جاے بشرطیکہ تم تجویز سے پہلے کسی وقت اُنکے واسطے زر خوراک جو ضروری ہو عدالت مین داخل کرکے اس امر کی درخواست گزرانو۔

(۲) اگر تم مطالبہ مدعی کو تسلیم کرتے ہو تو تمکو لازم ہے کہ روپیہ مع خرچہ نالش عدالت مین داخل کرو تاکہ سرسری اجرائے ڈگری جو تمہاری ذات یا مال یا بصورت ضرورت دونوں پر ہو کرنا نہ پڑے

تنبیہ۔ اگر بیانات تحریری کی ضرورت ہو تو لکھنا چاہیے کہ تمکو (یا فلان فریق جیسی کہ صورت ہو) حکم دیا جاتا ہے کہ بیان تحریری تاریخ ۲۰۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء تک گزرانو

وقت حاضری بدفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

دستخط انگریزی مُہر عدالت

از ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب او جاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون)

گٹھیا کسی درجہ کا۔ وجع مفاصل۔ وجع الورک درد کمر پشت۔ جوڑون اور اعضا مین درد چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف۔ کبھی خطا ہی نہین کی۔ ہزارون چنگے ہوئے۔ ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہوجائیگا خون صالح پیدا فاسد دفع۔ معدہ صاف۔ ہضم صحیح۔ غرضکہ سارے جسم مین صحت کے آثار ہون گے۔ قیمت فی بوتل ۳ روپیہ اور خرچہ کمیشن ویلو ۸ آنہ

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی دوا خانہ انا پورنا ۱۶۲ اے لور سرکلر روڈ کلکتہ۔

چیمبرلین صاحب کی دوا قولنج و ہیضہ و اسہال

ہر جگہ مان لیا گیا ہے کہ امراض معدہ مین یہ دوا نہایت ہی نفع کرتی ہے وہ ہمیشہ شفا دیتی ہے اور بہت جلد شفا بخشتی ہے نہایت سخت اور خطرناک ہیضہ تون مین ابھی اس پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ ڈروسے کو بھی فائدہ کرتی ہے اور ہر قسم کے اسہال مین نافع ہے اور جس وقت ذرا بھی شکایت معدہ کے آثار ظاہر ہون فوراً اُسکو استعمال کرے تمام دوا فروش کرتے ہین

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اُس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی اور موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بجای اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ہیرے کا سفید سُرمہ اعلی قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ہیرہ فی ماشہ بیس روپیہ بصری سُرمہ فی تولہ ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ہیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر سریا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱۵) جناب پروفیسر سردار سریا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپ کے ہیرے کے سفید سُرمہ کو تقریباً بیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونہ۔ آنکھون مین خراوغبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری رای مین آپکا سُرمہ شفاخانون مین بذریعہ ڈاک خانجات اور ہرگاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر امیر غریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ہیری کا سفید سُرمہ اعلے قسم وی۔ پی پوسٹ بھیج دین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) مین نے ہیرے کا سُرمہ جو کہ سردار سریا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمار دن پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ ہیرے کا سُرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین آنکھ جنکی آنکھ مین کوئی سا بھی کسی قسم کی شکایت ہے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح بہتر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پڑوال دھند و خارش۔ سُرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اس قدر سستے داموں مین یہ سُرمہ تیار کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین ناممکن ہے پرمیشور کرے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۲۰) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مرض ہوا جسکا علاج مکرر ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و دیگر صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہوا۔ آپکے سُرمہ سے اب مرض دھند اور کمزوری جاتی ہماری علم مین ہے۔ اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ہیرے کا سُرمہ جو سردار سریا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھونکو تندرست و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ مین نے آجتک کبھی کوئی دوا اس سُرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سیشن جج قسمت جالندھر

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بینک مین اس مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

پردہ

جا در وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے

ڈیئر پنچ! نئی صدی کی نئی اُپج!

پردہ- پردہ- کونسا پردہ؟ کیا ٹاٹ کا پردہ جو نالی دُر لوڑھیون پہ لٹکتا ہے- یا ڈولی ڈنڈے کا پردہ- یا انفرنٹیہ ناٹک کمپنی کا پردہ نہین نہین- آپ نہین سمجھے- آپ بھی عقل کے بڑے دشمن ہین- ارے میان عورتون کا پردہ- جس کی آج کل چوطرفہ شورش ہے اور جو تہذیب کے تند جھونکون سے اڑا اڑا پھر رہا ہے- ہمارے قومی ریفارمر اپنی ترقی اور تہذیب کو درجہ کمال پر پہونچا چکے اب اُن کو کچھ کرنا دھرنا باقی نہین ہے-

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

اب عورتون کی طرف ہاتھ دھو کر لگے ہین اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ پہلی سیڑھی ترقی کی یہی خیال مین آئی کہ اپنی مستورات کی پردہ دری کرین جس طرح بن پڑے جھٹ پٹ ہاتھ پکڑ کر باہر گھسیٹ لائین-

دستگیر کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہو وجہ بھی معقول ہے- آخر تم نے کبھی اس بات پر غور بھی کیا ہے کہ جیسی ہماری عورتین ویسی ہی ولایت کی میمین- دو ہاتھ دو کان ایک ناک اُن کے وہی ہمارے- پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ترقی کی معراج پر ہین اور یہ بیچاریان تنزل کے قعر مین دھنسی جاتی ہین- آخر اس اختلاف حالت کی وجہ؟ اور وجہ معلوم ہونے کے بعد علاج؟ دُنیا مین کوئی مرض لاعلاج نہین- جو لوگ قوم کے سچے خیرخواہ ہین وہ ہی اُدھیڑبن مین اپنا آپ خون حرام کر رہے ہین- جن کا نتیجہ ان دنون پردہ غیب سے ملک دکن اور ملک اودھ دونون جگہ روپردہ عکس- نذر ہدیہ ہوئے ہین اُنہون نے اور صرف اُنہون ہی نے اس کو پایا- اس مرض کی کامل تشخیص کی اور اُس کا سریع الاثر علاج قوم کے سامنے پیش کیا ہے- وہ مرض مہلک پردہ ہے اگر وہ چاک کر دیا جاوے تو پھر آپ دیکھینگے کہ ہماری مستورات بھی مثل یورپین لیڈیز کے جامع کمالات نسوانیہ ہو جائینگی- بڑے افسوس اور سخت شرم کی بات ہے کہ مرد لوگ عورتون کو بلا استحقاق پردہ مین قید رکھین اور خود آزادی سے پورے متمتع ہون جب خدا نے مرد اور عورت دو ہی جنس پیدا کی ہے اور یہ امر تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ جو مرد کر سکتا ہے عورت بھی کر سکتی ہے- یعنی مرد سے عورت کسی طرح عقل و فہم و فراست مین کم نہین- تو مردون نے عورتون کی جانون پہ سخت ظلم کیا- اُنہون نے آج تک ان کو گھر دنیا مین قید رکھ کر ترقی سے محروم رکھا- اور اس طرح پر عورتون بیچاریون- بے کسی- اور بیکسون کا تو چندان نقصان نہین ہوا اگر خود مردون نے اپنا بہت بڑا نقصان کیا- اور ان عقل کے دشمنون نے گویا دو آنکھون مین سے ایک آنکھ اپنی پھوڑ ڈالی-

بریں عقل و دانش بباید گریست

اب بھی کچھ نہین گیا ہے- تلافی مافات کی کوشش کرو- خدا نے دو نیک بندون کے دلون مین ڈال دیا ہے وہ اندھیرے راستے مین تمکو مشعل ہدایت دکھلا رہے ہین- اگر اب بھی تم لوگ اچھے بُرے مین تمیز نہ کرو تو معلوم ہوا کہ تمہاری قوم ہمیشہ اسی طرح پست حالت مین رہے گی- اور کبھی ترقی نہ کرے گی ترقی کی بسم اللہ یہ ہے کہ تم پردہ کو یک قلم موقوف کرو- اپنی جورؤون- بہنون- بیٹیون اور بہوؤن کو جبراً ہاتھ پکڑ پکڑ کر باہر نکالو- نہ نکلین تو گردنون مین ہاتھ دو- دھکے مارو اور نکالو- کیونکہ جو شخص گھر کا سردار ہے وہی

یورپین بچہ کا تبدیل ہونا

عجیب و غریب ماجرے!

اخبار چلٹنہم ذکری مین ایک بچہ کا عجیب و غریب حال شائع ہوا جو نامہ نگار نے بچہ کے والدین سے بوقت ملاقات سُنا- جن کی سکونت شہر چلٹنہم ڈیوک اسٹریٹ نمبر واقع ملک انگلستان مین ہے اخبار مذکور کے اڈیٹر نے درحقیقت ایک آدمی وہان بھیجا تاکہ اس بچہ کو دیکھے بعد ازان یہ عجیب ماجرا انسو سے زیادہ انگریزی اخبارات مین شائع ہو چکا ہے- اس مین کچھ شک و شبہہ نہین کہ بات بالکل صحیح اور درست ہے-

نامہ نگار نے مسٹر انڈریوز اور مس انڈریوز سے جو بچے کے والدین تھے کہا- کہ یقیناً تمہارے بچہ نے ایک عجیب تجربہ حاصل کیا ہے والدہ نے جواب دیا- تمہارا مقصد غلط ہے- آہا- جناب آیئے سُنیے- تم کو بتلاتی ہون-

مس انڈریوز اپنے چھوٹے چھوٹے بچون مین بیٹھ گئی- اور کہنے لگی- یہ چھوٹی لڑکی جس کی بات بتانے لگی ہون تین سال چھ مہینے کی عمر تک سلامت و تندرست رہی- وہ بعارضہ مہلک بخار اور درد عضو مین مبتلا ہو گئی جو کچھ بن سکتا تھا ہم کرتے رہے- بخار سے لڑکی حرکت کرنے سے عاجز ہو گئی- باستثناء ہمہ روزانہ حکیمون کے علاج کرتی رہی- لیکن صحت مین زیادہ دستے زیادہ فتور بڑھتا گیا- آخرش جنرل ہوسپٹل چلٹنہم مین لے گئے- اس ہسپتال مین پانچ ماہ تک علاج ہوتا رہا- لاچار ڈاکٹر نے مایوس ہو کر علاج کرنے سے انکار کر دیا- وہ بلا صحت حاصل کرنے کے واپس لائی گئی- ڈاکٹر نے امید توڑ دی تھی کہ لڑکی

ذمہ دار ہے۔ عورتین ناقص العقل ہین
تم جو کچھ کرتے ہو اُن کی فلاح و بہبودی کے
لیے خیرخواہانہ کرتے ہو۔ ممکن ہے کہ
صدہا برس کی عادت بدکو وہ چھوڑنے مین
پس وپیش کرین تو اُن کو لڑا سکتے ہو۔
کیا کوئی مریض دوا نہ پیے تو زبردستی
تم اُس کے حلق کے تلے نہ اتار دوگے
یا کوئی آگ مین گرے تو تم اُسے گرنے
دوگے؟ ہرگز نہین۔ لیس [illegible] دیا
کرین۔ چلائین۔ روئین پیٹین تم ایک
نہ سنو۔ جو اپنی کرنی ہے وہ کرو۔ [illegible]
مین خود یہ دنیا کی ہوا لگ کر چالاک ہوجائین
ہوجائین گی۔ اب ہم کو توقع ہے کہ ہمارے
مصلحان قوم بہ مصداق اس انگریزی
مثل کے کہ خیرات گھر سے شروع ہوتی
ہے۔ [illegible] کرکے اپنے گھرون کے
[illegible] کو لی [illegible] اور اگر
پُرانے خیال کی عورتین نہ مانین کیونکہ
زیادہ تر پُرانے خیال کی ہی ہین تو ایک عام نوٹس
مکان کے دروازے پر چسپان کردین
کہ جس کا دل چاہے وہ آنہ بے کھٹکے
ہمارے گھر مین گھس آئے۔ تب یہ
کم عقل۔ ناعاقبت اندیش عورات کیا
کرین گی۔ اور اگر آپ صاحبون نے عملاً

چیمبرلین صاحب کا بین بام اعضاے مائوف مین لگانے سے فوراً عوارض ذیل کو شفا دیتی ہے کرختگی کرن درد مفاصل [illegible] اور جوڑون کی کرختگی تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین۔

پردہ کو توڑ دیا (اور کوئی وجہ نہین ہے کہ
آپ جس کام کو کارخیر جانین اور دوسرون
کو تعلیم کرین آپ خود اُس کو نہ کرین) تو پھر
دیکھیے کہ آپ کی لوگ پرستش کرنے لگین گے
اور ہم لوگ کندۂ ناتراش مثل بھیڑ کے
آپ کی تقلید کرین گے۔ ہمارے گھر مین
دو ایک بڈھیا ٹھڈ یا ہین وہ تو ہمارے
کہنے سے نکلنے کی نہین۔ چور دہمارے کی
نہیں۔ ہین اپنے خداوند کی تابعدار ہین
ہماری وہان کیا چلتی۔ ہم [illegible]
[illegible] گوشہ [illegible] مین قسم کھا [illegible] تو ہم
پیچھے ہٹ [illegible] ان کا خدا ایمان [illegible]
[illegible] آپ [illegible] کا لہو کیسے
وہان پسینہ [illegible]
اپنی جان کا [illegible]
سامنے ہے۔ ہر شخص [illegible] ایسی
کسے باور [illegible] دنیا نہین [illegible]
[illegible] ہی سے نکال دین۔ لیکن
[illegible] تو آپ ہی کی [illegible]
[illegible] ہے گا۔ بہرتن بہ تقدیر ہو سو ہو
ہم تو آپ کے کلمہ گو ہین۔ ہم کو بہت بُرا
معلوم ہوتا ہے کہ ایک بندۂ خدا تو اچھی
بات کہے اور بیوقوف لوگ
اُس کی ہنسی اُڑائین۔ ان بدھون کی

مت ماری گئی ہے۔ کل ہی کی بات ہے کہ
ایک مجلس مین چند دقیانوسی خیال کے
بڈھے قبرون مین پائون لٹکائے بیٹھے تھے
اور کہہ رہے تھے کہ پردہ کی رسم توڑنا خانہ
آبادی نہین خانہ بربادی ہے۔ یہ لوگ اتنا
نہین سمجھتے کہ سر پر ملکے وسر پر رہے۔ انگریزون
کی نقل کرتے ہین پہلے مُنہ تو بنوالین۔
مثل ہے۔ جس کا کام اوسی کو چھاجے
اور کرے تو لیدا باجے
ایسا نہ ہو کہ کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول
گیا۔ آدھی چھوڑ ساری کو دھاوے
ایسا ڈوبے تھاہ نہ پاوے

ہماری عورتون کو ابھی [illegible] تعلیم نہین دی گئی
کہ اُن کے خیالات اس قدر [illegible] ہون
[illegible] سے تم تھوڑا کشتی لڑین
ایک دم سے آکر گھرون کے دروازے
چوپٹ کھول دیے جائین۔ تو ان بیچارون
کی کیا گت ہوگی۔ ان مرغان قفس [illegible]
طاقت پرواز کہان ہے۔ ارے یار وہ
تیلی کا کیو تیلی کی دیا رہو۔ ذرا تھیری
تلے دم لو۔ تم نے نہین سُنا کہ جلدی کام
شیطان کا۔ دیر آید درست آید۔ مین یہ
صدا سے بے ہنگام سنکر وہان سے اُلٹے
پائون بھاگا۔ آپ ان کو زمعزرون کو سمجھیے۔

چند ہفتہ سے زیادہ دیر تک زندہ نہین بچے گی۔ ننھی سی جان بالکل بیکسی کی حالت مین اونچی تکیہ دار چوکی پر پڑی رہتی تھی۔ گیارہ مہینے سے اوپر ہوگئے کہ وہ ملبوس نہ کی گئی۔ اور بارہ مہینہ تک اس قابل رہی کہ اپنے ہاتھ منہ تک نہین اُٹھا سکتی تھی۔ شیر خوار بچہ کی مانند کھانا کھلایا جاتا تھا۔ والدہ نے کہا کہ در حقیقت اس کا جسم اور ٹانگین چارون طرف گھوم جاتی تھین۔ اور ہاتھ کھنچے ہوگئے۔ جیسا کہ تم تصویر سے دیکھتے ہو جو بیماری سے تکلیف اُٹھا رہی ہے کئی مہینے بچہ کی دادی کہتی رہی کہ ڈاکٹر ولیم صاحب کی سرخ گولیون کا استعمال کرو مگر مین مانتی نہ تھی چونکہ مین خیال کیا کرتی تھی کہ ان گولیون کا استعمال لاحاصل ہے جبکہ تمام ڈاکٹر علاج کرنے سے معذور ہو رہے ہین۔

نامہ نگار نے پوچھا آخر تم نے گولیون کا استعمال کیا۔ اہو! یہ اس طرح سے واقعہ ہوا کہ مسٹر الفریڈ فلینل ہوونے میرے خاوند کو ایک اخبار دکھلایا۔ جس مین ایک چھوٹے بچے سوا وکی شفایابی کا عجیب حال مندرج تھا۔ یہ لڑکا ملیکس بری روڈ کا باشندہ ہے۔ اُس کی بڑی خطرناک حالت تھی۔ ڈاکٹر ولیم صاحب کی گولیون سے اسکو صرف شفا نصیب اور چلنا حاصل نہین ہوا بلکہ درحقیقت چست اور مضبوط بن گیا۔ کوئی شخص اُمید نہین کرسکتا تھا کہ کبھی تندرست بھی ہوگی۔ صحت کے کوئی آثار نظر نہین آتے تھے۔ آخرش ایک بکس بطور آزمائش لیا گیا۔ اگرچہ مجھے بتلانا یاد نہین۔ مگر [illegible] کا فوٹو ہے جو ہسپتال سے واپس لاتے کے وقت لیا گیا تھا۔ فوٹو کی طرف اشارہ کرکے نامہ نگار سے کہا۔ کہ تم دیکھتے ہو کہ جو کی پہر وہ کسی حالت [illegible] سے۔

نامہ نگار نے پوچھا۔ بچہ اب یہان موجود ہے۔ والدہ نے جواب دیا کہ ہان وہ خوب صورت عزیز لڑکی ہے جسکو فوٹو سے ملانا بڑا مشکل [illegible]
چھوٹی لڑکی دو تین بچون کی زیر نگرانی تھی اس کی زندہ شکل ظاہر کر رہی تھی کہ اُسکی صحت و تندرستی عمدہ ہے۔

ضرورت سے زائد

کروگر:۔ ایک سلطنت نیلام کر ڈالیں"

ہم کیا ہمارے جیسے سیکڑون آپ کے ساتھ ہون گے۔ جو نیا کام شروع کیا جاتا ہے اُس مین ابتدا ًاًایسی ہی مخالفت ہوا کرتی ہے۔

مگر آپ کو ہرگز بد دل ہونا نہ چاہیے آپ کو چاہیئے کہ پردہ چھٹ لوگون کی ایک سوسائٹی بنائین۔ اپنے گہر سے شروع کرین پھر اپنی قدر دانی قدر ہوتے ہوتے بہت سے لوگ آپ کی تالی لگین گے۔ ہم نے تعجب سے سُنا ہے کہ آپ عورات کو باہر لانے والے ہین مگر مین پہلے شادی بیاہ کی فکر تہی۔ مشاطاؤن کی خوشامد کی جاتی تہی۔ چوری چھپے لڑکیون کو دکھلوایا جاتا تہا۔ مگر ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

اب آپ کی بدولت ہم دو بدو دیکھ لین گے دس بیس مین سے ٹھونک بجا کر چُن لین گے جاکر لائین گے۔ ناپسند ہو واپس دے دین گے خدا وہ دن لائے کہ آپ کی بدولت ہم ان آنکھون سے دیکھین کہ فلان صاحب کی بیوی فلان صاحب کی بغل مین ہاتھ دیئے شاپنگ (بازار) کو گئی ہین۔ فلان صاحب کی نوجوان کنواری دختر نیک اختر فلان صاحب کے ساتھ

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

نہایت سخت قسم کے زکام اور اُسکے تمام پیچیدہ اقسام کو شل [illegible] اور خشکی آواز اور کھانسی کی شدت رات بھر مین دور کرتی ہے۔ تمام دوافروش فروخت کرتے ہین

خرامان خرامان کمپنی باغ کی سیر کو گئی ہین باوداستظار مین بیٹھے ہین۔ اور رات کے آٹھ بج گئے صاحبزادی ابھی تک واپس تشریف نہین لائین۔ فلان صاحب کی ہمشیر نصف درجن نوجوان سٹنڈون سے کورٹ شپ کر رہی ہین۔ سب کو اُمیدوار بود و مہ انند پیام شادی سے مسرور کر رکھا ہے۔ کسی کی انگوٹھی ہضم۔ کسی کا کنگن چٹ۔ تول رہی ہین۔ پرکھ رہی ہین۔ جانچ رہی ہین۔ امتحان کی کسوٹی پر کس رہی ہین۔ ے

شب و روز ہر سو خوشی مچ رہی ہے
دہڑی جم چکی ہے حنا رچ رہی ہے
پلک تل رہی ہے تکہ نچ رہی ہے
جہانا ہے جی جان جان بچ رہی ہے
کہین جا رہی حسن کی ڈولیان ہین
کہین جم رہی عشق کی ٹولیان ہین
کہین ایک جا چار بچولیان ہین
ہنسی قہقہے بولیان ٹھولیان ہین
(شہباز)

عاشقون کی کلاس کی کلاس اپنی اپنی جگہ مزے لوٹ رہے ہین۔ کوئی اُنکے تیر نگاہ کا کشتہ ہے تو کوئی غمزہ و ادا کا مردہ ہے۔ کوئی چال ڈھال پر لٹو ہے کوئی حسن قد بوا پر چہر خوبصورت غریبار بست چیز ایک ۔ ؎

تیغ بالاکن کہ ارزانی ہنوز

دیکہین کس کو یہ خزانہ غیب ملتا ہے۔ اگر ان چند پہلے ماشون کی چل گئی تو بیتا روز کی کٹ کٹ دور نہ بیوی کا منہ سوجے گا نہ میان اڑوائی کھٹوائی لے کر پڑین گے۔ نہ روز بیوی کی چوٹی اور میان کی داڑھی معرض کشاکش و جنگم جنگی ونوچم کسوٹی مین ہوگی۔ ہر عورت دس بیس کو دیکہہ بہال کر اپنی پسند کا مرد ٹٹول لے گی۔ ہر مرد اپنی پسند کی پری پیکر چن لے گا۔ یہ کالی کلوٹیان تو پردہ کی بدولت گلے کا ہار ہو جاتی ہین۔ ان سے تو اللہ بچا لے گا۔ اور آج تک جو عورتین بات بات پر کوسا کرتی تھین کہ اکہی ان امان باوا کی گور مین کیڑے پڑین کہ ہم کو کنوئین مین دہکا دے دیا۔ یہ الزام ایسی حالت مین نہین دہر سکین گی کہ کالے گورے پہ کچھ نہین موقوف۔ دل لگانے کا اور ہی ڈھب ہے۔ ع

ہر گلے را رنگ و بوے دیگر ست

اپنی اپنی پسند الگ الگ ہے۔ جیتے جی مکھی کوئی نہین نگلتا۔ انشاءاللہ انتخاب بہی لاجواب ہوگا۔ اور مال بہی کھرا ہوگا۔

مس انڈریوز نے کہا کہ آدھی گولی دو دفعہ دن بھر مین کھلانی شروع کر دی تہی۔ چند دنون مین اُس کی بہوک سے تندرستی کے آثار ظاہر ہونے لگے اور جس کہانے سے پہلے نفرت کیا کرتی تہی اُسے لذیذ اور مزیدار معلوم ہونے لگا۔ یہ جون ۱۹۱۳ء کی بات ہے کہ پہلا بکس ختم ہونے سے پہلے فلورا اپنے ہاتہون سے پھر کام لینے لگی۔ تب مین اور میرا خاوند اُمید کرنے لگے کہ اب نہ ندہ بچ رہے گی۔ اور ہم باستقلال گولیان دینے لگے۔ رفتہ رفتہ اُس کے رخسارون کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ طاقت کے آثار نمودار ہونے لگے اور جلد ہی بآرام اُٹھنے لگی۔ حتے کہ نو بکس کے استعمال کے بعد ہمین دیکہکر بڑی خوشی ہوئی کہ فلورا نے از سر نو اپنی ٹانگون سے کام لینا شروع کیا۔ اور پہر مضبوط اور تندرست ہوگئی۔

نامہ نگار نے پوچہا کہ اس نے کوئی اور دوا بہی کہائی۔ والدہ نے کہا ڈاکٹر ولیم صاحب کی پنک پلز کے سوا اور کچھ نہین دیا۔

تم با معجزہ شفا کا پانا اسی دوائی سے منسوب کرتی ہو۔ اور کیا یہی دوائی ہے ؟

ہان میرا تو اسی پر پورا پورا بہروسہ ہے۔ اور مین چاہتی ہون کہ فلورا کا حال اخبار مین شائع کیا جاوے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر ولیم صاحب کی پنک پلز میری لڑکی کے مانند اور بہت کسی بیمارون صحت بخشین گی۔ مین بڑی شکر گزار ہون کہ میری بیٹی کی جان بچ رہی اگر لوگون کو نہ بتلاؤن تو مین اپنا فرض پورا کرنے سے قاصر رہون گی۔

میرے پڑوسی شفا پانی سے بہت متعجب ہین۔ ایک اور لڑکی اسی اسٹریٹ کے سرے پہ ہے جو عمر بہر فالج کی بیماری مین مبتلا رہی۔ میری بیٹی کے صحت پانے کا سُنکر اُس کی والدہ نے اُسے بہی پنک پلز کہلانی شروع کی ہین۔ اگرچہ اور زیادہ ذکر کرنا پیش از وقت ہے مگر اسکی

C

کروپ لینے
خراش

کروپ کے بعض مریضون کے علاج کی اونسے تاخیر سے کرنا کو ہلاک جانے مین دیر اکثر خطرناک ثابت ہے اسکا بہتر سے بہتر طریقہ حفاظت کا یہ ہے کہ کوئی بہتر دوا ہو اس مرض کی ہمیشہ گھر مین موجود ہے اور چیمبرلین صاحب کی کھانسی کے علاج سے بہتر اس کی دوا نہین ہے اس مین افیون یا نیند لانیوالا کوئی جزو کسی ترکیب کا شامل نہین ہے اور ایک بچہ اور بالغ آدمی کو بھی بااطمینان دی جاسکتی ہے۔ تمام دوافروش فروخت کرتے ہین

فلانی بیگم نے شوہر صاحب پر عیاشی کا دعوے کرکے طلاق کی درخواست کردی۔ آج نان نفقہ کا جھگڑا ہے۔ کل خلع ہو رہی ہے آج سُنا کہ فلان بیگم صاحب فلان صاحب کے ساتھ فرار ہوگئین۔ عورت منکوحہ کو بھگا لے جانے پھسلا لے جانے۔ لے اُڑنے روک رکھنے کا مقدمہ دائر ہے۔ میان داد خواہ ہین۔ مگر ساری خدائی بی مساۃ کی طرف جھکی ہوئی ہے۔ فیصلہ انہین کی طرف ہوگا۔ کسی اخبار مین پڑھا کہ میان نے چشم واقعہ نا گفتہ بہ دیکھ لیا۔ پہلے کی طرح دو تو دو نہ ہوئی۔ میدان عدالت کھلا ہوا ہے۔ میان نے زنا کا دعوے دائر کردیا۔ غرض عجب دل لگی رہے گی۔

میان جلے بھنے دھوپ کے مارے چلچلاتی دھوپ مین گرما گرم کچہری سے آئے گھر مین داخل ہوتے ہی معلوم ہوا کہ بیگم صاحب کوٹھری مین وارد۔ ماما۔ آیا۔ سے پوچھا۔ میم صاحب کہان ہین؟ جواب فلان صاحب ملاقات کو تشریف لائے ہین۔ میان دم بخود ہوگئے۔ ایٹکٹ کی لمبی چوڑی دیوار درمیان مین حائل ہے۔ میان کوٹھری کا رُخ نہین کرسکتے۔ جب وہ صاحب ملاقات سے اطمینان سے فارغ ہوے۔ چلیں اوٹھی جاتے جاتے [illegible]ون نے شوہر صاحب سے بھی گڈ بائی [illegible] کرلی۔ شوہر نہایت خندہ پیشانی اور شگفتگی سے جورو کے آشنا (بہ معنی دوست سے) شیک ہینڈ کررہے ہین۔ مزاج پُرسی ہو رہی ہے۔ شوہر صاحب کی کسی قدر قلب ماہیت ہوگئی۔ دیکھیے تہذیب اور ترقی تعلیم نے کس قدر دلون کو صاف کردیا ہے کہ بُرے اور ناپاک خیالات کا گذر ہی نہین ہوتا۔ عورتین ناٹکون اور تماشاؤن اور جلسون اور میلون مین تن تنہا بے خلل و غش آیا جایا کرین گی۔ نہ پالکی گاڑی کی ضرورت ہوگی نہ رتھ اور بہلی کی تلاش ہوگی۔ ہاتھ مین ایک ہلکی پھلکی چھتری ہوگی اور بس اللہ اللہ خیر صلاح پاندان کا چالان ہوجائے گا۔ مسی کا منہ کالا۔ لال لال دانت اب کہان اب تو دُرشہوار کی لڑیان نظر پڑین گی۔

آپ کو معلوم ہے کہ فن موسیقی غذائے روح ہے۔ لحن داؤدی مشہور ہے ہم لوگون نے اس شریف فن کو ایک دم سے چھوڑ دیا۔ اس کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ قالب مردہ مین جان آئے گی۔ اس آزادی کے بعد عورتون کو تہذیب کے درجہ کمال پر پہونچانا ضرور ہے۔

اس تصور سے میرا خون چلیدون بڑھتا ہے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہون۔ ہم کو نہ بی بیگمن کا کوٹھا ڈھونڈھنا پڑے گا نہ بی دھومن کے ناچ مجرے مین روپیہ غارت کرنے کی ضرورت باقی رہے گی۔ چاندنی رات مین ہم چارپائی پر ایک حقہ لگائے ہوئے بیٹھے رہے ہون گے۔ ایک طرف ہماری زوجہ محترمہ بیٹھے سرون مین کچھ گنگنا رہی ہون گی اور چھوٹی لڑکی پیانو چھیڑ رہی ہوگی۔ اہا لطف ایک دم سے مست ہوکر چھکیے پر پولکا ناچنے لگین گے۔ اور بیوی۔ بیٹی۔ بہو۔ کسے باشد اُس کو ساتھ لیکر بینک نیتی ہمانگنائی مین شل لٹو کے ناچنے لگین گے۔ اللہ اللہ وہ بھی کیا زمانہ ہوگا۔ خدا ہم کو ان آنکھون سے دکھلاوے۔ مگر ایک مشکل بھی ہوگی کہ مسلمان فاقہ مست۔ قلاش بھلا انکے پاس اس قدر روپیہ کہان کہ ہزار بارہ سو کا پیانو خریدین۔ جامہ نداریم دامن از کجا آرم۔ بس کم خرچ بالانشین۔ سارنگی یا چکارا ہمارے ہاتھ مین ہوگا اور طبلہ یا باین کا ٹھیکہ منجھلے میان چھیڑ رہے ہون گے۔ اور گھروالی والی ٹھمری۔ ٹپہ۔ غزل۔ الاپ رہی ہون گی۔ بھلا خیال کیجیے کہ اگر بی آگن نے اچھا گایا تو ہم کو کیا۔ اور بی دھومن اچھا

ہوتی ہین مثلاً جگر کی بیماریان۔ دردجگر۔ ضعف جگر وغیرہ۔ باری کا بخار ہوائی کا بخار۔ اور قسم کے بخارات فالج اور گٹھیا (جو معمولی ادویہ سے
دفعیہ نہین ہوتین) دردسر۔ دردسر اور دل کی بیماریان نیز اُن بیماریون کے واسطے کارگر ہین جو کمزوری اور خرابی خون سے پیدا
ہوتی ہین۔ مثلاً تپ دق۔ درد عضو۔ بدہضمی۔ مرگی۔ کوتہ دلی۔ کھانسی۔ دمہ۔ چہرہ کا زرد ہونا۔ اور سوجنا۔ اور مستورات کی بیماریان
یہ گولیان جو مرد و زن دونون کے واسطے تیار کی گئی ہین۔ مگر خصوصاً اُن بیماریون کے واسطے کارگر ہین جو مستورات پر
لاحق ہوتی ہین۔ بڑیا مین بند فروخت ہوتی ہین۔
یہ گولی مقدار مین روپیہ جتنی گول اور دو انچہ لمبی ہوتی ہے جسکے اوپر پنک (سرخ) کا نشان اور سات الفاظ کا پورا نام ڈاکٹر ولیمز
پنک پلز فار پیل پیپل) سرخ حروف سے لکھا ہوا ہوتا ہے۔ جو کالبا دیوی روڈ نمبر ۲ بمبئی اور کنگ اسٹریٹ کلکتہ۔
یہ گولیان ڈاکٹر ولیمز پنک پلز میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ مجلی بھنیان کالبا دیوی روڈ نمبر ۲ بمبئی۔ اور کیننگ اسٹریٹ کلکتہ۔
مین واقع ہین۔
ہندوستان۔ برہما۔ اور سیلون کے بازارون اور دوائی فروشون سے دستیاب ہوتی ہین۔
نقلی گولیان خواہ کھلی فروخت ہون یا اور طریقہ سے بے سود ہین۔ ہر ایک شخص کو کم سے کم ایک دفعہ اس کی آزمائش
کرنا چاہیئے۔

ناچنے میں تو اُن کو یہاں کی تاکہ باسانی اُن کو مبارک سرائی کا کائی پر ہم مگن ہونے والے کون - اور یہ تو بات ہی اور ہے - اپنی چیز گھر کا مال - جب چاہو دل خوش کر لو - چار دوست احباب ہی جمع ہو کر داد دیں سکے اور پھر سب سے بڑھ کے یہ کہ روپیہ پیسہ غارت نہ ہوگا - ہزاروں اور لاکھوں امیر اس کوچے میں تباہ ہو گئے - اب گھر کا پیسہ گھر ہی میں رہے گا - اس طرح مرد لوگ آوارگی سے بھی کم کر دیں گے - نہ ناچ مجرے کے واسطے ادھر ادھر بھٹکتے پھریں گے - نہ حرام خوری کی طرف رغبت کریں گے جب گھر ہی میں بے خلل و غش دل لگی کا کافی سامان موجود ہے تو حلال چھوڑ کر باہر حرام کے واسطے جھانک مارنے کی کیا ضرورت -

ہم کو قوی امید ہے کہ جس طرح مصلحان قوم نے اس اہم مسئلہ کو چھیڑا ہے اسے پورا کر کے چھوڑیں گے - اور عملی طور پر یہ وہ توڑ تاڑ کے اُس کے بے شمار فائدے لوگوں کے پیش نظر کریں گے کہ وہ بھی دیکھ کر اس فیض عام سے متمتع ہوں رفتار مردوں کو چاہیے کہ ہرگز ان بودی اور پھسپھسی مخالفتوں سے پس پا نہ ہوں اور ساتھ ہی پردے کی بڑی روک کے برطرف ہوتے ہی ناچنا - گانا - سواری - شکاری - سب کمال عورتوں کو سکھلا دیں کہ ؎

سرو در خانۂ ہمسایہ جس رہ گزرے

کا مصداق ہو -

مردوں کو بھی ناچنا ضرور سیکھنا چاہیے کہ مہذب سوسائٹی میں یہ فن قابل قدر ہے - ورنہ ناچ اور بالوں میں ان کی سبکی رہے گی - کوئی کام بھی انسان کرے تو چاہیے کہ اُس کو اچھی طرح درجۂ تکمیل کو پہونچائے -

راقم

ہر کسے ناصح برائے دیگران
ناصح خود یافتم کم در جہان

ب - دکن -

۲۸-۳-۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہیں آسان اور قابل اطمینان پراویڈنٹ فنڈ کی شرکت کریں جس سے بعد ان کے مرنے کے پس ماندوں کو سہولت اور نفع کے ساتھ کچھ سرمایہ ملے تو اس فنڈ کے منیجر سے بہ نشان ۱۱-۴ ہیری سن روڈ کلکتہ - بذریعہ انگریزی تحریر خط کتابت کریں - ضوابط اور قواعد وغیرہ بھیج دیے جائیں گے اس دفتر کو انگریزی دان اشتہار دہندے درکار ہیں -

Harrison Road Calcutta

۵۲ ہفتہ

بہروں کو مژدہ

ایک متمول بیگم نے جنکو ثقل سماعت اور کانوں کی آواز کا عارضہ تھا ڈاکٹر نکلسن کی مصنوعی چوچنی لگانے سے صحت ہو گئی تھی پانچ ہزار پونڈ اس غرض سے اس انسٹیٹیوٹ کو عطا کیے ہیں کہ جس غریب کو اس آلے کی قیمت ادا کرنے کی مقدرت نہ ہو اُس کو مفت بھیجا جائے

پتہ - نمبر ۱۰۰ - نکلسن انسٹیٹیوٹ - لانگ کاٹ گنرسبری لندن گوشۂ مغرب -

۲۷ - دسمبر تخم ۱۹۰۰ء ۱۶۳

کم خرچ بالا نشین

چونکہ آج کل لدھیانہ کلاتھ ہمارے دیسی بھائیوں کی باعث پسندیدگی اور قابل توجہ ہو گیا ہے اس لیے ہم اُنکو کم خرچ بالانشین بنانے کی غرض سے اُنکی پرورش کے لیے اپنے کارخانے کی اعلے درجے کی ساختہ اور زری اور سادہ لنگیاں - ٹکے اور کلاہ اور گبرون وغیرہ پیش نظر کر کے ملتمس ہیں کہ یہ سب اشیائے مضبوطی اور پختگی رنگ میں بے مثل اور خوبصورتی میں بے نظیر ہیں - قیمتیں عام کارخانجات لدھیانہ سے ارزاں ہیں - نمونہ جات معہ ارسال ہوتے ہیں

المشتہر

سکے - اے بخش محمد اسمعیل
محلہ حاجیاں گھاس منڈی
لدھیانہ - پنجاب

از اکتوبر ۱۹۰۰ء ایک سال

ایک بوتل ایک شرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب اوجاع

اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہوں) گٹھیا کسی درجہ کا - درد مفاصل وجع المفاصل درد کمر پشت - جوڑوں اور اعضا میں درد چوٹ اور موچ کے درد میں تیر بہدف کبھی خطا ہی نہیں کی - ہزاروں چنگے ہوئے - ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائیگا - خون صالح پیدا - فاسد دفع - معدہ صاف ہضم صحیح غرضکہ سارے جسم میں صحت کے آثار ہونگے قیمت فی بوتل سے ۲ اور خرچ پیکنگ و ویلیو ۸/ ۔

پتہ - ڈی - ان - ڈاس کمپنی
دوا خانہ اناپورنا ۱۶۲ آئے
لور سرکلر روڈ کلکتہ

نیرکا

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اُس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دُھند۔ جالا۔ پھولا۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ ناخونہ اور موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بہی اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بڈھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ دوسرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہی

(۱۵) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپ سے سفید سُرمہ کو تقریباً تیس مریضون کو استعمال کیا جو موتیابند۔ دُھند۔ پھولا۔ ناخونہ۔ آنکھ مین ہمیشہ خم و غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری رائے مین آپکا سُرمہ شفاخانون مین بذریعہ ڈاک شفاخانجات اور ہسپتالون کے نمبرون کی معرفت فروخت ہونا چاہیے۔ تاکہ سرکاری غریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرین۔ براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم وی۔ پی پوسٹ بھیجدین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) مین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہی آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ آپ کے میرے کا سُرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا۔ مین آنکھونکی بیماریون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے تو سُرمہ ضرور استعمال کرینگی سفارش کرتا ہون ہر مریض کو مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی دُھند و خارش۔ سُرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اس قدر سستے دامون مین یہ سُرمہ تیار کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین بیان نہین ہوسکتا ہے ہر فرد بشر کو ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب اسسٹنٹ سرجن ملٹری حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۲۰) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مرض تھا جسکا علاج ہر ڈاکٹران لاہور سول ڈاکٹر بریڈ صاحب بہادر اور ڈیوڈ صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہوا۔ آپکے سُرمہ سے اب مرض دور ہوا اسکا شکریہ بھی ہماری حکومت میں جو ادا کرتا ہون ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھونکو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور عمدہ شے ہے۔ مین نے آجتک کبھی کوئی دوا اس سُرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بینک مین اس مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

سیان مین پڑا تھا سر لیا گھوم
شراب ناب اب ملتی نہیں بت
گرانی ہے نہیں کیا تمکو معلوم
بنت عاشقان برشت آہو
ہوا عنقا کی صورت عیش معدوم

راقم

ایک تک بند۔ از ضلع ہردوئی

میر ضحک کی رباعیان

نمبر

(۱) ہو شیو بلاناغہ اگر واڑھی روز
وسے مونچھون پہ تاؤ نتح و فیروزی روز
بتلائیے مرد ہین افریقہ مین انگریز
راجہ بس کہتے ہین ہنگیڈ لاکے پیروز

(۲) گہر گہر جو ہے ہند مین یہ مرغی پردہ
کہتے ہو نہ اصلی ہے نہ فرعی پردہ
سائے سے تمہارے بھاگنا لازم ہے
پتلون پہ ارشاد ہے شرعی پردہ!

(۳) گھبراتے ہین بے زری سے جسونت ذرا
گھبرا کے پکارتے ہین ای پیارے زرا
زوروں پہ ہے آجکل بیان کی طلب
لکھنا ہو ذرا ابھی تو لکھتے ہین زرا

(۴) دلہین تو وصال ہی کی خواہش رکھی
گو بوسے کی چاشنی نہ ہم نے چکھی

چیمبرلین صاحب کا پین بام

اعضاء کے ماؤف مین لگانے سے فوراً عوارض ذیل کو شفا دیتی ہے۔ کرختگی گلا وجع مفاصل۔ درد اعصاب اور جوڑون کی کرختگی تمام دوافروش فروخت کرتے ہین۔

خال لب لعل یار تیرے عاشق
بیٹھے ہوئے کب تک گیا ہین کھوتے؟

(۵) زوروں پہ ہے سرد مہریوں کی بچھوا
سے وقت شناسنگ دلی کا کھوا
زلفین ہین کہ جال؟ مچھلیان ہین کہ کھٹوئین؟
ہے حسن کہ بجرا؟ ہے حسین یا بچھوا؟

(۶) نغمے جتنے تھے لب پہ سب نالے ہوئے
دل سینو مین جتنے تھے وہ سب لالے ہوئے
یکرنگ رعایا ہے کوئین کے غم مین
تھے ملک مین جتنے گورے سب کالے ہوئے

(۷) چار آنکھون سے دیتی ہو جو گھڑی کی ٹوپی
ستی ایسی کہان اپنے خسر کی ٹوپی
ممکن ہو تو اس کی دم مین بندا باندھون
بےڈھب ہے پڑی بھیجے پہ شُتر کی ٹوپی

(۸) گرچاہو خوشی کے وقت خوشی کی راتین
مت منہ سے عزیز کی نکالو باتین
دیکھا ہے کہ جو بیان بہت ہوتے ہین
کھاتے ہین دو فٹ بال کی صورت لاتین

(۹) بہتے ہوئے قرآن کا جامہ دل ہے
اسیر بھی بڑا سیاہ نامہ دل ہے
جس وقت نظر پیچھے ہے آلودہ
ڈنلپ کا گویا پائجامہ دل ہے

یہ آئے دن کے جھگڑوں سے بہت عاجز ہے جان کی ہے
کبھی جو روکا دہڑکا کبھی مردم شماری ہے

بات تیری دُنیا کے بکھیڑون مین مردم شماری

(اے تو بہ مردم شماری) کا ذکر بھی واللہ سچ تو یون ہے کہ اس نگوڑی دنیا مین آکر تو سب پچھتائے۔ ہم کیا پچھتائے۔ غور سے دیکھیے تو حضرت انسان نہ بے سوچے سمجھے اس دنیا مین آکر ڈھیر ہو جاتے نہ اُن کے لاتق ہوتوں کو دنیا دی جھنجھٹ جھیلنا پڑتے۔ مین کہون سچ۔ اگر کچھ بھی میرا بس ہوتا تو ایک دم سے بھاگ کر جنت مین چھپ رہتا ہر روز کے بکھیڑون سے ایسا جی اکتا گیا ہے کہ کچھ کہا نہین جاتا۔

جب دیکھیے ایک نہ ایک آفت کا سامنا رہتا ہے۔ گھربار کے دہندون کو تو جانے دیجیے۔ آج کیا ہے طاعون کی خبر ہے۔ کل کیا ہے کوڑا کرکٹ کا انتخاب ہے۔ پرسون کیا ہے حد بندی کمیٹی کی تجویز ہے۔ ہر روز نے ان واہیات دھڑکون نے ناک دم کر رکھا ہے اور طرہ سنیے۔ ہمارے چند ہندوستانی بھائی جو سلامتی سے نہ کہین ٹوکر نہ چاکر۔

یکایک میرے دونون ہاتھون پر فالج گرا۔ آن کی آن مین میری جان سی نکل گئی۔ بدن کی طاقت بالکل سلب ہو گئی۔ کلائیان اور پہونچے یک لخت بیکار ہو گئے۔ انگلیان اور انگوٹھے اینٹھ کر ہتھیلی سے آن لگے۔ گویا ہاتھون کے ٹنڈ بند ہو گئے۔ مین نے اسی وقت ڈاکٹر کو بلوایا۔ ڈاکٹرون مین سے ایک نے یہ تشخیص کی کہ "تم کو سیسہ کا زہر چڑھ گیا ہے" چونکہ میری عادت تھی کہ روزمرہ بلاناغہ صبح کو تازہ پانی کا ایک گلاس پیا کرتی تھی اُس حوض مین سے لے کر جہان سے میرے غسل خانہ مین پانی آتا ہے اس واسطے ڈاکٹر نے یہ راے قائم کی "تمہاری آج کل کی تھکی ماندی حالت اور اس عادت کی وجہ سے تمکو بیماری لگی ہے" مین گھر کا کچھ بھی کام کاج نہ کر سکتی تھی اور بجائے اس کے کہ اپنے بچون کو سنبھال کر کے سکون اور اُلٹی خود میری خدمت بچارے بچون کو کرنی پڑتی تھی۔ چنانچہ گھر کا ہر ایک دھندا بھی وہی کرتے تھے اور میری کل خدمت بھی۔ ڈاکٹر صاحب بیتیرا مجھ سے کہتے کہ "میڈم! تم اپنے ہاتھ ہلانے جُلانے کی کوشش تو کرو۔ دیکھو شاید کچھ افاقہ ہو گیا ہو" چنانچہ مین ہر چند چاہتی کہ ہاتھون کو حرکت دون۔ مگر صاحب! حرکت کیسی؟ وہ تو بالکل بے حس تھے۔ اُن مین جل جُوتا نام کو نہ تھا وہ کام تو جب دیتے جب ان مین کچھ بھی دم درود ہوتا۔ نتیجہ یہ کہ مین بہتیری جدوجہد کرتی اور جب کچھ بھی بس نہ چلتا تو دل ہی دل مین پیچ تاب کھا کر ہار کے ناچار و مایوس ہو کے بیٹھ رہتی"

رپورٹر نے پوچھا "مگر اب تو تم بالکل تندرست معلوم ہوتی ہو۔ یہ کیا بات ہے؟ ایسی خطرناک اور مایوسی بخش بیماری سے آخر شفا کیونکر ہوئی؟

کٹھ پتلی والا۔ ہم تو دگی سے غرض ہے کہیں سہی

کہان حکمت تکون ہم پیس کے دار و غہ ہونے کی بھی لیاقت و امید نہیں۔ مگر جب دیکھیے ایک نہ ایک خود کاشت کمیٹی دھمکی بنیے ہیں۔ اور افادہ کے لئے ہم تم سے ہاتھ پسار کر چندہ مانگتے ہیں۔ اگر جی کڑا کرکے کچھ دیتے ہیں تو گھر میں فاقہ خان اکڑا فون مچاتے ہیں۔

بی گھر بسی صاحبہ الگ سب تقاضون کے دماغ بھناتے رہتی ہیں۔ میان کچھ خرچ کے واسطے دو۔ میان بچا رے کے پاس جو کچھ رقم سوا مین سے تھا وہ تو نذر کمیٹی کر چکے۔ سنو! بغلیں جھانکنے کے کر ہی کیا سکتے ہیں۔ کہان سے لائیں جو سب کو سمجھائیں۔ اگر چندہ کمیٹی میں نہیں دیتے ہیں۔ تو جیسے چار رقم ضمون میں سبکی ہوتی ہے۔ توبا کس غضب میں جان پھنسی۔ کسی طرح پیچھا چھٹکارا ہی نہیں ہوتا۔ ان دکھڑون کو بھی جانے دیجیے۔ بی مردم شماری صاحبہ نے بعض جگہ تماشا مچا رکھا ہے سٹی بھولی جاتی ہے۔

ہر بات کی ایسی ہندی کی چندی پوچھی جاتی ہے کہ توبا ہ بھلی۔ قوم بتائیے ایک۔ مذہب بتائیں دو۔ من بتائیے تین پیشہ بتائیے چار۔ نام بتائیے پانچ۔ سکونت بتائیے چھ۔ الم بتائیے غلط بتائیے۔ گھر میں کے کدھن عورتیں ہیں۔ اسے بتائیے بیاہ شادی ہوئی۔ یہ بتلائیے۔ گھر والی کا سن بتائیے۔ نام بتائیے۔ سلامتی سے بی گھر بسی صاحبہ کتنی لڑکون کی امان جان ہیں۔ صورت کیسی ہے؟۔ رنگت کیسی ہے؟ پڑھی لکھی ہیں یا گنوار کالا اچھر ہیں۔

الٰہی توبا د۔ اس کے بعد کان پکڑ کر توبا د۔ ایک بات ہو جس کا جواب دیا جائے اس بنواڑے کا جواب کون دے سکتا ہے بعض شمار کنندہ ایسے ایسے لائق مہذب۔ لوانڈیل۔ ان پڑھ مقرر ہوئے ہیں کہ سبحان اللہ۔ کوئی تو جناب نقال صاحب کوئی صرافت صاحب کوئی مسٹر اسٹامپ فروش۔ کوئی پنڈت ریداس۔ کوئی منشی کلوار صاحب۔ یہ حضرات ابھی ابھی قصباتی اسکول کی چھٹی دفعہ کے امتحان میں ناکامیابی کا سرٹیفکیٹ کل سبجکٹ میں حاصل کرکے تازہ دم شمار کنندون کی بھیڑ میں جناب ٹیبر کی طرح مردم شماری کے جال میں پھانسے گئے ہیں۔

واٹ ڈوپٹ۔ وُرت دیکھو۔ ایسی باتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے سوا ان کے خدائی فوجدار دوسرا کوئی نہیں۔ بیساختہ جی چاہتا ہے کہ ان خود سر شمار کنندون کو مردم شماری میں

دون۔ مگر اس میں اختیار ہی کیا ہے حکم حاکم مرگ مفاجات ہو جن کو حکام عالی شان چاہیں۔

مسلط کردین
چارہ ہی کیا ہو سکتا ہے

سنو بھئی۔ اس قسم کے جھگڑون سے اب تو ہم نے اپنے دل میں ایک ایسی بات ٹھان لی ہے کہ یہ سب جھنجھٹ ایک دم سے القط۔ اب تو جی ہی تصدیق کر لیا ہے کہ مذا قرنطینہ کے جھگڑے کو اسٹیشن ہائے عالم سے اٹھائیے۔ اور فرعون کے سوتیلے بھائی طاعون کو غارت کرے۔ تو سارے گھر بھر کا کھڑاگ ایک مضبوط کرایہ کی ٹھیل پر لاد کر سعید حاجت الفردوس کو چل دون۔ اور اپنے دادا آدم کا قائم مقام بن جائیں۔

ایک خیال یہ بھی ہوتا ہے کہ وہان بھی ملکی غیر ملکی کی تحقیق ضرور لگائی جائے گی۔

مسز وایاٹ نے مٹھی بند کرکے۔ پھر کھول کے پھر بڑی پھرتی سے ہاتھ جھٹکا کے اور انہیں ہر طرف خوب اچھی طرح حرکت دیکر کہا کہ ''ہاں دیکھو اب تو میں خاصی بھلی چنگی ہوں۔ گویا کہ میرے ہاتھوں کو کبھی کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ لیکن صاحب اگر ابھی خدا کے فضل سے وہ ناشدنی بیماری کالا منہ کر گئی ہے اور میرے کسی عضو سے اس کے اثر آثار تک نہیں پائے جاتے۔ شکر ہے اس شافی مطلق کا۔ مگر جب وہ وقت یاد آتا ہے تو میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ توبہ ہے توبہ ہے۔ یا الٰہی دشمن کو بھی ایسا آزار نہ دکھیو کہ آدمی خاصہ جیتا جاگتا ہو اور بہر مردون سے بدتر۔ بالکل بےبس اور لاچار۔ لیجیے آپ یہ خیال کر لیجیے کہ پانچ مہینے کامل میری یہی حالت رہی۔

رپورٹر۔ یہ تو خیر میں نے سُنا اور سمجھا۔ مگر میرا مطلب تو کھلا ہی نہیں کہ آرام کس چیز سے ہوا؟

مسز وایاٹ۔ ہاں ٹھیک۔ سچ سچ مجھے اپنا دکھڑا رونے میں کچھ دھیان ہی نہ رہا۔ کہ آپ کا سوال کیا تھا اور مجھے بتانا کیا چاہیے۔ ہاں تو خدا کو کرنا ایسا ہوا کہ ایک دن کوئی شخص ہمارے دروازے میں چھپا ہوا ایک پمفلٹ پھینک گیا۔ بچون میں سے کسی نے اس کو اٹھا لیا اور ہوتے ہوتے آخر وہ مجھ تک پہونچا۔ میں جو اسے پڑھنے لگے تو دیکھتی کیا ہوں کہ جہاں اور بہت سی باتیں اس میں لکھی ہیں وہاں ساتھ ہی ایک یہ تذکرہ بھی ہے کہ فلاں فلاں شخص کو اس اس طرح فالج مار گیا تھا۔ اس کے ایک طرف کے تمام اعضا بیکار ہو گئے تھے۔ اور اس فالج کے گرنے سے اس بچارہ کی یہاں تک بری حالت ہوگئی تھی کہ سیڑھیون پر سے اترنے چڑھنے کی بھی سکت نہ رہی تھی۔ اوپر والے ہی اسکو بڑی مصیبت سے اتارتے چڑھاتے تھے۔ خیر غرض یہ کچھ اس کی کیفیت تھی جیسے میں سمجھتی ہوں کہ میری حالت سے اس کی وہ حالت بالکل ملتا

آپ منھ پہلا ہے جس طرح پیادہ وہ کے اکثر لوگ دکن میں رہکر دس ہیں میں ملکی ہو گئے اوسی طرح این جانب بھی انشا اللہ پہونچکے ہی جنتی ہو جائینگے۔

اگر یہ منصوبہ ٹھیک ہو گیا تو پھر کیا ہے۔ دادی چینا ہیں لکھتا ہے۔ مگر ساتھ ہی ان سب باتوں کے حق تعالے سے یہ دعا ہے کہ شیخ چلّی (جسکی اُردو رشوت ہے) اپنی کریمی کے صدقے مین بچائے رکھے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر کیا ہے۔ پانچوں گھی مین سر کڑاہی مین۔ آدمی سے فرشتہ بلکہ معلم الملکوت (خدا نہ کرے) ہو جاؤنگا تو اپنی انگریزی دانی - اپنی چند ہاتی - اپنی بدنفسی کا ذمہ۔

خدا جنت مین پہونچتے ہی کسی فرشتہ ذات ملکی صفات کی سرکار ابد قرار مین کچھ بنا دے۔ پھر دیکھیے کیسا غرور نخوت سے مین کھچا کھچ بھرجاتا ہون کہ آپ لوگ حالت موجودہ دیکھکر اگلی پچھلی حالت کو خیال کرکے اگر پہچان لین تو سیرے کوٹ پتلون خرید کر دینا اس کا ذمہ۔

پھر سنو اس کا پاپٹ کا مزا بڑا ہے کہ نہ کام نہ کاج۔ جب جی چاہا دس بیس پچاس ہفتہ کے واسطے کسی غیر ضروری بہانے سے اپنی اس دنیا مین چلا آؤنگا۔ اور دو ایک دن اپنی ڈیوٹی پہ بکر پھر بھاگ نکلا ہل با نکتا خاک پھانکتا آن موجود ہونگا۔

بڑے جھگڑے اس دنیا مین ہین لہذا رخصت۔

راقم

نام ہرگز نہ بتائینگے کسیکو اپنا
ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

بنارس

جناب مولانا صاحب - بندگی عرض ہے۔ مین نے سُنا ہے آپ جلسون کی کارروائیان اپنے اخبار مین خوب چھاپا کرتے ہین - اس لیے لیجیے آج مین بھی ایک کنگا - نہین نہین کنکھا کی پنچایت کی کارروائی خدمت مین بھیجتا ہون - یہ تو آپ جانتے ہی ہون گے کہ آج کل کانفرنسون کی کیسی کچھ بھرمار ہے - جدھر دیکھیے اُدھر گلی کوچون مین کانفرنس اور کانفرنسون کے اعلان مارے مارے پھرتے ہین - کایستھہ کانفرنس - نورمی کانفرنس - ہونہار کانفرنس - ویشیا کانفرنس - اجی صاحب کہان تک کوئی گنوائے - اب لیجیے کھتری کانفرنس بھی نکل پڑتا ہے - مگر صاحب ان کھتریون نے تو بڑا زور مارا - مجھے کیا کسی فرد بشر کو بھی ایسی اُمید نہ تھی کہ یہ بیچارے اسقدر جوش دکھلائینگے - اور تو اور آپ نے ایک بات نہ سنی ہوگی - مجمع کو اکٹھا کرنے کے لیے نوٹس نہین بانٹی گئی تھی - ایک حجام یعنے وہی کھتریون کے میان ناؤ دروازے دروازے گھومے تھے اور کہتے تھے کہ "در جند کا جی سہاے - ماتا جی سہاے - لالہ جی آج سری سنکٹا جی کے منڈل مین توساڈے کھتریون کی پنچایت اکٹھی ہوگی - سو اسی لیے آپ کو بھی سندا دے چلا ہون" اس جلسے غرض ہو بیٹھنے سے سدان کے لیے اپنے لوگون کی گنتی بنیون مین ہوجاے گی - اور تو اور مین بھی تو بنیون کا پروہت کہلانے لگ جاؤنگا - کیا کہا جاے بیٹھے بٹھائے ایک صاحب نے ایک بکھیڑا اپج دیا ہے - کوئی پوچھے تو سہی تمہین بات کی ان پچڑون سے

کیا مطلب - سبھی جات مین طرح سے بوڑھے ہین - وے اپنا دل سے اس کی نذر کر لیتے - خیر جی تم تو آچھوٹا دیکھو کیا کارروائیان ہوتی ہین۔ یہ طریق تو اُن کے نوٹس کا تھا - اب ذرا اسٹینگ کا حال سُنیے - وہ بھی نہین بیٹھنے پائے تھے کہ چھتری بھائی چھتر یان لگانے لگے - دور کے جمع ہونے لگے - یعنے آپ سمجھیے تین ساڑھے تین بجے تک ایک خاصا چھ سات سو کا مجمع جمع ہو گیا جو آتا تھا وہی دندناتا اوپر چلا جاتا تھا۔

خیر صاحب خدا خدا کر کے جب سب برادری والے اکٹھے ہو گئے تو اب میر مجلس صاحب کی کھوج ہوئی - اور اُن کی انتظاری دیکھی جانے لگی - جسے دیکھیے وہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے صدر پھاٹک کی طرف دیکھ رہا ہے۔

آپ سمجھیے انتظاری تو بڑی بڑی چیز ہے - دس پانچ منٹ بعد لوگون نے آپس مین کانا پھوسی کرنا شروع کر دی - کوئی کہنے لگا واہ جی صاحب وہ کب آنے والے تھے وہ تو کیسے اُنہون نے یون ہی اُس وقت بلا ٹال دی تھی۔ کوئی کہنے لگا اجی نہین اس قسم کے تو وہ آدمی ہین نہین - مگر ہان شاید کسی کے خوف سے دبک بیٹھے ہون مگر واہ (یہ ایک تیسرے حضرت تھے) وہ تو پنجابی ہین - اور کیا پنجابی لوگ بھی ڈر سکتے ہین - ایسا تو نہین ہونا چاہیے - مگر آب ہوا کا بھی اثر تو ضرور رہی ہے - مگر صاحب نہین - وہ تو کہنے آہستہ آہستہ چلتے ہین - وہ اب ضرور آتے ہی ہون گے - صاحب یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اتنے مین دیکھتا کیا ہون کہ ایک بڑے وجیہ آدمی ناٹا سا قد - بڑی سی داڑھی - بڑی بڑی آنکھین خوب ڈبل پگڑ سر پر - سونٹا ہاتھ مین لیے آ ہی تو گئے - مگر صاحب سچ تو یون ہے کہ اُنہون نے اوپر چڑھنے مین ذرا بھی کسی قسم کی تکلیف نہ کی - ورنہ آپ سمجھین اُس جانب کیسے بے خبر تھے خیر صاحب یہ پہلے تو ایک کہنے مین جھلا سے گئے - بس پھر کیا تھا - ان کے وہان بیٹھتے ہی تمام حاضرین نے اُن کی جانب منہ پھیر لیا اور وہی صدر مقام قرار پا گیا - اب صاحب کچھ دیر بعد ایک چوکی اُن کے سامنے لا کے رکھدی گئی - پہلے تو مجھے یہ خیال ہوا شاید وہ نہین کچھ جل پان کرائین - مگر ایک شخص سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ نہین یہ چوکی بجائے ٹیبل کے رکھدی گئی ہے - چلیے اب کارروائی بھی شروع کر دی گئی - اور لالہ شیام سندر لال بی - اے سکرٹری کاشی کی ناگری پرچارنی سبھا اور ممبر ایشیاٹک سوسائٹی مطلب کہان تک اُن کی پدویان گناؤن - مختصر مین آپ سمجھین کہ وہ اس کلجگ کی کاشی مین بڑے ہی لائق اور عقلمند گنے جاتے ہین مجھے امید ہے اگر انکی لیاقت کی ایسی ہی افزائش ہوتی گئی تو اس سنسار مین دوسرا لیاقت والا اُن کے مقابلہ کا نہین ٹھہرے گا - جب سے اُن کی کوششون سے کچہری مین

نگری نے جگہ پائی ہے تب سے تو یہ صفت اسقدر مشہور ہو گئے ہین کہ شاید کوئی ہی اس مرتبہ کو نہ پہونچا ہوگا۔ خیر صاحب۔ یہ مہاشے خوب ٹولے خوب ٹولے۔ کوئی قریب آدھ گھنٹے تک جی کھول کے اس قدر کہ آخرش یہ ثابت کر ہی دیا کہ ہمارے کتری بھائی نجے بچے کہلانے جوگ نہین۔ اصل چہتری کمانی دار تو ہین سب مین آج کل کے چہتری تو نام کے ہین۔ وہ تو کہیے پنجاب مین آپ معروف نہین ہے اس لیے اکثر ہی سے کتری کہلانے لگے دیکھیے ہم لوگون کے ہاتھ کا بنا کچا کھانا برہمن سارست کہاتے ہین۔ پھر اُنھون نے پرسرام جی کی کتھا کہ سنائی کہ کس طور سے اُنھون نے چہتریون کا ناش کیا تھا اور کس طور سے چند چہتری اپنے اپنے کو کتری بتانے سے کس طرح بچ گئی تھین جنسے بعد کو جو کتریون کے مورث اعلے ہوئے۔ بعد اپنے بزرگون کی بڑی تعریف کی۔ ایک خاصہ لمبا پل باندھ دیا اور ثبوت مین ہری سنگھ نلوا دیوان مولچند۔ راجا ٹوڈرمل۔ لالہ ساون مل۔ لالہ چند ولال کے حوالے دیے گئے۔ غرضکہ ان کے بزرگون نے جو کچھ کمایا تھا اُسے ان مہاشے اپنی فصاحت سے اپنے ہاتھ سے سونگھا ہی تو دیا۔ ان کے بعد ڈاکٹر گنگا سنگھ سول سرجن صاحب اُٹھے۔ پھر لالہ مادھو پرشاد۔ بابو ٹھاکر داس لالہ لچھمی نراین۔ بابو جوگل کشور مختار برجپال داس بابو کیشو پرشاد بابو بہاری چرن

اُٹھے۔ مگر صاحب اصل تو یہ ہے کہ ایک یا دو اسپیکرون نے کوئی پوانٹ نہین چھوڑی جو اور لوگ کہتے۔ مگر سب نے رسم ادا کر دی۔ اس کے بعد صاحب جلسہ برخاست ہوا۔ کتری بھائیون نے سنگھ جی کے جے کارے دینے شروع کیے۔ اور و دشور مچایا کہ کان پڑی بات نہین سنائی دیتی تھی۔ پھر صاحب گلاب جل چھڑکا گیا اور بیچارے کتری بھائی اپنے گھر سدھارے۔ اور لگے چاکے کہنے "ابی یہان تو آؤ۔ آج کی پنچایت کا حال سناؤن۔ ذرا پاس چلے آؤ۔ مین ابھی تھکا ماندہ چلا آرہا ہون۔ چیخا نہین جاتا" خیر صاحب انکی گفتگو کو پھر آپ کی خدمت مین ارسال کرونگا۔ جو ریمارک سبھا ون مین نہون نے پاس کرنا شروع کیا وہ بھی قابل سننے کے ہے۔ انشاء اللہ زندہ رہا اور پلیگ نے ایک ہفتہ تک چھوڑ دیا تو ضرور خدمت مین ارسال کرونگا۔ اسوقت معافی مانگتا ہون۔

راقم۔ ایک گھر کا بھیدی

۲۸-۳-۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہین آسان اور قابل اطمینان پراویڈینٹ فنڈ کی شرکت کرین جس سے بعد انکے وفات کے پسماندونکو سہولت اور نفع کے ساتھ کچھ سرمایہ ملے تو اس فنڈ کے نمبر سے بہ نشان ۱۱-۴ ہری سن روڈ کلکتہ منہ لیہ

الوداع اے شگفتہ مستی الوداع
الوداع اے جشن ہستی الوداع
آئین آئین کچھ خیریت ہے۔ الوداع کا یکی
مردم شماری کا دفتر سلامت ہے تو ہر سال
بلکہ ہر سو نہی لطف۔ یہی چہل پہل رکھی ہے
ہر نئے منہ کالا کرنے والے سے اخراجات
ہستی لینے کا رجسٹری شدہ و پہدا نہ سوچو دے
فال زبان منہ سے نکالنا ٹھیک نہیں
اچھا آگے چلو۔ ~

ذات اقدس کے سبب انڈون
کس گئی گھوڑی یہ کاٹھی الوداع
ذات اقدس یہ کیا منحصر ہے۔ گھوڑی
جاں نثار ہو اچاہیے۔ کاٹھی اور سواری
گلی گلی موجود ہے۔ ~
خرچ ہستی کی فضولی کیا کہون
ہو گئے مقروض۔ ۔ الوداع
گھوڑی باندھنا سہل تو ہے نہین اور یہ
ایسی جس کے ایک پانچ ہاتھ کی بچھیری
بھی ہو۔ خیر کچھ پروا نہین۔ بچھیری جوان
ہو لے اگر کسی جابک سوار نے پسند
کر لی اور منہ ملتے دام مل گئے تو قرضہ
ادا کر کے کچھ بچ بھی رہے گا۔ کیونکہ بچھیری
بھی اصیل اور بڑے کی نسل سے ہے
کچھ تو نکلے گی۔

ان کے بیٹھنے کے بعد مہتمم جلسہ نے
حاضرین کے سامنے جون نیک بخت کو پیش
کیا اُن کی صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ رنڈی نہین بلکہ بخنی کی مجوسی ہولی ہوئی
یا ہمت کی قفلی سامنے کھڑی ہے۔ ان
بی صاحبہ نے محفل مین آتے ہی پہلے تو
بہت کچھ منہ بھلایا۔ انگلیان لین اور
کمر پہ ہاتھ رکھ کے گت ناچنے لگین۔
پوچھنا کیا تھا۔ چکّی کی جلت پیپے کی پھرت
بات تھی۔ آخرکار۔ گرڑی کے رقاص کی
طرح ہر پھر کے اپنی جگہ پہ آ گئین اور
گانا شروع کر دیا۔ ~
یاد الٰہی مین مردون ہی تو نہ رنڈی چھوٹے
خصلتین سب چھٹین لیکن یہ عادت تھوڑے
تیرہ برس کے ہی رنڈی کا رہے مجکو خیال
اور پھر روشنی نہ دل سے الفت چھوٹے
ہائے افسوس کسی طرح نہین چھٹکارا
کیا کرون کیسے رقابت کی مصیبت چھوٹے
پانچوں کی طرح مرشد کے مین پیر دونیہ رہون
تاکہ جلدی سے رقابت کی مصیبت چھوٹے
بڑی دُور کی کوڑی لائے۔ واللہ یہ ترکیب
رقیب روسیہ کے زک دینے کی اچھی ہے
جہان دست خدا کے قائم مقام ہاتھون
والے مرشد نے چھو کی رقیب تبہ رقیب

اس کم بخت کے گھر پر ستاہ عنکبوت کا ظاہر
کا استعمال ہو جائیگا۔
آمین خدا آپ کو کچہری کے سر پہ سلامت
رکھے۔ اور بہت جلد سبکدوش کرے۔ ~
ان کے وقت ختم ہونے کے بعد مسلمانون
کے بلند اقبال نے ایک چاندی کی صورت
لا کر کھڑی کر دی بقول شخصے ~
تم آئے کہ لاکھ آفتین ولیہ آئین
مجھے لوٹنے کاروان لیکے آئے
ان بی صاحبہ کا کسی زمانے مین ستارۂ
حُسن برسرِ حکومت تھا۔ ایسے ویسے پچکلیان
کا گزر نہ مشکل سے ہو سکتا تھا۔ کیونکہ
بی صاحبہ ایک صیاد جفا پیشہ کے بس مین
تھین۔ مگر جب سے کہ صیاد کا کمتہ۔ لاسا
توڑ تاڑ پھینک پھانک دیا گیا ہے۔ اور
صیاد بھی دوسرے کے بس مین ہے تب سے
ان کو کامل آزادی ہے۔ غرض یہ کہ نیک بخت
ہزارون کے دلون پر بجلیان گراتی اور کے
اکھاڑے کی سبز پری کی طرح۔ بیچ بیچ محفل مین
آ کر کھڑی ہو گئین۔ آپ دلگی جانئیے گا
واللہ یہ حسین ہین اور ایسی حسین جو
دو چار کیا منے پچاس ساٹھ سے اچھی
ہین۔ جیسے یہ ناچنے تشریف لائی ہین
ویسے ہی ایک لالہ صاحب نے جو بہت

کچھ کسی کو کچھ دیتی جاتی تھین۔ اور یہ سب کام نہایت چستی و چالاکی سے کرتی جاتی تھین۔ اُن کو دیکھکر یہ سمجھ مین آتا تھا کہ اس زمانہ مین کیسی کامیابی سے عورتین چستی و چالاکی سے کام کر سکتی ہین۔ پس مسز میگیس اسی قسم کی ایک عورت تھین جو علاوہ اپنے خانہ داری کے کامون کے اس طرح کام مین مصروف رہتی ہین۔ وہ جس طرح پھرتی کے ساتھ اپنے خریدارون کو سودا دیتی تھین اس سے یہ کبھی گمان نہین ہو سکتا تھا کہ انکے پاؤن مین کسی قسم کا لنگ ہے اور یہ کام کرنے کے قابل نہین ہین جیسے چند ماہ قبل ہو گئی تھین۔ اور خود اُن کی زبان سے معلوم ہوا جس کا ہر لفظ صحیح اور درست ہے۔

اُنھون نے بیان کیا کہ شروع موسم سرما ۱۸۹۹ء مین مین ایک روز اپنے شوہر اور اپنے دوستون کے ساتھ سوار ہو کر ہوا خوری کو گئی مگر وہ غضبناک بارش کا دن تھا۔ مین بالکل شرابور ہو گئی اور سردی نے مجھ مین اثر کیا۔ میرے وست و پا یا وہی جہت سے آماس کر گئے۔ میری اشتہا جاتی رہی اور سخت تکلیف دہ خشک کھانسی مین مبتلا ہو گئی۔ میرے ہاتھون پر اس قدر ورم آ گیا تھا اور اس قدر سرد ہو گئے تھے کہ ایک زمانہ مین ان سے کام نہین لے سکتی تھی۔ بے حسی کی یہ کیفیت تھی کہ سخت کھولتے ہوئے پانی مین ہاتھ ڈال دیتی تھی۔ اور مجکو مطلق حس نہین ہوتی تھی۔ مہینون تک مین اپنے کو گھسیٹتی ہوئی پھری اور ناچار اور مایوس تھی۔ میرا دل یہی چاہتا تھا کہ مین ہر جگہ بیٹھ جاؤن بلکہ سو رہون۔

آخرکار اس مرض نے مجھے بے ڈال اور مین صاحب فراش ہو گئی۔ مجھے ایک خادمہ ملازم رکھنا پڑی کہ میرے دُکان اور گھر کا

دلربایانہ دگر بر سر ناز آمدہ

(پھر خبر ہے کہ یوتھا صلح کا خواہاں ہے)

غور سے دیکھ رہے تھے ایک شعر ان کے
حسن کی تعریف مین موزون کر دیا تھا۔
یہی نذر ہے۔

کہو اسی آنکھون ترانہ[1] سے کان
بہت خوبصورت ہین اور نوجوان

غیر صاحب انہون نے بھی حسب معمول
خوب گتین ناچین- اور تماشائیون کی
بُری گتین کر دین- بہتیرے تو واللہ
یہ سمجھے کہ سچ مچ اللہ میان نے اپنے
نیک عامل باعمل بندون کے واسطے
جنت سے حور بھیجدی ہے- ان نکبخت
نے وقت اور موقع محل دیکھکر ٹھیک ٹھیک
شرعی قاعدے سے الوداع گانا
شروع کر دی- شعر مُنہ سے نکلنا تھا
کہ بہتون کو حال آ گیا- بہت سے شدت
گریہ سے بے دم ہوگئے- تسبیح اور عمامہ
الگ گرا- اب شعر ملاحظہ ہون۔

السلام اے ... صاحب السلام
السلام اے ... السلام
السلام اے غم غلط کرنے کی چیز
تانکہ بوڑھی پُرانی بدتمیز
بوڑھی کاہے سے ہین اللہ رکھے اگلے

[1] لفظ ترانہ پبلک سے درست شعر ہے اور تشبیہ تو بلا کی ہے۔

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا نہایت مفید ہے زکام اور اُسکے تمام پیچیدہ اقسام کو شل انصباب اور خلشی آواز اور کھانسی کی شدت رات بھر مین دور کرتی ہے- تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین۔

مہینہ مین ان کی بھی مستی ہوگی- اور دھوم
دعا ہی اس سے بھی بڑا جلسہ ہو گا

السلام اے شگفتہ روشن ضمیر
طبلے سارنگی مجیرے کے خمیر

السلام اے جلسہ کے دیوا رودر
والد ما لیجیے تلے زیر و زبر

السلام اے رنڈیان مُجرائی
جاری آبادی امانی اور کئی

السلام اے جلسہ بھر کے منتظم
قابل تعریف ہو کچھ بیش وکم

یہ بی صاحب بھی چلتی پھرتی نظر آئین اور
یہ منتظم جلسہ اُٹھے- ارے رے رے

یکجا بود اشہب کجا تا تھم

خیر تو ہے- کیا ہوا؟ جناب کیا عرض
کرون بہت سی باتین رنگین شروع ہی
سے جلسہ کا ذکر لکھنے لگا- اب یہان تک
تو جلسہ کی کیفیت لکھی اب شروع
سے چلیے-

ہان صاحب جیسے ہی اس امر کی
تصدیق ہوئی کہ ہم لوگ سرکار کے
ہان بن بیاہی لکھی ہین- ویسے ہی
بی صاحبہ کو پانچ بچی ہوئی- مادہ ہیجان

[1] بفحوائے خیر الامور اوسطہا۔

آ گیا- اور اکبارگی اپنی مستی کی تقریب
نا ندیدی-

پہلے تو مُنہ میٹھا کرنے کے واسطے
حق مُختتی- صاحب سلامت- جان پہچان
اہل برادری- عاشقان ماضی وحال کے
بیچ خیرنی تقسیم ہوئی- اس کے بعد پانچی
اور رلنجھے کی رسمین ادا ہوئین- مانجا بھی
وہ دھوم دہام سے گیا تھا جس کے سامنے
ساچق کی سو گی مات تھی- اور کیون نہوتا
بہت کچھ اہتمام وانصرام کارکنان قضا وقدر
نے اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا- اور جو کچھ
بچا تھا وہ یہان کے پیر بابو- یون کی اولاد
کے زیر نگرانی تھا- چنانچہ سب سے پہلے
نشان کے ہاتھی کی طرح پانچ چھ نفر
مولوی زادے بگٹٹ بہاگے جاتے
تھے اُن کے پیچھے ہاتھی گھوڑے- اونٹ
جو نشی بردار علم بردار اور سب کے پیچھے
گاڑیون کی قطار جس مین مختلف رنگ و بو
کے گلدستے یعنی شہر کی رنڈیان جاؤ سنگار
کیے بیٹھی تھین- واللہ ہے جیسے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ جیسے میدان حشر ہے اور یہ لوگ
حساب کتاب سے فارغ ہو کر حورون کو
ساتھ لیے جنت مین جارہے ہین- خیر
صاحب یہ تو ... رسم ہیئت کذائی سے چوک کی

کام کرے- مین بلا مدد نہ کپڑے پہن سکتی تھی نہ اُتار سکتی تھی چہ جائیکہ دوسرے کام وہ تو بالکل غیر ممکن تھے- آخر کار میری نگاہ مین بھی فرق آنے لگا- ہر چیز مجکو پاشان اور دُھندلی معلوم ہونے لگی- مین نے اکثر ڈاکٹر ولیمس کی پنک پلز کا حال پڑھا تھا کہ اُن سے کیسا فائدہ پہونچا ہے- مین نے بارہا اپنے شوہر سے کہا کہ ممکن میرا دل چاہتا ہے کہ ان گولیون کی ایک ڈبیہ کی بھی آزمایش کر لون- آخر کار اُنہون نے کہا کہ پھر کیون نہین آزماتین- مین نے دو ڈبیان منگوائین اور گولیان حسب ہدایت کھانا شروع کین- دوسری ڈبیا کے بعد مجھہ مین قوت آنے لگی- مین نے کل چار ڈبیان کھائین- قبل اس کے کہ مین آخری ڈبیہ ختم کرون میری حالت بہت درست ہوگئی- اللہ دو برس اُدھر سے اب مین نہایت تندرست اور صحیح ہون- مجھہ کو کامل یقین ہے کہ انھین گولیون نے مجھکو فائدہ پہونچایا ہے-

"کیا تمنے کوئی اور علاج بھی کیا تھا اور کوئی اور دوا بھی کھائی تھی جس سے اس مرض کے دفعیہ مین اُسنے مدد کی ہو؟"

"سوا گولیون کے اور کوئی دوا نہین کھائی- میرے پاس ایک ڈاکٹر آیا تھا مگر مین نے نہین دیکھا دیکر اُس کو رخصت کر دیا- میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر نقرس کا علاج مطلق نہین کر سکتے- جب مین دسمبر ۱۹۰۸ء مین سخت علیل ہوگئی تھی تو اس کے بعد مجکو معمولی علاج ہون کا کچھ بھی بھروسہ نہین رہا- مین نے جس وقت سے گولیان کھانا شروع کیا- برابر تدریجاً فائدہ ہوتا گیا- مین تم کو یقین دلاتی ہون کہ اب ایسی صحیح ہون جیسی حمل مرض ہی نہ تھی-

پکڑ یان کرتے پا گشت لگاتے دُلہن جان کے دروازے پر پہونچے۔ وہان کا حال کیا لکھون بیا دھر کیا اُٹھا یا گیا ان سب باتون کی تکمیل کے بعد جلسہ ہوا اب پھر جلسہ کی طرف تکمیل کو بڑھا دیکھیے اور آنکھیں مل کر گانا سنیے اور ناچ دیکھیے

باقی آئندہ

راقم م ب۔ علیہ الرحمتہ

شب وصل

وہ چاندنی رات لمعۂ نور
ہم چشم سوادِ دیدۂ حور
قامت مین تو داغ شکل مین خال
رنگت مین حسین کمسن و سال
ہم عمر حباب رشک گوہر
قطرے مین بھرے ہوئے سمندر
ہم شکل خیال تیز و چالاک
ہمسنگ نگاہ شوخ و بیباک
ہمراز حباب ہمدم و دم
انفاس مسیح و زلف مریم
ہمرنگ چمن جلیس نکہت
بلبل کی شبیہ گل کی صورت
والسیل بر نگ سورۂ نور
یا مصحف رُخ پہ کا کل و خط[1]
یا مصحف رُخ پہ لکھا ہے بدر
والیل اسکے حاشیہ پہ والفجر
کیا شب ہے خلاصہ چشم ہر دو
پتلی مین نظر نظر مین ہے نور
مضمون شب تار روشنی ہے
فرش سلیلے پہ چاندنا ہے
تاریکی و نور دونون دل جو
آئینہ مین جیسے عکس گیسو
ہے بام پہ یا کہ ماہ پیکر
کھولے ہوئے گیسوے معنبر
یون ہے شب تار سے ہم نور
مل ساتھ ہون جیسے مشک کافور
ہے یہ شب مہ لطیف و روشن
کیچل مین ہے یا سیاہ ناگن
کیون ہو نہ لطیف ہے شب وصل
سب راتین ہین اور یہ ہے اصل
عشاق کی جان دل کا ارمان
مقبول جہان عزیز ہر جان
ہجران کا غم مٹانے والی
کو د حسرت اٹھانے والی
آئی ہے سنور کے دُلہن کے
انداز مین رات مین دُلہن کے
اس طرح سے آئی ہے پری زاد
ٹھہرے ہوئے جیسے آتے ہین یاد
سوز دل عاشقان کے ڈر سے
آئی بھی تو گویا آگ لینے
آئی جو یہ رات عمر بھر مین
پھولی ہوئی سرسون ہے نظر مین
ہے آج بہار سر چمن مین
قدرت کے کھلے ہین پھول بن مین
ہر شاخ ہوئی ہے صورت گل
نکہت اوڑ کر بنی ہے بلبل
گلشن مین بہار ہے تزئین
سبزہ کا بچھا گئی ہے قالین
ہے فرش بچھائے دامن نہر

[1] لہ جبیہ۔

بہرون کو مژدہ

۱۵ ہفتہ

ایک متمول بیگم نے جنکو ثقل سماعت اور کانو کی آواز کا عارضہ تھا ڈاکٹر نکلسن کی مصنوعی چھوٹی لگانے سے صحت ہو گئی تھی پانچہزار پونڈ اس غرض سے اس انسٹیٹیوٹ کو عطا کیے ہین کہ بہرے غریبو اس آلے کی قیمت ادا کرنیکی مقدرت نہو انکو مفت بھیجا جائے۔ پتہ۔ نمبر ۱۲ نکلسن انسٹیٹیوٹ۔ لانگ کاٹ گنرسبری لندن گوشہ مغرب۔

"کیا اب بھی تم گولیان کھاتی ہو"
"نہین اب مین نہین کھاتی۔ صرف چار ڈبیان کھائی تھین"
"کیا تمھاری بات کی کوئی اور بھی تصدیق کرے گا؟"
"ہان۔ میرا شوہر کر سکتا ہے اور کرے گا۔ یا مسز ہینڈرسن جن کو مین نے نوکر رکھا تھا۔ جو میرے گھر اور دُکان کا کام کرتی تھی اور دسمبر سے فروری تک کرتی رہی"

مسز ینگ ہسبنڈ کا شوہر ایک بہت بڑے نان پزی کے کارخانہ مقام سٹریڈ کا فورمین ہے۔ اور مذکورۂ بالا نہایت ہی سادہ سادہ اور بلا مبالغہ بیان ہے جو خود لیڈی نے مجھ سے کہا۔ جب اس سخت بیماری کو کامل شفا ہو جاتی ہے تو کوئی حیرت انگیز بات نہین ہے کہ ڈاکٹر ولیمس کی پنک پلیز عام طریقہ سے چھوٹی چھوٹی بیماریون مین کامیابی کے ساتھ فائدہ کرتی ہین۔ کیونکہ نقرس اور سوء ہضم یا وہ امراض جن مین عورتین اکثر مبتلا ہو جاتی ہین یا عام کاہلی و سستی اور کمزوری جن مین مقوی دوا کی ضرورت ہوتی ہے ایسی صورتون مین یہ گولیان فائدہ بخشتی ہین۔ صرف [illegible] گولیان صحت بخش ہین نہ کہ نقلی اور مصنوعی گولیان۔ اور اس غرض سے کہ وہ گولیان ہون یہ بات دیکھ لی جائے کہ [illegible] ڈاکٹر ولیمس کی گولیان [illegible] کا نام اور رجسٹری شدہ خطاب ڈاکٹر ولیمس پنک پلز فار پیل پیپل لکھا ہوا ہے۔

جواب غزل میر حسن نمبر ۱۵

یہ وقت سحر غلغلہ اُٹھا یا
رکھکر جین تو پ پہ اُڑا یا
تھی اس سے یہ گیا خلاصہ یہ رات
ہو سر سے تیرا عشرت اک ملاقات
اچھی طرح ملنے بھی نہ پائے
ار مان تھے ہنوز یہ نہ آئے
آواز اذان نے صبح کر دی
چہرے پہ ہوئی شفق سے زردی
پہلو سے اُٹھے وہ مسکرا کر
بجلی مری جان پر گرا کر
کی ہوش وخرد نے جھک کے تسلیم
اور درد و غم نے کیا بڑا سے تعظیم
پابوس کو آئے دیدۂ تر
اشکون نے گھر سے کچھا ور
تنہا گئے چھوڑ کر وہ اعجاز
دل یہ آنکھ بھر ہوئی ہے ہمراز
نالہ میں فغان ہے بیکلی ہے
وحشت ہے جنون ہے بیخودی ہے
راقم- اعجاز- کاکوروی

اشتہار

بحکم جناب بابو رام پرشاد صاحب
بہادر منصف صدر رائے بریلی-
بیتی رام سنگھ و برج بہادر سنگھ نابالغان
بسر پرستی لچھمن سنگھ بولایت لچھمن سنگھ
پدر خود ساکنان پور دال سنگھ پرگنہ
جلالپور پرگنہ رائے بریلی. مدعیان

بنام

تیشیر سنگھ و درگہ پیسنگھ و نرائن سنگھ
وغیرہ ساکنان موضع بہار پور سرلن
پرگنہ و ضلع رائے بریلی مدعاعلیہم

دعوی

دخلیابی اراضی و درختان بانفس محاصلہ
دعوی زر مرجہ جملہ عوے فہ

اعلان حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی

مقدمہ ہذا مین سمن بنام شمشیر سنگھ ولد
بینی سنگھ و بھیکو سنگھ ولد نامعلوم
و کالی بخش سنگھ ولد نامعلوم و رام جیاون سنگھ
ولد نامعلوم و سردار سنگھ ولد نامعلوم
اقوام چھتری ساکنان موضع بہار پور
اسران پرگنہ و تحصیل و ضلع رائے بریلی
مدعاعلیہم جاری ہوا مگر مدعاعلیہم پر تعمیل
سمن کی باضابطہ نہین ہوئی ہے
حسب بیان مدعی مورخہ ۲۵ مارچ
سنہ ۱۹۰۱ء سے معلوم ہوا کہ مدعاعلیہم
مذکور الصدر قصداً سمن لینے سے
رُوپوشی اختیار کرتے ہین- لہذا یہ
اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر مدعاعلیہم
مذکور بتاریخ ۱۷- اپریل سنہ ۱۹۰۱ء
کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جواب دہی
نکرین گے تو کارروائی یکطرفہ
بمقابلہ اُن کے عمل مین آوے گی
تحریر تاریخ ۲۶- مارچ سنہ ۱۹۰۱ء
دستخط حاکم
مُہر عدالت

۱۱-۴-۱۹۰۱ء

پان مین کھانیکا خوشبودار تمباکو

اعلے درجے کی خوشبودار و نہایت لذیذ
خوش ذائقہ تمباکو کی پنیان (جسکو زردہ کہتے
ہین) مدرسہ اسلامیہ ردولی کے تجارتی
کارخانہ سے خرید منگایئے اس کی عمدگی
کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسکے
کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند
نہین آتا- درجہ اول عہ سیر درجہ
دوم عہ سیر
المشتہر محمد الطاف حسین منیجر
کارخانہ تجارتی مدرسہ اسلامیہ ردولی
ضلع بارہ بنکی

۲۸-۳-۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہین آسان اور
قابل اطمینان پراویڈنٹ فنڈ کی سرکت
کرین جس سے بعد اُن کے ممات
کے پس ماندون کو سہولت اور نفع
کے ساتھ کچھ سرمایہ ملے تو اس
فنڈ کے منیجر سے بہ نشان ۱۱- ۳
ہیری سن روڈ کلکتہ- بذریعہ انگریزی
تحریر خط کتابت کرین- ضوابط اور
قواعد وغیرہ بھیجدیے جائین گے-
اس دفتر کو انگریزی دان اشتہار دہندے
درکار ہین-

HARRISONROAD.
11-3 CALCUTTA.

از اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈ اس کا مرکب اوجاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے
جو خرابی خون کے باعث سے ہون)
گٹھیا کسی درجہ کا- وجع مفاصل- نیچے اوپر
درد کمر پشت- جوڑون اور اعضا مین
درد چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف
کبھی خطا ہی نہین کی- ہزارون تجربے
ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت
ہو جاوے گا- خون صالح پیدا ہو فاسد
دفع- معدہ صاف- ہضم صحیح- خشکی
سارے جسم مین صحت کے آثار ظاہر
ہونگے- قیمت فی بوتل سے دو روپیہ
کمپنی ولیمز ریتھ- ٹی- اے- ڈاس کمپنی
دواخانہ اناپورنا ۱۹۲ اپر سرکلر
روڈ کلکتہ

چیمبرلین صاحب
کی دوا قولنج
و سیفیۂ اسہال
ہر جگہ مان لیا
گیا ہے کہ امراض
معدہ مین یہ
دوا نہایت ہی
نفع کرتی ہے
وہ ہمیشہ شفا
دیتی ہے اور
بہت جلد شفا
بخشتی ہے نہایت
سخت اور خطرناک
صورتون مین بھی
اسپر بھروسہ کیا جاتا
ہے- فرد فرد
کو بھی فایدہ کرتی
ہے اور ہر قسم
کے اسہال مین
نافع ہے اور
جسوقت ذرا بھی
شکایت معدہ کے
آثار معلوم ہوں
فوراً اسکو استعمال
کرے- تمام دوا
فروش فروخت
کرتے ہین

اپریل کا مہینہ اور انوکھا جلسہ

جناب مسٹر پنچ - مہا پنچ - اودھ پنچ صاحب بہادر۔ آداب و تسلیمات و کورنشات نیاز مندانہ عرض ہے۔

پنچ - یادداشت - یا گھبراہٹ - ابھی تو ایسی گرمی نہیں پڑتی جو آپ اس قدر بوکھلائے ہوئے ہیں۔

اینجانب - اجی حضرت کیا عرض کرون۔ فی الحقیقت گرمی تو ایسی نہیں پڑتی ہے مگر اینجانب ایک نہایت عظیم الشان جلسہ سے مذاکرات ترع سماخ فرما کر یہان تشریف شریف لائے ہین۔ واللہ اُس کا اثر میرے دل و دماغ پر ایسا پڑا ہے کہ جو کچھ فرمائیے وہ تھوڑا ہے۔

پنچ - ہم بھی سُنین

اینجانب - حضرت آپ سے بیان کرنے مین مجھے تامل اور تردد ہے - شاید آپ اینجانب کے بیان کو ایریل فول کہین۔

پنچ - بالفرض اگر ایسا ہی ہو تو اس مین حیثیت قباحت اور تردد کیا ہے۔

اینجانب - اچھا سُنیے - جب سے ہمارے حضور قبلہ و امیرس وکٹوریہ نے انتقال فرمایا ہے اور کلکتہ کے بڑے لائق صاحب نے اُن کی یادگار قائم کرنے کے بابت کوئی تجویز فرمائی ہے - اور ہمارے اودھ اور ممالک مغربی و شمالی کے چھوٹے لاٹ صاحب نے ایک بڑا جلسہ منعقد فرمایا ہے جس مین بڑے بڑے راجہ تعلقدار - زمیندار بلائے گئے تھے - اور انھوں نے بہت کچھ چندہ بھی دیا اور چھوٹے لاٹ صاحب کی دیکھا دیکھی یہان اور صاحب بہادرون اور بارسٹرون نے اپنے اڑھائی چاول الگ پکانا شروع کئے رقعہ پرچے رئیسون کو شرکت کے واسطے بھیجے گئے - بس ان سب کارروائیون کو دیکھ کر ہمارے شہر کے ایک معزز اور ہر دل عزیز فرقہ نے پینک سے چونک کر آنکھین کھولین - اور وہ بھی اس میدان مین آنے کو مستعد دکھائی دیتے ہین۔

پنچ - وہ معزز اور ہر دل عزیز فرقہ کون ہے؟

اینجانب - حضرت وہ ہمارے شہر کے افیونی بھائی ہین - وہ لوگ بھی چاہتے ہین کہ کسی سے دب کر نہ رہین - اور وہ بھی اس اکھاڑے مین اپنا نام کرین - چنانچہ بالفعل ایک ننھی سی کمیٹیا (کمیٹی) چند افیونی بھائیون کی بغرض قائم کرنے ایک فقیم بالشان جلسہ افیونی صاحبان کے قائم ہوئی جس مین صرف چند ہی اصحاب شریک تھے - اور اُس مین جو رزولیوشن پاس کیے گئے اُن سے اُمید ہے کہ اُس کے متعلق بڑا جلسہ بھی اپنی آپ نظیر ہوگا۔

پنچ - اگر کوئی قباحت نہ ہو تو ہم بھی اُس کا [illegible] اور رزولیوشن سُنین۔

اینجانب - حضرت مین کہنے کو تو سب کچھ کہون مگر مجھے [illegible] کی وجہ سے تردد ہے

پنچ - وہ دو باتین باعث تردد کیا ہین؟

اینجانب - حضرت ایک تو یہ اپریل فول [illegible] کہہ ہی چکا ہون - اور دوسرے [illegible] ایسا نہ ہو کہ آپ اودھ پنچ [illegible] کو چھاپ دین

پنچ - اگر بالفرض چھاپ دیا گیا تو اس مین [illegible] ہون؟

اینجانب - دیکھیے ایسی ہی باتون سے تو مین آپ کے سامنے تردد [illegible] آپ فرماتے [illegible] قباحت کیا ہوگی؟ [illegible] دھر دیکھ کر اور یہ کہکر کہ کوئی اور تو یہان نہین ہے - حضرت بہت بڑی قباحت ہوگی - اینجانب کو خدانخواستہ [illegible] آپ کو لینے کے دینے پڑ [illegible] ساری مضمون نگاری دھری رہجائیگی۔

پنچ - کیون؟

اینجانب - شاید آپ مارٹیمر ڈورنڈ اور لارڈ کرزن - اور اخبار امرت بازار پتریکا کا واقعہ بھول گئے - اور کیا آپ کو یاد نہین کہ بڑے لاٹ صاحب کی کونسل سے رازداری ایکٹ پاس ہوا ہے - اب آپ سمجھے یا مین اس سے اور زیادہ تصریح کرون - یہ کچھ قباحت ہی نہ ہوگی۔

پنچ - (مسکرا کر) ہان جناب - مین خوب سمجھا اور رازداری ایکٹ مجھے یاد آگیا - مگر کیا مضائقہ ہے - آپ بلا تردد ارشاد فرمائیے اور اپنے دل مین کسی وہم و وسواس کو راہ نہ دیجیے۔

اینجانب - حضرت آپ جانیے - سب اونچ نیچ دیکھ لیجیے۔

پنچ - آپ با اطمینان بیان کیجیے۔

اینجانب - حضرت - اپریل کی پہلی تاریخ بہ محلہ اُجاڑ نگر ایک گمنام مکان مین چند افیونی بھائی اجلاس فرما اور اپنے شغل مین مصروف تھے کہ اینجانب سیر گشتی کرتے اُدھر جا نکلے - پیاس شدت تھی - بے ساختہ اُن سب احبون سے طالب آب ہوا - اُن مین سے ایک صاحب نے پینک سے چونک کر اینجانب کی وضع قطع یعنی کوٹ و پتلون اور فیتہ دار ٹوپی دیکھ کر (کیونکہ سابق کوتوال لکھنؤ اُس قسم کی فیتہ دار ٹوپی پہنتے تھے) کچھ سہم کر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا حضور کوتوال جناب کیا حکم ہے حضور یہان کوئی چانڈو خانہ نہین ہے - اور نہ بغیر لیسنس کے یہان افیون فروخت ہوتی ہے - البتہ ہم لوگ چند یاران صادق یہان تفریحاً افیون نوشی کرتے اور پونڈے کی گنڈیریان کھاتے ہین۔

© وجع مفاصل کا عارضہ بڑی مشکلون سے جاتا ہے چیمبرلین صاحب کی پین بام نے بارہا اسکو اچھا کردیا ہے عند الضرورت جب استعمال کیا جائیگا تو ایسا ہی فضل کریگا تمام دوافروش فروخت کرتے ہین

دوسرا افیونی۔ ہائے ہے۔ ارے میاں یہ کوتوال صاحب نہیں ہیں۔

تیسرا افیونی۔ آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں بے شک یہ کوتوال صاحب نہیں ہیں۔ مگر میں سچ کہوں صفائی کے داروغہ معلوم ہوتے ہیں۔

چوتھا افیونی۔ (ہاتھ جوڑکر) حضور داروغہ صاحب۔ یہاں گنّے کے چھلکے پڑے ہیں اس میں ہمارا قصور نہیں ہے بلکہ صفائی کے مہتر کا قصور ہے۔ وہ کمبخت صرف ایک ہی وقت صبح کو جھاڑو دیتے آتا ہے۔ اُس سے بارہا کہا گیا کہ دن کو دو دفعہ پھیرے ادہر کر جایا کرے۔ بلکہ چند گنڈیریاں پونڈے کی بھی اوس کو دی گئیں تاکہ وہ ممنون احسان ہو کر روز دو چار مرتبہ جھاڑو دے جایا کرے۔ پھر بھی آپ جانیے مہتر کی ذات بڑی پاجی ہوتی ہے۔ اُسنے کچھہ سماعت نہ کی۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

اینجانب۔ (مسکراکر) اے حضرات میں نہ کوتوال صاحب ہوں نہ صفائی کا داروغہ ہوں۔ میں ایک خوش باش شخص ہوں۔ اس وقت بشدت پیاسا ہوں۔ اگر آپ پانی پلادیجیے تو آپ کا احسان ہوگا۔

پہلا افیونی۔ (اینجانب کی تقریر سنکر اور صورت کو بغور دیکھہ کر) آئیے۔ تشریف لائیے آپ نوش فرمائیے۔

اینجانب اُس کمرے کے اندر داخل ہوئے۔ جانے کو تو چلے گئے مگر اُس کمرے کی حالت دیکھکر یقین جانیے کہ جی مالش کرنے لگا۔ ایک جانب پونڈے اور گنڈیریوں کے چھلکوں کا ڈھیر تھا ہزاروں لاکھوں مکھیاں بھنبھناتی ہوئی ایک طرف کھیر کے جھوٹے پیالے ایک طرف مٹھائی کے خالی دونے پڑے ہوئے جن میں چیونٹیاں اور مکھیاں چمٹی ہوئی تھیں ایک دقیانوسی پھٹی پرانی چٹائی بچھی ہوئی اُس کے گرد کہیں کوئلے اور تمباکو کے گُل کا انبار۔ دو چار مدریے حقّے سڑے گلے رکھے ہوئے۔ ایک طرف ٹوٹا اور پھپھوندی لگا ہوا گھڑا پانی کا جس کے قریب زمین پر ایک مٹی کا پرانا آبخورہ رکھا ہوا تھا۔

غرضکہ اینجانب کو اُس چٹائی پر بٹھایا اور اُس آبخورہ میں ایک صاحب نے گھڑے سے پانی ڈھال کر مجھے دیا۔ حضرت میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میرا جی ہرگز پانی پینے کی جانب راغب نہ ہوا۔ مگر چونکہ میری حلق میں کانٹے پڑے ہوئے تھے لہذا میں نے جیب سے رومال نکال کر آبخورہ کے مُنہ پر لگا کر دو چار کلّیاں کرلیں اور وہاں سے روانگی پر آمادہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کہ ایک صاحب لپک کر سدّ راہ ہوئے اور فرمایا جناب یہ نہ ہوگا۔ یہ دھواں دھار چلم آپ کے واسطے طیار کی ہے۔ اسکو شوق فرمائیے اینجانب نے اگرچہ عدیم الفرصتی کا عذر پیش کیا مگر اُن یاران صادق نے بالاتفاق میرا دامن نہ چھوڑا۔ مجبوری قہر درویش برجان درویش میں بیٹھ گیا۔

ایک افیونی۔ کیوں حضور۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے ہمارے شہر کے چھوٹے لاٹ صاحب نے قیصر باغ میں ایک بڑا میلہ کیسا کیا تھا۔ جہاں بڑے بڑے راجہ تعلقدار بلائے گئے تھے۔ آپ اگر اُس کے حالات سے واقف ہوں تو کچہ بیان فرمائیے۔

اینجانب۔ کوئی میلہ تو نہیں ہوا مگر ملکہ معظمہ کے انتقال کے سبب سے یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہندوستان میں رعایا کی جانب سے کوئی عمدہ یادگار قائم کی جاوے۔ چنانچہ اُس کی بابت ایک جلسہ ہوا تھا اور لوگوں نے حسب حیثیت ولیاقت خود بازر چندہ بھی دیا۔

دوسرا افیونی۔ ہم نے سُنا ہے کہ کوئی بارسٹر صاحب نے بھی ایسا ہی ایک جلسہ کیا ہے۔

تیسرا افیونی۔ جناب ایک بارسٹر صاحب ہمارے شہر میں گھر گھر اس کا تذکرہ ہے۔ مگر ملکہ معظمہ کے ولیعہد۔ جو اس وقت مالک تاج وتخت ہوئے ہیں اُن کی نسبت سُنا جاتا ہے کہ ابھی اُن کی تخت نشینی اور تاجپوشی کی رسم ادا نہیں ہوئی ہے۔ اور جب وہ رسم ادا ہوگی تو خیال ہے کہ اُس وقت بھی شاید چندہ طلب کیا جاوے۔

چوتھا افیونی۔ پھر آپ کو کیا۔ اگر طلب کیا جاوے گا اور لوگ دینگے تو آپ کا کیا نقصان ہوگا۔

ایک افیونی۔ یارو۔ یہ تو تو میں میں اچھی نہیں۔ بات وہ کرنا چاہیے کہ جس میں اپنی بھی نوک رہجاوے۔ اپنا بھی نام ہو۔ ہمارا تو یہ ارادہ ہے کہ ہم اپنے شہر کے سب افیونی بھائی ملکر ایک عظیم الشان جلسہ کریں جس میں چند اُمور پیش کیے جائیں۔

دوسرا افیونی۔ حضرت ہم آپ کی راے سے متفق ہیں۔ ضرور ایسا ہونا چاہیے۔ آخر ہمارا جتھا بھی مقدار رکھے کچہ کم نہیں ہے۔

وہی پہلا افیونی۔ (جس نے جلسہ کرنے کی راے دی تھی) سنو بھائیو۔ ہم لوگ ایک جلسہ منعقد کرینگے اُس میں یہ اُمور پیش کرینگے (۱) شہر کے کل افیونی بھائیوں کی جانب سے ایک عمدہ یادگار ملکہ معظمہ قائم ہونا چاہیے۔ (۲) وہ یادگار کس قسم کی ہوگی۔ (۳) اُس یادگار میں صرف افیونی بھائی شریک ہو سکینگے۔ البتہ جو لوگ چانڈو یا مدک پیتے ہیں اگر وہ حضرات

ڈاکٹری صلاح

جس وقت تمہارے بچہ کو بار بار کی کھانسی آتی ہو اور فرصت نہ ہوگی ہو اور رات کو زیادہ شدت ہوتی ہو اور ایک خاص طور کی آواز یا ڈر سے کھانسی کی صدا آتی ہو جس کے پہچاننے میں غلطی نہیں ہو سکتی اور اُسکے بعد بلغم وقت سے دفع ہوتا ہو اور کھانسی کے بعد فاصلہ میں ضیق النفس کی کیفیت پیدا ہو تو فوراً چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا کہ دیدو۔ اس کھانسی کے دورے کم ہو جائینگے اور زیادہ سخت نہ ہونگے تنفس میں آسانی ہوگی اور گاڑھا بلغم رقیق ہو جائیگا اور آسانی سے دفع ہونے لگے گا۔ اصل تو یہ ہے چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا استعمال کرنے کے بعد شدت کی کھانسی میں کوئی خطرہ نہیں رہیگا۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں

پنچ۔ اجی چمبرلین صاحب۔ گزشتہ را صلواۃ۔ خاک (چرٹ) بر سر کرو گر غصہ تھوک ڈالیئے۔

پنچ

تاکہ نہ پوچھ سکو تم اپنا بے وانت والا کنبہ ساتھ اُس رومال کے نہیں ہے خبر ہم کو کہ کہاں ہے جنت اور کدھر ہے دوزخ نہ ہم واقف ہیں مسلہ مسایل سے۔ ہم صرف آئے ہیں تمہارے مقابل تاکہ کرین تمکو نصیحت اور لوٹ لین تمکو چار پانچ ہاتھ پرون سے۔ جیسے لوٹ لیا شطاطرون نے شہر بمبئی اور بنارس۔ اور ہم بھی نہ چھوڑینگے کوئی ٹکا تمہارے پاجامہ کی جیب میں تاکہ نہ دلیسکو تم کسی کو جبری چندہ ذلیش پس ہم فرما چکے وعظ آج کے دن جو کچھ کہ تھا فرمانا۔ اب لازم ہے تم لوگون کو کہ اس کان سے سنو اور اُس کان کو اُتار دو جس طرح کہ اُتر جاتی ہے میل ٹرین اس پار سے اُس پار دریاے اٹک کے۔ پس تحقیق کہ اُٹھاؤ ہاتھ بیچ درگاہ دوزخ اور جنت والے کے کہ پہلے سب سے بخش دیے جائیں ہم اور تم لوگ کھڑے ہوئے دیکھا کریں۔ جیسا کہ دیکھتا ہے بہو کا روٹی کو والسد ولی التوفیق۔ (آگے یاد نہین) ناد ہندہ ناظرین اخبار یہ مضمون ختم ہوا آپ کا پیسہ اور دوپنچ کی تو ندین ہضم ہوا پھندے مین نہ گینیگو تھیرا ئیے کوئی بھی آزار بڑا ہوتا ہے اس ندوسری کا

راقم۔ س۔ م۔ ن۔ ا۔ ا۔ بھنگوری

ہاے ہاے بید لگ گئے

ہاے ہاے دوڑو۔ لوگو دوڑیے چلے آؤ۔ ہاے اللہ توبہ۔ مین مرگئی ہوتی ہوتا۔ اُف اُف۔ الٰہی خیر یہ کیا ماجرا ہے خیر باشد۔ یا وحشت۔ ارمان کچھ کہو تو سہی یہ کیا واہی تباہی بک رہے ہو کیسی بھنگ تو نہین کھا گئے ہو۔ ہاے ہاے بید لگ گئے۔ کس کے ؟ بعض رئیسون کے جو خوش کیا بکتے ہو۔ رئیسون سے اور بید سے کیا تعلق۔ کہین ایسا نہ ہو رئیسون کو انا لرئیس ثبنی فی کا دعوے ٹھونکتے ین اور بڑے گھر مین حقیقۃً کھانے کھاتے مجبور ہو جاے۔ نہین جی واہ کیا مین غلط کہتا ہون۔ کو بار رئیسون کے بید لگ گئے۔ گویا کیا معنے ؟ فرض کرو ہم خدانخواستہ سائیس اے تو بہ رئیس ہین اور ہمنے کسی معاملہ مین پیروی کی اور اُس مین ہمارے مدعا علیہ کے بید لگ گئے تو گویا خاص ہمارے لگے۔ اچھا تو مفصل بیان کرو۔ بیان کیسے کرین جہان ذراسی بات مُنہ سے نکلی اور تم نے تنگ کر لی۔ سنو بڑی داستان جی آپنے والی بیان کرتے ہین:۔

کہانی

کہانی ایسی جھوٹی نہین بات ایسی میٹھی نہین۔ سوئے سنسار جاگے پاک پروردگار کے کسی زنڈی خیز قصبہ مین ایک پُرانی کرم خوردہ۔ اُتراچکا۔ اجنطل صورت۔ جو فروش گندم نما۔ بچہ کش۔ شاہد بازار۔ قمری جنت رہتی تھی۔ ایک ماسٹر صاحب کو عشق چرّایا۔ اور وہ بہت شدّت سے عاشق ہوگئے دو نور دو۔ جدائی مین سکندر کے قریب سکندری کھانے لگے۔ آنکھون مین اندھیرا چھا گیا۔ کچھ نہین سوجھتا تھا۔ فاگ سگنل کی حاجت ہونے ہی دلکی سڑی پر غم کی ریل گاڑی چلنے لگی۔ بابو صاحب نے بہت کچھ "شنٹنگ" سے کام لیا۔ انجن مقصود کی گاڑی سے جوڑنا تھا نہ جوڑا۔ خلاصیون نے زور لگایا۔ غم سے خلاصی نہ ہوئی۔ بہت محنت کی۔ پلیٹ فارم پر چت ہو ہو گئے۔ نہایت عرق ریزی ہوئی۔ کوٹ۔ پتلون۔ دھوتی سفید جبے والا ماذ سب تربتر ہو گیا فرشکست داخلی خارجی کوششین جب کی گئی مگر اُس قمری کا چہرہ اسٹیشن پر چمکتا نمایاں نہ ہوا۔ ہمارے بابو صاحب اسی خلجان مین تھے کہ بلی کے بھاگون چھینکا ٹوٹا۔ اُس قمری کے بھائی صاحب جنکو خالہ جان پیار سے "اُلو کا پٹھا" کہا کرتی تھین ایک سرقہ کے مقدمے مین ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے۔ یہ کیا تھا۔ توچل مین چل۔ پُرانے پُرانے ملاقاتی رئیس جانبازی۔ طرفداری کے لیے تیار ہو گئے۔ باسی کڑھی مین اُبال آیا۔ خون کا جوش ہوا۔ پہلے اصول متعارفہ یا اصول موضوعہ سے (اب اقلیدس بھول گئی ہے) اُس خون نے جو خارجی ذریعہ سے قمری کے جسم مین پہونچا یا گیا تھا اور وہ اس خون مین مل گیا تھا جو قمری کے بھائی کے خون مین شریک تھا۔ ایک عالمگیر جوش پیدا کیا۔ چاہنے والون نے قمری کے بھائی کو حقیقی بھائی تصور کیا اور ہمہ تن مدد کے لیے کمر بستہ کس کر تیار ہو گئے۔ توڑون کے مُنہ کھلے۔ کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے۔ دکیلون نے بوسیدہ نظیرین بلا محنتانہ نکالین۔ چالان پیش ہوا۔ یہ ہوا وہ ہوا۔ انجام کار بیچارے معزز مجسٹریٹ ضلع نے ڈیڑھ درجن بید کا حکم دے ہی دیا۔ اور مہلت بھی عطا کی۔ اپیل والے تار کا انتظار معشوق کے لیے انتظار سے کم نہ تھا۔ جب تار روانہ آیا تو بیدون کا تار بندھا۔ اور وہ مقام جس پر گوشت کے قسم کے سوا اور کسی چیز کا اثر کبھی نہ ہوا تھا بچشم زدن گاؤ زبان ہو کر قیمہ قیمہ ہو گیا۔ موسنو رونے کا مقام ہے۔ ہاے ہاے۔ ہاے ہاے۔ اس مقدمہ مین حسب ذیل صاحبون نے نمایان پیروی کی ہے جو قمری صاحبہ کی توجہ کے قابل ہے

۱۔ چودھری کوئی علی صاحب

سرمہ کاشمیر

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون سے بعد تجربہ اُس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف البصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ نزول الماء۔ اور موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام غریب اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فیتولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ہیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین۔ نقلی و جعلی ہیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر۔** پروفیسر ستیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱۵) جناب پروفیسر سردار ستیا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپ کے ہیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونہ۔ آنکھون مین خارش وغیرہ کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری رائے مین آپکا سرمہ شل ہیرے کے بہ ذریعہ ڈاک شفاخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر امیر غریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکے آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرے۔ براہ مہربانی ایک تولہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی۔ پی پوسٹ بھیج دین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) مین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار ستیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمار دن پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ ہیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید ہے آنکھونکی تمام بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا۔ مین آنکھونکی بیماریون کے لیے نہایت سفارش کرتا ہون۔ ہر قسم کے مریضون کو اس سرمہ کا استعمال کرانے سے خدانخواستہ کسی قسم کی شکایت سے پیشتر ضرور استعمال کرینگے۔ سفارش کرتا ہون ہر قسم کے مریض کے لیے مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوا ہے۔ دھند و خارش۔ سُرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اس قدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین بیان کرنا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھادین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن بحضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۱۰) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مدت سے دُکھا علاج اکثر ڈاکٹران لاہور شل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و دیگر صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہوا۔ آپکے سرمہ سے اب مرض و سفید کم باقی ہماری حلقہ مین ہے اور ایکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دین

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ہیرے کا سرمہ جو سردار ستیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا اسکو بہت مفید پایا۔ آنکھوں کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھونکو تروتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور موثر ہے۔ مین نے آجتک کسی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بینک مین اس مطلب کے لیے مارچ سنہ ۱۹۰۰ء مین جمع کیا گیا ہے

وہ ڈرائین کہ کان کا سگنل لائن کلیر ہوتے ہی لیتے
تھک گیا۔ اپنی تقریر کا وہ جواب نکالا کہ
آج تجارت کے زمانے میں سوداگری ہی
میں دُنیا کی نعمتیں نظر آنے لگیں۔ سب ہی
کچھ دکھائی دینے لگا۔ بلکہ اگر یہ خیال کیا جائے
کہ سوداگری ہی سے خدا بھی مل سکتا ہے
اور جنت کھانے میں میسر آتی ہے تو کچھ
بیجا نہیں۔ کیونکہ اگر انسان اس دُنیا
کی منڈی میں ایسا سودا کرے کہ نقد
اعمال دے کے جزا کا مال رالی برادرس(?)
کے غلّے کی طرح ریلوں اور جہازوں پر
اس ملک سے اقلیم عاقبت تک پہونچانے
تو ایک ایک کے دس دس شرح (شرح)
منافع کی رُو سے ہو کے فرور(?) پڑیں گے
پھر جنت کا پروانوٹ تنہا ہی ہوا سمجھنا
چاہیے۔ آپ نے تجارت کی حد کو فاصلہ(?)
یعنے نانی لینے چکر دکھائی ہی تجویز بتائی(?)
اگرچہ چکر بھی اُسی طرح عموماً ما وشما
سنتا و دیکھتا۔ وظیفہ دانو۔ ویراگ اچھڑ(?)
لال من تھڑجی ویمرٹی لودہا اغیرہ وغیرہ
ہو سکیں جیسے مال لادنے والے
دو بہ دمے اور چو بہ دمے اور بھاڑا(?) بات
میں بنتے ہیں تو کام خوب چلے۔ اس سرے
سے اُس سرے۔ و اُس سرے سے
اس سرے تک مال کے بورے اور دولت
کے کیسے خوب گیند و ضرب کا کھیلتے پھریں
آپ جانیے ساتھ ریل اور سٹیمر
کا ساتھ تو چولی دامن اور سلائے پتلون کا
ٹھہرا۔ یہ بی صاحبہ بغیر مسٹر موصوف کے
محض طعام بے نمک۔ شفقہ بے جا بول(?)
چمن بے نہر ٹھہریں۔ پس ان کا ذکر خیر بھی
لازم آیا۔ اس سے فرصت کرکے سمند
خیال کی کنوتیوں میں ہوا بھری اور جنگل
اور صحرا کی طرف رُخ کرتے ہی توالد و تناسل
بہائم معصوم صفت کی حفاظت اس غرض
سے ضروری معلوم ہوئی کہ اگر بے رحم
لوگ شکاریوں کے ہاتھوں ان کی
تخفیف ہوتی گئی تو بیج ہی مارا جائے گا
نردن کو تو اپنے حال پر چھوڑ دیئے مادائین
بچیں گی تو فرقہ مارمن کے اصول
کثرت ازدواج کے مسئلہ پر عمل ہوکے
کام چل جائے گا۔

ان کے بعد مسٹر موقع شناس نے
یوں تقریر آغاز کی کہ بلا۔ وجیسا دیس
ویسا بھیس۔ ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

وحشی کو جانور۔ ون کا پوست۔ صحرائی پھل
جنگل جڑ بین پوشش اور خورش ہیں
اور مہذب کو کوٹ پتلون۔ نیمہ جامہ دستار
عبا۔ کٹلس۔ مٹن چاپ۔ کوفتے پلاؤ
قلیہ قورمہ۔ جاڑے میں سمور و سنجاب
شال و دوشالہ۔ گرمی میں تنزیب ململ
گاؤں کی اونچی نیچی راہوں۔ پگڈنڈیوں
کے مناسب چھکڑا۔ سگرم۔ اور سطح
ہموار لوہے کی پٹری بچھی ہوئی۔ سٹرکوں
پر بگھی۔ ٹمٹم۔ اور ریل گاڑی۔ پس جہاں
اس انتظام اور سلسلے میں گڑبڑ ہو وہاں
نہ چھکڑے ہی بنانے والے نصیب ہو سکتے
ہیں نہ بگھی اور ٹمٹم والے۔

پھر ایک صاحب اور اُٹھے اور
اُنھوں نے کوک کے وزن اور جمع خرچ
کے لکھے ڈیوڑھے پر نظر دوڑا کے یہ
مسئلہ شروع کیا کہ چوکیداروں جب جا
کے قفلوں میں جب سارا روپیہ خرچ
کر ڈالا جائیگا تو فرمائیے حفاظت کس چیز
کی ہوگی۔ ظاہر ہے تمام در بھر کے یہ
لٹانے والے دولت کہاں سے جمع کر سکتے
ہیں۔ پس لازم ہے ان فضولیات میں
کفایت شعاری کو دخل دیا جائے۔

ان کے بعد فاقہ کشوں کے وکیل
کھڑے ہوئے۔ اُن کا نحو اسے کلام
یہ تھا کہ جب منہ کی صورت میں فلّہ برساتے

اس وقت چارپائی پر دیکھا۔ جب اُسے ملاقات کے واسطے پہونچنے کا سبب معلوم ہوا تو اُس نے بڑے تپاک سے نامہ نگار کا استقبال کیا۔
مس بہنڈ بینیٹ نے بہ تفصیل ذیل اُسے باتیں سُنائیں۔ "چار سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ میں بدہضمی۔ شکایت جگر۔ اور درد معدہ سے
سخت لاچار ہوگئی۔ فوراً کام چھوٹ گیا۔ بالکل اسی پر کفایت نہیں ہوئی بلکہ ایک دو دو روز تک برابر بستر بیماری پر لیٹی رہتی تھی۔ میں ابتدا
میں پہلے تو ایک ڈاکٹر کے زیر علاج رہی جس کے معالجہ سے کچھ بھی فائدہ معلوم نہ ہوا۔ پھر دوسرے ڈاکٹر نے علاج کرنا شروع کیا مگر
کچھ آرام نہ آیا۔ میں نے اُس کی بہت سی گولیاں اور دوائی کی کئی بوتلیں استعمال کیں۔ اور برابر تین ماہ تک وہ علاج کرتے رہے۔ بعض
اوقات بوقت صبح میری ایسی حالت ہو جایا کرتی تھی کہ عجیب خیالات میں مرعوب ہو جاتی تھی۔ اور چاہتی تھی کہ دریچہ سے کود اپنا کام تمام
کر ڈالوں۔"

نامہ نگار نے کہا "تو بڑی خوش قسمت نکلی کہ ایسی بیرحمی تجہ سے سرزد نہ ہوئی۔ آخر تم نے کون سا طریقہ اختیار کیا؟"
مس بہ وڈ بینیٹ نے جواب دیا "جب مجھکو کامل یقین ہو گیا کہ میں تندرست نہ ہوں گی تب میں نے ایک اخبار میں پڑھا
کہ ڈاکٹر ولیمز پنک پلز فار پیل پیپل کی بدولت عجیب بیماری سے صحت ہوئی میرے ساتھ کسی شخص نے گولیوں کا ذکر ہی نہیں کیا تھا اور

جنرل پنچ- (ڈوالڈ پرسی سے) وہ بھاگے یاجوج ماجوج

اور غلہ اور دیگر نباتات ہمارے گھر مین محض پانی ہی کی بدولت سرسبز ہوتے ہین - اور کل حی من الماء زبان زد بھی ہے تو بس پانی ہی برس پڑنا چاہیے۔ یہ تو سر دست ممکن نہین کہ کوئی ایسا فوارہ بنایا جاسے کہ دریاؤن جھیلون سمندرون کا پانی واٹر پمپ کی طرح اچھال اچھال کے ضرورت کی جگہہ مینہ برسایا جاسے مگر زمین کو کاٹ کے یہ آبی مال ایک جگہہ سے دوسری جگہہ ڈھکیل دیا جاسے اور اس ہکلفی نیل کی طغیانی سے سرزمین مصر کی زرخیزی پیدا کی جاسے

اس کے بعد جناب پنچ صاحب تھوڑی دیر کے لیے ایک سناٹا سا چھا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کوئی ایسا بلبل ہزار داستان چہکنے والا ہے کہ ان سب کا ناطقہ بند ہوگا اور وہ وہ دل خوش کرنیوالی صدائین سنائے گا کہ سب ہر دن تین چوتھین دبا کے بیٹھ جائینگے چنانچہ وہی ہوا اگرچہ صدا مین طرح طرح کی خوش آہنگیان تھین مگر خلاصہ یہ ہے کہ دریا نوردن اور تقل کی مضبوطی در اصل مقدم ہے

اگر یہ سامان ٹھیک نہ ہوا تو گھر مین قلیل یا کثیر جو کچھ اثاثہ ہو اس کا کیا ٹھکانا مین سچ کہون کہ اگر سارا گھر بیچ باچ کے شدکار مین لگا دیا جاسے تو سے زیبد لیکن دنیا کا رسم اس فلسفے کے مطابق نہین ہے۔ اس سے یاد رہین بھی خوب ہون۔ مگر یہ تجربہ لو بات ٹھکانے کی کون ہے۔ خیر اب سنو۔ میری راے تو یہ ہے کہ پہلے آدمی اپنے پھاٹک کی مضبوطی کر لے اس کے بعد گھر مین رہنے سہنے والون کی نقل وحرکت۔ کام کاج کا سلسلہ قائم کر دے۔ چار دیواری کے پشتے مضبوط بنائے۔ فضول بکواس سے پرہیز کیجے اس سے اول تو کام ٹھیک نہین ہوتا دوسرے وقت ضائع جاتا ہے۔ مکان کے پرنالے اور سگھریان مضبوط بنائے آپس مین میل ملاپ کے قاعدے ایسے رکھے کہ ایک دوسرے کو گلے شکوے کی نوبت نہ آسکے۔

خیر اسی طرح کی بیسیون باتین تھین جن کو نیاز مند رپورٹر نسل گھس جانے کی وجہ سے ٹانک نہ سکا۔ آیندہ سے اس کا لحاظ داشتہ خواہد شد۔

راقم۔ رپورٹر۔

لطائف

سنتے ہین جامع العلوم مہبر نالش کرنیوالو مین ایک مرزا اعتور علی بیگ صاحب جو دیوان ریاست لند ھور د تھے۔ مین دوران نالش ہی مین عہدے سے برطرف ہو کے بقول ہمعصر تیسرے جج کو تشریف لے گئے ہین۔ جب تک کوئی مفصل وجہ نہ معلوم ہو تب تک ہم سوا اس کے کیا کہہ سکتے ہین کہ جج اور رنج کی ایک ہی صورت ہے۔

مشیر دکن کا قول ہے کہ حیدر آباد دکن کے کوتوال نواب اکبر جنگ کی راے ہے کہ ناٹک والون کو نہ آنے دینا چاہیے۔ پس تھیٹر کو آج کل اجازت دینا گویا طاعون وغیرہ کو دعوت دینا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک طاعون کے اضطراب اور انتشار سے پبلک کے خواطر کو محفوظ رکھنے کی یہ ترکیب ہے کہ بعض ہندو اقوام کی طرح غم و رنج کو باجے گاجے سے بھگائے رکھین کیونکہ یہی سازش کرنے والون کو جمعیت خاطر کے ساتھ کارروائی کا موقع نہ دیا جاسے

جبھی نہین ہے اون کی شستگی
خیالات۔ رسم و رواج۔ وضع۔ تعلقات
باہمی مین جو انکا بگاڑ ہو رہی ہے اُسکی
تو انتہا ہی نہین۔ ایک میان بیوی۔
زنا شوئی کا لمشہور اتھا اُس کی نسبت
تھوڑا بہت اطمینان تھا کہ خیر جیسے
حال بھلے حال برے جیسے تو مل جایگا
پردے کا جھگڑا یارون نے چھیڑا
ہے۔ تعلیم کا بکھیڑا نکلا ہے تو کچہ پروا
نہین۔ جب چار بچون نے کچھ بند نہین
کر دیا۔ قاضی نے سُنت پیغمبر گلے مین
پنہا دی تو روتے پیٹتے کٹ ہی جایگی۔
شب سمور او شب تنور گزر جائے گی
بہت ہو گا بی صاحب روٹھ کے دو تین پہر
پیٹھ پر رسید کر دین گی۔ شوہر برخوردار ہم

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد

کہہ کے کہا بدین گے۔ شوہر صاحب بہت ہنسا
لے کے تئین ہو جائین گے اور اپنے زور
مین آپ ہی گر پڑین گے۔ اگر پردے
سے باہر نکل پڑین گی تو جان گھر سے
غیر حاضر رہین گی وہان جائین جائین
بھی کم ہو گی۔ علاوہ اس کے اگر محلے والے
دوستون کی آمد رفت بڑھ جائے گی
تو فریق مغلوب کو بچانے والے بھی
گھر مین آسکین گے۔ عورتین پڑھنے لکھنے سے
شائستہ۔ مہذب ہون گی تو مار پیٹ دھول
دھپا۔ گالی گفتا بھی تو چھوڑین گی اگر لڑائی کی
میدان داری ہوئی ان کے جھونٹے اُنکے
ہاتھ اور اُن کی داڑھی یا چٹیا ان کے ہاتھ
ہونے کی غیر مہذب نوبت تو نہ آنے گی۔ مگر
بڑا غضب تو یہ ہے کہ اب تو میان بیوی
کا رشتہ بھی الجھتا نظر آتا ہے یعنے چند روز
سے ایسی ہوا چلی ہے کہ باوجود ان سب
مرحلون کے طے کرنے اور آدم کی پسلی
سے نکلی ہوئی حوا کی اولاد کے ساتھ
خمیدہ۔ ٹیڑھے رہنے کے بھی سیدھا معاملہ
نہین رہتا نظر آتا ہے۔

تفصیل اس اجمال اور تصریح اس
احوال پر اہوال کی یہ ہے کہ فی الحال
چند فیصلے عدالتہائے عالیہ سے ہوئے
ہین کہ آزادی تو خیر پہلے ہی سے تھی اب
بالکل بگڑا کا معلوم ہوتا ہے یعنے حال مین
کلکتہ ہائی کورٹ مین مقدمہ ہوا ہے ایک
بیچارے ہو کے بنگالی کہین خانہ دامادی
پر راضی ہو گئے ساس نے اقرار لکھا لیا
کہ کہین نہ لے جائیے گا۔ جیسے تو عرصے
مین گزری اور ہمہ کمترین شوہران آخر
مالدار سے رہا حکایت کنند۔ آخر چنپی اور
نوبت بعدالت پہونچی۔ وہان یہ امر [illegible]
قرار پایا۔ شوہر صاحب کو حکم ہوا لیجا تو اپنی
جورو جہان چاہو مگر آرام کا سب سامان
کرو کہ بیوی کی صحت کو ضرر نہ پہونچے۔ لیجیے بکری
نے دودھ دیا تو مینگنی بھرا۔ غرضکہ خانہ دامادی
موقوف اقرار نامہ چاک ساختند۔

دوسرا معاملہ بمبئی ہائی کورٹ میں
اس کا اولٹا یہ ہوا کہ بیوی کو شوہر دلا پانے
کی ڈگری دیجانے سے یہین پر کہا ہے۔ ع

آنچہ نصیب است ہم میرسد
ورنہ ستانی بہ ستم کے رسد

چنانچہ بیوی کی درخواست منظور ہوئی۔
اب فرمائیے اس میل ملاپ۔ طبعی رجحان
خلقی تقاضے کے معاملے مین جب یون جبر
پابندی نے گھس پل کے راہ پائی تو پانی
کے نیچے اور پانی کے اوپر کہین ٹھکانا ہے

توکل علیہ الرحمۃ

ایک ہمارے محترم اور معزز مہربان ایک
مجلس کا حال حسب ذیل رقم فرماتے ہین

”ویسے کی مجلس

کس کے ویسے کی مجلس ہو؟ اس گل باغ
سلطنت و کامرانی بلبل نخل بوستان جوانی
نبیرۂ خلیفۃ الرحمانی یادگار ظل سبحانی فرقی

لکھنؤ جناب شاہزادہ و عالم و عالمیان حضرت
میرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ کے بیسٹر
ثریا قدر بہادر مسمے فروز بخت میرزا محمد حسین خاں
بہادر مرحوم و مغفور تھے واقع ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء
مقبرہ جناب عالیہ متعالیہ نواب ملکہ عہد صاحبہ
نور اللہ تربتہا میں ہوتی ہوتی۔ گروہ گروہ
شاہزادگان والا تبار و نوابان ذوی الاقتدار
و علماے شریعت شعار و رؤساے سمجا سے
دیار زصبح تا زوال علی الاتصال تشریف لاتے
رہے۔ حتی کہ بعد ختم مجلس بھی اشخاص آتے
عجب پاکیزہ و لطیف بزم عزا تھی بجلی کی تکلیف
موسم گرما نو تھے جناب مولوی میرزا محسن صاحب
محدث لکھنوی منبر پر تشریف لے گئے اور ذکر
مصائب شروع کیا۔ عرصہ تک نہایت خوش بیانی
و شیریں زبانی سے خواندگی رہے رقت کا
جوش ہر حق نیوش پر تھا بعد ختم حسب دستور
خلع بخلعت ہوئے۔ اتنی بڑی مجلس کی
خوش انتظامی بجز تائید غیب کیا کہا جاے
قابل دید تھے خوشبو اگر سوز و عرق کیوڑہ اور
تمباکو کشیدنی کی اور کاغذی انجوروں کی
شمنداہٹ باہم مل کے عود و عنبر و مشک
عطر فتنہ کو کافور کیے دیتی ہے۔ میبا ختم
زبانوں پر دور جاری تھا۔ ساتھ ہی اس کے
برف کی خنکی بے پیاس ہر شخص کو پانی کی خواہش
بڑھانے والی بخت کی مجلہ خلقت کا ہجوم
مکرر سر کر رحمہ لے رہے ہیں مگر شور و غل
کسی قسم کا ہو کیا ممکن۔ بوجہ کثرت طعام تا
شام تقسیم کا اختتام ہوا۔ ایسی مجالس بھی
یادگار رہیں فرد ہے کہ اس کا ثواب ان مرحوم
کے روح پر فتوح کو پہونچے۔ (انا للہ و انا
الیہ راجعون۔"

کلام نفیس

فردوسی ہند حضرت انیس مرحوم اور ان کے
خاندان کے کلام سے اہل ہند کو جو عشق ہے
اس کی کیفیت محتاج بیان نہیں ہے وجہ ہے
کہ اب تک جس حیثیت سے وہ شائع ہوا قدر دانوں
نے اسی کو غنیمت سمجھا لیکن اگر وہی کلام
کامل اور صحیح اصلوں سے نقل ہوتا تو اہل فن
اور شائقین سخن کو حظ فرید حاصل ہوتا۔
اس وقت انیس ثانی شہنشاہ اقلیم الفصیح البیانی
حضرت نفیس علی اللہ مقامہ کے ارتحال کے
بعد ممکن ہے کہ بعض حضرات یہ چاہیں
کہ جناب مرحوم کا کلام جہاں تک جس
حیثیت سے مل جاے شائع کیا جاے
لیکن بالفعل ہم ورثاے جناب مرحوم
اس امر کو پسند نہیں کرتے کہ یہ لآلی آبدار
سخن جو صرف اہل نظر اور جوہریان فن
کی مجلس میں پیش نظر ہونے کے قابل
ہیں یوسف بازار بنا دیے جائیں اور
ہماری مرضی ہرگز یہ نہیں ہے کہ حضرت
مرحوم کے مرثیوں کے غیر مستند نقلیں
طبع ہو کر شائع و فروخت ہوں۔ لہذا
اس اعلان کے ذریعے سے ہر خاص و عام
کو اطلاع دی جاتی ہے کہ کوئی صاحب
میر نفیس مرحوم کے مراثی و سلام وغیرہ
چھاپ کے شائع و فروخت کرنے کا
ارادہ نہ فرمائیں۔ مرحوم کے ہم ورثاے
جائز ہرگز کسی کو اس کی اجازت نہیں دیتے
اس کی خلاف ورزی کے مستلزم جواب دہی
قانونی ہونگے۔

المشتہر

سید خورشید حسن عروج ابن حضرت نفیس مرحوم
و سید علی محمد عارف نبیرہ حضرت نفیس مرحوم

۱۸-۴-۱۹۰۱ ۳ ۱ ء

بنا بر اطلاع وکلا و موکلان

کل کاغذات کارروائی عدالت مثلاً
فیصلہ جات عدالت و بیان تحریری
و اظہار گواہان وغیرہ و شرح تبذکرہ
سخت زبان اردو سے زبان انگریزی
میں ترجمہ کیے جاتے ہیں۔ فی فولیو یعنی
فی صفحہ اجرت ۲/

المشتہر

محمد عباد شاہ مترجم سکنڈ ماسٹر اینگلو
ورنیکولر اسکول امین آباد۔ لکھنؤ۔

۱۱-۴-۱۹۰۱ ۳ ۱ ء

پان میں کھانیکا خوشبودار تمباکو

اعلے درجہ کی خوشبودار اور نہایت لذیذ
خوش ذائقہ تمباکو کی پتیاں (جسکو زردہ
کہتے ہیں) مدرسہ اسلامیہ ردولی کے
تجارتی کارخانہ سے طلب فرمائیے اسکی
عمدگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسکے
کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہیں
آتا۔ درجہ اول ۲ سیر درجہ دوم
۱ سیر۔

المشتہر محمد الطاف حسین منیجر کارخانہ
تجارتی مدرسہ اسلامیہ ردولی ضلع بارہ بنکی

حکیم لبن صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض
کو شفا کے لیے مشہور
ہو گئی ہے۔ کھانسی
زکام مکروب۔
انفلوئنزا ہر وقت
ضرورت آزمائش
کرو۔ تمام دوا فروش
فروخت کرتے ہیں۔

۲۸-۳-۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہیں آسان اور
قابل اطمینان پراویڈنٹ فنڈ کی شرکت
کریں۔ جس سے بعد ان کی حیات کے
پس ماندوں کو سہولت اور نفع کے ساتھ
کچھ سرمایہ ملے۔ تو اس فنڈ کے منیجر سے
بہ نشان ۱۱-۳- ہیری سن روڈ کلکتہ
بذریعہ انگریزی تحریر خط کتابت کریں منیجر
اور قواعد وغیرہ بھیج دیے جائیں گے
اس دفتر کو انگریزی داں اشتہار دہندے
درکار ہیں۔

Harrison Road
11-3- Calcutta

نیچری ماتیمان

مائی ڈیر مسٹر اودھ پنچ - گڈ مارننگ -

مین نے مدتون سے آپ کی خدمت مین کوئی نیاز نامہ ارسال نہین کیا - غالباً آپ مجھ سے سخت ناخوش ہون گے - لیکن کیا کرون؟ ترددات دُنیاوی سے مجبور تھا - اب خدا خدا کرکے کسی قدر اطمینان ہوا ہے تو آپ کو یہ خط لکھنے بیٹھا ہون - نہین کہہ سکتا کہ اس کے مضامین آپ کو پسند بھی آئین گے - اگر پسند آئین چھاپ دیجیے - نہین اُسی لڑی بھاڑ مین ڈال دیجیے جو آپ کی میز کے زیر سایہ آفس مین ہر وقت گرم رہتا ہے -

آپ نے اپنی دوربین نگاہ سے دیکھا ہوگا کہ ہندوستان مین تصنیفی چستی و چالاکی بہت بڑھ گئی ہے - ہر شاخ علم مین آئے دن کوئی نہ کوئی تصنیف لطیف نکلتی رہتی ہے - ناولون کی بہتات نے مہالک فرنگ کو شرما دیا ہے - ڈرامے شکسپیر کی قبر مین زلزلہ ڈال رہے ہین - تاریخین ایک تاریخی انقلاب پیدا کر رہی ہین - بائیوگرافیان (سوانح عمریان) مُردون کو قبرون سے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھا بٹھا رہی ہین - غرض یہ کہ تصنیفی دُنیا مین خاصی چہل پہل ہے - اگر یہی ڈھنگ رہا تو یقین ہے علمی گھوڑ دوڑ مین زیادہ زمانہ نہ گزرنے پائے گا کہ ہم مہذب ممالک سے گوے سبقت لے جائین گے - خدا کرے وہ مبارک دن جلد آئے -

جیین خط پر جس کتاب کا نام مین نے لکھا ہے وہ آج کل کی اُن تصانیف مین سے ہے جس کا تمام ہندوستان مین غل ہے - میرا گمان ہے کہ ہندوستان کی مہذب سوسائٹی مین کوئی ایسا کم بخت ممبر نہ ہوگا جس کی آنکھین ایک حرف بھی نہ آئے گرم جوشی کے ساتھ مذہبی طور پر اس کتاب پر نہ لگی ہون - نام سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ شاید جزو وجز کی کتاب ہوگی - اور پرائمری اسکولون کے لونڈون کے لیے لکھی گئی ہوگی - لیکن خدا مہذب یاوہ گوئی کا بھلا کرے - یہ ایک بہت بڑی ضخیم کتاب ہے اُس مشہور قابل اولوالعزم آتش فزاج نگر نیچری دُنیا مین زبردستی تسلیم کیے جانے والے شخص کی آنت کی طرح دور تک چلی گئی ہے - اور صرف پرائمری اسکول کے لونڈون کے لیے نہین ہے بلکہ بڑی بڑی یونیورسٹیون کے پروفیسرون کو سبق دینے کا حوصلہ رکھتی ہے - کبھی کبھی اس عنوان کی نظمین آپ کے اخبار ظرافت بار مین بھی چھپی ہین - مگر ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بقول مولانائے روم ؂

کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

آسمان و زمین کا فرق ہے - عرش و فرش کی نسبت ہے - ڈارون نے اپنی کتاب مین کہین لکھا ہے کہ قاعدۂ تدریج دُنیا مین ہر جگہ جاری ہے - اور اسی قاعدے کے مطابق مچھر ایک زمانے کے بعد ہاتھی اور ہیتھ ہو جا سکتے ہین - یورپ کی تحقیق اس قاعدۂ تدریج کو اب ہر شاخ ترقی انسانی مین ثابت کرتی جاتی ہے - پس اُسی قاعدے کے مطابق وہ ماتیمان جو حالی کے زمانے مین جزو وجز سے زیادہ نہ تھی اب حالی کے زمانے مین دو ضخیم جلدون مین ہو گئی ہے -

ڈارون نے قاعدۂ تدریج کو جہان عالم ترقی مین ثابت کیا ہے وہان عالم تنزل مین بھی اُس کے وجود کا قائل ہے - لیتے بعض اوقات بڑی چیزین ترقی کرتے کرتے ایک خاص نقطے تک پہونچ کر جو حقیقت مین اُن کا اوج کمال ہوتا ہے پستی کی طرف جھکنے لگتی ہین - اور پھر رفتہ رفتہ اس قدر گھٹ جاتی ہین کہ وہی مچھر جو ہیتھ ہو گیا تھا اب پھر مچھر کے قالب مین آ جاتا ہے - کتاب نیچریہ پر یہ تنزل کا قاعدہ بھی منطبق ہے - مذہب نے بقول سر الفرڈ لائل کے بھوتون سے ترقی کرکے رفتہ رفتہ ایک سمہ بین اور ہمہ دان خدا تک رسائی پیدا کی تھی اور مرگھٹون سے عروج کرکے عرش و کرسی پر قدم رکھا تھا - اب وہی مذہب رجعت قہقری کرکے پھر اُسی مرگھٹ پر آ رہا ہے اور کسی بھوت سے ہم کنار ہے -

ماتیمان کی ٹیپ کا بند لوگون کو یاد ہوگا اور کیون نہ یاد ہو کہ اُستادون نے ٹیپ جما جما کر یاد کرایا تھا - ؂

کہ پشیمان دل نہ بین جز دوست
ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

یہی حالی کا اپنی سب سے اخیر کتاب مین سب سے بڑا خیال ہے - لیکن حالی کا دوست خدائے وحدہ لا شریک لہ ہے جو نورانی مسئلہ وحدۃ الوجود کے مطابق ہر ذرے مین آفتاب کی طرح چمک رہا ہے - حالی کا دوست سید احمد خان کی روح ہے - یہ ہر جگہ اور ہر مقام مین اُنھین نظر آتا ہے اور بغیر اس کے وہ کسی زندہ شے کو زندہ سمجھ نہین سکتے مولوی مہدی علی کی کوششون مین وہی جان ڈال رہا ہے - ورنہ اُن کی تمام کوششین قالب بے جان مین - مولوی نذیر احمد کے لکچرون مین وہی علم روح پھونک رہا ہے - ورنہ اُن کے لکچر ہذیان ہین - خود حالی کا قلم اُسی کے بل پر چل رہا ہے - ورنہ اُس مین اور ایک معمولی لکڑی کے گاٹھے مین کچھ فرق نہین آتا

ڈاکٹری اصلاح

جہاں تک سید احمد خان کے خاص حوارین
اور دوستون کا تعلق ہے اُن کا یہ کہنا شاید
کسی قدر صحیح ہو مگر جب وہ یہاں تک بڑھ
جائین کہ علم کا دیوتا بنادین زکے جس وقت تھا۔ نتیجہ
کم ہندوستان کا) تو خواہ مخواہ غیر تمند کو ہاری کی کھانسی
دلون مین جوش پیدا ہوتا ہے۔ یہ کہین آتی ہو اور خرخر ہو گئی
کانون سے سُنا جاسکتا ہے کہ جتنے کالج ہو اور رات کو زیادہ
ہندوستان مین ہین وہ سب سید احمد خان شدت ہوتی ہو اور
ہی کا صدقہ ہین جتنے طلبہ ان کالجون ایک خاص طور کی
سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہین وہ سب آواز یا زور سے
سید احمد خان ہی کی بدولت۔ سید احمد خان کھانسی کی صدا
نے جس طرح کا قومی کالج اتنی بڑی کوشش آتی ہو جس کے ساتھ
اور اتنی بڑی جان فشانی کے بعد قائم مین قلقل نہین ہو سکتی
کیا ہے اُسی طرح کے ایک نہین تعدد اور اس کے بعد بلغم
کالج بنگالیون۔ ہندوؤن اور پارسیون دقت سے دفع ہوتا
نے ادنےٰ کوشش اور ادنےٰ توجہ مین ہو اور کھانسی کے
قائم کر دیے ہین اور پھر نہ غل ہے نہ شور ہے بعد ظاہر مین ضیق النفس
نہ ہنگامہ ہے۔ اور نہ یہ انا ولا غیرے کا کی کیفیت پیدا ہو تو
دعوےٰ۔ اور نتیجۂ امتحان پر نظر کرو تو یہان نوراً حبیر لین صاحب
سے اضعافاً مضاعفہ بڑھا ہوا۔ ایک کی کھانسی کی دوا پیو
معمولی ہندو نے پٹنے مین ایک ادنےٰ اس سے کھانسی کے دورے
توجہ مین اپنی ذاتی کوشش سے دو ہی چار کم ہو جائین گے
برسون مین ایک پورا قومی کالج قائم کر دیا اور زیادہ سخت نہ ہونگے
ہے جو میرے خیال مین باعتبار نتیجہ کسی طرح تنفس مین آسانی
علی گڑھ سے کم نہین ہے بلکہ میرے خیال ہو گی اور گاڑھا
مین بڑھا ہی ہوا ہو گا۔ یہ کتنے بڑے ظلم کی بلغم رقیق ہو جائیگا
بات ہے کہ وہ قدیم انسٹیٹیوشن جو خاص اور آسانی سے دفع
مسلمانون کے لیے علی گڑھ کالج کے ہونے لگے گا۔ اصل تو
وجود سے کہین پیشتر سے قائم ہین انھین یہ ہے حبیر لین صاحب
بھی اسی کا طفیل بتایا جاتا ہے۔ یہ کالج کی کھانسی کی دوا استعمال
یہ علمی ترقیان سید احمد خان کی کوششون کرنے کے بعد شدت
کے نتائج نہین ہین بلکہ وہ تہذیب سلطنت کی کھانسی مین کوئی
انگریزی کے اُس عام اقتضا سے تہذیب خطرہ نہین رہ جاتا
کے نتائج ہین۔ جن کا ایک ادنےٰ نتیجہ تمام دوا فروش فروخت
خود سید احمد خان بھی تھے۔ یہ کہین آنکھون سے کرتے ہین۔

دیکھا جا سکتا ہے کہ مصر مین احمد شفیق پاشا نے
جو کتاب غلامی پر لکھی ہے یا شام مین شیخ
...مین نے جو کتاب آزاد خیال مسلمانون
کی مذہبی تسکین کے لیے تصنیف کی تھی وہ
بھی سید احمد خان کی تصنیفی نور افشانیون
کا پرتو ہے۔ وہ تو وہ ہم یہ بھی تسلیم نہین کرنے
کہ ہندوستان مین بھی لٹریچر پر اُن کا
کوئی احسان ہے۔ اُن کی جتنی تصنیفین ہین
حقیقت مین دوسرون کے چبائے ہوئے
لقمے ہین۔ خود حالی کا تسلیم کردہ ہے کہ
آثار الصنادید صہبائی نے لکھ دی تھی
اور انھون نے اُسے اپنے نام سے مشتہر
کیا۔ دوسرا اڈیشن شاید ان کے خاص قلم
فصاحت رقم سے ہے۔ مگر اُس مین بھی کوئی
بڑی خوبی نہین پائی جاتی۔ غایت مافی الباب
یہ کہ دہلی کی ایک معمولی گائیڈ بک ہے۔
اسباب بغاوت ہند کو ان کی فصاحت بلاغت
لیاقت، و جرأت کا ایک بڑا شاہد گردانا
جاتا ہے مگر اُس کا بھی علے ہذا یہی حال ہے

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ اُستاد ازل گفت ہمان می گویم

سید احمد خان کو اُن دنون مارشمن اور
الفنسٹن کی تاریخ کی کیا خبر۔ لارڈ بیکن
کے اسیروہ کیا جانین۔ مگر اسی طرح انگریزی
حوالے ہر جگہ چلے جاتے ہین۔ پھر یہ کیون
نہین کہتے کہ یہ مطالب کسی انگریز یا انگریزی دان
کے بتائے ہوئے ہین۔ عبارت اس کی
بھی کچھ فصیح نہین ہے۔ گرامر اکثر ناقص
ہے۔ اکثر جا فارسی کا بُرا تا ناقص ترجمہ
معلوم ہوتا ہے: "جان لو" "چھاپنے والے
اُس فتوے نے"۔ "رونق دیا تھا"،
"تم اُس تجویز سے واقف نہ تھے"
"اسلوبی" بجاے خوش اسلوبی۔ سر ولیم
میور کے زمانے مین انعامی تصنیفات
کا بازار گرم تھا۔ وہ وقت فصاحت کے
اظہار کا تھا۔ اُس وقت سید احمد خان
کہان پڑے سوتے تھے۔ قدرت تھی تو پھر
کوئی کتاب لکھ کر انعام کیون نہ لیا۔ اُنھی دنون
دنون تو وہ اودھ اخبار اودھ کو نور وغیرہ کے
ترجمون سے طرز تحریر سیکھ رہے تھے
لکھنے کیا۔ ستا تو اُن کی تعلیم کی ابتدا تھی
تصنیف کیا کرتے۔ سائنٹفک سوسائٹی
کا قائم کرنا بھی ترجمون کے ذریعے سے
اپنی ذاتی معلومات کا بڑھانا تھا۔ سو ہی انھوں نے
صاحب کی ہسٹری جس کا اپنی تحریر اسباب
بغاوت مین آنکھ بند کر کے حوالہ دیدیا تھا
سب سے پہلے ترجمہ ہوئی اور اس طرح
کہ نبی کو نعوذ باللہ منہا پیمبر جعل تک لکھ دیا کہ
اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ رفتہ رفتہ
سید احمد خان نے مضمون نگاری کی
مشق بہم پہونچائی کہ اور بعض مضامین
اچھے لکھے مگر یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ لوگون
نے انھین سے مضمون لکھنا سیکھا۔ نظر
انصاف سے دیکھو تو اُن کی تحریرون مین
ہرگز کوئی بات ایسی نہین ہے جو اور جگہ
کہی جا سکے یا جس مین اصلی فصاحت کے
جوہر ہون۔ جن دنون مین اخیر سلسلے تہذیب الاخلاق
کے پرچے سلسل پڑھتا تھا ان کی تحریرون
سے ہمیشہ جی گھبراتا تھا۔ اور اُکتا کر اکثر
ناتمام چھوڑ دیتا تھا۔ لیکن ان کی مشہور
تھین۔ شاید گو بیچ گرج کر وجاہت اور
جوش و خروش سے کچھ رنگ پیدا کر لیتے ہون
مگر یہ خود حالی کا مسلمہ ہے کہ اب الفاظ
پڑھو تو ان مین کوئی بات ایسی نہین معلوم
ہوتی۔ مولوی نذیر احمد کے مقابلے مین
کبھی ان کو اسپیچ کرنے کی جرأت نہین ہوئی
اور جو کی تو ہمیشہ جھینکے رہے۔ کبھی سرسبز
نہ ہوئے۔ بڑی کوششون سے حالی نے
اُن کی تصنیفات کے پہاڑ سے کچھ جواہرات
بیش بہا چُن کر نکالے ہین جن مین سے

آجکل کے فغفور چین

وہ تشبیہ مناظرہ کرنے والوں کی دو لڑنے والے کتوں سے گویا کوہ نور ہے مگر یہان یہ بھی حاشیے پر یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ یہ خیال انگریزی سے لیا گیا ہے ہندوستانی دسترخوان کی جہان تصویر کھینچی ہے نہایت ہی مکروہ ہے اور سراپا عامیانہ۔ سید احمد خان کو ایسی بیہودہ تفصیل سے شرمانا چاہیئے تھا اور پھر یکھیے تو کوئی بات نہین۔ پرانی سوسائٹی کے ظرفا اس قسم کے مضامین روزمرہ بیان کیا کرتے تھے۔ لفظ لفظ وہی ہے۔ تشبیہ تک مین کوئی تصرف نہین۔ (باقی آیندہ)

راقم۔ طفل مکتب۔ لقلق دکن پنچ

اودھ پنچ۔ ماحصل کلام یہ کہ حالی کو اس مشکل کام کی پوری لیاقت نہ تھی۔ ظہوری کے دیباچون نے نورس کو یادگار بنایا حالی نے سرسید کی لائف کو چوپٹ کیا۔ صرف اپنا اپنا سلیقہ تھا۔

انوکھا اشتہار

حسینان جہان اور نازک بدنان عالم اور گلرویان ہندوستان کو مژدہ ہو کہ اُمیدون کے کھلنے بندون پورا ہونے کا وقت آگیا۔

بندہ ایک ہٹا کٹا۔ چاق چوبند نہایت تندرست۔ اچھی صحت کا جوان ہے شکل و صورت پر سو پچاس نہین تو دس کا مر جانا ہوتی ہین۔ خدا کے فضل سے سب کچھ جانتا ہے انگریزی تو گویا مادری زبان ہو گئی ہے ساڑ و ٹکسالی ہندی بھی بوجہ حکم گورنمنٹ سیکھنا شروع کر دی ہے۔ عربی مین قرآن شریف کبھی پڑھا تھا۔ فارسی مین پند نامہ سعدی حفظ یاد تھا اور کیا چاہیے۔ رہی قوم۔ اب کی مردم شماری مین تو سید لکھا گیا ہے کھانے پینے کو بھی بہت ہے۔ اب چونکہ عورتون کو پردہ کی قید سے بسفارش بعض ریفارمران آزادی ہو گئی ہے اب اُن کو اپنی اپنی قسمت آزمائی کا اچھا موقع ملا ہے اور مجھ سے بہتر اور تعلیم یافتہ کم ملے گا۔ سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ مین بھی پردہ کے خلاف ہون بہت جلد درخواستین بھیجنا چاہیے۔ پہلے تو مجھے بالکل شادی کی ہوس نہ تھی کیونکہ مجھے اُمید تھی کہ ملک مین ایسی عورت جیسی مین چاہتا ہون کب ملے گی۔ اس وجہ سے قصد نہ تھا لیکن اب تو وہ قید ختم ہو گئی مین خود اپنی آنکھون سے دیکھ سکتا ہون اور وہ بھی علیٰ ہٰذا القیاس اس طرح دیکھ سکتی ہے درخواستین بھیجنے سے پہلے حسینون کو چاہیے کہ مندرجہ ذیل شرائط کا لحاظ رکھین۔

۱- بہت ہی حسین ہو۔

۲- بانکپن کے ساتھ لگاوٹ بازی بھی آتی ہو۔ سیدھی سادی نہ ہو ورنہ ہم سے نہ بنے گی۔

۳- تجربہ کار فسون ساز ہو۔

۴- پردے سے نفرت کرتی ہو۔

۵- تاش کھیلنا خوب جانتی ہو۔ انگریزی پوشاک سے رغبت ہو۔ دوستی کرنے مین زود اثر ہو۔

۶- لکچر اچھی طرح دے سکتی ہو۔ ناگری خوان ضرور ہو۔ ورنہ آج کل کوئی پوچھے گا ہی نہین اور اور جو وصف ہون وہ درخواستوں مین لکھنے چاہیے۔ سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ چٹ منگنی پٹ بیاہ نہ ہوگا بلکہ دو تین مہینے کورٹ شپ کرنی ہوگی۔

۷- جواب درخواست بذریعہ پردۂ عصمت مشتہر ہو۔ اُس کو مین شوق سے دیکھتا ہون

المشتہر

عشرتی

آتش زدگی

زمانے کے رگڑون جھگڑون یا کسی دیاسلائی یا گھر کے چراغ سے۔ بہرحال کسی سبب سے ایک گھر مین آگ لگی اور آگ بھی کیسی کہ شعلے دور دور تک پہونچے اور سب سے زیادہ قابل تذکرہ یہ بات ہے کہ ایک بارود کے کارخانہ والے نے جہان مدتون سے لاکھون من بارود تیار ہو رہی اور ہزارہا بیپا اور کوٹھا بارود کا ڈھیر تھا بہت ہی دست بستہ اور دہشت زدہ ہوئے کہین ایسا نہ ہو ہوا سے تند چلے اور کوئی چنگاری ادھر بھی آ پڑے تو سارا طبقہ پر کاہ کی طرح اُڑ کے عالم بالا کو کاغذ باد کی طرح جا پہونچے۔ مختصر یہ کہ انہون نے مل ملا کے بہر صورت بارہ ذات بانے اور آگ فرو کرنے کی کتیان باندھیون اور پہونچنے ساتھی کوئی دیوار پر چڑھ گیا کسی نے چھپر کاٹ کے نیچے گرائے کسی نے کمر تر باندھی۔ ڈول مشک اوٹھائی اور بجھانے کی تدبیرون مین مصروف ہوا۔ کسی نے پانی کے واسطے کنوؤن مین بانس اور بانسون مین کنوئین ڈال دیے۔ کوئی صاحب اس فکر مین پڑے کہ آخر آگ لگی تو کیونکر؟ ہزار خرابی آگ کچھ ٹھنڈی پڑی۔ اور معلوم ہوا ایک کاغذی چینی قندیل تھی۔ ایک انیلے اجنبی نے اُس مین شمع ایسی تیز کر رکھی کہ لو کاغذ مین لگ گئی اور وہ سلے دوڑی۔ قندیل بہت جلنے لگی۔ اُس کے پاس پڑوس جو کچھ تھا اُس نے بھی آگ پکڑی اور اس طرح گھر بھر مین آگ پھیل گئی۔ بجھانے والون کو اب جو ذرا اطمینان ہوا تو لگے ایک دوسرے کی کارروائی دیکھنے۔ کیا معنے کہ ایسے موقون پر گھر کا سارا انتظام درہم برہم ہو ہی جاتا ہے

کسی چیز کا ٹھکانا ہی نہین رہتا۔ اب ایک نے
دوسرے کو دیکھنا شروع کیا کہ ہمین کوئی
چیز تو گھاٹے نہین دیا۔ اتنے مین ایک
صاحب بولے۔ حضرات آپ نے بیکار ہی
تکلیف اٹھائی۔ میرا تو مکان قریب ہی
تھا۔ مین انتظام ہی کر لیتا۔ دوسرے
صاحب نے ایک سہرا جو نہایت
خوبصورت تھا کاندھون پہ لادے
آہستہ سے تھمایا۔ مالک صاحب اس
بلا پاتی مین ایسے گھبرائے کہ انھون نے
بے سمجھے بوجھے دوسرے محلے مین اقامت
اختیار کی اور گھر پھر بالکل دیوتا یا بجھانے
والون کے حوالے کیا۔

اب سب نے دیکھا آگ سے جو بچا بچایا
تھا اُس کا سہرا بہرتا تو جو ہوگا دیدہ خواہد شد
مگر سر دست یہ سہرا دے والا فرمے مین
رہا۔ مشقت محنت۔ اجرت۔ مزدوری سب
اس نے خود ہی وصول کر لی۔

ایک صاحب بولے۔ ارمیان یہ
سہرا کیسا الگ رکھا ہے۔
ایک مزدور۔ رکھا کیسا ہے۔ ہمارا
ہے جی۔
دوسرا۔ یعنی آپ کا۔ یہ یہان لانے کی
کیا ضرورت تھی؟
پہلا مزدور۔ اجی ہمین سے نکالا ہے
ہم نے کہا آگ لگنتی جھونپڑا جو نکلے سو لابہ
یہ تو مال لاوارث ہے جی۔
تیسرا۔ لاوارث کیا معنے۔ مالک صرف
بھاگ گیا ہے آگ سے جان بچا کے۔
آتا ہوگا۔ آخر اُسی کے مکان کا ہے نا!
پہلا۔ ہان ہان۔ ہے تو اُسی کا۔ مگر ہم نے
اُس سے تھوڑی لیا ہے۔
تیسرا۔ مگر کسی نے آپ کو دیا تو نہین۔
پہلا۔ آپ بھی مجھے عجب بے مغز سے
معلوم ہوتے ہین۔ سوتیا کون۔ یہان ہم ہی
کون؟ اور بڑی بات یہ کہ ہم منتظر کس کے
رہتے۔ ہم نہ یہین دست خود یہان خود
کارروائی کر لیا کرتے ہین۔ ہمارے
گھر مین چلی کے دیکھیے دریا سے نکالے
ہوئے تختے۔ آندھی سے گرے ہوئے
درختون کی لکڑی۔ جلی ہوئی جھونپڑیون کے
سوختے۔ بہت کچھ ہمارے ہان جمع ہے
دوسرا۔ تو آپ ہی آپ ایک لینے والے
ہین۔ کیا اور کسی نے محنت نہین کی۔
پہلا۔ یہ مزدوری کا معاملہ ہے۔ تم اپنے
مزدوری چکاتے پھرو۔ ہم کو اتنی مہلت کہان
دوسری یہ بات ہماری عادت کے خلاف
ہے۔ اپنا کلیہ تو یہ ہے ہرچہ آید در گھسیٹ
تیسرا۔ مگر ہم لوگون کے ہوتے تو یہ کارروائی
چلنے والی نہین۔ آپ کو دینا ہوگا۔
پہلا۔ تو ہم کسی کو منع کرتے ہین۔ لو تم بھی اسی
طرح سے لو اور گھر کا رستہ لو۔
دوسرا۔ (سب سے) ہان یا سبات تو
سوچنے کی ہے۔ مگر اس وقت یہ نہین
ہو سکتی۔
تیسرا۔ تم بھی کس کی باتون مین آئے ہو جی
پہلے تو سہرے کا تصفیہ کرو۔
دوسرا۔ اچھا صاحب۔ آپ کا کیا نام
آپ یہ تو فرمائیے آپ یہ سہرا دینگے
یا نہین۔
پہلا۔ آپ کہتے ہین تو خیر کیا مضائقہ
دیکھا جائے گا۔
تیسرا۔ ارے صاحب دیکھا کب جائیگا
بتائیے صاحب صاف صاف۔
پہلا۔ صاف صاف کیا۔ صاف تو ابھی
مطلع تک نہین ہے۔ ارے وہ مونیز
اور گرد کے کچھ سوجھتا ہے۔ زمین یا آسمان
ٹیپ کا بند منقطع تو ہو جانے دیجیے۔
دوسرا۔ اجی حضرت بہکی باتین نہ کیجیے۔
آپ کو وقت بتانا ہوگا۔
پہلا۔ اچھا ہان لیجیے۔ ہم دینے کا وعدہ کیے دیتے ہین
دوسرا۔ اچھا کب دلوا دیجیے گا۔
پہلا۔ دے دینگے سب اطمینان
ہو جائے گا۔ آپ بھی مجھے کچھ بے عقل
سے معلوم ہوتے ہین۔ بھلا یہ بھی کوئی
موقع ہے۔
دوسرا۔ جی ہان لینے کا موقع اُس
اضطراب مین تھا اور اب موقع نہین ہے
ارمیان یہ لوگ کب دو گے؟
پہلا۔ دین گے جی۔ کہہ دیا تم سے۔ بس
مت بکو واہیات۔
آپس مین۔ ارمیان یہ تو بڑا بے ایمان
نکلا۔ دیکھو اس پہلو ہی پر نہین آتا۔ کیسا
بے ایمان ہے۔
دوسرا۔ اجی شکر کرو۔ بات رہ گئی
وعدہ تو کر لیا۔ رہا دینا دلانا۔ وہ مثل
مشہور ہے۔ لیتا مرے کہ دیتا۔ بس
بات کو یہین تک رہنے دو۔ شر نہ بڑھاؤ
پھر دیکھا جائے گا۔
پنچ۔ اجی حضرات اس کو بھی مین کے
معاملہ مین منتو تمہ (یعنی تعمی کردم) سمجھیے
جب مین اور منحور یا کا فیصلہ ہوگا تب
یہ بھی دیکھ لینا۔ تعجیل کار شیاطین بود

ہمدرد ملک

آپ جانتے ہین کی طاقت تولید تو
ماشاء اللہ سے ہمیشہ ترقی کی ہی جانب
رُخ رکھا چاہے۔ اب رہی گنجائش اس کا
انتظام بھی کچھ تو اس سبب سے ہو جاتا ہے
کہ سارے زمین کا پانی خشک ہوتا جاتا اور
قطعات زمین [illegible] لیے آتے ہین
جیسے دریا کی سطح پر گھڑیال۔ یا سمندر مین
وھیل مچھلی۔ اور دوسری ترکیب پھیر بدل
کی ہے کہ آج جو پیدا وار مو الید ثلثہ کی
ہے کل وہ خواب عدم مین سوئی اور

دوسری پیداوار نے سر نکالا۔ بس اسی طرح چوپایوں میں مینڈھ صاحب رنڈیا ڈر ہوگئے اُن کی جگہ ہاتھی صاحب نے سونڈ ہلاتے چارج لیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ زمانے میں ایک نیا مخلوق یہ ہمارے ملک ہی میں پیدا کیا ہے اور چونکہ ابھی کافی زمانہ نہیں گذرا اس وجہ سے اُس کے پورے حالات بجز ناکے ہر ایک کو معلوم نہیں لہذا کچھ مختصر تعریف حسب ذیل عرض ہے۔

وجہ تسمیہ

یہ مخلوق مشرقی زمین پر مغربی ہوا۔ دربار لیلیف کے زور سے پیدا ہوتا اور آزادی کے سورج کی کرنوں سے نشو و نما پاتا ہے اس کی نظر ہاتھی کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں کی طرح دور کو پہنچتی ہے مگر اپنے ہر پہلو پر نہیں پڑ سکتی۔ اس کے دانت کھانے اور دکھانے کے الگ الگ ہوتے ہیں۔ مور کی طرح دم کو خوشنما طور سے وہ پھیلاتا ہے۔ مگر اپنے پاؤں کی بدصورتی نہیں دیکھ سکتا۔ صدا اور خوش آہنگی میں بلبل ہزار داستان اُس کے سامنے شتر مرغ ہوتے ہیں۔ قوم اور ملک کی ادنے ادنے اسی بہبودگی بات پر عقاب کی طرح تیز نظر ہے۔ سارے ملک کو بھگانے میں بچانے میں اس قدر شور مچاتا ہے کہ گلا بیٹھ جاتا ہے۔ آنسو اس قدر آنکھ سے نکلتے ہیں کہ نیاگرا کی آبشار گویا جھیل اس کی اشکباری کے آگے پانی بھرتے ہیں۔ ہمدردی کی دلدوز آہیں وسو وسیں اٹھا چاہیں اس کی چلمون پر آگ رکھیں۔ رشید شاہ کی داڑھی کی راڑھی کی پیمائش میں تمام رہ باضی صرف کرتا ہے سلیم شاہ کی ریش مقدس کی طوالت ناپنے کو شیطان کی آنت تک ٹیپ (فیتے) کی طرح کام میں لانے کو مہیا کر دیتا ہے۔ اگر کسی سہادر نے کسی جھونپڑے میں چھپکلی مار ڈالی تو اُس کی تعریف و توصیف میں تم ودی کے شاہنامے کے برابر ہزار ہا دفتر لکھنے کو طیار ہے۔ اگر کوئی کہیں سے کسی طرح جان بچاکے اپنے جورو بچوں کے پاس پہونچ گیا ہے۔ تو اُس کے خیر مقدم میں سارا ملک لوٹ کے اظہار مسرت کرنے کو زندگی کا اعلے مقصد سمجھتا ہے اگر کوئی مر گیا ہے تو اُس کی یادگار میں چندہ جمع کرنے کو بھوکوں کا نوالہ۔ پیاسوں کا چلو بھر پانی۔ تلاش کی ٹوپی لنگوٹی تک وصول کرنا سعادت دارین سمجھتا ہے۔

جب وہ دیکھتا ہے کہ اکثر لوگوں کی حالت ایسی خراب اور ردی ہے کہ میرے ہفوات اور فضول بکواس کی جانب متوجہ ہونے کی مہلت نہیں رکھتے۔ تو وہ چاہتا ہے ملک میں مجھ سے خبطی سب ہی لوگ ہو جائیں۔ اس خبط کا نام ریفارمیشن رکھتا ہے۔ اور خود ریفارمرین کے مہمل تجویزیں اور لایعنی تقریرین شروع کر دیتا ہے کبھی کہتا ہے کہ معمولی طرح سے کھانا کھانے سونے بچوں کو پیار کرنے۔ کپڑے پہنے۔ مکان بنوانے۔ جوکی پرجانے میں تغیر تبدل نہ ہوگا۔ ترقی نہ ہوگی۔ اور اس کے واسطے چیخنے چلانے لگا کہ بچوں کو انّا کا دودھ نہ دو۔ اُن کو گہوارے پر نہ سُلاؤ گہر گرستی بجاے مکان میں محفوظ رکھنے کے سڑک پر پھینکو تاکہ چور ون۔ اُچکّوں کو سیندھ لگانا چھت کاٹنا نہ پڑے۔ اور کوئی تم سے شکایت نہ کر سکے اور ہر فرد بشر نیک و بد ملک کی ترقی کی سڑک پر بگٹٹ دوڑ سکے اور دولت سے ملک کو مالامال بنا سکے۔

وہ ہرگز اس بات پر دماغ پریشان نہیں کرتا کہ کوتہ نظروں کی طرح اس فکر میں پڑے کہ جس متوفی کی یادگارین بنوانے کے واسطے لوگوں کا لقمہ چھینتا ہے اُس کی بیوہ بچوں کے کہانے کا سامان کر دے۔ اور جو زندہ ہین اُن کے روٹیوں کی تدبیر بتانے میں ہمدردی دکھائے جن چیزوں کو کہتا ہے کہ سڑک پر لاکے رکھو اور میلوں کی طرح دوکان لگاؤ۔ اُن کو کیونکر خرید کر سکو۔ کھانا اور پانی اور پوشاک مہیا کرنے کو کس طرح روپیہ کماؤ۔

لوکل علیہ الرحمۃ

گرمیوں کی کچھ نہ پوچھیے۔ ان کی بدولت جاڑوں اور سردی۔ خنکی اور بہار سب کی جگہ خاک اُڑ رہی ہے۔ غلہ بھی کٹ پٹ۔ سوکھ ساکھ کے کھلیانوں سے رالی بہا اور رس کے ایجنٹوں کے بوروں میں پہونچا

زمیندار۔ اسامی۔ کھیدا۔ سب ننانوے کے پھیر میں پڑے۔۔

محرم ہوگیا۔ اگرچہ روشنی اور مرثیہ خوانی واجبی ہی واجبی رہی

مگر پرانی وضع اور مذہب کا نباہ بقدر وسعت خوب ہوگیا اگر حسین آباد اور نجف اشرف نہ ہوتا تو شاید چہرلی کی بتیان اور کراسن آئیل بھی کم بکتا۔

گورکھپور کے ہم عصر ریاض الاخبار نے اس شہر مین طاعون کی کثرت کی فوراً ہی تہمت لگادی۔ اس سے اکثر باہر والے پریشان ہین۔ اگر وہ اخبار بنارس سے نکلتا ہوتا تو ساون کی پھولی کو ہرا ہی ہرا سوجھتا سمجھا جاتا۔ مگر خدا جانے یہ خواب پریشان کیونکر دیکھا گیا۔

ناول مزراستا

اس دلچسپ ناول کی اب بہت ہی کم جلدین باقی رہ گئی ہین شائقین بہت جلد درخواستین بھیجین ورنہ پھر طبع ثانی تک زحمت انتظار اُٹھانی پڑے گی۔
قیمت فیجلد عہ ر

المشتہر
منیجر اودھ پنچ

اودھ پنچ کی جلد سنہ ۱۹۰۰ء

یہ جلد بہت جہت تیار ہے۔ اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہورہی ہے۔ اب بہت ہی کم جلدین باقی رہ گئی ہین۔ خریدار جلد خریدو ورنہ پھر دستیاب ہونا مشکل ہے۔
قیمت فی جلد سے۔ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ

۱۸-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

بنا بر اطلاع وکلاء و موکلان

کل کاغذات کارروائی عدالت مثلاً فیصلہ جات عدالت وبیان تحریری واظہار گواہان وغیرہ بشرح متذکرۂ تحت زبان اُردو سے زبان انگریزی مین ترجمہ کیے جاتے ہین۔ فی فولیو یعنے فی صفحہ اُجرت ۴ سہ

المشتہر
گنگا پرشاد مترجم سکنڈ ماسٹر اینگلو ورنیکولر اسکول امین آباد لکھنو۔

۱۱-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

پان مین کھانے کا خوشبودار تمباکو

اعلےٰ درجے کی خوشبودار اور نہایت لذیذ وخوش ذائقہ تمباکو کی پتیان (جسکو زردہ کہتے ہین) مدرسہ اسلامیہ رُدولی کے تجارتی کارخانہ سے فرد منگوائیے اسکی عمدگی سب سے بڑی دلیل یہ ہو کہ اسکے کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہین آتا۔ درجہ اول عہ سیر درجہ دوم صہ ر سیر۔

المشتہر
محمد الطاف حسین منیجر کارخانۂ تجارتی مدرسۂ اسلامیۂ رُدولی ضلع بارہ بنکی

۲۸-۳-۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہین آسان اور قابل اطمینان پراویڈنٹ فنڈ کی شرکت کرین۔ جس سے بعد اُن کی ممات کے پس ماندون کو سہولت اور نفع کے ساتھ کچھ سرمایہ ملے۔ تو اس فنڈ کے منیجر سے بہ نشان ۱۱-۱۳ ہری سن روڈ کلکتہ بذریعہ انگریزی تحریر خط کتابت کرین۔ ضوابط اور قواعد وغیرہ بھیجدیے جائین گے۔ اس دفتر کو انگریزی اشتہار دہندے درکار ہین
Harrison Road
11-3-Calcutta

از اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب اوجاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون)۔
گٹھیا کسی درجہ کا۔ وجع المفاصل وجع الورک۔ درد کمر۔ پشت جوڑون اور اعضا مین درد۔ چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی نہین کی ہزارہا چنگے ہوئے۔ ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہوجاے گا خون صالح پیدا۔ فاسد دفع۔ معدہ صاف ہضم صحیح۔
غرضکہ سارے جسم مین صحت کے آثار ہون گے۔
قیمت فی بوتل سے ہ اور خرچہ کمیشن ڈیلو عہ ر
پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی دواخانہ اناپورنا ۱۶۲ اپر سرکلر روڈ کلکتہ۔

C

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل ہوائین کو شفا کے لیے مشہور ہوگئی ہے۔ کھانسی زکام مکروپ۔ انفلیونیزا بروقت ضرورت آزمائش کرو۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف البصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ ککرے۔ بال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ ناخنہ اور موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام لوگ اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص میرہ ۱۰ ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ سہہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سرمہ اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر سردار سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱۵) جناب پروفیسر سردار سیا سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونہ۔ آنکھوں میں نمی اور غبار کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ان مریضوں پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال میں مفید اور تیر بہدف پایا۔ میرے کہ آپ کا سرمہ بذریعہ ڈاک خانجات اور شہروں کو نمبر وار کی سفر ختم ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر غریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہو کر آپ کو دعا دے پھر سے ارسال کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی۔ پی پوسٹ بھیج دیں۔

راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۶) میں نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار سیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ آپکا میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ تکلیف ذرا بھی کسی قسم کی شکایت سے مجھے نہ ہوگی استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا آپکا دھند و غبار خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اس قدر سستے داموں میں بہتر سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ میں بیان کرنا محال ہے خیر و بہبود کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھاویں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۱۰) جناب من۔ میری آنکھ میں ایک مرض ہے اسکا علاج مختلف ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و دیگر صاحب بہادر نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے اب مرض دھند اور اسکا علاج قطعی ہماری علم میں ہوا اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب معظم والی ملک ترکستان

(۲۱) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سرمہ جو سردار سیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت سفید پایا۔ آنکھوں کی بیماریوں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھ کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو بڑھاتا ہے۔ درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور عمدہ شے ہے۔ میں نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سیشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اس مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۰ء میں جمع کیا گیا ہے۔

پروفیسر شہباز کے نو طرز عاشقانہ خیالات

قصیدہ

زلف و رخ کے سین کھینچون تعات دل لکھون
ہے تقاضا عشق کا مین ہی کوئی ناول لکھون
کشت و خون کا ہو اگر منظور دکھلانا سمان
ابروؤن کو تیغ باندہون چشم کو قاتل لکھون
افریقہ مین فرق کے سیاح دل کو بھیج کر
دونون نشان سہر راہ کا عاشا ہر منزل لکھون
عامیانہ طرز سے باتین لکھون کچہ صاف صاف
عالمانہ شان سے کچہ مسئلے مشکل لکھون
عشق کو معقول کر دون گا وہ بحث عقل سے
عقل کو گر عشق کی تاثیر کا قائل لکھون
شوق ہم تسکین بخشین گر کسی کے رنج کے تل
شوق کو نمودار بناؤن رخ کو فیصل لکھون
حسن کے عشر نامہ سے کو گر تبادلہ کبھی
عاشقی کے غمکدے کو وہ اُستر ہوٹل لکھون
شام ہجران مین کھلا کر میز پہ غم کا ڈنر
یاد کی رنگین وئل سے کہکشان پر بل کا ہو
لب کو لکھون مصر اور گالون کو مصری سرحدین
زلف کو نیل اور جبین کو نیل کا ساحل لکھون
پیش بھانڈون کے کرے جب بزم ظرافت طائفے
شوق سے ہر طائفے کو زینت محفل لکھون
بزم مین آ کر کرے جب بزم فصاحت شاعری
درد کو غالب بتاؤن داغ کو بیدل لکھون
حسن کو مطلوب سمجھون شوق کو طالب کہون
شرم و غیرت کو رقیبون کی طرح حائل لکھون
بحر اسود لیل فرقت کو بتاؤن صبح و شام
شام و صبح ہجر کو پھر اُسکے دو ساحل لکھون
روز فرقت کو بناؤن افریقہ کا دشت غم
اور اُن گھڑیون کو اُس کی مونٹن یا ہل لکھون
آنکھ سے دکھلا کے سیل اشک کی سو نہر تیان
ڈوب کی ہر ستی کو کہون ہر بحر کو کاہل لکھون
گر لب نوشین رنگین سے نوشیون مین اعتدال
خط ریحان مین انھین نوشیون عادل لکھون
حسن کے اوراق پر لکھون اور کاسہ کی طرح
اور دفتر کے حاشیے پہ نسخہ "ناول" لکھون
صبر کی سل رکھ کے سینے کو بناؤن اسپتال
وان کے ہر پیشنٹ کو ہر مبتلائے سل لکھون
ہجر کی ذلت سے تنگ آ کر پڑھون لاحول کی نظم
وصل کی دولت سے خوش ہو کر نہ تا حل لکھون
وقف کر دون جائداد چشم نم سیلاب پر
ڈائن کی لوح پر شہباز اپنا دل لکھون
شاعر نئے نئے ہین سخندان نئے نئے
پیدا ہوئے ہین اتو غزلخوان نئے نئے
شعر و سخن کی جان شاعرون کے
ایمان جناب مولانا اودھ پنچ خان بہادر
دام شہرتہ۔

تسلیم کی گٹھری اُچھالتا ہون ذرا اپک کے لیجیے۔ اور اس میرے نرالے ٹھاٹھ کی داد تو دیجیے۔ واللہ مین جو بات کہتا ہون وہ دنیا سے نرالی۔ اور ساری خدائی سے انوکھی۔ میری نئی وضع کی تراشون مین نرالی آن ہے۔ اور میری نئی قطع کی جدت مین انوکھی شان ہے۔ اور مین اپنی بے بہا ایجاد کا آپ ہی بے مثال اور نئی انمول اختراع کا آپ ہی موجد ہون غرضکہ میری رفتار گفتار۔ اوضاع اور اطوار اس زمانے سے بالکل علحدہ ہین اور شعر مین اپنی طبع خداداد کا آپ ہی عاشق ہون۔ اور اپنے ذہن رسا اور کمال طبیعت کا آپ ہی مفتون ہون میرے کلام کی حاکمانہ قدرت کا زور و شور انوری خاقانی کو دباتا ہے۔ اور نزاکت مضمون عرفی و ظہوری کو شرماتا ہے۔ دیکھیے تو سہی مین کیسا فصیح اور بلند فکر شاعر ہو گیا۔ آج مین وہ ہون کہ میری اعلے درجے کی شاعری کا آوازہ چار دانگ عالم مین بلند ہوگا۔ اور میرے مضامین کے پھول گلشن فصاحت مین بہار دکھائین گے۔

Ⓒ

وجع مفاصل کا عارضہ

بڑی مشکل سے جاتا ہے

چیمبرلین صاحب کی پین بام

نے بارہا اس کو اچھا کر دیا اور عند الضرورت جب استعمال کیا جائے گا تو ایسا ہی عمل کریگا تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

سپاہی کا کنبہ مصیبت مین

تکلیف سے راحت کا ملنا

مس میکنزی کے ساتھ نہایت ہی ہمدردی کی گئی۔ اس کا خاوند تو سیکنڈ بٹالین سکاٹس گارڈز کی فوج خاصہ مین سپاہی ہے اور وہ سٹیپ ہنڈلی روڈ نمبر ۔ الڈن کے جنوب مغربی حصہ مین سکونت رکھتی ہے۔ جنوبی افریقہ مین جنگ ہونے سے پیشتر مس میکنزی اپنے خاوند اور اکلوتی بیٹی عینی کے ساتھ بڑی عیش و عشرت سے زمانہ بسر کرتی تھی۔ لیکن جب زیادہ فوج کی ضرورت پڑی تو اُس کے خاوند کو اپنی بیٹی اور اُس کی والدہ کو چھوڑ کر مجبوراً رجمنٹ مین شامل ہونا پڑا۔ صرف یہی مصیبت نازل نہین ہوئی بلکہ عینی کی صحت مین فتور پڑنے لگا۔ وہ ابھی پورے سولہ سال کی نہین ہوئی تھی۔ اُس کا کھانا چھوٹ گیا اور رنگ بالکل زرد ہو گیا۔

ویسٹ لندن رپورٹر کے وکیل سے مس میکنزی نے یون ذکر کر سنایا کہ مین اُسے سینٹ جارج ہسپتال مین

ڈاکٹر کی صلاح
بسوقت کثرت سے
بچہ کو بڑی کی کہانسی
آتی ہو اصغر سن ہو گئی
ہو اور رات کو زیادہ
شدت ہوتی ہو اور
ایک خاص طور کی
آواز یا زور سے کہانسی
کی صدا آتی ہو جسکے بچانے
مین غلطی نہین ہوسکتی
اور اسکے بعد بلغم نکلتا
ہے تو بچہ کی کہانسی
کے بعد طاہر مین
ضیق النفس کی کیفیت
پیدا ہو تو فوراً آپ ہی لیجیا
صاحب کی دوا دیدو اس
سے کہانسی کے دورے
کم ہوجائینگے اور
زیادہ سخت نہونگے۔
تنفس مین آسانی ہوگی
اور گاڑھا بلغم رقیق
ہوجائیگا اور آسانی سے
دفع ہونے لگے گا اصل
تو یہ ہے چیمبرلین صاحب
کی کہانسی کی دوا
استعمال کرنے کے
بعد شدت کی کہانسی
مین کوئی خطرہ باقی نہین
رہ جاتا۔ تمام دوا فروش
فروخت کرتے ہین۔

اور یہی رنگینی طبع کے گلہائے رنگا رنگ
گل لالہ کھلائے گی۔ واہ رے ہین اور
پھر واہ رے ہین۔
۔ الغرض ہم تو نئی بات کے عاشق ہین
اگر جدت نہیں تو کچھ بھی نہین۔ مگر بات کا
پیدا کرنا کچھ دل لگی تو ہے نہین۔ کاتا اور
لے دوڑی۔ لوہے کے چنے چبانا ہے
کسی نے خوب کہا ہے۔ سہ
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی
پاپوش مین لگائی کرن آفتاب کی
جی اور نہین تو کیا۔ انسان بات وہ کرے
کہ ہر ایک کے منہ سے واہ ہی واہ نکلے۔ [illegible]
لطف [illegible] کی کیفیت بھی
نئی ہو الفاظ [illegible] بھی نئی ہو
بندش کی چستی بھی نئی ہو۔ ترکیب کی
درستی بھی نئی ہو۔ زمین آسمان
سب نئے ہون۔ [illegible]
گندہ ہو۔
زمانۂ حال کے شاعرون کو شک
ہوا ہوگا کہ یہ سہ پودہ طبق کیسے روشن
ہوگئے۔ اور ذہن کا لغارد کیسے کھل گیا
گو یہ ضروری بات ہے کہ ایسا نایاب
نسخہ جس کے فیضان سخن سے ہر ایک
خوش فکر۔ خوش طبع اور سخن سنج مشتاق

باکمال بن جائے۔ مین اُس کے اظہار کرنے
مین لیس و پیش کرون اور حسب معمول بخل
کو کام مین لاؤن۔ لیکن آپ لوگ گھبرائین
نہین۔ [illegible] بتائے دیتا ہون ۔ آپ بھی
کیا یاد کرین گے۔
قبل اس کے کہ وہ طریق آپ کو
بتایا جائے جس سے آپ لوگ باکمال
بن جائین یہ خیال کرلین کہ آپ کو
اُس کی دچھنا محصول تحکمت ایک روپیہ
دینا ہوگا۔
کل ہمارے ایک عزیز شفیق نے
ایک گلدستہ موسوم بہ بہار اودھ ہم کو
عنایت کیا۔ دیکھتے ہین تو گل لالہ کھلا ہو
ہے۔ عام قسم لالہ نہ لالہ دیکھئے دستی
[illegible] اور طبع لالہ بجا لی
جمع ہین۔ ایک [illegible] فصاحت سے
چور اور مخمور ہے۔ ہر ایک شعر گلدستہ
رنگا رنگ۔ اور ہر ایک غزل گلشن
فصاحت و بلاغت ہے۔ الحمد للہ
گلدستہ ہے کہ کان فصاحت یا کان
بلاغت ہے۔ لگے ہاتھون انجانب
نے ان مختلف شگفتہ پہولون کا عطر
کھینچ ہی لیا۔ تاکہ ان پہولون کی خوشبو
دلاویز [illegible] ناظرین سخن کے مشام

جہان تک پہونچ جائے ۔
مصرعہ مطروحہ ملاحظہ ہو
" مرے وکٹوریہ کی ٹرل منو ہرکا سہارا ہے "
سہاوے باپ ہو۔ کالندری کی جل کی دھار ہے
" جہان ہو جائے بیڑا پار جمنا کا کنارا ہے
گنگا قسم خوب ہی فرماوت ہو ہے
اب جمنا جی مان ڈبکی لگائے لیو تاکہ تمہار
حملہ پاپ متبدل بہ پن ہوئی جاوین۔
واہ واہ اور تو اور اس (کہدھارا)
نے بڑا لطف دیا۔ واہ لالہ صاحب کیون نہو
اس کی ضرورت تھی۔ دوسرا شعر یہ ہے
بہت سر چڑھ کئین نہین کو یہان سو۔ سلطے پڑنے
دبانے کو انہین کبجا کے جوبن کو ابھارا ہے
الحمد للہ اب ایسے لوگ بھی لکھنؤ مین
موجود ہین۔ ع
خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پر غنیمت ہے
بے شک غنیمت ہے۔ ہر طرح کا آدمی یہان
دیکھ لیجیے۔ وہ کون سیل ہے جو یہان نہین
اللہ کی شان کے قربان۔ کیا کیا طبیعتین
پیدا کی ہین۔ دوسرا مصرعہ ملاحظہ کیجیے
کیا بات پیدا کی ہے کہ تو بہ ہی بھلی۔ لالہ
صاحب کے گیارہ شعر اسی پایہ اور اسی
رتبہ کے درج گلدستہ ہین۔ آپ کو
شاعر کی شوخی طبع کا نمونہ تو معلوم ہو گیا

لے گئی۔ او۔ وہان دو ماہ تک علاج ہوتا رہا۔ مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ پھر دوسرے ہسپتال ویسٹ لندن مین معالجہ کے واسطے
لے گئی۔ وہان ڈاکٹرون نے بتایا کہ تھوڑا اشاخون جو رگ ریشہ مین باقی ہے کافی نہین۔ اور وہ بھی آب آلودہ ہو گیا ہے
اور عنقریب ہے کہ پہلا درجہ تپ لاحق ہو جاویگا۔
افسوس یہ تو خوشخبری نہین۔ نس سیکنڈری نے جواب دیا۔ ہان جناب بے شک نہین۔ ڈاکٹرون نے کثرت
سے دودھ پلانے کو کہا۔ اور وہ علاج کرنے لگے۔ کئی ہفتون تک بڑی ہوشیاری سے معالجہ کرتے رہے۔ لیکن حالت
مریض رفتہ رفتہ اور بھی خراب ہوتی گئی۔ حتے کہ ناطاقتی نے اس قدر غلبہ پایا کہ وہ حرکت کرنے کو بھی عاجز ہو گئی ناچار
مین نے آب و ہوا کا تبدیل کرنا چاہا۔
لندن سے باہر گاؤن مین جا کر برابر پانچ ہفتہ تک قیام کیا۔ مگر اس پر بھی حالت ابتر ہوتی گئی۔ اگرچہ کمزوری تو
کسی قدر کم ہوئی لیکن مرض سینٹ وٹیس ڈانس کے آثار نمودار ہونے لگے۔ ہاتھون مین اشیاء کو سنبھال نہین سکتی تھی چہرہ
پر سفیدی چھائی جاتی تھی اور غش کھا کر گر پڑتی تھی۔

دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

اب دوسرے لالہ صاحب تشریف لاتے ہیں۔ حضرات خاموش رہیے (ضبط فرمائیے) شاعر باکمال کی بلند پروازی ملاحظہ فرمائیے۔ یہ لوگ بھی عجیب و غریب ہیں اور ان کی کائیں کائیں بھی غنیمت ہے۔ کہتے ہیں۔ ؎

مجھے اے من اُسی مُرلی منوہر کا سہارا ہے
کہ جسنے کنس ایسے راچھس کو کنگال بیں مار آہے

برائی طبع کے علاوہ کلام کی صفائی کو دیکھیے۔ واللہ صفایا کر دیا۔ اور دوسرے مصرعہ میں "مارا" نے پھڑکا دیا۔

سبحان اللہ جزاک اللہ۔ ؏

براین نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

گھر کی ٹکی اور باسی ساگ کہنے لگے شعر لچر ہے۔ کیوں حضرت برائی کیا ہے اس میں؟ آدمی کہے تو کلیجہ نکل پڑتا ہے جی درست ہے۔ زبان اُٹھائی اور تالو سے لگا دی۔ جو جی چاہا بک دیا۔ کیا شاعری بھی خالہ جی کا گھر ہے۔ کیا دل لگی سمجھی ہے۔ اس میں قدرتی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ؎

این لیاقت بزور و بازو نیست
تا نہ بخشد خدا سے بخشندہ

اچھا آپ تو ایسے شعر کہہ لیں! بس قبلہ معاف کیجیے۔ اب کہا خیر۔ اب نہ کہیے گا۔ اور سُنیے۔ میں کوئی دشمن تو ہوں ہی نہیں کہ اپنی سیدھی سادی بامحاورہ آردو کا ستیاناس کروں۔ یہ شاعری اگر آپ کے پسند ہے تو آپ ہی کو مبارک رہے۔ بندہ اس فرفراٹ سے کوسوں بھاگتا ہے۔ لاحول ولاقوۃ نعوذ باللہ۔ واللہ آپ نے بھی وہ کائیں کائیں مچائی کہ دماغ چاٹ گئے۔ بھیا مجھے یہ پوچ گوئی بالکل پسند نہیں۔ چاہے تم بُرا مانو یا بھلا۔ اگر آپ کو دوچار شعر و سُنانے ہیں تو سُنا لیجیے میں آپ کی خاطر سے اپنی طبیعت پر جبر کروں گا اور سُن لوں گا۔ آپ شوق سے فرما دیں۔ ؎

بڑھاپے میں جسودا نند کی سر نے کمر توڑی
اب اُودھو جی جھکے وہ کون جینے کا سہارا ہے
سر نے تو جسودا نند کی کمر توڑی!

خدا جانے توڑی کہ نہیں توڑی۔ مگر واللہ آپ نے تو شاعری کے ہاتھ پاؤں توڑ دیے۔ اور لُنجا ہی کر دیا۔ ماشاء اللہ خوب طبیعت پائی ہے۔ زندہ باشی۔ زندہ باشی۔

حضرت امیر مرحوم نے حضرت اسیر مرحوم کا وہ نام روشن کیا کہ مطلع آفتاب پھیکا پڑ گیا۔ حضرت داغ نے حضرت ذوق مرحوم کا نام گویا زندہ کر دیا۔ اب آپ اپنے اُستاد کا نام روشن کر رہے ہیں۔ بلند پروازی کا کہوں یا مضمون آفرینی کہوں۔ بہرحال جو کچھ شعر میں ناظرین کو نظر آئے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاعر فن سخن پر قادر اور باعث نام آوری اُستاد ہوگا۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ ہونہار شاگرد ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ کیا کہنا لالہ۔ خوب فرماتے ہو ؎

وہ اب کُبجا کے ہوتے کیوں کسی کی سُدھ لگا لیتے
کہ وہ رانی ہوئی راجہ ہوا حشمت دولا آہے

حضرت اب بلند پروازی کی کوئی حد نہیں رہی۔ معلومات کی وسعت اور نظر کی بلندی شعر سے ظاہر اور ہویدا ہے۔ واللہ شعر ہے کہ بلبل شیراز بول رہا ہے (ان ہی پر کیا منحصر ہے گلدستہ میں جو ہے وہ طلیق اللسان فصیح البیان شاعر فخر رشک ظہوری و طغرا) کیا خوب۔ کوئی رانی ہوئی کوئی راجہ ہوا۔ کوئی (تھرے کی ترنگ میں ہوئی کا) بادشاہ ہوا۔ کچھ دن ہوئے حیدر آباد میں میا وزیر ہوا۔ بنارس میں پلیگ ہوا۔ ایک جگہ ایک گدہا نیلام ہوا۔

سبحان اللہ کیا بے تُکی ہانک ہے

اور سُنیے یہ بھی کیا بانک ہے- حضرت یہ شاعری ہے اور کیسے شاعری خدا داد شاعری- ؎

نہ دنکو چین پڑتی ہے نہ نیند آتی ہے راتون کو
سنولیا من ہرن جب سے متھرا کو سدھارا ہے

آپ کی شاعری بھی دُنیا سے نرالی ہے- متھرا سے گوکل نیاری
سنولیا متھرا جی گئے تو مارا اچہہ- اور لفظون کی دروبست تو دیکھیے گویا نگینے جڑ دیے ہین- ناظرین جو الفاظ تحت خط ہین ایسی بندشین اور ایسی ترکیبین کسی کو نصیب ہوتی ہین- رام دُہائی لالہ اپنے وقت کے آپ مادر بود اُم ہو- یہی ڈالہ حسب پھر فرماوتے ہین- ؎

نہین کچہ دوش ہر کو دوش ہے یہ اپنی کرمونکا
کہ اپنے بھاگ کا ہے اندنون مدہم ستارا ہے

بھاگ پر سر دھنو- علم نجوم سے بھی غالباً واقفیت رکھتے ہین ہر فن مین پورے ہین- شاعر ہین کہ باتین- فن شاعری کے لیے ہر علم لازم و ملزوم ہے- یہ صاحب ہمہ دان شاعر ہین- ہر کا دوش نہین ہے تو اب کاتب قسمت کو گالیان دیجیے

اور پانی پی پی کے کوسیے- اور جمنا کے کنارے جا بیٹھیے دیکھیے

پھر یون لوگ کہین گے ؏

جمکو ہوئی تم آج تو قسمت ہو کسی کی

صفحہ ۳ مین ان بچارے کے پانچ ہی شعر مہتمم گلدستہ نے انتخاب کیے ہین اُس مین سے ہم انتخاب کرتے ہین یہ مانا آپ اپنی رائے مین کلام سے اچھے ہین اور آپ کا کلام دُنیا سے اچھا ہو- مگر ہم مجبور اور لاچار ہین کہ مہتمم اخبار مختصر پسند ہین- اس لیے ایک ایک شعر خاطر آگے لکھا جاتا ہے- ؎

چلو اشنان جمنا مین کرین بہتی ہی دھارا ہے
کہ یہ سب پاپ کی جڑ کاٹنے کو ایک آرا ہے

آپ بھی جمنا کنارے ڈفلی لیکر گایا کرین (جمنا توری لہر مورے من بھائی + گنگا توری لہر مورے من بھائی) ان کی (بہتی ہی دھارا) کو بھی دیکھیے- سارے شعر مین حشو و زوائد کا نام تک نہین- اور شعر مین کیسی کیسی رعایتین کوٹ کوٹ کر بھری ہین- ؎

بندش کا نیا رنگ ہے مضمون ہے شگفتہ
نقرہ بھی نہین کوئی رعایت سے ہے خالی

اگر آپ لوگون نے شاعر ادا بند اور زبان دان کبھی نہ دیکھے ہون تو سندیلہ جا کر ان حضرت کی زیارت کیجیے مشتے نمونہ خروارے دو شعر زیب و زینت اس اخبار کے ہوتے ہین گوش دل سے ملاحظہ ہون ؎

بڑھاپا چیر چیری کا مٹایا گر بھی گرہی کا
سبھا مین دروپدی جیتی دساسن تھک کے ہارا ہے

ناظرین آپ کے نارسا ذہن اتنا بار فعت عالی شان شعر تک نہین پہونچ سکتے- کیا فصاحت ہے- اوہو ہو ہو کیا بندش ہے- مزہ آگیا- نہ ہوئے غالب و ذوق بیچارے ورنہ ان کا دم بھرتے- واللہ کن کن مشکلون سے شعر نکالا ہے- سُبحان اللہ کیا کیا خون جگر کھایا ہوگا- اور لیجیے ؎

مری راوہا تمہارا نی ہین اُسکی آنکھ کی پتلی
مری رادھا تمہارانی کی پتلی کا وہ تارا ہے

واللہ آپ بھی بڑے چرچنے رہتے اس بندش مین بھرائی کیا ہے ؟ جی کچہ نہین "پتلی کا وہ تارا ہے" (د) کھا گئے- خیر تو کیا مضائقہ ہے-

کیون لالہ جی ہم یہ نہین سمجھے کہ آپ کی تمہارانی کا وہ کون شخص ہے جو

تارا ہے - المختصر گلشن کا قسم تمام سے سارے
تیاب شعر ہین - نقشی بے بدل ہو -
لالہ تمولی شاعر ادب پہ اسنے
مشاق معلوم ہوتے ہین - کہن سالی اور
کہنہ مشاقی کا نمونہ بلیغ اور فصیح کلام
ہے - ع
ہے مندر کے بھی اندر کی مورت کی یون صورت
نہان جس طرح چنگاری میان سنگ خارا ہے
ہے مندر یا ممندر لوزن سمندر
صاف کہیے - مورت کی یون صورت
نہ صورت کی یون مورت - کچہہ سمجہہ کے
درمیان کے بیچ مین آیا کہ نہین - شاعر
کی شان قادر الکلامی ظاہر ہوتی ہے -
مقطع یہ ہے - ع
کرشمے - کیا قدرت کی تمنا کہہ سکے کیونکر
نہ تیری ذہن ناقص مین گویائی کا یارا ہے
ہرچہ شک آرد کافر گردد - ان کی
کسر نفسی پر رحم آتا ہے -
۴ صفحے کے آخر مین جو صاحب
ہین اُن سے دست بستہ معافی کا خواستگار
ہون - لالہ صاحب اپنے کلام بلاغت
نظام سے معاف ہی کرین سوا اپنی
تضییع اوقات کے ناظرین کا وقت
ضائع کرنا میرے نزدیک بالکل فضول
ہے آیندہ دیکہا جاے گا - تا گوارا
خاطر عاطر نہ ہو -
۵ صفحہ مین جو پہلی غزل ہے اُس کے
گیارہ شعر انتخاب کیے ہین - مگر مین
اس شش و پنج مین ہون کیا انتخاب
کرون اور کیا نہ کرون - اس لیے
لالہ صاحب موصوف کو گلدستہ ہی سے
انتخاب کر دیا - نہ کہیے گا - ع
باتھ لا استاد کیون کیسی کہی
باقی آیندہ

الر[اقم]

لگا رہا ہون مضامین تازہ کے انبار -
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینون کو

نقلم - ش - عاشق - از لکھنؤ

کلام نفیس

فردوسی ہند حضرت انیس مرحوم اور اُنکے خاندان کے
کلام سے اہل ہند کو جو عشق ہے اُسکی کیفیت محتاج
بیان نہین یہی وجہ ہے کہ ابتک جس حیثیت
سے وہ شائع ہوا قدر دانون نے اسی کو غنیمت
سمجہا لیکن اگر یہی کلام کامل اور صحیح اصلاح سے
نقل ہوتا تو اہل فن اور شائقین سخن کو حظ
مزید حاصل ہوتا - اسوقت انیس ثانی شہنشاہ
اقلیم فصیح البیانی حضرت نفیس اعلی اللہ مقامہ کے
انتقال کے بعد ممکن ہے کہ بعض حضرات یہ چاہین کہ جناب
مرحوم کا کلام شائع کیا جاے - بالفعل ہمارے تشنہ امر کو پسند
نہین کرتے کہ یہ لآلی آبدار سخن جو صرف اہل نظر و جوہریان
فن کی مجلس مین پیش نظر ہونیکے قابل ہین یوسف بازار
بنائے جائین اور ہماری مرضی نہین کہ حضرت مرحوم کے
مرثیونکی غیر مستند نقلین طبع ہوکر شائع و فروخت ہوجائین
لہذا اس اعلان کے ذریعے سے عوام کو اطلاع دیجاتی ہے کہ
کوئی صاحب میر نفیس مرحوم کی مراثی و سلام وغیرہ چہاپ کر شائع
و فروخت کرنیکا ارادہ نہ فرمائین حضور کے ہم ورثا کیجانب
سے ہرگز کسی کو اسکی اجازت نہین دیتی اسکی خلاف ورزی
سے مستلزم جوابدہی قانونی ہونگے - المشتہر
سید خورشید حسن عرف دولہا ابن حضرت نفیس مرحوم و سید علی محمد عارف نبیرہ حضرت نفیس مرحوم

اشتہار

بحکم صاحب سب جج بہادر راے بریلی
نمبر ۵ - اپیل -
بیپت سنگہ ولد دیپ سنگہ قوم ہنس ساکن
چہپرا پرگنہ بسرن تحصیل دلمؤ ضلع راے بریلی
اپیلانٹ
بنام
تہدل سنگہ ولد جگروپ سنگہ و لبشیشر سنگہ
و چندکا سنگہ و مساۃ شیوراج کنور و
بہگلی سنگہ و دونا سنگہ و رام پرشاد سنگہ
و رام دیال سنگہ و بہگوان لعل سنگہ
و کالی سنگہ و رام آدھین سنگہ ساکنان
محمد نو پرگنہ دلمؤ ریسپانڈنٹان

چیمبرلین صاحب کا علاج قولنج
وہیضہ و اسہال
اسپر ہمیشہ اس بات
کا بہروسہ ہو سکتا
ہے کہ مندرجہ ذیل
امراض مین فوراً
نفع ہوگا درد معدہ
تخمہ - قولنج - پیچش
جس وقت ایسی
دوا کی حاجت ہو
آزمایش کرو تمام
دوا فروش فروخت
کرتے ہین -

اور خرابیان تازہ خون پیدا ہونے سے رفع ہو سکتی ہین - لہذا اس دلیل سے یہ ضروری ہے کہ اصلی گولیان حاصل کرنے مین غلطی نہ واقع ہو -

ڈاکٹر ولیمز پنک تمام اقسام کی بیماریان رفع کر سکتی جو بوجہ کمزوری اور سخت محنت یا گرم ممالک مین بود و باش رکہنے سے لاحق ہوتی ہین - مثلاً امراض جگر - درد جگر - ضعف جگر اور سدہ جگر وغیرہ تپ لرزہ - ہوائی بخار اور دیگر اقسام کے بخار کے اثر مابعد - فالج - نقرس - (جو معمولی ادویہ سے ناقابل علاج ہوتی ہین) شاسنے کا سینٹ ونٹس ڈانس - پٹہون کا درد - درد گردہ درد مثانہ - درد دل - درد سر - اور ایسی بیماریان جو ناطاقتی اور خون ذایل ہونے سے لاحق ہوتی - مثلاً انیمیا - تپ دق - تشنج - بدہضمی - کوتہ دمی - دمہ - امراض مستورات - اور چہرہ کا زرد ہونا -

یہ گولیان جو مردون کے واسطے بنائی گئی ہین - لیکن خصوصاً مستورات کی متعلقہ بیماریان کو بڑی قیمتی ہین - یہ گولیان پڑیا مین بند فروخت ہوتی ہین - ہر ایک پڑیا دو انچہ لمبی اور گولائی مین روپیہ برابر جن کے اوپر پنک (پہول) کا نشان اور سات الفاظ کا پورا نام ڈاکٹر ولیمز پنک پلز فار پیل پیپل) سرخ حروف سے لکہا ہوتا ہے -

اپیل نمبر ار افی فیصلہ منصف صاحب
بہادر منصفی دلمئو مورخہ ۸ - جنوری سنہ ۱۹۰۱ء
اعلان حسب دفعہ ۸۲ - ضابطۂ دیوانی
مقدمہ مندرجۂ عنوان مین

اطلاع عذاعجات بنام - رام پال سنگھ و جنکاری سنگھ و کالی سنگھ رسپانڈنٹان ساکنان محمد مئو پرگنہ دلمئو کی دفعہ جاری ہوا مگر رسپانڈنٹان پر تعمیل باضابطہ نہین ہوئی - بیان وکیل اپیلانٹ سے معلوم ہوا کہ رسپانڈنٹان مذکور کلکتہ او برہما مین ہین اُن پر عدالت ابتدائی مین تعمیل حسب دفعہ ۷۸ - کے ہوئی ہے - اگر رسپانڈنٹان مذکور بتاریخ ۱۰ - جون سنہ ۱۹۰۱ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جواب دہی نہ کرینگے تو کارروائی بمقابلہ یک طرفہ عمل مین آوے گی -

المرقوم ۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

دستخط جج

محمد اصغر

---

۱۹ - ۴ - ۱۹۰۱ ۳ ماہ

بنابر اطلاع وکلا و موکلان

کل کاغذات کارروائی عدالت مثلاً فیصلہ جات عدالت و بیان تحریری اظہار گواہان وغیرہ بشرح مندرجہ

سخت زبان اُردو سے زبان انگریزی مین ترجمہ کیے جاتے ہین - فی فولیو لینے فی صفحہ اُجرت ۴ھ

المشتہر

نگینہ مہا پرشاد مترجم - سکنڈ ماسٹر اینگلو ورنیکیولر اسکول امین آباد - لکھنؤ

---

۱۱ - ۴ - ۱۹۰۱ ۳ ماہ

پان مین کھانیکا خوشبودار تمباکو

اعلےٰ درجے کی خوشبودار اور نہایت لذیذ و خوش ذائقہ تمباکو کی پتیان (جسکو زردہ کہتے ہین) مدرسہ اسلامیہ رُدولی کے تجارتی کارخانہ سے نمونہ منگا دیجیے اسکی عمدگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کے کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہین آتا - درجہ اول ۴ سیر درجہ دوم ۳ سیر

المشتہر

محمد الطاف حسین - مہتمم کارخانہ تجارتی مدرسۂ اسلامیۂ رُدولی ضلع بارہ بنکی

---

۲۸ - ۳ - ۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہین آسان اور قابل اطمینان پراویڈنٹ فنڈ کی شرکت کرین - جس سے بعد اُن کی ممات کے پس ماندون کو سہولت اور نفع کے ساتھ کچھ سرمایہ ملے - تو اس فنڈ کے منیجر سے بہ نشان ۱۱ - ۱۳ ہیری سن روڈ کلکتہ بذریعہ انگریزی تحریر خط کتابت کرین - ضوابط اور قواعد وغیرہ بھیج دیے جائینگے - اس دفتر کو انگریزی اشتہار و ہندے درکار ہین

Harrison Road
11-3-Calcutta.

---

۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کامرکب اوجاع

دُ ان تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون) گٹھیا کسی درجہ کا - درد مفاصل وجع الورک - درد کمر - پشت - جوڑون اور اعضا مین درد - چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی نہین کی ہزارہا چنگے ہوئے - ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائیگا خون صالح پیدا - فاسد دفع - معدہ صاف ہضم صحیح -
غرضکہ سارے جسم مین صحت کے آثار ہونگے -
قیمت فی بوتل ۳ روپیہ علاوہ محصول
پتہ - ڈی - ان - ڈاس کمپنی
دوا خانہ انا پورنا ۱۱۶۲ لوئر سرکلر روڈ کلکتہ

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض کو شفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے - کھانسی زکام - کروپ - انفلوینزا برونکائٹس ضرورت آزمایش کرو - تمام دوا فروش بافراط فروخت کرتے ہین

ہندوستان - برہما - اور سیلون کے بازارون - دوائی فروشون اور ڈاکٹر ولیمز میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ دمودر رتن لال اینڈ کو کلیہ دیوی روڈ نمبر ۲۰ بمبئی اور کیننگ اسٹریٹ کلکتہ سے دستیاب ہوتی ہین -
نقلی گولیان خواہ کھلی فروخت ہون یا بند بے سود ہین -

نایاب تحفہ ارزاں زیب نما سرمہ

میرے کا سُرمہ

نایاب تحفہ ارزاں زیب نما سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل سُرخی ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سُرمہ اعلے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص میرہ فی ماشہ بیس روپے معری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے — تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم مین نے آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند - دھند - پھولا - ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری راے مین آپ کا سُرمہ مثل پڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تا کہ امیر و غریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہو کر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سُرمہ اعلے قسم وی - پی - پوسٹ بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۲) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا - مین اُنکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید و سفاء بخش ثابت ہوگا پانی آنے دُھند و خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا - آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی -

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی - ایس - آئی - ممبر کونسل - گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے -

مولانا شہباز کے مہذب عاشقانہ خیالات

(مہذب عشق)

آتی نہین یہ بات اگرچہ قیاس مین
ہے عشق تو بھی اب تو مہذب لباس مین
مجنون نہین کہ کلبدکی ہی باس پر ہوش
ٹیلیم ہیو ٹیو“ سبا ہو لونڈر کی باس مین
ہونٹون مین اک چرٹ ہو دبا بس یہی ہے آہ
اب وہ نہین کہ آگ لگا دے اکاس مین
نالے مین اب بھی لیاقت ہی جو کہ کپ سکین
وائیولین کی ٹریل، پیانو کی باس مین
ٹکڑون پہ دل کے اب وہ نہین سہر نہ کہ مین
قطرون پہ خون کے اب نہ قناعت و پیاس مین
کثرت سے منبر پہ مین دہرے شیخ مرغ تو س
اور نہ وہ نہ وشئے ہے بھری کچھ گلاس مین
نوبت ہوئی نہ آبلہ پائی کی لد گئے
ویز غرب پڑے ہین ہزارون نخاس مین
ہے ترشروئی اب بھی مگر اعتدال سے
جتنی کہ ترشی ہوتی ہے چٹنی مین سیاس مین
بوسون کا کب ہی قحط لبون پر ہے تھنکیس تھنکیس
گالون کے شکر اور لبون کے سپاس مین
کہتے مین کورٹ شپ جسے ہی امتحان عقل
خاتونون کی جماعت وم شناس مین
کرتا نہین ہی فرق یہ اگزامنر کا بورڈ
عذرا ایلین ٹپ مین، نائڈو مین گوردا اس مین
لیکن زہے نصیب کہ جاے گزٹ مین چھپ
نام اور جھکے دور سے فہرست پاس مین
ناکامیاب ہوتے تو ہین کچھ ضرور آواس
اڑجاتی ہی دواسی مگر وہ گلاس مین
سرپٹ نہ بھاگتے ہین نئے سبزہ زار کو
سرسبزی ڈھونڈتے ہین نئی سبز گھاس مین
مہ جبینتے اپنی باری ہین ہین وہی کامیاب
متنے نہین ہمیشہ ہیٹنے قید یاس مین
عاشق کی شان یہ ہے کہ موٹا ہو دن بہ دن
دُبلا جو ہو گا کوئی تو سو ہین پچاس مین
بائرن، شیلی، رنالڈس سے تازہ کرے دماغ
کہہ کے نہ وقت میر حسن کا ہی داس مین
فیشن کے تو بھاڑ کے پھینکے حریر کو
ملعت اطلس و حریر کا بلائے پلاس مین
ذوق جنون مین اپنا گریبان کرے نہ چاک
سر کھولے تا نتورنہ آئے حواس مین
ہوا سیر لیس دست و بغل کس ہو لب بلب
ہون جانبین محو مہذب مساس مین
موقع کوئی طلائی جو قسمت سے ہاتھ آئے
عذر اہل مدعا کے نہ ہو التماس مین
بھولے سے کوئی سر کہ جبین ہو اگر کہیں
مذہب کی رو سے سمجھے نجات اس کہ اس مین
تلخی سے اس ادا کی سمیٹے نہ ناک بھون
لذت وہ لے جو شیخ کو ملتی ہی یاس مین
توڑے بھی گر وہ آس نہ دے اسکو توڑنے
موسیقی کامیابی کی ہے بند آس مین
اور یون ہی بات بات پہ گر آس ٹوٹ جائے
پھر زرق کیا تھا جو پھر انسان مین آس مین
انگشتری مرصع ورومال ریشمی
لے لے تو لینے دے کہ ہو گین ایسے لاس مین
موقع نے تو کرہی دی ایسی کے جھٹ پٹ
خلوت کے ساتھ بیٹھ کے اعلی کلاس مین
ای عشق دلفریب سبت ہو گیا ہے تو
انسانیت سے آ کے مہذب لباس مین

شوخ درخواست

مائی ڈیر مسٹر عشرتی۔ تمہارا اشتہار جس مین چلبلے اور شوخ فقرے زیادہ تر انشیائی رنگ مین رنگے ہونے کے سبب تمہاری اعلے درجے کی شائستگی اور تہذیب کی نسبت کسی قدر برا خیال پیدا کرتے مین۔ نظر سے گزرا لیکن اس خیال سے کہ ایک نا مہذب قوم مین اتنی تہذیب کا نوجوان بھی غنیمت ہے۔ مین نہایت خوشی سے یہ درخواست بھیجتی ہون

بیس سال کے بعد

انگلینڈ مین قابل تعریف کارگزاری

صوبہ برمنگہم انگلینڈ مین قصبہ باسیل ملحقہ خوشگوار اور مرغوب سرزمین پر واقعہ ہے جس مین ہزارون باشندے آباد مین وہان ایک بڑے معزز اور شریف معقول کی لیڈی صاحبہ مس اذا ابیلہ وارٹن سکونت رکھتی ہے۔ تھوڑا سا عرصہ گزرا کہ برمنگہم سو یمن نامہ گزار کا نامہ نگار اس سے دلچسپ سرگزشت سننے کے واسطے تشریف لایا۔ برمنگہم روڈ نمبر ۰۰ کے ڈھونڈنے پر اسے کوئی وقت پیش نہ آئی۔ لیڈی مذکور کے خاوند نے اپنی بیوی سے اس کی ملاقات کرا دی۔ جب نامہ نگار نے اپنی تشریف آوری کا سبب ظاہر کیا تو مس وارٹن نے جس کا سن بہت نہ تھا بخوشی ملاقات قبول کر لی۔ اور اپنی سرگزشت بیان کرنے پر آمادہ ہوئی۔ وہ لیڈی صاحب کہنے لگی :—

”اب ۲۰ سال ہوئے کہ جب مجھے مرض فالج لاحق ہوا تھا۔ جس سے مجھکو بالکل پوری صحت حاصل نہ ہوئی۔ گزشتہ سال کے

جبر الحمار

اس سے زیادہ تجربون کا حلقہ وسیع نہ ہوا ہوگا۔ لیکن بعد کورٹ شپ یا شادی کے اگر تمہاری غیرت اور حمیت تجربہ کے وسیع کرنے میں کسی طرح مزاحم نہ ہوگی تو مین اس تمدن اور تہذیب کی دنیا مین ایسی فیاضانہ سیرچشمی کے ساتھ بھی اگر خلق خدا کو فائدہ نہ پہنچاؤن تو خدا کو کیا منہ دکھاؤن گی۔

(۴) پردے سے مطلق نفرت ہے۔ صرف ایک پردہ باقی ہے جس سے تمہین نفرت نہ ہونی چاہیے۔ ع۔

بات پردہ کی ہی پردے مین کہی جاتی ہے

(۵) تاش کھیلنا جانتی ہون مگر خدا نخواستہ مجھے کچھ خواہش نہین کہ اُس سے دل بہلاؤن۔ انگریزی پوشاک سے نفرت تو نہین ہے مگر ابھی رغبت کی ضرورت ہی نہین۔ ہان جب جوانی کی دوپہر ڈھل جائیگی تو دیکھا جائے گا۔ ؎

از خیال پری وشان بگذر
آدمی را بچشم حال نگر

(۶) لکچر دے سکتی ہون مگر وہی کرٹن لکچر جس کا ایک چھوٹا سا مختصر نمونہ اس خط کے آئینہ مین ناگری کے متعلق پیش کیا جا چکا ہے۔

(۷) تم پردۂ عصمت دیکھتے ہو تو دیکھو۔ مگر ملنے مین تو اب اس کی ضرورت نہین۔

راقمہ

تمہاری نادیدہ مشتاق
خلوتی بیگم۔ بقلم دکن پنچ
حیدرآباد دکن

۲۷ محرم

نوید بھی غائب۔ بکر بھی غائب غلہ۔ خاندہی نفروا۔ احمد کی پگڑی محمود کا سر۔ آج کل اعلٰےحضرت نے آستینین اُلٹ لین۔ بہت طرح دی۔ بہت چشم پوشی کی۔ بہت اغماض کیا۔ بہت ٹالا۔ آخرکار پیمانۂ عفو لبریز ہوگیا۔ غیظ آگیا۔ بادشاہ کا غیظ نمونۂ قیامت کبریٰ ہے۔ نہ کہ غیظ شاہی۔ چُن چُن کے اہلکارون کو نکالا۔ ہر کیف حکم شاہی جو حکم نادری سے کم نہین صادر ہوا کہ فلان صاحب تشریف کا ٹوکرا اُٹھائین۔ فلان صاحب چلتے پھرتے نظر آئین۔ فلان صاحب ٹھنڈے ٹھنڈے ہوا کھائین۔ فلان صاحب نو دو گیارہ۔

کوئی پورب کوئی پچھم۔ سرجادہ جا

الغرض کئی معزز اہلکارون مین بعض کو برطرف بعض کو ڈسمس۔ بڑی (رح ہے جسکو جہلا بڑے حطی کہتے۔ اور بعض موقوف (بڑے قاف سے)

مگر واہ رے نظام سکندر احتشام واہ رے بادشاہ کج کلاہ۔ واہ رے خاقان دلدار دربان۔ واہ رے گیہان خدیو بے رنگ و ریو۔ بعد خدا کے ہم حیدرآبادی تجھی کو اپنا خداوند مجازی سمجھتے ہین۔ اللہ کی تعریف ہے۔ ع۔

کہ جُرم بیند و نان بقرار میدارد

اسی مصرع کے نقش قدم پر اعلٰےحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ بھی چلتے ہین۔ جو لوگ بوجہ من الوجوہ اس مصرع کے مفہوم کے مصداق تھے۔

"سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا"

اُن کے ... یہ رعایت کی گئی کہ

وظیفہ بحال۔ وظیفہ بدستور رہے

یہ رعایت تو حضرت آپ کی انگریزی گورنمنٹ ہی نہیں ہے کہ باوقعت

بُرم پنشن دیجائے۔

جو صاحب تشریف لے گئے ہین اُن کے علاوہ ابھی اور بھی اُمیدوار ہین جو اُن لوگون کو جو (تو جیل مین آتا ہون) کہتے ہین

آنریبل کرنل بار صاحب رزیڈنٹ اندرونی معاملات حیدرآباد مین دخل نہین دیتے۔ اپنی ڈیوٹی کے پورے پابند ہین مگر ان رزیڈنٹون مین نہین ہین جو ریاست کے والی کو گورنمنٹ ہند سے لڑوا دین اور بیچ مین ہنگی ڈال مجالو الگ کھڑی۔ کرنل بار کشمیر کے رزیڈنٹ تھے۔ کشمیری سب اب تک آپ سے خوش ہین۔ کرنل بار اندور کے رزیڈنٹ تھے اندور والے بھی آپ کا آج تک کلمہ پڑھتے ہین۔ آپکی یہ رائے ہے کہ اگر والی ریاست کو پورے اختیارات حکمرانی نہ دیے جائین تو وہ ذمہ دار نہین ہوسکتا اور تمام عالم کو اس رائے زرین سے اتفاق ہوگا۔

محرم مین ہز ہائنس شاہ دکن خلد اللہ ملکہ نے مہاراجہ پیشکار بہادر وزیر فوج آصفی کی مبارک ڈیوڑہی کو پانچ چھ بار عزت بخشی یعنے تشریف ارزانی فرمائی اور دیر تک رونق بخش رہے حسود جل مرے۔

یہ سب مہاراجہ نامدار کی خالص عقیدتمندی کا نتیجہ ہے۔ اللہ ہمارے بادشاہ اور مہاراجہ عالیجاہ کو خضر و الیاس کی عمر عطا کرے۔ آمین۔

مسٹر پیارے لال بیرسٹر کے نامی بیرسٹر حال مین اندور کے چیف جسٹس ہوکر تشریف لے گئے۔ حق بحقدار رسید نہایت لائق بیرسٹر ہین۔

راقم۔ دکنی۔

لوکل علیہ الرحمۃ

اگرچہ زمانے کی سردمہری نے ہمارے مرحوم شہر کو افسردہ خاطر بنا رکھا ہے مگر فصل کی گرمی مئی کے مہینے۔ اور دنیا کے ناگزیر معاملات نے کچھ نہ کچھ دنون مین گرما گرمی بھی پیدا کر دی ہے بلکہ مثلاً خربوزے کی فصل بڑی گرما گرمی سے آئی ہوئی ہے۔ باہر کمانچون کی کمانچیان لدی چلی جاتی ہین۔ ریلوے کا نفع بہر حال ہو رہا ہے۔ اسی کی بدولت خربوزہ گران بھی ہے۔ لیکن شکر کرنا چاہیے کہ اگر آمون کی طرح میان خربوزے صاحب بھی لڑھکتے ہوئے ولایت کے بازارون مین پہونچے تو پھر یہان کے غریب غربا مُنہ ہی تکتے رہجائین گے۔ کھٹاک اور کبڑ بجا سے میوے کے پونا سٹلنگ سے بات چیت کرین گے۔

اس عرصے مین آندھیان اکثر آتی ہین لوگون کو تشویش ہے کہ دیکھیے خربوزے کی فصل کا کیا حشر ہوتا ہے۔ مگر جس قدر اس سامان کی کمیابی اور گرانی ہوگی اُسی قدر نخاس مین لوٹا۔ کٹورا۔ جوڑو کا پاجامہ۔ دوپٹہ کم بکے گا بلکہ اسہال ہیضے کا بھی دھڑکا نہ رہیگا۔

اگرچہ حضور ملکہ معظمہ کے انتقال سے ہندوستانی رعایا کو ایسا صدمہ پہونچا کہ اب تک لہو کے آنسو روتی ہے بلحاظ کھانا پینا حرام ہے۔ مگر آپ جانیے یہ زمانہ تو ہر حال مین فائدہ حاصل کرنے کا ہے لوگون نے یادگار کے وہ ڈھنگ نکالے کہ آم کے آم اور گٹھلی کے دام والی مثل یاد آگئی جب صاحب تو کہو ئین

ہوانے سے آراضی سیراب کرنے کی فکر مین غرق ہوئے۔

مگر ہمارے چودہری محمد حسین صاحب قبلہ تعلقدار غازی پور ضلع لکہنو کو سا فرخانے کی سوجہی۔ چنانچہ آپ نے زرکثیر صرف فرماکے قریب ٹیل گراف آفس لکہنو کے ایک مسافر خانہ بنوایا ہے۔ مضمون تو بہت مناسب ہے اور رحلت کو یاد دلانے والا۔ کیا معنے کہ یہ دنیا بہی مسافر خانہ ہے۔ ہر اعلےٰ وادنےٰ ساعت چند دم لینے کے آگے کوروان روان ہوتا ہے۔

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنے آگے چلین گے دم لیکر

۱۱-۴-۱۹۰۱ — ۳ ماہ

پان مین کھانے کا خوشبودار تنباکو

اعلےٰ درجے کی خوشبودار اور نہایت لذیذ و خوش ذائقہ تنباکو کی پتیان (جسکو زردہ کہتے ہین) مدرسہ اسلامیہ رُدولی کے تجارتی کارخانہ سے ضرور منگوائیے

اس کی عمدگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کے کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہین آتا۔ درجہ اول ۸ سیر درجہ دوم ۵ سیر

المشتہر
محمد الطاف حسین۔ منیجر کارخانہ تجارتی مدرسہ اسلامیہ رُدولی ضلع بارہ بنکی

۲۸-۳-۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہین آسان اور قابل اطمینان پراویڈنٹ فنڈ کی شرکت کرین۔ جس سے بعد انکی حیات کے پس ماندون کو سہولت اور نفع کے ساتھ کچھ سرمایہ ملے تو اس فنڈ کے منیجر کے پتہ نشان ۱۱-۳ ہرسن روڈ کلکتہ بذریعہ انگریزی تحریر خط کتابت کرین۔ ضوابط اور قواعد وغیرہ بھیج دیے جائین گے۔ اس دفتر کو انگریزی اشتہار دہندے درکار ہین۔

Harrison Road
11-3 Calcutta

ازا اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء — ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کی قابل
ڈ اس کا مرکب اوجاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون) گٹھیا کسی درجہ کا۔ وجع مفاصل وجع الورک۔ درد کمر۔ پشت۔ جوڑون اور اعضا مین درد۔ چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف۔ کبھی خطا ہی نہین کی۔ ہزار ہا چنگے ہوئے۔ ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہوجائیگا خون صالح پیدا۔ فاسد دفع۔ معدہ صاف ہضم صحیح۔ غرضکہ سارے بدن مین صحت کے آثار ہون گے۔ قیمت فی بوتل ۱۲ اور خرچہ کمیشن و یلو علاوہ

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈ اس کمپنی
دواخانہ انا پورنا ۱۶۲/۱ لوور سرکار روڈ کلکتہ

(C)

چیمبر لین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض کو شفا کے لیئے مشہور ہو گئی ہے کہانسی زکام۔ کروپ۔ انفلیونیزا ہر وقت ضرورت آزمایش کرو۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

تپ دق۔ تشنج۔ بدہضمی۔ کوتہ دمی۔ دمہ سا امراض مستورات اور چہرہ کا زرد ہونا۔
یہ گولیان جو مرد و زن کے واسطے بنائی گئی ہین۔ لیکن خصوص مستورات کی ملحقہ بیماریون کو بڑی قیمتی ہین۔
یہ گولیان پڑیا مین بند فروخت ہوتی ہین۔ ہر ایک پڑیا دو انچہ لمبی اور گولائی مین روپیہ برابر۔ جن کے اوپر انیاس پہول) کا نشان اور سات الفاظ کا کوہ انام (ڈاکٹر ولیمز پنک پلز فار پیل پیپل) سرخ حروف سے لکہا ہوا ہوتا ہے۔
ہندوستان۔ برہما۔ اور سیلون کے بازارون۔ دوائی فروشون اور ڈاکٹر ولیمز میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ دمودر رتن لال اینڈ کو۔ کلکتہ دیوی روڈ نمبر ۲۔ بمبئی اور کیننگ اسٹریٹ کلکتہ سے دستیاب ہو سکتی ہین
نقلی گولیان خواہ کہلی فروخت ہون یا بند بے سود ہین۔
جعلی گولیون سے پرہیز کرنا چاہیے۔

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے یعنی ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑبال۔ غبار۔ پھولا۔ جسبل سُرخی ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین۔ قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ ۵ روپیہ میرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیے مصری سرمہ فی تولہ ۴ ر خرچ بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

تازہ سندات | ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے | تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم مینے آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری راے مین آپ کا سُرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم وی۔ پی۔ پوسٹ بھیجدین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۲) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین اُنکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید وفائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند وخارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بھاولپور

(۳) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تروتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل۔ گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب چند ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

ادھر دیکھیے!

زمانے کا رنگ ڈھنگ نرالا ہوتا ہے۔ لوگ بھیڑیا چال اُسی طرف دوڑنے لگتے ہین۔ آج کل چوطرف سے دواؤن کے اشتہارون کی بھرمار ہے۔ نادہند خریداران اخبار کے نقصان کی تلافی انہین اشتہارات کی اُجرت سے ہوتی ہے۔ یا یون کہیے کہ صاحبان اشتہار اخبارون کے محسن ہین۔ عجیب عجیب اشتہار کچھ بدل بدل کر نئے نئے ڈھنگ سے دیکھے جاتے ہین۔ ہر حکیم کو دعوے مسیحائی نہین خدائی ہے۔ صحت کا بیمہ لیتے۔ شرطیہ علاج کرتے۔ ایک لاٹھی سب کو ہانکتے ہین۔ گرم سرد یکسان دوا کیا ہے کھچڑی پڑ رہا ہے۔ مخالف و متضاد امراض کو یکسان مفید۔ اشتہاری حکمار کے نزدیک نبض۔ قارورہ۔ تشخیص مرض۔ عمر۔ مزاج مریض۔ کسی بات کی پرسش نہین۔ پھر ایسے مجربات کے ہوتے سرکاری دواخانے بے سود ہین۔ اس فضول خرچ کو بند کر دیا جائے تو گورنمنٹ کو لاکھون کی بچت ہو۔ پھر یہ لوگ صرف حکیم ہی نہین ہین۔ قانع اور صابر ایسے کہ اپنی منفعت کا کبھی بھولکر بھی خیال نہین آتا۔ قومی اور ملکی ہمدردی انتہا درجے کی ہے۔ کوئی صاحب لٹائی ہی معالج ہین کوئی نصف قیمت کوئی ربع قیمت پر مال لٹا رہے ہین۔ سراسر اپنا نقصان کر رہے ہین۔ انسانی ہمدردی مین تباہ ہوے چلے جاتے ہین۔ مگر وا رے استقلال۔ اپنا نقصان ہو تو ہو قوم کے واسطے بک جائین گے۔ گھر کا مال نکال نکال کر لٹا دین گے۔ مگر چلین گے اپنی ہی چال۔ کوئی صاحب ایسے خدا ترس ہین کہ اپنی صحت کے شکریہ مین دنیا بھر کی صحت کا بیڑا اٹھا بیٹھے ہین۔ روپیہ کا مال کوڑیون کو دے رہے ہین۔ کسی صاحب کے لڑکے نے مڈل کا امتحان دے لیا۔ غضب کیا۔ کمال کیا۔ بس وہ مارے خوشی کے رشتہ خطمی ہوے جاتے ہین۔ سمجھتے ہین کہ برخوردار نے وہ کام کیا جو آج تک کسی نے نہین کیا۔ بس ششیشو دواکی لنڈھائے جا رہے ہین۔ ہماری جورو نے بچہ جنا ہے۔ ہم زچہ اور بچہ کے صدقے مین مفت دوا دیتے ہین۔ اُن کے بوڑھے باپ ایک وافر جائداد چھوڑ کر مرے ہین۔ اس کے شکریے مین موتیون اور سونے چاندی کے کشتہ کو دھول کے دامون دے ڈالا ہے۔ تیسرے کی جورو دھکا برس بھر سے سینکے مین جم گئی تھین کسی طرح ملتی جلتی ہی نہ تھین وہ ایک دم قدرخدا یا کشش صادق کی وجہ سے ڈک دم۔ ننگے پاؤن ہمارے گھر بن بلائے بھاگی چلی آئی ہین۔ اس خوشی مین ہم نے اپنے دواخانے کو سب دوائیان نکال لینے کے بعد آگ لگا دی ہے کہ شب برات کا تماشا نظر آئے۔ کسی صاحب نے قیمت گھٹا کر یا فی الاصل لاگت سے دوچند کر کے سچ مچ ایک شیشی بھی نہین بیچی مگر اخبارون مین ہائے واسے کر رہے ہین کہ مین درخواستون کے بوجھ سے مرا۔ پارسل روانہ کرتے کرتے میرے ملازمان خدا گنج چالان ہو گئے ہین ڈاک خانے والے بینیہ بینیہ کر رہے ہین۔ ریل والے ایک میل وان کی جگہ دو دو لگاتے ہین۔ مگر پارسل رہ جاتے ہین۔ خدا کے واسطے ٹھہرو! ٹھہرو! بس۔ بس۔ توبہ۔ توبہ۔ ذرا صبر کرو چھری تلے دم لو۔ مگر کوئی مانتا نہین۔

ساتوین لڑکی

والدین کی تشویش

ایک عجیب و غریب حال معدنی اضلاع شارپ شائر واقع انگلستان سے سننے مین آیا ہے اور جو حالات اس کے متعلق ہین اُن کو ایک مشہور شخص نے قلمبند کیا ہے جس نے یہ حالات دریافت کیے تھے۔ یہ ایک عجیب نظیر والدین کی محبت کی ہے۔ معلوم ہوا کہ مسٹر ولیم پرائس منیجر اور اسٹاک کیپر جونیٹ بنک متصل ولنگٹن مین رہتے ہین وہ چھبیس برس سے آہنی کارخانہ ہیج مین ملازم تھے۔ رپورٹر کو کچھ اطلاع ملی تو وہ مسٹر پرائس کے پاس گیا۔ یہ جس مکان مین رہتے ہین وہ نہایت عمدہ مقام پر واقع ہے اور واٹلنگ اسٹریٹ روڈ کے برابر ہے اور یہ سات لڑکیون کے خوش و خرم والدین ہین۔ ان مین سے کئی بیٹیون کی شادی ہو گئی ہے۔ سب سے چھوٹی بیٹی جس کی عمر اب بیس برس کی ہے بڑی نازک تھی جب وہ گھر کا کوئی کام کرتی تھی تو اُس کو غش آ جایا کرتا تھا۔ اس کی اس خراب صحت کی وجہ سے والدین کو سخت

اور اُن کی جگہ خاک دھول بھیجدی۔ مگر دسترخوان پر ٹڈی دل کی طرح چلی آ رہی ہیں۔ دریا اُمڈا آ رہا ہے۔ آخر ناچار۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ رعایتی قیمت بند۔ بہت تمہارے بے ننگ خریدار دن کی دم میں تمہارا حکیم صاحب کے مکان کو باوا دادا کا گھر ہی سمجھ لیا تھا۔ لیا پیسے کا پرسٹ کارڈ اور فرمائش بھیجنک مارتی۔ گویا تمہارے باپ دادے نوکر ہیں کہ رات دن پارسل روانہ کیا کرین۔ کیا کسی مردوے کا مال سمجھ لیا ہے۔ بس چلے گرُوں کی طرح دوڑے۔ ابھی خدا خدا کرکے حکیم صاحب ملک الموت کے پنجہ سے چھوٹے ہین۔ اُن بیچارے نے تو اس کے شکریہ مین کہا تھا لاؤ بھئی چند غریب آدمیوں کا بھلا ہو جائے آپ لوگ تو بھڑوں کی طرح چمٹ گئے۔ ایسا نہ ہو کہ حکیم جی اس غیر معمولی کاروبار کے ہجوم سے پھر بستر پر دراز ہو جائیں۔ تم لوگوں کو ذرا سوچ سمجھکر کام کرنا چاہیئے۔ آخر دیکھا آپا دھاپی کا نتیجہ حکیم صاحب نے دست جود و نوال بند کر لیا۔ اب کہو کیا کروگے۔ وہی روپیہ کا مال سوا روپیہ کو لینا ہوگا۔ جب ہی تم راضی

ہو گئے۔ تمہارا علاج یہی ہے۔ تم لوگ ابھی ایسے مہذب نہین کہ تم سے ایسی رعایتین کی جائین۔ ہان پھر سے شروع۔ کوئی صاحب خود ممبر بٹی کرتے ہین۔ کوئی علی الظہار پہ قیمت کوڑی کوڑی واپس دے دیتے ہین۔ کوئی محصول ڈاک معاف کر دیتے ہین۔ گویا پوسٹل ڈیپارٹمنٹ انہین کا ہے۔ کوئی صاحب سچائی کے سوا جھوٹ کا نام نہین لیتے۔ جھوٹون پر لعنت خدا کی مار کی پھٹکار ہے۔ کوئی صاحب بنک مین دس پانچ ہزار روپیہ جمع فرما دیتے ہین کہ یہ صداقت کی دلیل ہے۔ کوئی صاحب ہزار پانسو کے انعام کی چاٹ دیتے ہین۔

غرض ہر شخص اپنی اپنی گاتا ہے اخبارون مین مضامین سے زیادہ اشتہار ہونے لگے ہین۔ بالشت بھر کا کنکوا اور گز بھر کا دم چھلا۔ شملہ بہ مقدار علم۔ اخبار کیا ہے دوا خانہ ہے۔ جو ورق اُلٹو اوپر نیچے۔ دائین بائین سودے والوں کی پکار۔ گویا دُنیا بھر سے تندرستی مفقود ہو گئی۔ ہر شخص کو بیمار ہی سمجھ لیا ہے۔ ہمارے جیسے

بے وقوف (اسے توبہ عقلمند) اس اسے مین پھنس ہی جاتے ہین۔ دوا منگاتے ہین۔ فائدہ کے عوض نقصان اُٹھاتے ہین۔ یکے نقصان مایہ دوم شماتت ہمسایہ۔ اب کس سے دست و گریبان ہون۔ روپیہ دو روپیہ کی مٹھی بھری۔ شرمندہ ہو کر آگے کو کان میٹھ لیا۔ لیکن ؎

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی ست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

اس ترائی مین شیر میدان ہین ضرور دُنیا ابھی اہل کمال سے خالی نہین ہوئی طاعون نہین طاعون کا باپ آ جائے بچے کچھے۔ مگر چند اساتذۂ سلف اب بھی بے داغ ہین۔ مگر ہان ایک مچھلی سارے تال کو گندہ کر دیتی ہے۔ بیچارے راستبازون کی مٹی پلید ہے جن کے پاس سینہ بسینہ کچھ عمدہ نسخے پہونچے تھے وہ بھی اس طوفان بے تمیزی مین بہہ گئے۔ ہم کس مُنہ سے کہین کہ ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین۔ جس طرح ایک چوہا ہلدی کی گرہ لیکر پنساری بن بیٹھا تھا۔ ہر عطار حکیم اور ہر کمپونڈر ڈاکٹر نہین ہو سکتا۔ حلوا خوردن را

تشویش تھی۔ مس پرائس خیالی کا کام سکھانے کے لیے بھیجی گئی تھین۔ مگر ایک مدت کے بعد ان کی تندرستی مین ایسی قدر تغیر ہو گیا کہ تمام اعزہ کو تشویش اور خوف پیدا ہو گیا۔

مسٹر پرائس نے رپورٹر کے سوال کے جواب مین کہا کہ یہ ہمیشہ کمزور و نحیف رہا کرتی تھی۔ وہ باہر سے آکر اکثر کرسی پر بیٹھ جاتی ہے۔ اور بدقت تمام سانس لے سکتی تھی۔ بارہ مہینہ کے قریب ہوا ہم نے اُس کو درزی کے کام پر سے اُٹھا لیا۔ اب دو سال سے برابر گھر ہی مین رہتی ہے۔

اُس وقت دروازہ کھلا تو مسٹر پرائس نے کہا کہ دیکھو یہ میری لڑکی ہے۔ دیکھا تو ایک خوش و خرم نوجوان لڑکی کمرہ مین آئی۔ اس کی صورت سے یہ نہین ظاہر ہوتا تھا کہ یہ علالت مین مبتلا رہتی تھی۔ رپورٹر نے دریافت کیا کہ کس دوا کی وجہ سے مس پرائس کو ایسی تندرستی حاصل ہوئی۔

مسٹر پرائس بھی اسی اثنا مین کام پر سے واپس آ گئے تھے اُنہوں نے کہا کہ جب ہر قسم کی دواؤن سے مایوسی و ناکامی ہوتی ہے اور صحت نہین ہوتی تو اُس وقت یہی خیال ہوتا ہے کہ جس قسم کی دوا ہو اُس کی آزمائش

مسٹر ڈھنڈ دائی محفل مین آمد

فغفور چین کی دار السلطنت مین رجعت

روسے باید۔ کاٹھ کی ہانڈی بار بار نہیں چڑھتی۔ سانچ کو آنچ نہیں۔ دروغ کو فروغ نہیں۔ یہ چند چلتے ہوئے فقرے بالطبع ہیں کے اصول موضوعہ حکیموں کی زبان پر روان ہیں۔

باقی آئندہ

راقمہ ب۔ رکن

کھلا خط۔

پیارے بہیا بہنو۔ تسلیم عرض کرتی ہون میں جگ بیتی سے کام نہیں رکھتی۔ آپ بیتی کہتی ہون۔ ذرا غور سے سُنیے۔ میں ایک شریف متمول اور معزز آورده خاندان کی کنواری لڑکی ہون۔ خاکسار کو آزادی بیگم کہتے ہیں۔ میرے آبا کا نام آپ نے سُنا ہوگا۔ اُسی گھرانے کی نامی ہون۔ نواب مطلق العنان جنگ میری ننہال کا پتہ ہے۔ یہی کہون جیسی تقدیر ہون ہوئی۔ نگوڑی نوڑی نگھری اب اس زمانے تو یہوپھی کہ اخبار تک میرا نام چڑھا۔ اللہ دونوں جہان میں اُس نیک بندے کا بھلا کرے۔ الٰہی اُس کی بیوی دودھون نہائے پوتون پھلے جس نے ہم مظلومون کو مردون کی قید سے آزاد کرایا۔ میں کیا دونگی۔ ساری دُنیا کی عورتین اُس بچارے مرد و سے کے حق میں عمر بہر دست بدعا رہیں گی۔ خدا کرے کہ جیسی اُس بچارے نے ہم بیکسون بے بسون کی دستگیری کی ہے اور وُن کو ترایا ہے۔ الٰہی صدقہ تیری خدائی کا اُس کی بہو بیٹیون کے آگے آوے۔

ہان تو پہر میری حقیقت تو سُن لو۔ مجھے تو کم بخت سلیقہ کی بات ہی نہیں آتی جب سے میں نے ہوش سنبھالا یعنے اللہ رکھو شاید بارہواں برس ہوگا کہ میں ناظرہ قرآن۔ راہ نجات۔ کنز المصلےٰ وغیرہ پڑھکر فارغ ہوگئی۔ اور پہر رفتہ رفتہ اُردو کی کتابیں قرائے سے پڑھنے لگی۔ لکھنا بھی سیکھ لیا جیسا کہ ہم بہو بیٹیون کو چاہیے سیکڑون ناول پڑھ ڈالے۔ اُسی وقت سے میری آنکھیں کھلیں۔ معلوم ہوا کہ دُنیا کیا چیز ہے۔ جس طرح ہم کو لڑکپن میں کہے تھے اب معلوم ہوا کہ گھر کی چار دیواری کے باہر کیسا خوشنما منظر ہے۔ کیا گل چھرّے اُڑ رہے ہیں۔ پہر تو بہائی اللہ دے اور بندہ دے یون سمجھو کہ مجھے شعر و غزل کا بھی مزا پڑگیا۔ دن رات انہیں باتون میں دل لگتا تھا۔ بیاہی ہوئی بنی سنوری نکھری سکھی بہنون بہیلیون کو دیکھ کر بے اختیار دل چاہتا تھا کہ یا اللہ کیا ہم تیرے بندے نہیں۔ ہم ایسے گئے گزرے ہوے کہ ہماری بات بات پر نظر ہے۔ نہ رنگا ہوا دوپٹہ نہ کنگھی چوٹی نہ عطر نہ پھلیل نہ پھول۔ نہ سُرمہ نہ مسّی نہ کاجل۔ نہ پان نہ زردہ نہ بناؤ نہ سنگار۔ نہ اچھے اچھے جھم جھاتے گوٹے کناری کے کپڑے۔ آدہی کنواری بیاہتا ہوا لونڈی گیری ہوئی۔ ہماری وضع قطع بھی سُن لو سر چکٹا ہوا۔ لٹیں مُنہ پر پڑی ہوئیں۔ جہاڑ جھنکاڑ۔ موٹی ململ کا گلے میں کُرتہ۔ وہ بھی سوا پشیانی رنگ کا۔ بالشت بھر کی اوڑھنیاں۔ سر ڈہانکو تو پیٹھ کھلی جاتی ہے اور پیٹھ چھپاؤ تو سر ننگا ہوا جاتا ہے۔ ٹانگون میں چھینٹ کی ازار۔ کپڑے میلے چکٹ۔ سر میں ہفتون تیل نہیں پڑتا تھا۔ جوئین کلبل کلبل کر رہی تھیں۔ ہر وقت ہاتھ سر میں ہی رہتا تھا۔ ناک میں ایک سونے کے تار کی نتھنی یا بعض وقت صرف تنکا۔ کانون میں ایک ایک پہول کی بالی وہ بھی دو دو مینڈون پر۔ ہاتھون میں لاکھی چوڑیاں میلی چکٹ۔ اللہ اللہ خیر صلاح بھلا یہ بھی کوئی وضع قطع تھی۔ آخر تھوڑ اس حالت سے میں ایسا گھبراتی تھی

جیسے خدانخواستہ دو برس کوئی قیدی
جیل خانے سے۔ مگر کسی کو کبھی بھول کر
بھی ہماری طرف خیال نہ آتا تھا۔ امّان
جان کبھی کبھی کسیرے کی آواز سنکر دو چار
برتن لیکر ڈال دیتی ہیں۔ بڑا سنے پکارا
کہ کپڑا لے لیا۔ کہہ دیا۔ لوگ کہتے تھے
لڑکی کا جہیز رفتہ رفتہ جمع کر رہی ہیں تاکہ
جس رفتار سے وہ جہیز جمع کر رہی تھیں
اس طرح تو جب قبر میں پاؤن لٹکاتی
جب بیچ چڑھتی۔ تیرہویں برس تک
تو میری شادی بیاہ کا کوئی ذکر مذکور ہی
نہیں ہوا۔ جب کسی آئے گئے نے کچھ
چھیڑ چھاڑ کی تو امّان جان نے کہا کہ
اسے ابھی جلدی کیا ہے۔ لڑکی نادان
ہے۔ چودھویں برس کہیں امّان جان
خواب غفلت سے بیدار ہوئیں تو اباجان
نے لمبی تانی۔ امّان اکثر کہا کرتی نہیں
اسے سُنا۔ ننھی کے ابا۔ کہیں اچھو (آزادی
کو پیار سے اچھو کہا کرتے تھے) کی بات
چیت ہی لگا لی۔ اباکے کان پر جوُن
نہ چلی۔ اس کان سُنا اُس کان اُڑا دیا
کبھی کم عمری کا عذر کہہ کر ٹال دیا۔ کبھی
ہان ہان دیکھا جائے گا ہی۔ تم کو ایسی
جلدی کیوں ہے۔ یہ کام سوچ بچار کے
ہیں۔ تم جیسی پرسوں ؟ بہانا چاہتی ہو
کیا لڑکی ایسی دوبھر ہو گئی ہے کہ گھر سے
نکالے دیتی ہو۔ تمہارا بس چلے تو تم شربت
کے پیالے پر نکاح پڑھوا دو۔ آخر کار
امّان بیچاری نے مشاطاؤن کے ذریعہ
سے پیغام سلام شروع کیے۔ کئی جگہ سے
نامہ و پیام اور رشتے آئے۔ مگر ہر جگہ کچھ
نہ کچھ نکل ہی آئی۔ کہیں غریبی کی بچھیڑ تھی۔
کہیں صورت شکل کا ٹھینا تھا۔ کہیں عمرون
کا جوڑ نہ تھا۔ غرض جہان تک چھانتی
گئیں کرکرا ہی ہوتا گیا۔ وہ تو تقدیر پر
صبر و شکر کرکے بیٹھ رہیں۔ اباجان نے تو
اس طرف کبھی توجہ ہی نہیں کی۔ اسی کھینچ
بیچ میں میری عمر اٹھارہ سال کی پوری
ہو گئی۔ یا یون کہو کہ اگر بیاہ ہو جاتا تو تین
نہیں تو دو بچون کی امّا تو ضرور ہو جاتی
بس شادی بیاہ کم بخت کو تو چھوڑ دو۔
پر خلقت انسانی کا جو نقصان ہوا اور
توالد تناسل میں کمی ہوئی اس کا
خون کس کی گردن پر ہے۔ شادی بیاہ
کی بڑی غرض تو نسل انسان کی ترقی ہے
کیا ترقی کے یہی سامان ہیں کہ لڑکی ڈھوا
کی ڈھوتا پہاڑ ہو جائے اور امّان گھٹنے
سے لگا کر بیٹھی رہیں۔ کیوں سچ کتنا ظلم
جاتی ہے یا آتی۔ یہی چار دن کی بہار ہے
پھر کیا دھرا ہے۔ موئی چوری بڈھی۔ الٰہی
تو دانا و بینا ہے۔ تو دل کے بھیدون
کو جانتا اور نیت کو پہچانتا ہے۔ آخر
کب تک میں اس قید میں گھلتی اور اس
غم میں گھل گھل کر جان کھوتی۔ توبہ
امّا باوا نہ ہوئے عذاب جان ہو گئے۔
اس واسطے ہر وقت فکر تھی کہ الٰہی وہ
کونسا سہاگوان دن ہوگا جو میری جان
ان امّا باوا سے چھوٹے گی۔ اُڑنا بہت
کچھ جانتی تھی مگر طاقت پرواز نہ تھی پردہ
کا وہ اہتمام کہ الٰہی توبہ۔ پکار کر نہ بولو کہ
آواز جائے گی۔ کوٹھے پر نہ چڑھو کہ سنا
ہوگا۔ انسان بڑا بے صبر ہے ورنہ
اللہ تعالےٰ اپنے بندے کے حق میں
جو کرتا ہے بہتری کرتا ہے۔ واہ جو کہاوت
ہے نہیں۔ صبر کڑوا ہے مگر پھل میٹھا
بالکل سچ ہے۔ اللہ تعالےٰ ایک دروازہ
بند کرتا ہے تو ستر دروازے کھول دیتا
ہے۔ پردہ عصمت کا ایک پرچہ گھر میں
آیا وہی سر جانے کو کافی تھا۔ میں کہتی
ہوں اس کا اُلٹا نام کیوں رکھا ہے
اسے باتیں تو سکھلاتے ہیں بے پردگی
کی اور نام رکھا پردہ عصمت۔ اگر

ہے۔ بندہ اس رسالہ کا نام لکھنے نہ تو کیا
بُرا ہے۔ (باقی آیندہ)

نہ رہے بانس نہ بجے بانسلی

آپ جانتے بندہ دعا گو تو ساری
دُنیا کے جھگڑے بکھیڑے اپنے سر لینے
والے آدمی ٹھہرے۔ خلق خدا اور رعیت
شاہ کی صحت اور عافیت کے آنریری
ٹھیکہ دار۔ انتظام اور سیاست کے
بلامعاوضہ ذمہ دار اگر ایک بولی تین کام
والے گھر پر کا رستہ الی نہ کریں تو یہ ایک
سہ ہزار سودا والی کارگزاری کی خانہ پری
کیونکر انجام کو پہونچ سکے۔ اسواسطے مینے
یہ تجویز کیا ہے کہ تمام دُنیا کے نیم حکیم اور
نیم ڈاکٹر محکمہ صحت مین بھرتی کر دوں۔
بیماریون عارضون کی جگہ بیماریون کی جڑ
کھونے مین اپنی حذاقت دکھائین۔ ادہر
کوئی ذرا سا بھی بیمار ہوا اور اُدہر طبیب
صاحب اُس کی جان پر مثل ملک الموت
بھوت کی طرح سوار کر دیے گئے۔ یا اگر وہ
روشن خیال اور مہذب ہوا تو ڈاکٹری
شیطان سر پر آ پہونچا۔ اور ان بزرگوارون
نے اپنا رجسٹر اموات بھرنا شروع کیا۔
دوسری بات یہ کہ ہر طرح کے انتظامات
کرنے کے واسطے عدالتون۔ محکمون۔ فوجون کی
ضرورت لاحق رہا کرتی ہے۔ اور وہ بھی

اکثر اس غرض سے خلق خدا کو جھگڑے
فساد سے امن رہے۔ زبردست زیر دستون
پر ظلم نہ کر سکین۔ چوری چکاری۔ ڈاکہ زنی
لوٹ مار نہ ہو سکے۔ ملک آباد رعیت شاد
رہے۔ اس سے امن چین کے لطف کو
اور کمائی کھائی پر رہے۔ پڑھے لکھے خدا کی
عبادت۔ حاکم کی اطاعت مین بسر کر سکے
اور بدمعاش فسادی لوگ ملک مین کوئی
گڑبڑ سڑبڑ نہ مچا سکین۔ مگر آپ جانئے
انسان تو عجب حضرت شیطان ہین لاکھ
کوئی انتظام کیا جاے۔ پولیس کو کیسی ہی
حفاظت سپرد ہو۔ عدالت سے کیسی ہی
سزائین ملین مگر شریر لوگ شرارت
سے چوکنے والے نہین۔ لہذا اس کے
واسطے ایک سہل لٹکا مینے سوچا ہے
اُس مین ہلدی لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا
آئے۔ یعنے جھگڑے کی تین جڑین۔ یعنی
زر۔ زمین۔ زن۔ صفحہ زمین سے حرف
غلط کی طرح اُڑا دی جائین۔ روپیہ کسی کے
پاس باقی نہ رہے۔ پھر نہ تو کیسہ اور جیب کی
فکر ہوگی نہ منی بیگ کا خبط۔ نہ بنگال بنک کا
راستہ پوچھتے پھرینگے نہ صراف کی دوکان
تک جائینگے۔ زمین کا حق اور اُسکا خبط محض
انسان کی بیوقوفی اور خاکی ہونے کا نتیجہ ہے
ورنہ ان دھرتی ماتا کو نہ آدمی ماں کے پیٹ
سے لیکر پیدا ہوا ہے نہ چھاتی پر اُٹھا لیجائیگا

اب رہی مسماۃ لڑکو نکی والدہ اُنکا انتظام یوں
چاہیے کہ نکاح بیاہ یک قلم برطرف۔ مُردون کو
مقبرہ مسمار ساز مذ۔
اب رہی متفرقات اُسکی معقول اور اصلی تدبیر
یہ ہے کہ جو بدمعاش اور شریر پایا جاے بلا ایک
سزائے قتل کی دیدیجاے غرض کہ جہان پاک ایسے
نسے چاہا چند ہی روز مین سب صفایا۔ نہ پھر
مین کوئی لڑے گا نہ پولیس اور حکام کو تکلیف
کی ضرورت لاحق ہوگی۔
راقم ایک نیا مدبر۔

کلام نفیس

فردوسی ہند حضرت انیس مرحوم اور اُن کے
خاندان کے کلام سے اہل ہند کو جو عشق ہے
اُسکی کیفیت محتاج بیان نہین ہی۔ وجہ یہ ہے
کہ اب تک جس حیثیت سے وہ شائع ہوا قدردانون
نے اسی کو غنیمت سمجھا لیکن اگر وہی کلام کامل اور
صحیح اصلون سے نقل ہوتا تو اہل فن اور
شائقین سخن کو حظ مزید حاصل ہوتا۔ اس وقت
انیس ثانی شہنشاہ اقلیم فصیح البیانی حضرت
نفیس اعلی اللہ مقامہ کے ارتحال کے بعد
ممکن ہے کہ بعض حضرات یہ چاہین کہ جناب
مرحوم کا کلام جہان تک جس حیثیت
سے مل جاے شائع کیا جاے لیکن بالفعل
ہم ورثاے جناب مرحوم اس امر کو
پسند نہین کرتے کہ یہ لآلی آبدار

سخن جو حرف اہل نظر اور ہر بیان فن کی مجالس مین پیش نظر ہونے سے قابل مین یوسف بازار بنا دیے جائین اور ہماری مرضی ہرگز یہ نہین ہے کہ حضرت مرحوم کے مرثیون کے غیر مستند نقلین طبع ہو کر شائع و فروخت ہون - لہذا اس اعلان کے ذریعے سے ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ کوئی صاحب میر نفیس مرحوم کے مراثی و سلام وغیرہ چھاپ کے شائع و فروخت کرنے کا ارادہ نہ فرمائین - مرحوم کے ہم وارثان جائز ہرگز کسی کو اس کی اجازت نہین دیتے ہیں اس کی خلاف ورزی ہو مستلزم چارہ جوئی قانونی ہون گے -

المشتہر

سید خورشید حسن عروج ابن حضرت نفیس مرحوم و سید علی محمد عارف نبیرۂ حضرت انیس مرحوم

لکھنؤ - ڈاک خانہ چوک - گولہ دروازہ
منشی فتح محمد خان - صاحب مطبع و انیس

۱۱-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

پان مین کھانے کا خوشبودار تمباکو

اعلیٰ درجے کی خوشبودار اور نہایت لذیذ و خوش ذائقہ تمباکو کی پتیاں (جسکو زردہ کہتے ہین) مدرسہ اسلامیہ رُدولی کے تجارتی کارخانہ سے ضرور منگوایئے اس کی عمدگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کے کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہین آتا - درجہ اول عہ سیر درجہ دوم صہ سیر

المشتہر

محمد الطاف حسین - منیجر کارخانہ تجارتی مدرسۂ اسلامیہ رُدولی ضلع بارہ بنکی

۲۸-۳-۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہین آسان اور قابل اطمینان پراویڈنٹ فنڈ کی شرکت کرین - جس سے بعد انکی حیات کے پس ماندون کو سہولت اور نفع کے ساتھ کچھ سرمایہ ملے تو اس فنڈ کے منیجر سے پرنشان

۱۸-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

بنا بر اطلاع وکلا و موکلان

کل کاغذات کارروائی عدالت مثلاً فیصلہ جات عدالت و بیان تحریری و اظہار گواہان وغیرہ بشرح مندرجہ تحت زبان اردو سے زبان انگریزی مین ترجمہ کیے جاتے ہین فی فولیو یعنی فی صفحہ اجرت ۴ھ

المشتہر - جگدمبا پرشاد مترجم

۱۱-۳ - ہیریسن روڈ کلکتہ بذریعہ انگریزی تحریر خط کتابت کرین - نمونہ الطاف اور قواعد وغیرہ بھیج دیے جائین گے - اس دفتر کو انگریزی اشتہار دہندے درکار ہین -

Harrison Road
11-3- Calcutta

از اکتوبر ۱۹۰۰ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب اتجاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون) گٹھیا کسی درجہ کا - وجع مفاصل وجع الورک - درد کمر پشت جوڑون اور اعضا مین درد - چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی نہین کی - ہزار ہا چنگے ہوئے ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائے گا خون صالح پیدا - فاسد دفع - معدہ صاف ہضم صحیح -

غرضکہ سارے بدن مین صحت کے آثار ہونگے قیمت فی بوتل سے اور خرچہ کمیشن ویلو عہ

پتہ - ڈی - ان - ڈاس کمپنی دوا خانہ نمبر ۱۲۶ و ۱۲۴ لور سرکلر روڈ کلکتہ

جیمس لین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض کو شفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے کھانسی زکام - کروپ - انفلوینزا بر وقت ضرورت آزمایش کرو - تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

لفظ "ڈاکٹر ولیمس کی پنک پلز فار پیل پیپل" لکھا ہوتا ہے قیمت فی ڈبیہ دو روپیہ ہے - یہ گولیان بر ہما - سیلون - ہندوستان کے تمام بازارون اور دوا سازون کے یہان سے مل سکتی ہین -

ڈاکٹر ولیمس میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ وامودر رتن سی نمبر ۵۷ کلبا دیبی روڈ بمبئی اور کیننگ اسٹریٹ کلکتہ ہین جو گولیان ان کے عوض کھلی ہوئی یا دیگر طریقے سے فروخت ہوتی ہین وہ محض ناقص ہوتی ہین -

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی ان میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف البصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑبال۔ غبار۔ پھولا۔ کسیل سرخی ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین۔ قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ۔ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے — تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم مین نے آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری راے مین آپ کا سرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی۔ پی۔ پوسٹ بھیجدین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۲) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا۔ مین اُنکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید و سفائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دُھند وغبار وغیرہ۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ ہم آپنے اسقدر سستے داموان مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل۔ گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ سنہ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

اودھر دیکھیے

مورخہ ۲۳- مئی ۱۹۰۴ء

ہم ان سب دھوکا بازیون سے الگ ہین اللہ نے ہمین خاص اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ لوگون کو چاہیے کہ ہماری طرف رجوع کرنے سے پہلے ہمارا حال دریافت کرلین۔ آپ ہی سچ جھوٹ کھل جاے گا۔ دودہ کا دودہ پانی کا پانی ہوجاے گا۔ جب سو فیصد تمہارا دل ہماری طرف جھکے اور غرض ہو تو ہماری دواؤن کا استعمال کرو ورنہ شما بخیر ما بسلامت۔ اگرچہ اپنے منہ میان مٹھو بننا اچھا نہین ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

تاکہ خلق اللہ مغالطہ مین نہ پڑے۔ ہم خود اپنے مختصر حالات آپکو سُناتے ہین جسکی تصدیق ہمارے والدین مرحومین سے بخوبی ہوسکتی ہے بشرطیکہ آپ قبرستان تک جانے کی تکلیف گوارا فرمائین اسکے آگے اگر مین آپکو سمجھون تو آپ میری خاطر کاہے کو جائین گے۔ کیونکہ وہان کا گیا پھر پلٹ کر نہین آتا۔ مین ایسا ویسا نتھو خیرے بچے کلیان نہین۔ پشت ہا پشت سے موروثی حکیم ہون حکمت میری خمیر مین پڑی ہے۔ نام ہمارا نزدیک و دور شیطان سے زیادہ مشہور ہے۔ باپ دادا کی طرف سے حکیم پلٹ کر دیکھو تو نانا کی طرف سے بھی حکیم۔ جورو کی طرف سے بھی حکیم۔ غرض الٹ پلٹ۔ چیت پٹ۔ کروٹ جس طرف سے دیکھو حکیم ہی حکیم ہون نام عبد الحکیم ہے۔ اماں کا نام حکیمن ہے۔ باوا کا نام درست یاد نہین۔ کل پرسون یاد آئے گا تو خیر۔ ورنہ کسی سے پوچھ پاچھ کر لکھدین گے۔ شاید حکمت اللہ ہے۔ بخوبہ

ہمارا۔ اللہ اللہ کیا پوچھنا ہے جیسے گنگا جمنا کا پاٹ۔ وہ بھی موسم بارش مین۔ ہمارے علاج سے اچھے تو بیشمار ہوتے ہین وہ کسی قطار مین نہین۔ ہم صرف مردگان و کشتگان علاج کو نوٹ کرلیتے ہین اُن کی تعداد بھی ہزارون ہی سے زیادہ ہے۔ اس سے آپ خود سمجھ لیجیے۔ العاقل تکفیہ الاشارہ کیہ جب کفن سے گھاٹ اتنے پار ہوگئے تو لوٹ پوٹ کرلب جیسے کتنے ہوے ہون گے۔ اور یہی پہلی دلیل ہماری راستبازی کی ہے بھلا آپ کو قسم پروردگار عالم کی کہ ہے بیچ ہاتھ اس کے کے موت و حیات انسانون کی۔ کیا آپ بتلائین گے کوئی ایسا حکیم بیچ اس دُنیا کے جو ظاہر کرتا ہو حقیقت اپنی کو یعنے کھول دیتا ہو عیب اپنے مثل آئینہ کے سامنے تم لوگون کے۔ تحقیق نہین ہے کوئی راستباز ایسا فی زماننا سوا اس خاکسار سراپا انکسار کے۔ بنیوا و توجروا۔

پہلے تو حکیم دہلی اور لکھنو ہی کے مشہور تھے۔ سارا حصہ انہین دونون شہرون کا تھا۔ مگر زمانہ برسر ترقی ہے۔ گو طب یونانی کو بعض کم فہم لوگ حالت رو ارت و کس مپرسی مین بتلاتے ہین مگر دیکھو کہ اخبارون مین کس قدر بھرمار اور کثرت توالد و تناسل حکمار کی ہے۔ اس وجہ اب شہر شہر۔ قریہ قریہ مین۔ حکیم لوگ موسم بارش مین پیدا ہوجاتے ہین۔ لیکن خاصکر ملک پنجاب مین شہر امرتسر کی آب و ہوا حکیمون کے واسطے سبت سازگار ہے کہ دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے اسی وجہ سے خاکسار نے بھی ایک عظیم الشان دواخانہ مثل عمارات علیگڈہ کالج اسی شہر مین کھولا ہے۔ کھلتے دیر نہ تھی کہ شب سے ریل کے آنے کے وقت تھرڈ کلاس کے مسافرون کا پھاٹک کھلتا ہے اسی طرح لوگ زنادن اور دنادن اس دواخانے مین آکر بھر گئے۔ اب کوئی جگہ خالی نہین ہے کہ نیاز مند اُکڑون بیٹھکر کہ قلت جگہ کی وجہ سے چوتڑ نہین ٹکا سکتا مطلب کرتا ہے۔ اگر اعتبار نہ ہو آکر دیکھ لو۔ ؏

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

میرے پاس ہزارہا سندات بڑے بڑے اور چھوٹے بڑے نوابون۔ رئیسون۔ راجہ بابوؤن کی ہین۔ کہان تک کہون۔ اس دواخانے کے تہ خانے مین انٹم کے انٹم پڑے ہین۔ جس کا دل چاہے ملاحظہ کرلے۔ روز انہ ڈاک مین صدہا خطوط فرمائشی بیرونجات کے میرے نام آتے ہین۔ تصدیق کے واسطے چلے جاؤ۔ بیچ ڈاک خانے سرکاری کے۔ اور دیکھو تو آنکھ اپنی سے وقت تقسیم کے کہ ہین وہ تمام خطوط اس خاکسار کے کہ لگا ہوا ہے ڈہیر جن کا سامنے اس نگے سرکار بابو کے جو بانٹتا ہے اُن خطون کو دربدر چٹھی رسانون کے۔ اور تحقیق اکثر ہونے ہین وے چٹھی رسانان اوقات مختلف مین اُن خطون سے دستبردار کر دیتے ہین وے لوگ اُن خطون کو طرف مکتوب الیہم اُنہون کے۔

آہاہا۔ ایک بات تو رہی گئی جس سے میرے منہ مین پانی بھرا آتا ہے۔ اور چھوٹے حکیم صاحب یعنے برخوردار من

زاہد کہ ظالم ستمگر سے شود
تیغ چون بشکست خنجر سے شود

جامے مین نہین سماتے اور بیوی صاحب ہماری تو بس باچھین پھڑکا رہی ہین۔ مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑے جاتے ہین آخر کہو بھی کہ وہ ہے کیا بلا۔ اے لاحول ولاقوۃ بلا! ارے بھیا وہ بات ہے کہ

جس کے واسطے یہ سب گھات ہے۔ یعنے مسیح علیہ السلام ان گنت روپیہ میرٹھ بنگال میں جمع ہے مگر مختلف لوگوں کے نام سے جمع کرایا ہے اور سب منی آرڈر بس کیا پوچھئے ایک دن ڈاک خانے کے خزانچی کہہ رہے تھے کہ حکیم جی ہم تو آپ ہی کے نوکر ہو گئے۔ دس مین نو منی آرڈر آپکے ہوتے ہین ہمارے چھٹی رسانون کی کمر جھکیاں ڈھوتے ڈھوتے ٹوٹ گئی مگر دیدار سے میرا ظرف۔ اللہ اکبر۔ ابھی پُر کیا ہے اُس کی تہہ مین بھی پوری بھرتی نہین ہوئی ہے۔ اس سے تو آپ نے بھی سمجھ لیا ہوگا کہ ہان بھی ہان حکیم اگر دُنیا کے پردے پر ہے تو یہی ہے اور اب بھی بھی ہٹ دھرمی کرتے ہو تو لا یُکسی کو ہماری جوڑ کا نکال دو ہم بھی قائل ہو جائینگے۔ جو لوگ میرے دہوکے مین آ جاتے ہین وہ کبھی کبھی زر خطیر دے کے بھی میرو نجات مین بھی طلب کرتے ہین۔ مگر بہت کم۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ لوگ بُلاتے ہی نہین۔ اور مین بھی اکثر طرح دے جاتا ہون کہ دور کے ڈھول سہانے۔ ع

ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

ایسا نہ ہو کہ مابدولت کی شکل شریف دیکھ کر قلعی کھل جاے۔ پردہ کی بو تو بنکر بیٹھنے ہی سے کچھ کام بنا ہوا ہے

ہماری ادویہ اکثر تو ہمارے سکڑ دادا کی بیاض سے بلا کم و کاست دو عمل در معقولات منقول ہین اور بعض شکمزاد این جانب ہین۔ ادنے کرشمہ ان نادرات زمانہ کا یہ ہے کہ موت کے مُنہ سے مریض کو جھٹ گھسیٹ لاتی ہین۔ ہماری ادویہ خوابیدگان لحد کو جگا دیتی ہین۔ تین دن کے اندر مُردے کو جنت یا دوزخ کے در وازے سے بخط مستقیم پلٹا لاتی ہین۔ موت کا باب سرد ہو گیا ہے۔ دُنیا کو دار فنا سے دار خلود بنا دیا ہے۔ نیازمند خادم الحکمار کو اس فن شریف کا کمال روز ولادت یعنے بیرون آمدن از شکم مادر بلکہ صلب پدر ہی سے شوق ذوق رہا ہے جب تو اس کو درجۂ کمال پر پہونچایا ہے۔ علاوہ اس کے گنڈہ۔ تعویذ۔ جھوجھا۔ جھاڑ پھونک۔ منتر۔ جادو۔ ٹونا۔ ٹوٹکا سفلی۔ علوی سب طرح کے عملون پر حاوی ہون۔ بہت سیاحت اور محنت شاقہ کے بعد بڑے بڑے بزرگون۔ عالمون جوگیون اور سنیاسیون سے یہ ملکے حاصل کیے ہین۔ جڑی بوٹی زمین کی تہہ سے غوطہ مار کر نکال لاتا ہون۔ دوا اگر کارگر نہ ہو تو ان عملیات سے ہمیہ کر کے علاج کرتا ہون۔ اب بتایئے کہ اس زمانے مین ایسا جامع کمال کون ہے جو ہمارا مقابلہ کر سکے۔ اگر کوئی شخص مرد میدان ہے تو بسم اللہ۔ ہمین گو ہمین میدان۔ خم ٹھونک کر میدان مقابلہ مین آئے۔ ے

موسی کا عصا تھا لٹھہ جوان کا
ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکا

کئی ریاستون سے میری تنخواہ مقرر ہے مگر وثیقہ ندارد۔ کیا ہمارے قول کا اتنا بھی اعتبار نہین۔ اور یون بھی میری آمدنی خدا جھوٹ نہ بلوائے بہت کچھ ہے۔ جو کچھ بچ کھچ رہتا ہے وہ جھینکے پر ٹانگ دیتا ہون۔ سب بات کی خدا کے فضل سے فراغت ہے۔ صرف ایک ہی بات کی کمی ہے۔ یعنے نان و پارچہ کی۔

جو صاحب از راہ کرم ایک دفعہ ہمارے کارخانے مین تشریف لائینگے اول تو مجھے اس مین تامل ہے کہ وہ بغیر وجود پا سکین باسیر امکان تو ہے نکالین گے

خاکساران جہان را بحقارت منگر

اور اگر بہت تلاش کے بعد کسی کوسے کھدرے مین مل گیا تو پھر وایسی کی تشویش نہ کرین۔ انشا اللہ وہین رہ جائینگے اور اگر خوش قسمتی سے بچ نکلے تو پھر یادہ اودہر آنے کا نام نہ لین گے۔ ہم دوستانہ صلاح دیتے ہین کہ یہان آنا فضول ہی کیا ہے ناحق مُفت بہر بیا کا کرایہ خرچ ہو۔ سفر کی زحمت الگ۔ سفر صورت سقر دارد۔ کیون نہین پیسے کے کارڈ کے ذریعہ سے فرمایش بھیجتے ہین تو ایسی فرمائشات کی تعمیل پہ اُدھار کھائے بیٹھا ہون۔ بجنسہ جس طرح بگلا ندی کے کنارے مچھلی کی تاک مین رہتا ہے اس پر تو میری روزی کا دارومدار ہے یہی تو میرے پیٹ کی ڈولی ہے فرمائش آتے ہی ہم ویلیو کر کے پارسل روانہ کر دیتے

ہماری دوا مین یہ کتنی بڑی بات ہے کہ بس پارسل پہونچا اور آپ ہنگے ہوے آپ چاہے دوا استعمال کرین یا نہ کرین یہان ہم کو روپیہ پڑا اور ہم نے آپ کا نام درج رجسٹر مریضان صحت یافتہ مین لکھ لیا۔

ہمارا معاملہ بالکل صاف صاف ہے۔ مبالغہ ندارد۔ ہم دغاباز نہین ہوکا بازی نہین۔ کج لپیٹ جانتے نہین ہم سیدھے سادے مسلمان ہین۔ یک بالشت دو انگشت سے ڈاڑھی زیادہ ہے۔ آپ ایک دفعہ تجربہ تو کیجیے پھر دیکھیے ہوتا کیا ہے۔ ہمارا ذمہ۔ اگر پھر آپ کو کسی دوا کی ضرورت باقی رہے یا کسی دوسرے حکیم کی طرف رجوع کرین۔

ازنیست مسرت رہائی ٹین ٹین

عربی پاشا۔ حضرت گھر تو جاتا ہوں۔ مگر کھاؤنگا کیا۔

ماری دوا کے واسطے کسی موسم اور وقت کی تخصیص نہیں ہے۔ سردی ہو گرمی ہو۔ برسات ہو۔ خاک ہو بلا ہو۔ فائدہ کے سوا سے نقصان کا تو نام ہی نہیں ہے۔ مزاج و نباج کا ہم کو خیال نہیں۔ سرد۔ حار۔ بلغمی۔ صفرادی ہماری دوائین سب مزاجون کو یکسان موافق ہین۔ دوا سے اور مزاج پرسی سے کیا تعلق؟ جب ہر شخص کے واسطے الگ الگ دوا ہوئی تو پھر لطف کیا رہا بچے۔ جوان۔ بوڑھے سب کے واسطے ایک ہی مقدار خوراک کی ہے۔

باقی آئیندہ

راقم۔ ب۔ ن۔

کھلا خط

تتمہ ۲۳۔ مئی ۱۹۱۰ء

اس رسالے کو پڑھتے ہی میرا ماتھا ٹھنکا۔ مجھے تو اب صدر بیدوانگی مل گئی قانونی نظیر ہاتھ آئی۔ لاکھ لوگون نے سر پٹخا ایک نہ سُنی۔ پہرونا اُڑ ہی تو گئی یہ جادو جا۔ لوگ ہاتھ ملتے ہی رہ گئے۔ اب دیکھا جوان لڑکی کو بٹھانے کا مزا؟ تمہارے مُنہ کو جھبا سا لگاؤن۔ ایک ہی دریائی مین ورنیجے سنگ کی سرائے مین جا داخل ہوئی۔ ایک ہوادار کمرہ لے لیا۔ اب وہین رہتی ہون۔ ایک چھوکری ساتھ آ نامی کو اپنے ساتھ لے آئی ہون۔ الحمد للہ خیر صلاح۔ نہ جھگڑا نہ ٹنٹا۔ مزے مین گذرتی ہے۔

کیسے بھائی جان مین کب تک سیوا کرتی مین نے دل مین سوچا کہ آپ کام بہا کام کسی کو کیا غرض پڑی جو دوسرے کے واسطے جہان بین کرے۔ لاؤ مین ہی اپنا بر آپ ڈھونڈھ لون۔ کیا خدا نخواستہ دُنیا مین مردون کی کمی ہے۔ دن مین بہتر ہزار ملتے ہین۔ کیون کیا ہماری بہنیں دوسری قوم کی عورتین آنکھ دیکھا بر نہین کرتین پھر اُن کا کیا کسی نے کولہا کاٹ لیا ہے جو میرا بال بیکا ہوگا۔ لوگ نوکرنے مین ٹھہرا کرتے ہین۔ مین نے کیا کسی کی چوری چکاری کی ہے۔ یا کسی کی لونڈی باندی یا کسی کی کنونڈتی جو مین ہر کسی سے دب جاؤن۔ یہ سرکار انگریزی کا راج ہے کسی پر کسی کا ظلم جبر نہین چل سکتا ہر شخص آزاد ہے۔ اور پھر کیون ہوتی مین اکیلی۔ اللہ رکھے میرے دوست احباب۔ آئے گئے کیا کم ہین۔ ایک تو پردہ عصمت والے ہی ہین۔ جب مین نے اُن کے بھروسے پر یہ کام کیا ہے اپنے ماتھے کلنک کا ٹیکا لگایا ہے تو کیا وہ میری مدد نہ کرین گے؟ مجھے تو خدا کی ذات سے اُن پر پکا بھروسہ ہے کہ وہ جہان میرا پسینہ گرے گا اپنا لہو بہائین گے۔ واہ خوب۔ مجھے کچھ بے بھائی سمجھ لیا ہے؟ اچھے رہے۔ اللہ رکھے میرے حامی اور مددگار۔ دن کو مین ایسی گیدڑ بھبکیون سے ڈرنے والی نہین۔ مین نے ایسی کچی گولیان نہین کھیلین۔ جب آنکھ ہی مین سو گیا تو دھکون سے کیا ڈر۔ پڑے بکنے دو لوگون کو۔ میں نے کوئی بُرا کام کیا ہو تو میری نظر شرمندہ ہو اب مجھے ذرا پردہ کی طرف سے اطمینان ہوا۔ اور جو بائی ہوا بھی بند ہوئی سب موسے جوانا مرگ ہار تھک کے بیٹھ رہی گئے۔ تو اب مین نے اپنی آئندہ زندگی کا فیصلہ کرنا چاہا۔ اس طرح کب تک رہون گی۔ آخر کسی کے نام کی ہو کر رہنا ضرور ہے۔ اسی لیے مین تمہارے پاس آئی ہون۔ تم میری مدد کرو۔ (مگر ایسا نہ کرنا کہ خود ہی نیت بدل ڈالو) یعنے خدانخواستہ مین تم سے کچھ روپیہ پیسے کی

ایک سگنلمین کی کارروائی

ریلوے مسافرون کے لیے ایک حقیقت حال

ریلوے کے اوسط درجے کے مسافر نہین جانتے کہ اُن کی حفاظت ایک سگنلمین کی ہوشیاری پر کس قدر منحصر ہے اور جب جب یہ خیال ہوتا ہے کہ ہزار ہا مرتبہ نہین بغیر کسی حادثہ ناگہانی کے واقع ہوئے آتی جاتی ہین تو بلا تامل سگنلمین کی ہر شخص ویسی ہی تعریف کرے گا جس کا وہ مستحق ہے۔

اخبار ہل نیوز اُس گفتگو کی ایک دلچسپ رپورٹ شائع کرتا ہے جو مسٹر چارلس براون سے ہوئی۔ یہ ایک انگلش ریلوے بمقام ہسلی کے ایک بڑے عہدہ پر تھے یہ مقام درمیان ہل اور ہسلی کے واقع ہے۔ یہان تقریباً تین چار سو ٹرینین روزانہ گذرتی ہین۔ مسٹر براون کی عمر تیس برس کی ہے۔ یہ کچھ برسون سے سگنلمین کے عہدے پر تھے۔ ان کا مکان نمبر ۶۔ اسپرنگ (لا) اسپرنگ ٹیڈ ڈو ہل میں ہے۔

طلب گار نہیں۔ خدا مجھے اُس دن کو دنیا کا پیوند کرے۔ ایسی چار دن کی زندگی عزت آبرو سے کٹ جائے تو بس ہے۔ آپ میرا اشتہار متعلق شادی اپنے اخبار میں چھاپ دیجیے۔ میں چاہتی ہون کہ شادی کے واسطے قابل شخص تلاش کرون مگر جس طرح کلکٹری و دیگر سامان فراہم کرنے کے واسطے ریلوے والے درخواستیں ایک تاریخ مقرر کر کے طلب کرتے ہیں۔ اور آپ چونکہ مجسٹریٹ واقف ہیں میرے بیان کی تصدیق کر دیں کہ لوگون کو شک و شبہ نہ ہے۔

اشتہار

بخدمت جمیع ناکتخدایان ملک ہند بلا لحاظ قوم و ملت۔

مین مسماۃ آزادی بیگم عرف اچو ایک نجیب الطرفین دوشیزہ لڑکی ہون عمر میری اب رکھے آٹھ اوپر دس برس ہے۔ دو تین جگہ میرے والدین نے بطور خود بلا استمزاج کے میری بات ٹھہرا دی۔ اور پھر نہیں معلوم کیون فسخ کر دی۔ دو ایک جگہ میں نے بھی شادی کرنی چاہی۔ مگر آخر کار علطر دیکھ کے کچھ نئی نظر آئی۔ لہذا توڑ تار بھینک دی۔ بہرحال یہ امر یقینی ہے کہ میں اب تک کسی کی باقاعدہ منکوحہ نہیں ہون ذات کی مسلمان ہون مگر غیر متعصب ہون۔ الد کا ذریعہ معاش پنشن اور کرایہ مکانات۔ والدہ و الد کی شکلی ہیں۔ میرا ذاتی ذریعہ معاش کچھ نہیں ہے مگر تنگی بھی کبھی نہیں ہون۔ فرزانہ عصمت میرے پاس محفوظ ہے۔ مردون کو صورت شکل کی ڈبی پر جول رہتی ہے نہ دور ہون نہ بری ہون۔ آدمی کا بچہ ہون نظر خریدار مین اگر جچ جاؤن سب کچھ ہون ورنہ کچھ بھی نہیں۔ اپنی اپنی پسند ہے اپنا اپنا مذاق ہے۔ جو کچھ ہون تجری بھلی آپ کے سامنے ہون۔ آنکھ ہوئے کی شادی نہیں کہ آج کر دو کل کچھتا و۔ تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو سونے کی تلیہ کو محک امتحان پر کسو بہت سے لوگ مجھے پسند کرتے ہیں شاید میرے منہ پر میرے حسن کی مبالغہ آمیز تعریف کرتے ہون۔ مگر جب کبھی آئینہ رو برو آیا ہے میں نے بھی اپنے آپ کو اچھا پایا ہے۔ نکھ سکھ بال بہت دی پیچ عیب شرعی سے پاک ہون گندمی رنگ ہے۔ مگر ملاحت کے آٹے میں نمک ڈال کر گوندھا ہے۔ چڑھتی جوانی ہے۔ برستی اُمنگیں ہیں جوانی کی راتیں۔ مرادون کے دن ہیں بار الشباب چہرہ پر جھلک رہا ہے۔ جوبن پھٹا پڑتا ہے۔ قد و قامت متوسط۔ نہ ایسا کہ جس پر پاڑ باندھنے کی ضرورت ہو اور نہ ایسا کہ زمین میں گڑھا کھود لیجیے غیر الامور اوسطہا۔ جسامت نہ ہوکی کہ ٹنک کہ ہڈیان نہ چھبین۔ نہ موٹی بھدیل کے توشک کی طرح اوڑھنے بچھانے گاؤ تکیے کے کام آؤن۔ خاصا گول ڈیل ہے بھرے بھرے بازو۔ اُبھرے اُبھرے گال۔ مگر بہت صاف جس پر نگاہ پھسل پڑے۔ فراخ پیشانی۔ ستوان اور لمبی ناک۔ بادامی بڑی بڑی کٹورا سی آنکھیں جیتی بھوین۔ پتلے ورقی ہونٹھ مسلسل تبسم۔ کتابی رخ چہرہ گول ہولا منہ۔ تنکے دہانہ۔ پتلی اور صراحی دار گردن۔ کمر پتلی نہ مثل بیان شعراء معدوم ملکہ یک وجب ہاتھ پاؤن مختصر۔ انگلیان مونگ کی پھلیان۔ سر کے بال سیاہ سنہرا کمر تک۔ نہ پوراتہ۔ سر پر تیکا جھومر

©

سید حالنکا تکوا اگر بُری طرح کھانسی ہو جائے تو جیمز لین صاحب کی کھانسی کی دوا کا استعمال کرکے اُس کو اچھا کر سکتے ہو۔ اس سے بہتر کھانسی کی دوا بھی نہیں۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں اُنھوں نے کہا کہ ہان جب مجھ جیسی محنت اس میں پڑتی ہے مگر میں نے دو برس گذشتہ تک اس مشقت کو بغیر خواب اثر کے برداشت کیا مگر آخر میں میری صحت میں تغیر آگیا۔ یہان تک نوبت پہونچی کہ ڈاکٹر نے جواب دیدیا۔ اس مشقت شاقی کی وجہ سے میں بہت دنون تک علیل رہا اکتوبر ۱۹۰۰ء کا ذکر ہے اُس وقت میں سلی کنین میں تھا جو خاص لین میں ہے اس سے قبل میں کبھی بیمار نہیں ہوا تھا۔ ایک شب کو جب میں گھر جا رہا تھا یکایک مجھے دوران سر ہوا اور ایک مخمور کی طرح لڑکھڑانے لگا اور میرے ہاتھ پاؤن کی طاقت جاتی رہی میری حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے آدمی فالج سے مریض ہے۔ ہر چند ڈاکٹرون نے میرا علاج کیا مگر روز بروز علالت بدتر ہوتی گئی یہان تک کہ میں قدم نہیں اُٹھا سکتا تھا نہ بات کر سکتا تھا گو میں جانتا تھا کہ کیا واقعہ ہے۔ مگر میری بات کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ میری بات فی الحقیقت نہایت نازک ہو گئی تھی۔

میں کچھ ہفتون تک اسپتال میں رہا صدہا ڈاکٹرون کے قول سے ظاہر تھا کہ وہ میرے مرض کو عجیب و غریب سمجھتے تھے آخر کار تنگ آ کر التجا کی کہ مجھکو میرے گھر بھیجدو۔ وہان جانے سے بحمد اللہ میری حالت سنبھل گئی۔ میں نے اکثر پڑھا تھا کہ ڈاکٹر ولیم کی گلابی گولیون سے ہزارہا لوگون کے لیے بے انتہا شفا پہونچی ہے۔ ایک دن جب میں بستر مرض پر تھا تو مجھے خیال ہوا کہ میں ان گولیون کی آزمائش کرون چنانچہ

چیمبرلین صاحب کا علاج قولنج

و پیچش و اسہال

اسپر ہمیشہ اس بات کا بھروسہ ہوسکتا ہے کہ مندرجہ ذیل امراض مین فوراً نفع ہوگا درد معدہ۔ تخمہ۔ قولنج پیچش۔ جس وقت ایسی دوا کی حاجت ہو اسکی فرمائش کرو۔ تمام دوافروش فروخت کرتے ہین

جڑاؤ۔ گلے مین چندن ہار۔ مالا۔ ستلڑا ہیکل۔ جگنی۔ چمپاکلی۔ گلوبند۔ طوق۔ کانو مین کرن پھول۔ جھمکے۔ بجلے۔ بالیان۔ بالے۔ جھمکے کے بالے۔ مگر مگریان۔ چھلیان۔ آویزے۔ بازو پر بازو بند بجو بند۔ نورتن۔ نونگے۔ تعویذ۔ ہاتھون مین جوہے۔ دستیان۔ کنگن۔ لپیٹے کی چوڑیان۔ انگ نگیان۔ لوگرین۔ پہونچیان۔ نہورپور چھلے۔ انگوٹھیان۔ پاؤن مین سونے کی دو دو چھڑے(؟) چوڑیان۔ پازیب نقرئی۔ کڑے۔ چھڑے۔ اس کے سوا کاٹھ کباڑ فضول انبار کچھ نہین ہے۔ دس جوڑے بنارسی اور لپوان(؟) مصالحہ کے۔ ایک بائیسکل۔ ایک سینے کی کل ایک فونوگراف۔ ایک ستار۔ باجا ہارمنی تھی مگر ٹوٹ گئی مرمت طلب ہے۔ تعلیم۔ اردو نوشت و خواند سے واقف۔ فارسی برائے نام۔ رومن لکھہ سکتی ہون۔ انگریزی فسٹ بک پڑھی ہے۔ [illegible] بول سمجھتی ہون۔ گھر کا حساب لکھہ لیتی ہون کفایت شعاری کی تعلیم داخل خمیر ہے۔ فضول خرچی سے نفرت ہے۔ چوسر۔ چھ پھیرے(؟)۔ تاش۔ جانتی ہون

گانے مین۔ غزل۔ ٹھمری۔ ٹپہ۔ تلانا۔ خیال۔ دھرپت۔ اچھے سُرون مین باقاعدہ کہہ سکتی ہون۔ آواز سُریلی اور گلا رسیلا ہے۔ ناچنا نہین آتا اگر ضرورت ہوگی تو بہت جلد سیکھہ لون گی۔ تصویر ایڈیٹر اخبار مین شائع کرین گے۔ فیصلہ آپکے ہاتھ ہے تصویر نقل ہے اور مین اصل اصل اصل ہی ہے اور نقل نقل۔ ع۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

دید بازی کے واسطے خاص سہولتین بہم پہونچائی جائین گی۔ خانہ خانۂ شماست جب چاہین تشریف لائین۔ دیکھین دکھلائین۔ بات چیت سے دل بہلائین جو صاحب اس شجر نارسیدہ کا ثمرہ حاصل کرنا چاہین۔ اُن کو چاہیے کہ درخواستین دو ہفتہ کے اندر ایڈیٹر عصمت کی خدمت مین بھیج دین۔ درخواستون پر دو معزز و معتبر شُرفا کی حلفی تصدیق شرط ہے تصویر ضرور ملفوف ہو۔ نتیجہ انتخاب پسند بذریعہ اخبار شائع کیا جائے گا۔

نالۂ بلبل شیدا تو سُنا ہنس ہنس کے
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

(باقی آئندہ)

کلام نفیس

فردوسی ہند حضرت انیس مرحوم اور اُنکے خاندان کے کلام سے اہل ہند کو جو شوق ہے اُس کی کیفیت محتاج بیان نہین یہی وجہ ہے کہ اب تک جس حیثیت سے وہ شائع ہوتا رہا لوگون نے اسی کو غنیمت سمجھا لیکن اگر یہی کلام کامل اور صحیح اصلون سے نقل ہوتا تو اہل ذوق اور شائقین سخن کو خدا فرید(؟) حاصل ہوتا۔ اسوقت انیس ثانی شہنشاہ اقلیم فصیح البیانی حضرت نفیس علیہ الرحمۃ مقامہ کے ارتحال کے بعد ممکن ہے کہ بعض حضرات یہ چاہین کہ جناب مرحوم کا کلام جہان تک جس حیثیت سے مل جائے شائع کیا جائے لیکن پسماندگان و ورثائے جناب مرحوم اس امر کو پسند نہین کرتے کہ یہ لآلی آبدار سخن جو صرف اہل نظر اور جوہریون کی مجلس مین پیش نظر ہونے کے قابل ہین یوسف بازار بنا دیے جائین اور ہماری مرضی ہرگز یہ نہین ہے کہ حضرت مرحوم کے مرثیون کی غیر مستند نقلین طبع ہو کر شائع و فروخت ہون۔ لہذا اس اعلان کے ذریعے ہر خاص و عام کو

ڈاکٹر ولیمس کی پنک پلز بہم پہونچائی گئین اور قبل اسکے کہ ڈبیہ ختم ہو میری حالت رو باصلاح ہوگئی اسکے بعد ایک اور ڈبیہ خریدی گئی اس کے ختم کرنیکے بعد پھر ایک اور ڈبیہ لی اسکے استعمال سے برابر میری طاقت عود کرتی آئی یہان تک کہ مین بخوبی چلنے پھرنے لگا مگر گولیان موقوف نہین کین مین اس قابل تھا کہ اپنے کام کو بخوبی جاسکا۔ دس ماہ تک مین اپنے کام سے غیر حاضر رہا تھا کمپنی نے مجھکو ایک سگنل کے کیبن مین مقرر کیا اور دوا ڈاکٹر ولیمس کی پنک پلز کی ڈبیون کی مدد سے مین بخوبی کام کرنے کے لائق ہوگیا جب سے مین بالکل تندرست ہون اور میری حالت بہتر ہے۔ مین اپنا کام بغیر کسلمندی کے کرسکتا ہون۔

مسٹر براون کو جو کچھ تجربہ ہوا تھا وہ خوفناک اعصاب کے امراض کی ایک ادنیٰ نظیر ہے جو اُس زمانہ کی محنت و مشقت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہین جب اعصاب مین کمزوری پیدا ہو جاتی ہے تو مختلف امراض گھیر لیتے ہین اور فالج۔ لوکوموٹر اٹیکسی کمزوری اعصاب سائٹکا۔ نروس نیورلجیا کو روز بروز ترقی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ولیم کی گلابی حبّ اعصاب کو کامل قوت بخشتی ہین اور ان سے اُن تمام امراض کو فائدہ ہوتا ہے جو کمزوری اعصاب۔ کثرت محنت۔ سکونت مقامات حارہ سے پیدا ہوتے ہین مثلاً عارضہ جگر۔ عارضہ انسٹر سینٹ ملیریا اور بخارون کا جو نتیجہ ہین اور فالج لوکوموٹر اٹیکسی (مرض آخر الذکر کو معمولی ادویہ سے نفع نہین ہوتا) سائٹکا سینٹ ولس ڈانس ریڑھ کی ہڈی کے

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیں ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون- نامور ڈاکٹرون- والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے یعنعت لعبارت- تاریکی چشم- دھند- جالا- ٹہلال- غبار- پھولا- کھیلی سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ- پانی جانا- خارش وغیرہ- معزز ڈاکٹرا ور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہین رہتی- بچہ سے لیکر بوڈھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں- قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیرہ دانی ماشہ بیس روپے معری سرمہ فی تولہ ۴ روپے خرچ ذمہ خریدار- درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے-

المشتہر- پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ- مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور- پنجاب-

تازہ سندات | ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے | تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم مین نے آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند- دھند- پھولا- ناخونہ آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا- میری راے مین آپ کا سرمہ مثل پوڈیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعا سے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی- پی- پارسل بھیجدین-

راقم- ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان-

(۲) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے- مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا- مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید وفائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند وغبار کے- سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے- سچ سچ آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھا وین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین-

راقم- ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۳) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا- آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی-

راقم- آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی- ایس- آئی- ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جاویگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے-

پڑ پڑا ڈالو۔ گندہ دہنی جا کر منہ نافہ ختن یا اصغر علی محمد علی کی دوکان بن جاتا ہے ہنسی مین تھوک کی بوچھار ابر بہار کا کام دیتی ہے

حبوب طحال۔ ۲۴ گھنٹے کے استعمال مین تلی غدارو۔ گھڑیون مین تلی کٹ کٹا کر بہہ جاتی ہے۔ دوا کیا ہے تلوار ہے۔ شباب تلی کو کاٹ ڈالتی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیٹ مین لوہے دن کی لڑائی ہو رہی ہے

قبض کشا ۔ ستفا دالخواص۔ دن کو کھاؤ تو قابض اور رات کو لین و عجیب یہ مدبرقہ کی خوبی ہے کہ ایک ہی دوا دو اثر دکھلاتی ہے۔ قبض بھی۔ قبض کو قبض سوء کا قبض الوصول ہو۔ اسہال بھی وہ اسہال کہ ندی نالے بہہ پڑین۔ بی جھمیا حلال خور ن ٹوکرا لیے سر پر کھڑی رہین

حبوب شعال۔ جملہ اقسام کی کھانسی کتا کھانسی۔ گھوڑا کھانسی۔ گدہا کھانسی ہاکھیلس۔ دمہ۔ سب کے واسطے تیر بہدف سوکھی کھانسی کو ترکر دے۔ بلغم آسانی سے اخراج کرے۔ تر کھانسی کو سکھا کر کھڑ ڈنک کر دے۔

سید صاحب

تم کو اگر بری طرح کی کھانسی ہو جائے تو چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا کا استعمال کرکے اسکو اچھا کر سکتے ہو اس سے بہتر کھانسی کی دوا نہیں۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں

روغن دافع اوجاع۔ جس طرح خواجہ میرو۔ دچل بسے اسی طرح اس کے استعمال سے درد بھاگتا ہے گٹھیا۔ نقرس وغیرہ جملہ اقسام کے دردون کو اس کی مالش ازبس مفید ہے۔ اغذیہ سرد کا استعمال ضرور ہے۔ ٹھنڈے پانی سے نہانا۔ بادی چیزین کھانا اس کا جوڑ ہے پھر جوڑ جوڑ کھل جائین گے۔ چودہ طبق روشن ہو جائین گے۔

عرق امراض وبائی۔ ہیضہ۔ تخمہ۔ لقمہ۔ طاعون۔ میاؤن۔ اسہال کبدی ہوا کی طرح بند۔ جس گھر مین یہ شیشی رہے بیماری شیشہ کی طرح چور ہو۔ مرض منٹون مین کافور ہو مگر اعتقاد شرط ہے۔ خدا خاک کی چٹکی مین شفا دیتا ہے یہ تو دوا ہے۔

حبوب مقوی حافظہ۔ حافظہ تازہ اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ بھول کا نام بھولکر نہین آتا۔ نسیان طاق نسیان پر دھرا رہتا ہے۔ ادھر پڑھا ادھر فرفر نوک زبان پشت ہا پشت کے بھولے بسرے لڑائی جھگڑے یاد آ جاتے ہین۔ آدمی کیا مطبع منشی نول کشور بن جاتا ہے۔ اگلے پچھلے واقعات سب مستحفظ۔ تاریخ جغرافیہ پیش نظر۔ اسی دوا کی بدولت بندہ زادہ نے ۳ مرتبہ امتحان مڈل (بہ فتح الدال) مین فیل ہو کر چوتھی مرتبہ آخری ڈویژن مین سفارش پر پاس کیا ہے۔ اس نے کیا پاس کیا ہے لوگون نے میرا پاس کیا ہے۔ جب پاس کے پاس وہ اسی مدرسہ مین پاس ہو گیا اور اسے بے سپاس پاس بھی مل گیا جواب اس کے پاس ہے۔ واہ واہ تمھین بھی کیا حق شناس ہے دفعتہً مٹ گیا۔ خاطر عاطر بے وسواس ہے۔ سب خوش ہین۔ کون اداس ہے دل سیر ہے۔ کہان کی بھوک پیاس ہے۔ دماغ معطر ہے۔ کیا ہی خوش بو باس ہے اسی خوشی مین احقر کتن دنیا باز۔ اس ناہنجار بدشعار نے (عجز و انکساری کے کلمات ہین) اس دوا کی قیمت دوچند کر دی ہے۔

دوائے استقرار حمل۔ یہ دوا سررشتہ دیوانی کی استقرار حق کی ڈگری ہے۔ بانجھ اور عقیم عورات کے واسطے آزمانے کی دیر ہے جھڑ جھڑ بچے ہی بچے ہونگے۔ توالد تناسل کی کلید ہے۔ رات شب برات دن عید ہے۔ نہ وعدہ ہے نہ وعید ہے دوا قابل دید ہے۔ ہر وقت ندا ہے ہل من مزید ہے۔ پیدائش کی ڈکشنری ہے۔ عورت کھائے تو لڑکیاں ہی لڑکیاں اور مرد نوش جان کرے تو لڑکے ہی لڑکے پیدا ہون آثار رحمت پردۂ غیب سے ہویدا ہون۔ والد مرحوم کے بھی اولاد نہ تھی نوری کو اپنی والدہ سے بعد وفات والد یہ نسخہ ہاتھ آیا۔ نیازمند کو بھی شادی کے بعد اولاد نہ ہوئی تھی۔ میری بیوی کی غیر معمولی کوشش اور اس دوا کی مدد سے اللہ نے یہ دن دکھایا کہ کئی جھول بچے ہوئے۔ جس مین اکثر توام ہین۔ ہر چھٹے مہینے فصل بہا ایک لڑکا یا لڑکی ہوتا ہے۔ نہایت مجرب ہے۔ آزمایش شرط ہے اگرچہ زمانۂ سلف مین مدت حمل نو مہینے تھی اور بعض جگہ اب بھی ہے مگر زمانے نے ہر بہ نہج مین ترقی کی ہے۔ برسون کا سفر ریل کے ذریعہ سے دنون مین طے ہوتا ہے۔ تار برادہر سے ادھر پل مارنے مین خبر جاتی ہے مرغی کے بچے نچاسے اکیس دن کے کل کے ذریعہ سے منٹون مین پیدا ہوتے ہین تو کیا نو مہینے کی مدت گھٹ کر چھ ماہ رہ جانا کچھ عجب ہے رفتہ رفتہ اس مدت مین بھی تعطیل کی امید ہے یہ بات کچھ عقل سے بعید نہین۔ خدا کی قدرت کے کرشمے ہین۔

دوائے امراض جنائث۔ ان امراض کی تفصیل کی مانع تہذیب ہے یہ سفلی دوا ہے جیسی روح ویسے فرشتے لات کا بھوت بات سے نہین مانتا امراض جنائث کی بیخ کنی اس کا فرض ہے۔ یہی واجب العرض ہے۔ مرض کی طرح ہی کٹ جاتی ہے۔ نہ ہے مانش نہ بے بانسلی۔ پھر کتنی ہی بے احتیاطی کرو مرض عود نہین کرتا۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

سفوف دافع . . . . . معدہ جاتا ہے

ذات مدہ پیئے معلوم ہوتی ہے

کم ظرف ۔ انگریزی قلی۔
جواب ۔ ترکی بہ ترکی فرنچ قلی۔

بناے پر متفق نہیں ہے۔ اور نے تجربہ سے
گئے ہوے پانی میں ڈال دو جم جاے
تھم جاے۔ لیسدار اور چکنا دستر خوان اور
تو ند سے زیادہ خط بند کرلو۔ الفاظ جو زیادہ
زیادہ تشریح کے لیے تہذیب مانع ہے۔
حفظ ما تقدم۔ عجیب و غریب نسخہ ہے
نو بیبے نوشنیدہ سا سا سال کی کاوش
و جانبازی کے بعد اب مکمل ہوا ہے خریدار
دوڑو چلو۔ چونکہ امرا کو اکثر استعمال ادویہ
مین بوجہ نازک مزاجی تامل ہوتا ہے
کسی صاحب نے ایک موم تی ایجاد کی
تھی جس کے جلانے سے سب بیماریان دور ہو
جاتی تھین فی الواقع بڑی عمدہ ایجاد
تھی۔ مگر زمانہ اہل کمال سے خالی نہین
ہم نے یہ عجیب و غریب نسخہ صرف امرا کے
واسطے تیار کیا ہے۔ نہ کھائین نہ لگائین
اور اچھے ہو جائین۔ ظاہر ہے یہ بات عجیب ہے
جبھی تو یہ نسخہ غریب ہے۔ تفصیل اس اجمال
کی یہ ہے کہ خیاز منسلے ایک کپڑا بنوایا
ہے جس کو پہننے سے کیمیائی تاثیر سے پسینہ
کے ذریعہ سے مسامات مین تمام اثر داخل
ہو کر امراض موجودہ دور ہو جاتے ہین
اور امراض آیندہ کی روک تھام کرتا ہے
لوگ کہین گے کہ یہ ناممکن ہے۔ ہان بیشک
آپ کے نزدیک ناممکن ہے ہم بھی مانتے ہین
مگر ہم کو آسان ہے۔ اور ہمارے بائین ہاتھ
کا کھیل ہے۔ آپ چاہتے ہین کہ ناممکن ہے
کہ کاس کا نسخہ ہمسے دریافت کرلین سو منہ
دھو رکھیے مگر گول مول سُن رکھیے مین نے
ایک سچ کنوان تیار کرایا ہے اور اسمین سالہا
سال سے جملہ اقسام کے چرند اور پرندے اور
ٹیڑ اور کیڑے مکوڑے۔ سانپ بچھو کھمبی کھجور
ڈالکر سڑائے ہین اور پھر تمام کنوئین کا پانی خالی
کرکے چھان کر صاف کرکے پھر اُسی کنوئین
مین بھر دیا۔ اس طرح اس پانی مین حیوانی اثر
اوسی طرح آگیا۔ اب وہ آتشہ کیا یعنی جملہ ادویہ

معدنی خون و مقویات نباتات و مفردات و مرکبات
ادویہ یونانی و انگریزی: بیدیک ڈال دین جو
کئی سال تک اسمین بھیگی رہین اور تیسری تجربہ
حسب طریق سابق عمل کرنے کے بعد برٹش
فارما کو پیا - پیڑ بانڈ بکا۔ تالیف شیخ قرابادین
مخزن الادویہ۔ ان اور دوسری طب کی کتابون
کے متعدد نسخے اسمین الگ خمیر کیے جب کمین
رقِ بنا اسکے بعد ایک قطعہ اراضی مین کپاس
کی کاشت کی اور اسی عرق سے اسکی آبپاشی کی
اور جو روئی پیدا ہوئی اس کا سوت کتوا کر
ندی نمیڈ کپڑا (ہیت۔) اکا کپڑا جلا ہے روا کا نہ موجود
وہ کاما ہونا ہو موجود ہی بنوایا۔ اب فرمایئے کہ
کپڑے مین ان سب چیزونکے خواص ہین یا نہین یہ حق
اور بیشک ہین۔ جو صاحب اس پاجامہ کا استعمال
فرماینگے جملہ امراض سے محفوظ رہینگے قیمت اسکی نہ
مقرر کی گئی ہے چاہتے کہ بدن ملحق یعنی ملا ہو
رہے کا کثر جسم پر بہ پڑ تیح قیمت خریدارون کی
حیثیت پر مقرر ہے۔ امیرون سے خوب مٹھی
گرم ہوگی۔ غریب نہ مجھ سے مانگین گے :
مین دونگا۔

راقم - ب - دکن -

کھلا خط

تتمہ ۳۰ - مئی ۱۹۱۰ء

دولھا کے ضروری شرائط

(۱) عمر مین مجھ سے چھوٹا ہو یا برابر ہو کسی حالت مین بڑا نہ ہو۔
(۲) صورت شکل مین مجھ سے سید ھا ہو کہ چاند کو گہن نہ لگے۔ یا پیڑ سے کو چیونٹا لپٹ جائے۔
(۳) ذات مین کھوٹ نہ ہو۔
(۴) نوکری کا بھروسہ نہین۔ آج ہے کل نہین صاحب معاش ہو۔
(۵) تہذیب یافتہ۔ جدید خیالات کا ہو پردہ کا مخالف ہو۔ دقیانوسی خیال کی بو نہ ہو۔
(۶) مستورات کی آزادی کی حامی کا من کل الوجوہ عہد کرلے۔
(۷) انگریزی جانتا ہو کم سے کم انٹرنس تک۔ علی گڑھ کالج کی بہار کو ترجیح دی جاے گی۔
(۸) لباس انگریزی رکھتا ہو۔
(۹) نشہ پانی کا عادی نہ ہو۔ کبھی کبھار بھولے چوکے کا مضائقہ نہین
(۱۰) کنوارا ہو رنڈوا یا دو یا جو نہ ہو
(۱۱) شادی بیاہ کے اخراجات کا طرفین سے متکفل ہو
(۱۲) جو روکی کمائی تاکنے والا نہ ہو میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پر سواے میری ذات کے استعمال کے اور کوئی حق نہ ہوگا۔
(۱۳) دوسری شادی نہ کرنے کا عہد اور نیت کا قائل ہو۔
(۱۴) مہر غل ہوگا۔ گیارہ ہزار سُرت داخل کردے اور گیارہ ہزار جیب دل چاہے۔
(۱۵) طعام ولیمہ کے عوض پانسو روپیہ سر سید میموریل فنڈ مین دے۔
(۱۶) ناچ گانا۔ باجا گاجا۔ رسوم و بدعات بالکل نہ ہو۔
(۱۷) اولاد پیدا نہ ہو تو انشان نامات خود نہ مجھ پر الزام نہین۔
(۱۸) عورت کے حقوق شوہر کے مساوی ہون گے۔ رتی بھر کم و بیش نہین۔
خریدارو دوڑو۔ چلو۔ موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دو۔

راقمہ
ایک بھولی بھالی
بقلم - ب - دکن

نامہذب بھڑوے یا مہذب رفارمر؟

بھڑووں کو بھی کبھی نظر کم سے نہ دیکھے تہذیب کے ان میں بھی نمایاں ہیں کچھ آثار
مائی ڈیر مسٹر اودھ پنچ۔ تم ہمارے اس مہذب نامانا مہذب عنوان کو دیکھکر کسی قدر تحیر ہوگے مگر تمہاری سلوجبلی طلب تجربہ کاری بہت جلد اس حقیقی معنی کی گہرائی تک تمہاری عمیق نظر کو پہنچاوے گی خدا نکرے کہ کوئی گروہ بدنام ہو جاوے۔ وہ جیسا چاہا بدنام بُرا کہا پھر اگر اس میں لاکھ ہنر بھی ہیں تو کوئی اُنکی طرف التفات نہیں کرتا۔ بہتر سے زیادہ مفید اور بہتر گروہ تمدن انسانی کے لئے اور کون ہوگا مگر دیکھئے ان کو لوگ کس نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں خدا اکبر کی نکتہ رس طبیعت کا بھلا کرے کہ اُس نے اس گروہ کے حسن خدمات پر نظر کر کے ان کو حلال خور کا اچھا اور پُر معنی لقب عنایت کیا۔ لیکن اُس بلند نظر بادشاہ سے بھی ایک بہت بڑی غلطی ہوگئی کہ اُس نے ارباب نشاط کا ایک خاص محلہ شہر سے الگ آباد کیا تھا۔ گویا ان کو خس سمجھکر شہر کو ان کی نجاست سے پاک کیا تھا اور اُس محلے کا نام شیطان پورہ رکھا تھا۔ اتنے بڑے صلح کل کے اصول کے برتنے والے وسیع النظر آزاد خیال بادشاہ کی ایسی رکیک کارروائی یقیناً خود اس کی تو ہو گی نہیں۔ غالباً بعض بے سُرے علما نے یہ گھونگا نکالا ہوگا۔ بہر حال اب ہم اس گروہ کو تہذیب کی تمدنی ڈھنگ سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ بات ثابت ہو جاوے گی کہ یہ گروہ اُس قدر مستحق ملامت نہیں ہے جس قدر اُس کو آج تک سمجھا گیا ہے۔ بقول انگریزوں کے شیطان اُس قدر کالا کلوٹا نہیں جتنا تصویروں میں وہ دکھایا جاتا ہے۔

بھڑوے دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو علی العموم ہر بڑے اور نامی شہروں میں ہمیشہ پائے جاتے ہیں اور دوسرے وہ جو خاص ہولی کے زمانے میں رنگین طبیعت کے کسی وقتی جوش کی وجہ سے ہر بڑے چھوٹے آباد مقام میں کثرت سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس دوسری قسم کے بھڑووں میں اکثر مہذب اشخاص کا پایا جانا کوئی عجیب و غریب بات نہیں ہے اسواسطے کہ ہولی منانے سے ابھی تک تہذیب مانع نہیں ہوتی ہے لیس اس گروہ میں تہذیب کا ثابت کرنا تحصیل حاصل ہے۔ بڑی دقت اُس گروہ کی ہے جو خوش گلو خاتونوں کے پیچھے ایک مقرر اُجرت پر بزم صحبت عیش و نشاط میں جاکر دیر تک ہاتھ پاؤں مارتا اور اپنی چھوٹی اور کھوٹی تقدیر پر لوگوں کی بیجا بے التفاتی دیکھکر کثرت سے سر دھنتا ہے۔ اس گروہ کی اس قدر ہتک پلید ہوئی ہے کہ اب ہمیں بار بار بھڑوے کا لفظ برتتے ہوئے بھی شرم آتی ہے لیکن بقول شکسپیر علیہ الرحمۃ نام میں کیا دھرا ہے۔ گلاب کا اگر پیشاب بھی نام رکھیں تو اُس کی خوشبو میں کسی طرح فرق نہیں آسکتا۔ ؎

ہر چند بُرے خطاب اُسے بدخو دے
خوبی کا ثبوت ہر طرح خوشبو دے
گلچین معانی نے بہت خوب کہا
جو نام گلاب کا رکھو خوشبو دے

بھڑوا اصل میں بھاڑ سے ماخوذ ہے اور بھاڑا ہندی کی قدیم و شائستہ زبان میں کرایہ اور اُجرت کو کہتے ہیں اُجرت لینا پاکرایہ پر کسی غیر کو چلانا تمدنی دُنیا میں کبھی کسی زمانے میں نامہذب قرار نہیں پایا۔ ایسے اشخاص کو ولایت میں لینڈلارڈ کا خطاب دیا جاتا ہے۔ پس کیا وجہ کہ ہم بھی باین لحاظ کہ ہم کچھ تہذیب میں ترقی کرتے جاتے ہیں یعنے سلیم شاہی کی جگہ بوٹ اور ازار بند کی جگہ بٹن لیتے جاتے ہیں ان کو تہذیب کی عینک سے دیکھکر مہذب محاورے میں لینڈلارڈ نہ کہیں۔ یہ ایک نہیں ہزار بار لینڈلارڈ ہیں اور اب تہذیب کے زمانے میں ہمیشہ ہر ضرورت میں اُن کے آگے اسی طرح سر جھکایا جاوے گا۔ جس طرح ایک صاحب اخلاق لینڈلارڈ کے آگے سر جھکایا جاتا ہے۔

سب سے بڑی بُرائی جو ان میں بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ اپنی عورتوں کو مطلق العنان رکھتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ آزادی دیتے ہیں اور اُن کی بعض نسوانی کمزوریوں سے قدر واجب سے زیادہ چشم پوشی کرتے ہیں مگر میرے خیال میں یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو جس بات کو عیب سمجھا گیا ہے وہی حقیقت میں اعلے درجے کا ہنر ہے۔ ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

آج کل کی فلاسفی کے مطابق عورتیں کمزور مخلوق ہیں وہ سخت برتاؤ کی متحمل نہیں ہوسکتیں۔ لباس میں۔ پوشاک میں۔ رہنے میں۔ سہنے میں۔ کھانے میں۔ پینے میں۔ ہر چیز میں انسان کی نزاکت و لطافت کی رعایت ضرور ہے۔ اسی فلسفے کے مطابق ہر مہذب ملک میں ان کے ساتھ برتاؤ کا ایک نرم قانون باندھا گیا ہے اور اُس قانون کی پابندی پر مجبور کرنیوالے

ٹانٹزر ڈاکٹر کی صلاح

جبوقت تمہارے بچہ کو بادی کی کھانسی آتی ہو اور مرض میں ترقی ہو اور سانس کو زیادہ شدت ہوئی ہو اور ایک خاص طور کی آواز یا زور سے کھانسی کی صدا آتی ہو جس کے سہارنے میں خلقی نہیں ہوسکتی اور اس کے بعد بلغم دقت سے دفع ہوتا ہو اور کھانسی کے بعد ظاہر میں ضیق النفس کی کیفیت پیدا ہو تو فوراً چیمبرلین صاحب کی دوا دیا دو اس سے کھانسی کے دورے کم ہو جائیں گے اور زیادہ سخت نہ ہونگے تنفس میں آسانی ہوگی اور گاڑھا بلغم رقیق ہو جائیگا اور آسانی سے دفع ہونے لگیگا اصل تو یہ ہے چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا استعمال کرنے کے بعد شدت کی کھانسی میں کوئی خطرہ نہیں رہتا تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں

اور اُس کی خلاف ورزی پر سزا دینے والے در پردہ گیلنٹ کہلاتے ہیں گیلنٹری مہذب دُنیا میں اعلےٰ درجے کی عزت ہے جس کو ایک مہذب تعلیم یافتہ آدمی نائٹ ہڈ اور پیئرج پر ترجیح دیسکتا ہے گو گیلنٹری پر سلاطین و اُمرانے جانین تصدق کر دی ہیں اب بتاؤ کہ ہندوستان میں سوا اس گروہ کے جو خواہ مخواہ نظر حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ کون ایسا تہذیب یافتہ گروہ ہے جو اپنی عورتون کے ساتھ یون مہذب اصول کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے حقیقت میں یہ ایک طرح کے ریفارمر اور مصلح قوم ہین جو مدت دراز سے نسوانی حالت کی اصلاح مین کوشان ہین۔ یہ وہ جس کی برائی تیرہ چودہ سو برس کے ابد اب خال خال بعض روشن خیال علما کو نظر آنے لگی ہے وہ مدتون سے اُن کے پیش نظر ہے اور جس کے دفع رفع کرنے مین اُنہون نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا جس دن اُن پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ شارع کا مقصد یہ نہین ہے کہ عورتین مُنہ چھپا کر گھرون مین مثل قیدیون کے محبوس رہین۔ اُسی دن اُنھون نے ان کا ہاتھ پکڑا اور خانگی جیل خانہ کا دروازہ توڑ کر خرامان خرامان اُن نازنینون کے ساتھ آزادی کی ٹھنڈی سڑکین طے کرتے ہوے عافیت اور اطمینان کے ٹون ہال مین آموجود ہوے اور آج تک وہین پڑے عیش و عشرت کے مزے لوٹ رہے ہین۔

دوسری بُرائی یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ خود بھی گاتے بجاتے ہین اور اپنی عورتون کو بھی گانا بجانا سکھاتے ہین لیکن میرے خیال مین یہ بات نہین آئی کہ گانا بجانا اس قدر محل طعن کیون ہے۔ کتب مقدسہ قدیمہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مقدسون تک نے گایا بجایا ہے۔ ایک پادری نے مقدس کتاب کے کسی حصے کا ترجمہ مجھے بڑی مہربانی سے عنایت کیا تھا جس کا خاتمہ کچھ اس طرح کے فقرون پر ہوتا ہے "نرسنگے پھونکتے ہوئے اُس کی ستایش کرو۔ بین اور بربط چھیڑتے ہوے اُس کی ستایش کرو۔ طبلہ بجاتے ہوئے اور ناچتے ہوئے اُس کی ستایش کرو۔ تار والے سازون اور بانسریون کو بجاتے ہوے اُس کی ستایش کرو۔ بلند آواز جھانج بجا کر اُس کی ستایش کرو۔ خوش آواز جھانجھ بجا بجا کر اُس کی ستایش کرو" اس کے علاوہ جس گرجے مین جائیے ہارمونیم بجتا ہے۔ سُریلی تانین ایک خاص عنوان سے گونج رہی ہین۔ سالویشن آرمی نے اپنی بارکون مین بجاے آلات حرب کے ڈفلی۔ خنجری ڈھول۔ نقارے۔ نفیری۔ شہنائی ہی کا استعمال کیا ہے۔ جب اُن کے مذہبی وعظ ہوتے ہین تو بجاے آلات حرب کے آلات طرب ہی لے کے دوڑتے ہین اور میرے خیال مین اس خوش آئند۔ طرب انگیز طریقہ ملک گیری سے ان کے فتوحات معمولی اُلوالعزم پادریون سے شاید کسی قدر زیادہ ہی ہین۔ خیر یہ تو موسیقی پر ایک مذہبی نظر ہوئی۔ نہین۔ اگر حکیمانہ نظر سے بھی دیکھو تو اس مین خوبیان ہی خوبیان بھری ہین یہ مسئلہ حکما کا تسلیم کردہ ہے کہ موسیقی ایک شعبہ ریاضی کا ہے۔ اور ریاضی وہ علم ہے کہ جس کے بغیر کوئی فلسفی پورا حکیم نہین ہو سکتا۔ چنانچہ اسی لحاظ سے بعض بڑے بڑے علماے محققین نے اس فن کو باضابطہ طور پر حاصل کیا ہے۔

غرض مذہبی نظر سے دیکھیے حکیمانہ نظر سے دیکھیے کسی طرح یہ امر معیوب نہین ہے اور آپ آج کل کی مہذب سوسائٹی کو دیکھو تو آپکا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ جماعت انسانی کے لیے اس سے مفید اور ضروری اور بکار آمد چیز کوئی دُنیا مین نہین ہے۔ باقی آئندہ

راقم۔ ہر رنگ کے رفارمر کا مشتاق
اتفاق یکتا پیچ

۶-جون ۱۹۰۱ء ۱۳ ماہ

انجمن محمدی برادران لاہور

یہ انجمن ۱۸۹۳ء سے قائم ہے فروری ۱۹۰۱ء تک اسنے اپنے (۵۷) مرحوم ممبرونکے حاجتمند وارثون کو مبلغ [illegible] دیکر اُنکی دستگیری کی ہے بحالیکہ ان متوفی ممبرون سے انجمن کو صرف [illegible] چندہ دیا تھا غرض غریب اور متوسط درجے کے مسلمانون کے لیے یہ انجمن ابر رحمت کا کام دیتی ہے موت کا وقت مقرر نہین اسلیے اپنے بال بچون کے واسطے تھوڑا بہت سرمایہ چھوڑ جانے کے لیے آج ہی سے اس انجمن کے ممبر بنو اور زندگی مین مدد دینے والی شادی فنڈ انجمنین بوجہ خود غرضی اور اپنے اصولونکے خراب ہونیکے اب بکثرت ٹوٹ گئی ہین یا ٹوٹ رہی ہین مگر یہ انجمن مستقل اور قومی ہمدردی پر مبنی ہے جو ٹوٹ نہین سکتی۔

خود البتہ انجمن شیخ گلاب دین صاحب وکیل ۔ سکریٹری انجمن سے طلب کرو۔

کلام نفیس

زود سی بند حضرت انیس مرحوم درسالہ کے خاندان کے کلام سے اہل ہند کو جو عشق ہے اسکی کیفیت محتاج بیان نہین یہی وجہ ہے کہ اتبک جس حیثیت سے وہ شائع ہو ہوا او نے اسی کو غنیمت سمجھا لیکن اگر یہی کلام کامل اور صحیح پہلون سے نقل ہوتا تو اہل فن اور شائقین سخن کو حظ مزید حاصل ہوتا۔ اسوقت انیس ثانی شہنشاہ اقلیم فصیح البیانی حضرت نفیس اعلی اللہ مقامہ کے ارتحال کے بعد ممکن ہے کہ بعض حضرات یہ چاہین کہ جناب مرحوم کا کلام جہان تک اور جس حیثیت سے مل جاے شائع کیا جاے لیکن بالفعل ہم ورثا سے جناب مرحوم اس امر کو پسند نہین کرتے کہ یہ لآلی آبدار سخن جو صرف اہل نظر اور جوہریان فن کی مجلس مین مرتب نقشہ ہونے کے قابل ہین بوصف بازار بنائے جائین اور ہماری مرضی ہرگز یہ نہین ہے کہ حضرت مرحوم کے مرثیون کی غیر مستند نقلین طبع ہوکر شائع و فروخت ہون۔ لہذا اس اعلان کے ذریعے سے ہر خاص و عام کو اطلاع دیجاتی ہے کہ کوئی صاحب نفیس مرحوم کے مراثی و سلام وغیرہ چھاپ کے شائع و فروخت کرنے کا ارادہ نہ فرماوین مرحوم کے ہم ورثا سے جائز ہرگز کسی کو اس کی اجازت نہین دیتے۔ اس کی خلاف ورزی سے مستلزم جوابدہی قانونی ہون گے۔

المشتہر

سید خورشید حسن عروج ابن حضرت نفیس مرحوم و سید علی محمد عارف نبیرہ حضرت نفیس مرحوم

۱۸-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

بنابر اطلاع وکلاء و موکلان

کل کاغذات کارروائی عدالت مثلاً فیصلہ جات عدالت و بیان تحریری و اظہار گواہان وغیرہ بشرح متذکرہ تحت زبان اردو سے زبان انگریزی مین ترجمہ کیے جاتے ہین فی ورق یعنے فی صفحہ اجرت ۴ ؎

المشتہر

جگدمبا پرشاد مترجم لکھنؤ ڈاکخانہ چوک گولدروازہ متصل منشی کدارناتھ صاحب خلوتاویس

۱۱-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

پان مین کھانے کا خوشبودار تمباکو

اعلی درجے کی خوشبودار اور نہایت لذیذ و خوش ذائقہ تمباکو کی پتیان (جنکو زردہ کہتے ہین) مدرسہ اسلامیہ ردولی کے تجارتی کارخانے سے فرمائش منگوایئے اس کی عمدگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کے کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہین آتا۔ درجہ اول للعہ سیر درجہ دوم صہ ر سیر

المشتہر

محمد الطاف حسین منیجر کارخانہ تجارتی مدرسہ اسلامیہ ردولی ضلع بارہ بنکی

۲۸-۳-۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہین آسان اور قابل اطمینان پراویڈنٹ فنڈ کی

شرکت کرین جس سے بعد اُن کی ممات کے پس ماندون کو سہولت اور نفع کے ساتھ کچھ سرمایہ ملے تو اس فنڈ کے منیجر سے بہ نشان ۱۱-۱۳ ہیری سن روڈ کلکتہ بذریعہ انگریزی تحریر خط کتابت کرین۔ فنوابط اور قواعد وغیرہ بھیجدیے جائینگے اس دفتر کو انگریزی اشتہار دہندے درکار ہین۔

Harrison Road
11-9 Calcutta

از اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب اوجاع

دُان تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون) گٹھیا کسنے و ریحے کا۔ وجع مفاصل وجع الورک۔ درد کمر۔ پشت جوڑون اور اعضا مین درد۔ چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی نہین کی۔ ہزار ہا چنگے ہوئے ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جاے گا خون صالح پیدا نا سور دفع۔ معدہ صاف۔ ہضم صحیح۔ غرضکہ سارے بدن مین صحت کے آثار ہون گے قیمت فی بوتل عہ اور خرچہ کمیشن ویلو عہ

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی دوا خانہ انا پورنا ۱۹۲ اپر سرکلر روڈ کلکتہ

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض کو شفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے کھانسی زکام۔ کروپ انفلیونیزا بروقت فرورت آزمائش کرو۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

زیب چشم زیب چشم

ممیرے کا سرمہ

زیب چشم زیب چشم

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی ون میڈیکل کالج کے پروفیسرون- نامور ڈاکٹرون- والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت- تاریکی چشم- دھند- جالا- پڑوال- غبار- پھولا- کھجلی سرخی ابتدائی موتیابند- ناخنہ- پانی جانا- خارش وغیرہ- معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہین رہتی- بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین- قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ ۳ روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ ۲ روپے مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ذمہ خریدار- درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے-

المشتہر- پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ- مقام بٹالہ ضلع گورداسپور- پنجاب-

تازہ سندات | ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے | تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم مین نے آپ کے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند- دھند- پھولا- ناخونہ آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا- میری راے مین آپ کا سرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم دی- پی- پوسٹ بھیجدین-

راقم- ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان-

(۲) مین نے ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے- مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا- مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند وخارش- سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین-

راقم- ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۳) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا- آنکھوں کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی

راقم- آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی- ایس- آئی- ممبر کونسل- گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے-

ناٹو مہذب بھڑوے اور مہذب ریفارمر

تتمہ ۶- جون ۱۹۰۱ء

بال کے جلسے جہاں مہذب رقص
ہوتے ہین کیا بے موسیقی کے ہو سکتے ہین؟
کنسرٹ جو بڑے بڑے شہرون مین بڑی
دھوم دھام کے ساتھ دیے جاتے ہین
اور جن مین ہزارون روپیون کی آمدنی
ہوتی ہے ان کا کام کیا بے موسیقی کے
چل سکتا ہے؟ تھیٹرون۔ سرکسون نیشنل
فیر دن وغیرہ اکثر جلسون مین بھی کم و بیش اسی کا
غلغلہ رہتا ہے یہ تو انگریزی سوسائٹی کا حال
ہوا۔ ہندوستانی سوسائٹی مین بھی عموماً
جتنی تقریبین ہوتی ہین ان مین بھی بے
ناچنے بجانے کے کام نہین چلتا۔ بس ہیگا۔
گانا بجانا اس قدر عام ہے تو بیچارے
ان پیشہ ور گانے بجانے والون کو خواہ
مخواہ کیون بدنام کیا جاتا ہے۔ آپ کی
ضرورت کی چیز آپ ہی کے لیے خود طوائف
مہیا کرتے ہین۔ پھر آپ تنفر بیزار ہوتے
اور آپ ہی نام رکھتے ہین۔ قوم کے ادبار
کی یہ بھی ایک نشانی ہے کہ کمالات اس مین
نقص سمجھے جاتے ہین۔ اور جیسی قدر

ان کی چاہیے نہین کی جاتی۔ ولایت مین
موسیقی اب اعلی درجے کو پہونچ گئی ہے
اور اس کے جاننے والے ایک خاص
وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین۔ قیصرہ والیہ
نے موسیقی کے استادون کو نائٹ اور
لارڈ تک بنا دیا ہے۔ اور سرکس اور تھیٹر
کی گانے بجانے والی لیڈیاں بڑے بڑے
لارڈون بلکہ پرنسون اور ڈیوکون کے
شرف ہمزوجگی سے مشرف ہوئی ہین۔ وہاں
یہ طائفہ ایسا ذلیل کیا معنے سرے سے
ذلیل ہی نہین۔ یہی ہندوستانی استادون
جنھون نے گانے بجانے مین اپنی اوقات
مفت گنوائی۔ اگر ولایت مین ہوتے تو
لاکھون روپئے کے سرمائے کے مالک
ہوتے۔ یہی خوش گلو نازنینین جن کی
ہندوستان مین رہنے سے پشواز تک
درست نہین اگر ولایت مین ہوتین تو
ان کی ڈرائنگ روم مین فرنیچر اور رنگارنگ
اطلسی زرنگار پردون سے پرستان کا
عالم نظر آتا۔

اے قوم کے نوجوان روشن خیالو
ترقی اور تہذیب تمھاری ہی طرف مڑ مڑ کر
دیکھتی ہے۔ اگر ادبار کو پوری شکست دینا
چاہتے ہو تو اس مفید اور بکار آمد گروہ کو
عزت کی نظر سے دیکھو۔ سید احمد خان نے
کسی زمانے مین تحقیق کیا تھا کہ مسلمانون کا
دماغ ریاضی کے قابل نہین رہا۔ عجب نہین
اس ریاضی دان موسیقی پرست گروہ
کی صحبت سراپا عشرت کی برکت سے یہ نقص
اٹھتے بیٹھتے آپ سے آپ مٹ جاتے

تیسرا عیب جو اس گروہ مین بتاتے
ہین وہ یہ ہے کہ ان کی عورتین اپنی عمرین
عالم تجرد مین گذارتی ہین۔ لیکن ایک
رہبان کی نظر سے دیکھو تو
تجرد اس تجرد مین بھی کوئی قباحت نہین
ہے۔ مریم عذریٰ کی اس قسم کی تجرد
دوست نفس کش عورتون سے بھری پڑی
ہے۔ اور یہ خود ظاہر ہے کہ یہ مقدس
گروہ مہذب دنیا مین کس قدر مفید ثابت
ہوا ہے۔ مذہب کی اشاعت اسی کے
ذریعے سے ہوئی۔ تعلیم کی اشاعت اسی
کے ذریعے سے ہوئی۔ شفاخانون مین
مریضون کی تکلیفین اسی سے کم ہوتی ہین
میدان حرب مین زخمیون کی مرہم پٹی
اسی کے ہاتھون سے ہوئی۔ خلاصہ یہ کہ
کوئی بڑا اور مفید کام تمدنی دنیا کا ایسا
نہین ہے جس مین ان کی شرکت نہ رہی
ہو۔ اگر ہم بھی اپنے اس نفس کش

تجربہ پست گروہ سے مفید طور پر کام لین تو ہماری قوم مین بھی کل وہی فائدے حاصل ہو سکتے ہین۔

بعض بدنیت اور ناپاک خیال لوگ ایسا بھی خیال کرتے ہین کہ ان کا تجربہ صرف کہنے ہی کا ہے حقیقت مین ان کو اپنے نفس پر پورا قابو نہین ہے بعض اوقات بعض اپنے دامن عصمت کو داغون سے بے احتیاطی کی وجہ سے بچا نہین سکتین۔ ہم نہین سمجھتے کہ ان کا یہ خیال کہان تک صحیح ہے۔ اگر انہون نے یہ مضمون اپنے ذاتی تجربے سے معلوم کیا ہے تو ایسے بدمعاش کی گواہی قابل اعتبار نہین۔ یقیناً انہین کی مفسدہ درازدستی کسی کی معصومانہ کمزوری پر غالب آئی ہوگی ورنہ بعض جماعت تو ایک ملکی صفات جماعت ہے۔ صورت پریون کی۔ سیرت فرشتون کی کچھ روپیہ معاوضے مین لیکر بھی بعض اوقات اگر ایسے معاملے ہوتے تو قانوناً اس معاملے اور معمولی معاملہ بیع وشری مین کوئی فرق نہ آتا اگر کوئی زن شوہر دار ہوتی تو بنل کوڈ اُن کو اپنے پھرے مین بہا لے

اُس معاملے کو تم خاص طرح رقم مہر قرار دیکھتے ہو۔ اور اس معاملے کو وقتی صیغۂ نکاح جس کو فقہ کی اصطلاح مین "متعہ" کہتے ہین۔ ولایت ایران مین اس قسم کی عورتین بکثرت ہین انہین کو صیغہ وکہتے ہین۔ ایسی عورتین وہان کچھ نظر حقارت سے نہین دیکھی جاتین ہندوستان مین ان عورتون کو بھی ایران کے انہین صیغہ گرون کا مثنی کیون نہ سمجھا جاے۔ پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ یہ اُمور پردے کے ہین۔ ہم کو تفتیش سے کیا مطلب۔ قرآن مین "لاتجسسوا" آگیا ہے۔ خدا بڑا ستار ہے۔ ہم اُن کے عیوب کی تلاش مین کیون پڑین اور خواہ مخواہ کھود کھود کر عیب کیون نکالین جو لوگ ان کے ہان جاتے ہین اکثر سلما بھائی ہین۔ اُن کی نسبت ہم بُرے خیالات کیون پیدا کرین "ظنوا المومنین خیرا" پڑھکر اس شر کو کیون نہ ٹالین۔ اور خواہ مخواہ دو شریف مرد اور عورت کی آبرو اور عزت کو معرض تذبذب مین کیون ڈالین ہم سوسائٹی پر اس گروہ کے اتنے احسان ہین کہ اگر بو فرضاً کوئی عیب بھی ہو تو ہماری احسانمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اُس سے

تشکر گزارانہ چشم پوشی کرین مسلمانون کی سوسائٹی مین عورتین شریک تو ہوتی ہی نہین۔ یہ کچھ انھین کا صدقہ ہے کہ اُس فرد و سوسائٹی مین کبھی کبھی ان کی تشریف آوری سے مُہذب جان آجاتی ہے۔

اب اخیر مین ہم نظر اوپر ان کے حُسن خدمات اور آئندہ ترقیات کے جو ان کی ذات سے وابستہ ہین تحریک کرتے ہین کہ آئندہ سے اس گروہ کو نظر حقارت سے ہرگز نہ دیکھا جاے۔ جہان کہین جس کیفیت۔ جس حیثیت سے یہ مل جائین ان کو ایک مُہذب ادا سے پُرجوش طور پر ہپ ہپ ہُرے کہہ کر فوراً تابڑ توڑ تین پارٹی چیرز دیے جائین۔

راقم
ہر رنگ کے رفارمر کا عاشق زار
بقلم
دکن پنچ

ڈاکٹر کی صلاح

جسوقت تمہارے بچے کو کھانسی آتی ہو اور سفر مین ہو گئی ہو اور رات کو زیادہ شدت ہوتی ہو اور ایک خاص طور کی آواز بار بار کھانسی کی صدا آتی ہو جسکے پہچاننے مین غلطی نہین ہو سکتی اور اسکے بعد بلغم وقت سے دفع ہوتا ہو اور کھانسی کے بعد ظاہر مین ضیق النفس کی کیفیت پیدا ہو تو فوراً چیمبرلین صاحب کی دوا دیجئے اس سے کھانسی کے دورے کم ہوجائینگے اور زیادہ سخت نہ ہونگے تنفس مین آسانی ہوگی اور گاڑھا بلغم رقیق ہوجائیگا اور آسانی سے دفع ہونے لگیگا اصل تو یہ ہے چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا استعمال کرنے کے بعد شدت کی کھانسی مین کوئی خطرہ نہین رہ جاتا۔ تمام دوافروش فروخت کرتے ہین۔

محاربات تھسلی یعنے جنگ روم اور یونان ۱۸۹۷ء معہ حالات جنگ ترادہ دنوچی وغیرہ ایک سو تصاویر اور نقشے تین حصون مین قیمت فی حصہ عہ

مفروضہ مظالم آرمینا۔ دول ثلاثہ کی سینہ زوریان اور امیر المومنین کا ثبات اور استقلال وانہ قیمت عہ بزبان انگریزی ۶ر

حالات استنبول و قسطنطنیہ جہان خلافت کے دیکھنے کے قابل ہے قیمت عہ

واقعات روم۔ عثمانیہ قوم کی ترقیون کا اجمالی ذکر قیمت ۱۲ر

سلطنت عثمانیہ اور اوسکی باجگزار ریاستون کی موجودہ حالت نہایت جامع اور مکمل کتاب قیمت ایک روپیہ

کوہ قاف کی پری جمال ہمشیرہ جنگ روم اور یونان کا ایک سچا تعبہ قیمت ۸ر

ترکی زبان سیکھنے کی کتاب مطبوعہ استنبول بزبان عربی قیمت ۱۲ر

تاریخ مراکو و مغرب الاقصیٰ ابتداے زمانہ سے لیکر اس وقت تک کی سلسلہ وار مفصل تاریخ کے علاوہ موجودہ پولیٹکل۔ تمدنی۔ ملکی۔ اور جغرافیائی کیفیت نہایت ہی شرح کے ساتھ درج کی گئی

یورپ

دعوت چار

میزبان - پیالی حاضر ہے -
چین - مشفق من بس - شفیق من بس

ناحق عدالتون مین کبھی جا رہا ہو نہ ہو
گرجے مین اُنکو کوئی سکھائے منا گئی
غیرت کے ایک ایک یہ قانع کبھو نہ ہو
تہذیب کی ہے ایسی باتون سے آبرو
یہ ایشیا کے وحشیون کی آبرو نہ ہو
آلائشون سے عشق کو تنہا نہ پاک رکھ
تا مہربرق بزم مین تھو! آخ تھو! نہ ہو

گرما گرم تار کی خبرین

(خاص نامہ نگار اودھ پنچ)

مشرقی افریقہ

سُور کی لڑائی

لندن - جون سنہ ۱۹۰۱ء

جنرل رگنیٹن خبر دیتے ہین کہ ۴۸ گھنٹے کی شبانہ روزی دعاوے کے بعد انھون نے پی اویٹ کو ساتھ اسکی ہمراہی فوج کے نشن ریچ بیابان کی شکل گھاٹیون مین ایک جگہ اس طرح پر گھیرا ہے کہ اب اُس کے گرفتار ہونے کی امید ہر لحظہ بڑھتی جاتی ہے رسد کی آمد و شد کا راستہ چارون طرف سے مضبوطی سے بند ہے۔ اور ایسا بھی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ جلد عاجز آکر ہتھیار رکھدے گا۔

لندن - جون سنہ ۱۹۰۱ء

بایمی کے خاص نامہ نگار مقیم پریٹوریا جنرل رگنیٹن والے تار کی تصدیق کرکے لکھتے ہین۔ قرینۂ غالب ہے کہ پی اویٹ کی گرفتاری کے ساتھ ہی یہ خونبار اور دلفگار لڑائی ختم ہو جائے گی۔

لندن - جون سنہ ۱۹۰۱ء

لارڈ میچنر نہایت افسوس کے ساتھ خبر دیتے ہین کہ جنرل رگنیٹن کی بہادرانہ کوشش پی اویٹ کی گرفتاری مین ناکامیاب رہی اور چار روز کی پے در پے جنگ کے بعد (اخیر مین بیچارہ مع چند بچے کھچے سپاہیون نے فقط بسکٹ اور قلیل پانی پر اکتفا کیا تھا) پی اویٹ ہتھ کوہ کے ایک تنگ و تاریک سوراخ سے شب کو موش نشانہ مع اپنے ہمراہیون کے نہایت بزدلانہ حیلہ سازی سے نکل بھاگا۔ اور جن سپاہیون نے اُس کا پیچھا کیا اُن کی تعداد چونکہ کم تھی یہی وجہ اُن مین چند زخمی ہوئے کر نکل لنگڑا رہ بھی مارے گئے اور اُن کا رہا ہوا ر غالب ہے۔ گمان ہوتا ہے سور اس معرکے مین بھی حسب عادت قدیم چند گھوڑے چرا لے بھاگے ہین۔

لندن - جون سنہ ۱۹۰۱ء

جنرل فوربس بجزن تار دیتے ہین کہ جب پچھلی رات کو پی اویٹ مع اپنے ہمراہیون کے اُنکے خیمے کے قریب کی راہ سے ہو کر نوک دُم بھاگا جاتا تھا اُنھون نے فوراً اُس کا پیچھا کیا۔ دو میل تک گھاٹیون مین منتشر طور پر لڑائی ہوتی رہی۔ اخیر مین اُن کے ہاتھ دشمن کی چند رسد کی گاڑیان چند موٹے اور عمدہ نسل کے خچر او تین فی سور لگ گئے اُن کا گمان ہے بہت سے سور اس معرکے مین کام آگئے ہون گے مگر پی اویٹ اپنے قدیم شرارت سے اُنکی لاشون کو لے بھاگا ہے۔

لندن - جون سنہ ۱۹۰۱ء

اخبار ڈیلی ورلڈ کے خاص نامہ نگار مقیم پیرس جو افریقہ کے متعلق تمام تاریخی امور مین بےمثل محقق مانے جاتے ہین۔ اُنھون نے بڑی تحقیق سے اس بات کو دریافت کیا ہے کہ پی اویٹ کا خاندان خود ڈارونیین اصول کی صحت کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ اب اس مین کسی شک کا مقام باقی نہین ہے کہ پی اویٹ ضرور صحرائی گورخر کی نسل سے ہے اور ماں کی طرف سے اُس کا ننھیالی سلسلۂ نسب جنگلی لومڑی سے ملتا ہے سور کی قوم مین اس قسم کے مرکب نسل کے سپاہی اکثر ہین اور اسی وجہ سے اُن کی برق آسا حرکت غضب کی ہے۔

پیرس جون سنہ ۱۹۰۱ء

ڈاکٹر کارنیلون دے ام سی - بی کے - جے - ٹی - جو ڈارونیین اسکول کے سب سے محقق حکیم فرانس مین ہین وہ فرماتے ہین کہ جنگلی لومڑی سے پی اویٹ کی ننھیالی شاخ خاندان کا منسوب کرنا غلط ہے بلکہ قرینہ غالب یہ ہے کہ ایک چھوٹی قسم کی تیز رفتار اور خونخوار گوریلہ کے خاندان سے اُس کی ماں ہے۔ کیونکہ ایسی فطرتی روغن اور قدرتی چربی جو پی اویٹ کے جسم پر ملی ہوئی نظر آتی ہے بغیر ایسے دو جانورون کے خون کے ملنے کے کہین نہین ہے۔

جنرل میچنر تار دیتے ہین کہ لفٹنٹ کمبل سے اور سور لوگون کے ایک لشکر سے ملوم فاینڈن اسٹیشن کے قریب مقابلہ ہوا۔ دشمن کو شکست فاش ہوئی۔ پانسو گھوڑے دو سو خچر پچاس ہزار کارتوس لاکھ من غلہ اور ۵ زخمی سور جنرل کمبل کے ہاتھ لگے۔ لفٹنٹ کمبل کسی قدر خفیف طور پر زخمی ہوئے۔

لندن - جون سنہ ۱۹۰۱ء

لفٹنٹ کمبل کے ہمراہیون مین سے بیس سپاہی غائب ہین اور پچاس گھوڑون کا بھی پتہ نہین لگتا ہے۔ اس خبر سے کسی قدر تشویش پھیلی ہوئی ہے۔

ضوابط انجمن شیخ گلاب صاحب وکیل و سکریٹری انجمن سے طلب کرو۔

کلام نفیس

نورسی سند حضرت انیس مرحوم اور اون کے خاندان کے کلام سے اہل ہند کو جو عشق ہے اُس کی کیفیت محتاج بیان نہین ہے جو کچھ اب تک جس حیثیت سے وہ شائع ہوا قدردانون نے اسی کو غنیمت سمجھا لیکن اگر وہی کلام کامل اور صحیح اصلون سے نقل ہوتا تو اہل فن اور شائقین سخن کو حظ مزید حاصل ہوتا اس وقت انیس ثانی شہنشاہ اقلیم فصیح البیانی حضرت نفیس علیہ الرحمۃ مقامہ کے ارتحال کے بعد ممکن ہے کہ بعض حضرات یہ چاہین کہ جناب مرحوم کا کلام جہان تک اور جس حیثیت سے مل جاے شائع کیا جاے۔ لیکن بالفعل ہم ورثاے جناب مرحوم اس امر کو پسند نہین کرتے کہ یہ لآلی آبدار سخن جو صرف اہل نظر اور جوہریان فن کی مجالس مین پیش نظر ہونے کے قابل ہین یوسف بازار بنا دیے جائین اور ہماری مرضی ہرگز نہین ہے کہ حضرت مرحوم کے مرثیون کی غیر مستند نقلین طبع ہو کر شائع و فروخت ہون۔ لہذا اس اعلان کے ذریعے سے ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ کوئی صاحب میر نفیس مرحوم کے مراثی و سلام وغیرہ جو کچھ ہو کے شائع و فروخت کرنے کا ارادہ نہ فرمائین مرحوم کے ہم ورثاے جائز ہرگز کسی کو اس کی اجازت نہین دیتے۔ اس کی خلاف ورزی سے مستلزم جواب دہی قانونی ہون گے۔

المشتہر
سید خورشید حسن عرف [illegible] ابن حضرت نفیس مرحوم و سید علی محمد عارف نبیرہ حضرت نفیس مرحوم

۱۸-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

بنا بر اطلاع وکلاء و موکلان

کل کاغذات کارروائی عدالت مثلاً فیصلہ جات عدالت و بیان تحریری و اظہار گواہان وغیرہ بشرح مناسب کچہری زبان اردو سے زبان انگریزی مین ترجمہ کیے جاتے ہین فی فولیو [illegible] فی صفحہ اجرت ۴ ؎

المشتہر
ملکہ مبارک شاہ مترجم لکھنؤ ڈاکخانہ چوک۔ گول دروازہ متصل منشی کیدارناتھ صاحب خطوط نویس

۱-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

پان مین کھانے کا خوشبودار تمباکو

اعلیٰ درجے کی خوشبودار اور نہایت لذیذ خوش ذائقہ تمباکو کی پنیان (جو زرد کہتے ہین) مدرسہ اسلامیہ ردولی کے تجارتی کارخانے سے ضرور منگوائیے اس کی عمدگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کے کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہین آتا۔ درجہ اول عہ سیر درجہ دوم [illegible] سیر

المشتہر
محمد الطاف حسین۔ منیجر کارخانہ تجارتی مدرسہ اسلامیہ ردولی ضلع بارہ بنکی

۲۸-۳-۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہین آسانی قابل اطمینان پراویڈنٹ فنڈ کی

شرکت کرین جس سے بعد ان کی ممات کے پس ماندون کو معہ سود اور نفع کے ساتھ کچھ سرمایہ تو اس فنڈ کے منیجر سے بنشن ۱۱/۳ ہیرسن روڈ کلکتہ بذریعہ انگریزی تحریر خط کتابت کرین ضوابط اور قواعد وغیرہ بھیج دیے جائین گے اس دفتر کو انگریزی اشتہار دہندے درکار ہین۔

Harrison Road
11-3-Calcutta

از اکتوبر ۱۹۰۰ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب اوجاع

(یہ ان تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون) گٹھیا کسی درجے کا۔ وجع مفاصل وجع الورک۔ درد کمر پشت۔ جوڑون اور اعضا مین درد۔ چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا نہین کی۔ ہزارہا چنگے ہوئے ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائیگا۔ خون صالح پیدا۔ فاسد دفع۔ معدہ صاف۔ ہضم صحیح۔ غرضکہ سارے بدن مین صحت کے آثار ہون گے قیمت فی بوتل ہے اور خرچہ کمیشن ویلو عمہ

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی دواخانہ انا پورنا ۱۱۶۲ لوئر سرکلر روڈ کلکتہ

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

معدہ۔ یہ ذیل عوارض کو شفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے کھانسی زکام۔ کروپ۔ انفلوئنزا بروقت ضرورت آزمائش کرو۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

زرِ انعام پنجہزار روپیہ

میرے کا سُرمہ

زرِ انعام پنجہزار روپیہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے بضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑبال۔ غبار۔ پھولا۔ کھیل سُرخی ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جبنا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین۔ قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپے مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور۔ دین نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر سیاسنگھ اہلووالیہ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

تازہ سندات ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار سیاسنگھ صاحب تسلیم مین نے آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونہ آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری راے مین آپ کا سُرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر و غریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم وی۔ پی پوسٹ بھیجدین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۲) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار سیاسنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید و سفائدہ بخش ثابت ہوگا پانی بہنے دھند و خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار سیاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے در حقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خانبہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل۔ گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ سنہ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

ہر گھڑی دیکھو ہے دلون کی رنگ
خون رونی ہے جس کے آگے شفق
مارے غیرت کے اُس کا رنگ ہے فق
نیلا پیلا گلال ہوتا ہے
آتش غیرت سے لال ہوتا ہے

بال

لیے لیے گرتناک وہ بال
ہین نزاکت سے نازنین کو وبال
ہو بہو ہین یہ ہزارون دام
جن کے عشاق بند ہ بے دام
طرفہ عالم ہے ان کی لٹ لٹ کا
پہانس لینا دلون کا اک لٹکا

پیشانی

لوح محفوظ ہے وہ پیشانی
جس مین مکتوب ساری پیش آنی
مطلع نور ہے کہ صبح وسا
ماہ و خورشید اُسپہ ناصیہ سا
آئینہ حسن کا وہ جبہہ ہے
روبرو ہو یہ کس کا جبہہ ہے

ابرو

آبرو گل خون کی لین ابرو
جان دیتے ہین ان پہ خود مہرو
فرق عشاق اک قلم ہون صاف
خوب تیغین کھچی ہین بیر مصاف

کیا صفت لکھ سکے کسی کا قلم
کہ زبان جس کے ذکر سے ہو قلم

چشم

سرمگین آنکھین دیکھکر آہو
ہین رٹا کرتی رات دن یاہو
مست ہین ایسی نیند کی ماتی
چشم نرگس ہے جن سے شرماتی
جان عالم شکار کرتی ہین
کیا غضب آشکار کرتی ہین

مژگان

برچھیان ہین مژہ کہ بھالے ہین
حور و غلمان جگر سنبھالے ہین
تیر مژگان سے مردم دیدہ
چھیدتے ہین دلون کو نادیدہ
کہتے ہین چشم سرمگین والے
کھیلتے ہین شکار متوالے

ناک

الف اللہ کا ہے بیشک ناک
اہل دل جس سے ہین مسرت ناک
لا کی صورت ہے صاف وہ بینی
جس سے ثابت ہے نفی خود بینی
چشم انصاف سے ذرا عادل
دیکھ لین گر تو نذر کر دین دل

لب

لب جہان بخش ہین مسیحا دم
دم یہ دم جس کا دم طلب ہین آدم
پنکھڑی ہین گلاب کی وہ لب
جس کے کشتے خدا سے داد طلب
ناقہ مست اور گرسنہ مردم
اِن لبون کو سمجھتے ہین گندم

دہن

کیا دہن کے لکھے قلم نے تنگ
غنچہ و گل کا جس سے پھیکا رنگ
منہ صدف۔ دانت موتیون کی لڑی
ہے ستارون کی آنکھ جن سے لڑی
میٹھی میٹھی ہے ایسی ہر اک بات
جس سے لب چاٹتے ہین قند و نبات

ذقن

ہین ملائک اسیر چاہ ذقن
کنوین جھکواتی ہے وہ چاہ ذقن
میوۂ خلد ہے ذقن کا سیب
کس طرح سے کہین اُسے آسیب
حور و غلمان ملائک انس اور جان
دیتے ہین سب ہزار جی سے جان

(باقی دارد)

راقم ۔س۔ ع۔
از اورنگ آباد دکن :

ہر طرف چین مین یہی ہے پکار
گول گپے بنے مسالے دار

[illegible] ہو جاتے ہیں۔ تو آپ چپ
[illegible] ملکی بند رون کو آپ
[illegible]
[illegible] ہین اُن کی
[illegible] ہوتی ہے۔ اگر ہمارا
[illegible] اپنے بندون کو ذہین
اور یہ توقع و امید رکھیں ہم رکھیہ والے
سے زیادہ پیدا کرینگے تو یہ غیر [illegible] ان کا
کچھ قدر کی نگاہ ہون سے نہ دیکھا جاوے گا
اور اُن کی تعلیم یافتہ بند ہے جو اس سے
کہ کھیسین نکال دیا کرین یا تماشا نیون
کی لو پیان اُتار اُتار کر نوچ ڈالین اور
کوئی اچھا تماشا نہین دکھا سکتے اسی واسطے
یہ تمام مشفق آج طسم کی اشاعت چھوڑ کر
اس طرف عنان عطوفت
معطوف کرتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ
اپنے ملک کو دیکھو اُس کے ارکان و
عناصر و اجزا اسے کے حل و عقد پر متوجہ
ہو اپنی رعایا کے دماغ اعلے تعلیم سے
روشن کرو۔ اُن کو بردباری۔ تحمل۔ صبر کا سبق
دو۔ اُسے نصیحت کرو کہ اچھی تعلیم حاصل کرے
اخلاق و تہذیب۔ شائستگی سیکھے۔ صرف
ملکی ہونے کا ناز بیجا اور فخر بے معانی
نہین ہے۔ اپنے رسول صلعم کی اس نصیحت
کو یاد رکھے کہ سید ہونا کوئی فخر کی بات نہین
ہے بلکہ احکام خدا اور رسول کی پابندی باعث
شرف و افتخار ہے۔ آفاقیون نے جو
نازیبا اور ناروا حرکتین دکن مین جاری کین
وہ اگر پسندیدہ نہین ہو سکتین تو اتنا ضرور
کہا جا سکتا ہے کہ وہ آپ کی رعایا کے
اُستاد تھے۔ وہ بوڑھا جسکو مین نے
اعلے درجے کے زیور اخلاق سے مزین
کیا تھا۔ کون۔ سر سالار جنگ اول بڑا
دور اندیش اور فرزانہ روزگار تھا
اچھے اچھے لائق۔ تجربہ کار ہوشیار شخص اُٹھنے
نہ پائے تھے کہ ملک سے تم پر آن کر۔ تمہاری رعایا کو
اور تم کو تعلیم دو وہ آپ۔ مگر افسوس کہ لوگ
جیسا کہ چاہیے تھے مستفیض نہ ہو سکے ادھوری
تعلیم ہی نے یہ اثر دکھایا کہ یہ لوگ اپنے
اُستادون کو سبق دینے لگے۔ وہ اُن کی وہ
تنگ عیشت۔ وہ دمیون کی مار یاد کرکے فوراً
لپٹ پڑے گئے اور کم و بیش سب کو نکال
باہر کر دیا۔ اور رہا تجربہ کار اُستاد
شیخ جو باقی رہ گئے ہین قریب ہے
کہ ان کو بھی الگ کر دیا جائے۔ جب یہ
حالت احسان مندی کی ہے تو کیونکر
تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ تمہاری رعایا کو
وہ آزادی دی جائے جسکی آج کل یورپ
مین دھوم ہے۔ یورپ اپنے حقوق جان
توڑ کر مانگتا ہے اور اپنے حقون کے واسطے
سخت کوشش کرتا ہے مگر اس کے ساتھ
ادب اور شائستگی کا رنگ نہین مٹنے دیتا
جن لوگون سے تم نے تہذیب و شائستگی
سیکھی ہے اُن کے احسان۔ اُن کی
ہمدردی کو نہین بھولا ہے۔ تم تمدن عرب
کو پڑھو۔ جس کا ترجمہ تمہارے ایک فاضل
ملازم نے کیا ہے۔ تم دیکھو گے کہ یورپ
عرب کا احسان آج تک نہین بھولا ہے
پس اگر یہ تو مین ترقی کرین تو کچھ تعجب نہ کرنا
چاہیے۔ کیا تمہارے ہان کا کوئی تعلیم یافتہ
جنٹلمین بتا سکتا ہے کہ وہ غیر ممالک
کے اُستادون کا احسان مند نہین ہے؟
اگر کوئی نمونہ انسان من افراد الانسان دکن
مین نکلے تو اُسکو میرے پاس طلسم مین
بھیجدو مین اُسے عمدہ سبق اُس کی
احسان فراموشی کا دونگا تاکہ رعایا کے
اور رعایا عبرت حاصل کرین۔ خدا کا
ملک ہے تم کو اُس پر نگہبان کیا ہے تمہارا
اول کام یہ ہونا چاہیے کہ جو شخص تمہارے
دروازے پر جائے اُس کو سبکا و نہین
نکالو نہین۔ سوچو تو باغ مین پھول بھی
ہوتے ہین کانٹے بھی ہوتے ہین۔ اچھے
اگر تمہارے کام کے ہین تو بُرے کہان
جائینگے۔ کیا خوب ارشاد ہے روحی
فداک یا رسول اللہ۔
الصالحون للہ والطالحون لی
یہ بات بھی سختی اور تحقیر سے دیکھی جاتی ہے
کہ جو مدار المہام ہوتا ہے اُس سے تہتے
اُن بن رہتی ہے یہ بڑی وجہ ملک کی
خرابی اور بربادی کی ہے عامتہ اہل الرای
کا یہ خیال ہے کہ مثل امرا و الیان ملک
کے نظام بھی کانون کے کچے ہین۔ یہ بدنما
داغ دامن انصاف پر ہے اس لیے
کہ نام خدا عدالت گستری و جہان بانی کے
علوم متعارفہ و اصول موضوعہ سے واقفیت
تامہ رکھتے ہو اور کوئی والی ملک ایسے
گوش ہوش نہین رکھتا پس لازم ہے کہ
جس طرح دشت و جبال مین شیرون کا
شکار بڑے گلے کھٹکے سے ہوتا ہے ایسا ہی
عالم کے دلون کے شکار مین مہارت کلی
پیدا ہو اور جس شخص کی عزت بخشی ہو اُسکی
تذلیل مین جلد کوشش نہ ہو۔ ممکن ہے
کہ تمہارے مشیرون کے امزجہ مین کسی
خلط کا زیادہ غلبہ ہو اور ہر شے لطیف کا
استحالہ خلط غالب کی طرف ہو جاتا ہو
اور یہی وجہ سوء مزاجی کی ہوتی ہو اسواسطے
کہ معتدل حقیقی کا وجود فرضی بھی فی زمانا
پایا نہین جاتا۔ اور ہر خلط طبعی مین اخلاط
غیر طبعیہ کا شمول امزجہ و اجسام مین فساد
و تعفن پیدا کر رہا ہے ایسی حالت مین
دانشمند و فرزانہ روزگار طبیب کو
تنقیہ عام و خاص کرنا چاہیے تاوقتیکہ جب
اصلاح مزاج کامل ہو جاتی تو اُن
معاجین و جوارشات کا استعمال کرادیجیے
جن مین ادویہ قلبیہ و دماغیہ کے

اجزا ہمسات کے ساتھ شامل کی گئی ہین اب بھی اگر ازالہ امراض مزمنہ کا شوق تو پھر آخر الدوا الکی پر عمل کرتے لیکن آپکا دل علاج دیدک پر ہے۔ تم علاج استعمال کرتے ہو۔ آگ کے جلے ہوئے کو آگ سے سیکتے ہو سنکھیا کھانے والے کو بچھناک اور تیلیا زہر دیتے ہو۔ علاج بالضد کا اصول چھوڑ دیا ہے یہی سبب ہے کہ امراض مزمنہ روز بڑھتے جاتے ہین۔ امراض ساریہ و متعدیہ کا غلبہ ہوتا جاتا ہے جیسے طبیب ڈاکٹر سرجن لاری طاعون کا انسداد کرسکتا ہے اسی طرح تم اپنے ارکان سلطنت کی سودا فزائی اور اخلاط غیر طبعیہ کا تنقیہ بھی کرسکتے ہو۔ (باقی آئندہ)

---

۱۴ جون سنہ ۱۹۰۱ء — ۳ ماہ

انجمن محمدی برادران لاہور

یہ انجمن سنہ ۱۸۹۹ء سے قائم ہے اخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء تک اس نے اپنے (۵۰) مرحوم ممبرون کے حاجتمند وارثون کو مبلغ .... دیکر اُن کی دستگیری کی ہے بحالیکہ ان متوفی ممبرون نے انجمن کو صرف .... چندہ دیا تھا غرض غریب اور متوسط درجے کے مسلمانون کے لیے یہ انجمن ابر رحمت کا کام دیتی ہے موت کا وقت مقرر نہین اس لیے اپنے بال بچون کے واسطے تھوڑا بہت سرمایہ چھوڑ جانے کے لیے آج ہی سے اس انجمن کے ممبر بن جاؤ۔ زندگی مین مدد دینے والی شادی فنڈ انجمنین بوجہ خود غرضی اور اپنے اصولون کے خراب ہونے کے اب سب کی سب ٹوٹ گئی ہین یا ٹوٹ رہی ہین مگر یہ انجمن مستقل اور قومی ہمدردی پر مبنی ہے جو ٹوٹ نہین سکتی۔ ضوابط انجمن شیخ گلاب دین صاحب وکیل و سکرٹری انجمن سے طلب کرو۔

۱۸-۴-۱۹۰۱ — ۳ ماہ

بنابر اطلاع وکلا و موکلان

کل کاغذات کارروائی عدالت مثلاً فیصلہ جات و بیان تحریری و اظہار گواہان وغیرہ بشرح متذکرہ تحت زبان اُردو سے زبان انگریزی مین ترجمہ کیے جاتے ہین فی نوے لفظ فی صفحہ اُجرت ۴ آنہ

المشتہر۔ جگدیا پرشاد مترجم لکھنؤ۔ ڈاکخانہ چوک۔ گول دروازہ متصل منشی کیدار ناتھ صاحب خطوط نویس۔

۱۱-۴-۱۹۰ — ۳ ماہ

پان مین کھانے کا خوشبودار تمباکو

اعلے درجے کی خوشبودار اور نہایت لذیذ و خوش ذائقہ تمباکو کی پتیان (جن کو زردہ کہتے ہین) مدرسہ اسلامیہ ردولی کے تجارتی کارخانے سے منگوائیے اس کی عمدگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہین آتا۔ درجہ اول ۳ سیر درجہ دوم ۲ سیر

المشتہر

محمد الطاف حسین منیجر کارخانہ تجارتی مدرسہ اسلامیہ ردولی ضلع بارہ بنکی

۲۸-۳-۱۹۰۱

بکار آمد اعلان

اگر کوئی صاحب چاہین آسان اور قابل اطمینان پراویڈنٹ فنڈ کی شرکت کرین جس سے بعد انکی

ممات کے پس ماندون کو سہولت اور نفع کے ساتھ کچھ سرمایہ ملے تو اس فنڈ کے منیجر سے بہ نشان ۱۱-۳ ہیری سن روڈ کلکتہ بذریعہ انگریزی تحریر خط کتابت کرین۔ ضوابط اور قواعد وغیرہ بھیج دیے جائین گے۔ اس دفتر کو انگریزی اشتہار و ہندسے درکار ہین۔

Harrison Road
11-3-Calcutta

از اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء — ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کی قابل

ڈاس کا مرکب وجاع

اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون) گٹھیا کسی درجے کا۔ وجع مفاصل وجع الورک۔ درد کمر پشت۔ جوڑون اور اعضا مین درد۔ چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی نہین کی۔ ہزار ہا چنگے ہوئے۔ ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہوجایگا خون صالح پیدا۔ فاسد دفع۔ معدہ صاف۔ ہضم صحیح۔ غرضکہ سارے بدن مین صحت کے آثار ہون گے۔ قیمت فی بوتل ۲ روپیہ اور خرچہ کمیشن ویلو ۔۔۔

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی

دواخانہ اناپورنا ۱۱۶۲

لوئر سرکلر روڈ کلکتہ

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

بسبب حسب ذیل خواص کو شفا کے لیے مشہور ہوگئی ہے کھانسی زکام کروپ انفلوینزا بوقت ضرورت آزمایش کرو۔ تمام دوافروش فروخت کرتے ہین

یہ سرمہ کا
زر بیمار
زر بیمار

جو نہ پڑھے پچھتائے

اس قابل مطالعہ رسالہ کا دوسرا ایڈیشن اس کے لائق مصنف نے کچھ مضامین اضافہ کر کے شائع فرمایا ہے اس مین فرحت انگیز منطق اور حیرت انگیز دلائل سے اعلٰی وسعت دکھایا گیا ہے کہ ہمارے ہندوستانی دُنیا مین کل جس قدر دیگر مذاہب و اقوام مین وہ موجود ہین۔ اگرچہ عالی خیال مصنف سے اکثر والی کو بوجہ نارواقفیت اس مین حالانخواستہ اختلاف ہو مگر ہم کو یقین ہے کہ جس وقت وہ حضرات اُس محققانہ حصہ رسالہ کو ملاحظہ فرمائینگے جہان رشیا رسیا اور سکینے کا سیتھ کیپن لکھے گئے ہین تو صاحب رسالہ کی طبع جوا اور ذہن رسا کی ضرور داد دین گے۔ اور نئے تعلیم یافتہ حضرات بھی باوجود گستاخانہ رائے کے بڑے بڑے پیچیدہ سوشل اور پولیٹیکل مسائل مین صلح کل - یون کے قائل ہون گے۔ اور سمجھین گے کہ یہ رسالہ صرف اُن کے لڈو ہی نہین جس کی بابت ضرب المثل ہے "جو کھائے وہ پچھتائے جو نہ کھائے وہ بھی پچھتائے"۔ بلکہ کا غذا ور روشنائی اور بہ مغز انسانی دماغ کی قابل احساس وہ وہ شے ہے جو ممکن ہے بمعلق ۶ تربیت نااہل اچون گردگان بر گنبد آسمان نااہلون کے ضعف تصادم سے کسی پہلو پر نہ لگے۔ مگر مضامین گران اور پر وزن سے اتنا ثقل ضرور رکھتی ہے کہ جو کا نکات میں پیپرویٹ کا کام دے اور اوراق رسالہ کے حق مین بر کیفیت رقم - ہماری بولی کی ترنگ مین تحت و فوق کے صعود و نزول کے وقت لنگر گران کی خدمت انجام دے - ۶ -

اسی وقت تو خوش کہ وقت ماخوش کردی

ٹرانسوال کی خبرونکا سانچا

لڑائی بھڑائی کی گلچپ - میدان داری کی جوتی پیزار - جنگ و جدل کا ڈھول و عیّا ابتدائی زمانے مین مشغلہ شیطانی ہو یا نہ ہو مگر جب سے توپ - بندوق گولے بارود کا عہد آیا تب سے تو یقیناً ان سب آلات حرب کی نانی یعنی آگ صاحبہ کی شیطانی کارروائی ہو گئی ہے - اس پر جب ٹرانسوال کی لڑائی اس قدر طوالت کھینچے کہ سالہا سال گزر جائین اور آج تسلط ہوتا ہو نہ کل تو اس کے شیطان کی آنت ہونے مین ہر کہ شک آرد کافر گردد عجب یہ ہو کہ ٹھہرا ایسا مسلسل اور وضعدار تو اُس سے متعلق خبرون کے سانچے کی بھی ویسی ہی ضرورت لاحق ہوئی جیسی ایک ہی شکل صورت کی چیزون کے واسطے کاریگرون کو ہوا کرتی ہے اور سہولت کے لحاظ سے سانچے بنا لیتے ہین - سونا - چاندی لوہا تانبا گلا یا اور چیزین سانچون مین ڈھال لین - چنانچہ ٹرانسوال کی خبرون کا بھی ایک سانچا راس انجنیر واقعہ نگاری مسٹر اودھ پنچ نے بہزار محنت طیار کیا ہے - بس اس سے جنگ کی خبرون کو لیجیے اور سال مین ڈھال لیجیے - اللہ نے چاہا چارون چونکن ٹھیک ہی اُترین گی ؎

.... : تاریخ کو .... بوئر فوج نے دھوکا دے کے .... فوج سے حملہ کیا ٹرسپا کیے گئے - بوئر ... مقتول ... فوج اور .... مقید ہوئے - بہت سا سامان حرب چھین لیا گیا .... گولہ بارود کے چھکڑے .... گھوڑے اور مویشی ہانک لے گئے - ہماری فوج .. آدمی مقتول اور ... مجروح ہوئے - بوئر .... جانب بھاگ گئے - باقی خیریت ہے۔

خاکی وردی والا چھٹ رسان

میدان جنگ کے ایک مرد سے

جنوبی افریقہ کی خبرین اس قدر کمیاب ہین کہ تھوڑے عرصہ سے میدان مین کسی شخص سے مددملنی مبارک سمجھی جاتی ہے - ویکلی ڈسپیچ آف لنڈن کا نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ ابھی چند یوم گزرے ہین کہ مین چارم ٹل سکس کے چھٹے بٹالین کے سارجنٹ ارتھر بلی سے جو چھوٹے سے دلپسند گھر واقعہ ولیسٹ مورلینڈ نمبر ۶۸ لندن مین گیا - بہت عرصہ نہین گزرا کہ وہ جنوبی افریقہ سے واپس چلا آیا ہے - چنانچہ مجھے یقین تھا کہ وہ اُن تکالیف کا عجیب احوال سُناویگا جو اُس نے موجودہ جنگ مین برداشت کی ہون گی - سارجنٹ اہ تھرلی کی وضع جنگی ہے - اور ایسی بے دھڑک بات چیت کرتا ہے جیسا کہ کمیو مین گولہ باری کی واقفیت کے باعث حاصل ہو جاتی ہے - اور وہ مسٹر الیف ای بی انڈرسن کا اسٹنٹ ہے جو تھیٹر و ڈ واقعہ بیٹرسی مین مشہور و معروف اور تجربہ کار باغبان ہین - سارجنٹ ارتھرلی کا بیان ہے کہ سال گزشتہ کے آغاز مین ہماری رجمنٹ کو جنوبی افریقہ کو [illegible]

خیریت رہی۔

تنبیہ۔ خالی خانوں پر اُسی طرح خانہ پُری کر دینا چاہیے جس طرح دفاتر میں نقشے بھرے جاتے ہیں۔ ہاں اس قدر بخاطر رہے بوئرون کی تعداد اور ہمارے شہداء میں آسمان زمین کا فرق ہے کیونکہ رات دن سوتے جاگتے واقعات کی رو سے یا صرف اٹکل پچو (جس کی مدد سے لکھا جا سکے) بہرحال صحیح تو ضرور ہی ہوگا۔

ہماری عورتوں کا لباس

پردہ عصمت میں رہ پردہ ہماری

عورتوں کے لباس پر پہلے نقطہ ارڈائی سے جس پر اودھ پنچ نمبر ۱۷ مورخہ ۲۵ اپریل میں چھیڑ چھاڑ ہوتی ہیں۔ مگر اس تھوڑی سی آؤ بھگت سے کیا ہوتا ہے اُنھوں نے تو بڑا زہر اُگلا ہے۔ ایسا چلتا اور اُچٹتا سا جواب کب خاطر میں لائیں گے۔ اُن کو تو مقبول چاہیے اُن بر آہن کوفتن یا ٹنکی بہ ترکی۔ بھلا یہ تو تلائیے کہ ہم کم بختوں کی کوئی آن بھی پسندیدہ ہے یا سر سے پاؤں تک گُود رگو مرغی ہی کا گوہیں۔ عیب جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ مرد عورت دونوں میں کیڑے پڑے ہیں۔ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ ہائے محاسن بھی معائب ہی نظر آتے ہیں۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

ہاں خیر سار ی دُنیا کی بُرائیاں ہم میں سہی ہم ہی سب کی پوٹ ہیں۔ مگر علاج چیست؟ اس گتھی کو ذرا سُلجھائیے تو سہی کہ آخر کرنا کیا چاہتے ہو۔ عیب دکھلاتے ہو تو نیک صلاح بھی تو دو۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ مطلب سعدی یہ ہے کہ انگریزوں کی تقلید کرو۔ مگر رہیں محو پڑدوں میں اور خواب دیکھیں جلوہ گاہ کا

جامہ ندارم دامن از کجا آرم۔ ایسا نہ ہو کہ کوّا ہنس کی چال چلے اور اپنی بھی بھول جائے۔ یہ تو شور و غل چوطرف ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ وحشیوں اور خونخواروں کا مذہب ہے۔ اس کے اصول مانع ترقی و تہذیب ہیں۔ بس پہلے تو اس کی گردن مروڑ دو اور اسی کو خیرباد کہو۔ بس یہ روڑا اٹکا اور ترقی زن سے آ گئی۔ تو چلو پہلے سب کے سب کرسٹان تو ہو جاؤ کہ بادشاہ وقت سے اور کوئی مناسبت نہ ہو تو مذہبی میل جول تو ہو جائے اور صاحب بہادر اور میم صاحب کا لقب اس کالے توے کی رنگت پر تو مل جائے۔ بس نہ اسلام رہے گا نہ جھگڑے ہوں گے۔ نہ عورتیں قید رہیں گی نہ چار چار نکاح ہوں گے نہ رہے بانس نہ باجے بانسری۔ پہلے یہ تو بتلائیے کہ جو تصویر مزنانہ لباس کی کھینچی گئی ہے آیا وہ شرفا کی عورتوں کا پہناوا ہے یا بازاری کسبیوں کا۔ ہماری دانست میں تو شریفوں کے گھر میں وہ لباس نہیں ہے جو بتلایا جا رہا ہے۔ ہاں ہوگا تو بعض گھروں میں جہاں کی عورتیں کوٹھوں سے اُتر کر ہنگامی طور پر خانہ نشین ہو گئی ہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ ہمارے گھروں کے لباس محتاج اصلاح نہیں۔ ہے اور ضرور ہے۔ لیکن جن کی تقلید کی جا رہی ہے اُن کا لباس ہم سے زیادہ تغیر و تبدل کا محتاج ہے۔ نہیں معلوم کن عورتوں کا لباس دیکھ کر لکھ مارا ہے۔ وہ تو ہماری عورتوں کو نہ قالغہ دیا جاتا ہے نہ لگام۔ نہیں معلوم یہ لباس یہ تمو ہیئت کیسے ہو گیا۔ عورتیں کس طرح بہائم اور درندہ ہو گئیں۔ شاید آپ کو بہائم اور انسان میں تمیز باقی نہیں ہے۔ شاید ڈارون کی تھیوری پر عمل ہے کہ انسان پہلے بندر تھا اور کل شئی یرجع الی اصلہ پر عمل ہے۔ شاید کسی نے نوچ کھسوٹ لیا ہے یا پنجہ مار دیا یا کاٹ کھایا

واسطے کوچ کرنے کے حکم صادر ہوا۔ قریباً نصف ماہ فروری میں ہم کیپ ٹون میں پہونچ گئے۔
پیٹیو تھ برگ روڈ کے مشہور مقام اتصال پر ہم کو بھیجا گیا۔ جو کیپ ٹون سے قریباً ایک سو میل کے فاصلے پر ہے تاکہ آمد و رفت کی سڑک سے بوئرون کی مداخلت کو روکا جاوے۔ یہ ہماری بدقسمتی تھی لیکن ہم کو کسی لڑائی میں مقابلہ کرنا نہ پڑا۔ مگر ہمیشہ شب و روز آندھی ہو خواہ دھوپ مکار بوئرون سے چوکنا رہنا پڑتا تھا۔ رجمنٹ میں میرا کام بڑا سخت تھا۔ کیونکہ میں رجمنٹ میں چٹھی رسان تھا۔ اور علی الصباح خیمے سے روانہ ہونا اور رات کے وقت دیر تک ڈیوٹی پر رہنا میرا معمولی کام تھا۔
جنوبی افریقہ میں پی تیو ترہ برگ بارش کے واسطے بڑی مشہور جگہ ہے۔ وہاں بارش بوچھاڑ دار ہوتی ہے۔
کمال پر بھیگے ہوئے بینٹ رہنا ہمارے واسطے ہیچ تھا۔ اور دوسرے روز اُسی حالت میں جاگ پڑتے تھے۔
خاکی وردی واٹر پروف نہیں ہوتی ہے۔ اور بارش کا پانی چھلنی کی طرح وردی میں سے نکل جاتا ہے۔
سنہ ۱۹۰۱ء کے تیوہار ایسٹر کو مجھے سردی ہو گئی۔ جس میں کئی یوم تک مبتلا رہا۔ ایک روز جاگنے پر مجھے ہر ایک ہڈی جسم سے

امریکہ - یار ہمارا نسخہ شراب تو ایسا اچھا ہوا ہے کہ ہمکو اصلاح کی ضرورت نہیں ۔

باڈس لیا جو بہائم کا خطاب ملا ہے اور اگر کوئی عورت اسی نا کہ چوٹی مین گرفتار ہے بھی تو اُس کا ذاتی قصور ہے نہ لباس کا۔ اور ہم نے کلکتہ کا سارا عجائب خانہ دیکھ ڈالا۔ کہین ایسا لباس کسی جانور پہ نہین دیکھا۔ اگر شیر کے سے ناخن یا ریچھ کی کھال پہنی جاتی تو بھی ایک بات تھی شاید حضور کے اس حرم کے ننگے شیر اور ریچھ اور لنگورون کا خیال ہوگا تو البتہ صحیح ہے مگر وہ مردون سے متعلق ہے نہ عورتون سے۔ "بد کاری کا تمغہ" یہ آج ہی معلوم ہوا کہ بدکاری کا کوئی خاص لباس بھی ہے۔ جنابمن۔ بدکاری اور نیکوکاری کا تعلق دل سے ہے کوئی لباس اس مین نہین ہو سکتا۔ آپنے نہین سُنا رہی تو آپ سے اور کہین تو سگے باپ سے اس پہ بھی تہذیب مانع ہے ورنہ آپ ہم خود دکھلا دیتے کہ تنگ مُہری کا لگام چڑھا ہوا پاٸجامہ زیادہ محافظ ناموس ہے یا صفا صفا سایہ اور لہنگا۔ جہان کسی قسم کی روک ٹوک ہی نہین۔ "بال بالکل کھلے" یہ اعتراض تو ہم سے زیادہ اُن پہ ہے جن کی تقلید آپ ہم کو سکھلا رہے ہین شاہ تہ شانون اور کلون تک

برہنہ"۔ ارے یار کب کی کہہ رہے ہو؟ آج تو آستینوں والی کُرتی یا کفن دار کُرتہ مستعمل ہے۔ نہین معلوم کس کوٹھے پہ چڑھ کر آپ بلند پروازی کر رہے ہین۔ "سینے پر محرم اور دو پٹہ کی دو تہین اور دونون بیکار ململ کے نیچے پنڈا جھلک رہا ہے" یہ بھی کسی بازاری کسبی کا حال لکھا ہے۔ شریفون مین اب جالی نوٹ اور شبنم کا رواج نہین سنگین کپڑا پہنا جاتا ہے۔ جس مین نہ پیٹ کھلتا ہے نہ پنڈا جھلکتا ہے۔ ہان آپ مستورات کو ٹاٹ بانی کپڑے پہنانے چاہتے ہین تو وہ بات ہی دوسری ہے۔ محرم پر جو آپ نے چوٹ کی ہے تو یہ اعتراض خدا پہ کیجیے کہ سینہ کو اُبھارا ہی کیون۔ صفا سلیٹ کیون نہ بنایا۔ دو تہون کے بعد بھی اگر نظر وہان پہونچے تو نظر کا قصور ہے نہ لباس کا۔ آپ نے شاید کارسٹ نہین دیکھی جس سے بُڑھیا عورت کا سینہ بھی کوہ ہمالیہ کی چوٹی سے مقابلہ کرتا ہے اور آج کل تو فیشن بھی ہے۔ آپ کو قسم ہے سچ کہیے کہ ہمارے گھر کی بہو بیٹیون کا سینہ کھلے خزانے دکھلائی دیتا ہے۔ یا اُن کا جن کے لباس پہ آپ لٹو ہین۔ کیا وہ ڈریس آپ نے کبھی نہین دیکھا جو بال

مین مستعمل ہوتا ہے۔ اُس مین البتہ کھلے بازو کھلے بال اور کھلا سینہ رہتا ہے۔ ہماری عورتین تو بیچاری شرم و حیا سے مجسم ہین تو وہ کسی بڑے رشتہ دار کے سامنے مُنہ ہی نہین کرتین تو اُن کا عیب صوت نظر کیا پڑے گا۔ جھجکی جھکائی۔ شرمائی لجائی۔ سر سے پاؤن تک چادر اوڑھے پیٹھ موڑ کر بیٹھنا تو اُن کا شیوہ ہے۔ یہ جو سنڈی مسنڈی۔ کسی کسائی۔ تنی تنائی تصویر آپ نے کھینچی ہے کسی شریفزادی کی ہو نہین سکتی۔ "ناف اور پیٹ بالکل برہنہ"۔ اونچی کرتی پہننے کا زمانہ گیا اب تو لمبے لمبے کُرتے اور اُس پہ واسکٹ رہتی ہے۔ ناف اور پیٹ پر نظر پڑنا کیا مجال ہان وہی بازاری ننگا بُیون کی ناف پیٹ سب کچھ کُھلا رہتا ہے۔ "تنیفہ ایسا کھنچا ہوا کہ بغلی تکیہ کا غلاف" یہ بھی غلط۔ محض تنگ موہری کا پاٸجامہ بہت کشادہ اور ڈھیلا پہنا جاتا ہے اور یب اور پھنسوان دونو معیوب ہین۔ میانی کی لگام تو بدلگام لوگون کے واسطے کسی جاتی ہے مگر نہیں معلوم کس کی میانی پر نظر پڑی۔ کیونکہ سوا ایک بہائی کے کل میانیون پر ننگا دوڑ (۶)تا

دلفریب ہے۔ بہت افسوس ہے کہ ایسا زمانۂ تہذیب میں الیسا رکیک پیرایہ کیا گیا۔ اگر کوئی عورت اس قدر بیہودہ اور بدتمیز ہے کہ وہ غرارہ وغیرہ پائجامے کو سنبھال نہیں سکتی تو یہ اُس کا قصور ہے ورنہ یقین جانیے کہ ران اور پنڈلیاں تو کجا ہم نے ٹخنہ کھلتے بھی نہیں دیکھا اور بڑی رات کی بات شاید آپ کی نظر پڑی ہو۔ ہم تو خوب جانتے ہیں کہ سوتے وقت پاجامے اس طرح سے لپیٹ اور اُڑس لیے جاتے ہیں کہ کیا مجال جو کھسک جائیں۔ بس آپ نے جس لباس کی ہجو کی ہے وہ کسی شریف زادی کا لباس نہیں ہے بلکہ بازاری عورتوں کا ہے۔ ناحق آپ نے اس طرح کے فقرے وغیرہ اتنی لکھ کر لوگوں کے دلوں کو دکھایا۔

راقم۔ ب۔ دکن

کھلی چٹھی بنام نظام دکن

نظام الملک آصف جاہ بہادر

تحریر ۲۰ جون سنہ ۱۹۲۱ء

بے خبری کا جو عالم ہے وہ بعض اوقات سوہان روح ہو جاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ جس طرح ہم کو خدا اسلئے فارغ البال بنایا ہے دنیا ایسے ہی فکر دردکھ گھٹنے سے ڈالے ہوئے ہے کسی کو دنیا میں کچھ فکر نہیں ہے یہ صرف خیال ہے۔ جس کو تمہارے ہروقت کے پاس رہنے والوں نے قائم کرا دیا ہے ملک میں یہ بات مشہور ہو رہی ہے کہ دکن کی اُمیدواری کے واسطے انسان کو عمر نوح درکار ہے۔ کم سے کم ۱۰ سال میں تم اُمیدوار کو ایک مرتبہ یاد کرتے ہو۔ وہ بھی بڑا خوش قسمت شخص ہے جسکی یاد اس قدر مرور ایام کے بعد بھی زبان تک آ جاتی ہے۔ ایسی یاد کی قسم کھانا چاہیے۔ حسینان روزگار کے سر سے تغافل کا الزام قطعاً اُٹھا دیا ہے اُن کے یہاں وفات کے قبل ہی مشتاقان لقا کی کبھی یاد ہو جاتی ہے مگر تمہارے یہاں اکثر وفات کے بعد یاد ہوتی ہے اور اُمیدوار کو کارکنان قضا و قدر سے اُلجھنا پڑتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ حضور نے یاد فرمایا ہے در دولت پر حاضر ہو۔ وہ کہتے ہیں اب تم قید میں ہو۔ یہ تمہاری سزا ہے کہ تم نے خدا کی یاد چھوڑ دی تھی اور حضور کی یاد میں یہ شغل اختیار کیا تھا کہ مرتے وقت بھی حضور ہی کا نام زبان پر تھا۔ غرضکہ تمہاری یاد کسی طرف کا انسان کو نہیں رکھتی۔ دولت پرستی کا وہم دنیا میں تمہاری پرستش کراتا ہے۔ فنا کے بعد بھی تمہاری یاد عالم برزخ میں مالک حقیقی کے خیال کو نہیں آنے دیتی۔ ایسی بے خبری۔ تغافل شعاری اگر چند سے اور رہی تو خدا کی خدائی میں غفلت و بے خبری کا پتہ ملے گا۔ فلک نا چو محلہ میں غفلت کے پردے۔ بے خبری کی چلمنیں سرک رہی ہوں گی۔ تمہارے کسی شوق پر بحث کرنا بالکل حماقت ہے اس واسطے کہ تم کو جو شوق ہے وہ ہوکر دہی ہیں جو دنیا میں رؤسا و اُمرا کو ہوا کرتی ہیں۔ اور بے فکری کے عالم میں انسان کے واسطے اس سے زیادہ شوق کی چیز دوسری کیا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے تم کو کوئی فکر و تردد تو باقی نہیں رہا۔ دنیا میں جس واسطے تم بھیجے گئے تھے اُس رسالت کی تکمیل تم نے کر دی اور اپنی آن بان سے ملک کو معراج کمال پر پہونچا دیا۔ جدھر نگاہ جاتی ہے۔ ہر شخص مہذب جنٹلمین نظر آتا ہے۔ وقت وقت کی پوشاکیں ہیں۔ کھانے وقت وقت کے علیحدہ ہیں

چیمبرلین صاحب کا علاج قولنج

وہ ہیضہ وا سہال اس پر ہمیشہ اس بات کا بھروسہ ہو سکتا ہے کہ مندرجہ ذیل امراض میں فوراً نفع ہوگا۔ درد معدہ تخمہ۔ قولنج پیچش بہ طبیعت ایسی دوا کی حاجت ہو آزمائش کرو۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔

گولیوں کا استعمال کرنا پسند کیا۔ پہلے بکس کے خاتمہ پر مجھکو کسی قدر افاقہ ہو گیا پانچ ہفتہ گزرنے پر مجھے صرف اتنا ہی آرام نہیں ہوا کہ کچھ بھی کھانا کھا لوں۔ اور نیند بھر کر سو جاؤں۔ بلکہ درحقیقت میں پھر تندرست ہونے لگا۔ اور چند ہفتہ گزرنے پر میرے ہاتھ اور پاؤں کی سوجن بالکل معدوم ہو گئی اور خمدار انگلیوں نے اپنی اصلی حالت حاصل کر لی۔ میں اپنی زندگی میں کبھی اب جیسا تندرست نہیں ہوا تھا۔ مجھے اب شکایت درد نہیں ہے اور میں میدان جنگ کے واسطے کافی تندرست ہوں۔ اور اگر میری ضرورت پڑے۔

اس ملک میں ایسے مریضوں کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے ڈاکٹر ولیمز پنک پلز سے درد عضو کی بیماری سے صحت پائی لیکن جنوبی افریقہ کے بہادر کی علامت و امراض اس دنیا میں مشہور دوائی کا اور زیادہ اثر پھیلانے کی مثال ہے مسٹر لی کا بیان عموماً لوگوں کے واسطے بڑا مفید ہے۔ جس سے وہ خرابیاں ظاہر ہوتی ہیں جو سخت موسم اور سیلاب میں رہنے سے عائد ہوتی ہیں۔ اُن اشخاص کے واسطے نہایت خطرناک ہیں جن کا خون مقدار میں کم ہے۔ ڈاکٹر ولیمز پنک پلز کی ہر ایک خوراک نیا خون پیدا کرتی ہے۔ نئے خون سے مراد تندرستی اور طاقت ہے۔ اینیمیا اور جسم کی بیماریوں کے تمام اثر نیا خون پیدا ہونے سے رفع ہو جاتے ہیں۔

ہندوستانی طرز معاشرت سے نفرت ہے
حیدرآباد (سول) دنیا میں شمار کیا جانے
لگا۔ یہی بات ملک کے واسطے چاہیے
تھی۔ اب کوئی کام تم کو کرنا باقی نہیں رہا
اور جب کبھی ضرورت دیکھتے ہو پشش پاہی
میں او سچار جیسے افسوں کی نقلی ایلیا کا حکم
بھی نافذ کر دیتے ہو۔ اگر اس محنت و کوشش
کا بدل ما تجلل نہ کرو اور تھوڑا وقت عیش
نشاط کے مشاغل میں صرف ہو تو محنت
دماغی میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اور
کوئی کام خلاف عقل و فطرت نہیں
ہے۔ میری چھٹی قریب الختم ہے۔ اور تھوڑے
دنوں کے واسطے میں اس عالم آب و گل
سے باہر جانے والا ہوں اس واسطے
آخر میں ایک نصیحت کے واسطے اور باقی
رکھی ہے اس کا بھی لکھنا ضرور بات
ہے کہ لحاظ سے سب ہی ضروری ہے۔
دکن میں وہم پرستی کا سبب زور ہے
میری نظر جس شے پر پڑتی ہے وہ تصوف
و رہبانیت کی تصویر نظر آتی ہے جیسے طرح
سیندھی۔ مرچ۔ کشائی و کرت خصوص
حیدرآباد کی آب و ہوا کے اعتبار سے
لازم ہو گئی تھیں ویسے ہی اب فقیر دل
در درویشوں۔ ولیوں کا قدم اس سرزمین
کے واسطے لابدی ہو گیا ہے ہر شخص
فقیر نظر آتا ہے اور تمھارے امکان
دولت۔ تمھارے محلات مثلے اہنمات
تم خود بھی انسان پرستی کے قعر میں چلے
جا رہے ہو۔ بصیرت کی نگاہ سے کسی شخص
کو نہیں دیکھتے ہو۔ اس کلیہ پر عمل ہے
کہ ہم سے بھی ساری خدائی ہے یہ عمل
درست ہے مگر تم سے بادشاہ ملک
کے واسطے نہیں۔ تم خود دلی کامل ہو۔ اگر
تھوڑا تذکب کرو تو یہ طوفان جو ظاہری
دنیا میں تصوف کا آگیا ہے اس کے
روکنے کی اگر جلد تدبیر نہ کرو گے تو یاد
رکھو کہ تمھارا سارا ملک فقیر ہو جائے گا
اور اس وقت بے شک تم حقیقی شہنشاہ
بن جاؤ گے۔

اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں
خدا تمھارے ملک و اقبال میں ترقی دے
اور تم خدا و رسول کے احکام پر چلتے رہو

راقم۔ قسطاس الحکمت

لوکل علیہ الذھوب

ہمارے شہر صاحب میں اگرچہ کوئی
حرارت باقی نہیں رہی مگر حرارت موسمی نے
سوادیت (یعنی گرمی) کا مادہ اس درجہ بڑھا دیا ہے
کہ سر سے پاؤں تک پھنک رہا ہے۔ اندر باہر
ایک آگ سی لگی ہوئی ہے۔ رات دن صبح شام
کسی وقت کی تخصیص نہیں جب دیکھیے سورج تپتا
جلال پر ہیں۔ انسان چنے کی طرح بھن رہا ہے
معلوم ہوتا ہے آفتاب سوا نیزے سے بھی اونچ
اور نیچے ہی کھسک آیا ہے۔ ہر مکان
مطبخ۔ ہر گلشن گلخن ہے۔ آدمی مکان میں کیا ہے
مسلم کبرا دیگ میں دم پخت ہو رہا ہے۔ ہوا
اول تو محسوس ہی نہیں ہوتی۔ اور اگر غلطی سے
چلی بھی تو نار جہنم سے تعلیم پا کے۔ سچ پوچھیے دوزخ
کا سیفٹی والو کھل گیا۔ یا کسی اگھا جتیا لنے ہاڈ
کر کے چوٹ کی یا دس میں گن سو کا اس بھاڑ
اور تنور تھا مانند جوٹ کی طرح اس شہر کے منھ
کھول کے آ پڑے یا جن اون خفا ہو گئے
اسطرف پھیرے معالیہ ثلثہ بچے اور سونے لگے
جس جانور کو دیکھیے کباب ہو رہا ہے۔ نباتات اپنے حال
میں۔ زمین کی پیداوار پھلوں میووں کی کیفیت
کہ آم انگور ہو گئے۔ رسیلی انسان تاک سے غائب
ہی کریں سیا کا کان بھی سوکھی گردنیا بھی آنکھوں سے
ریل گئی۔ دنیا سے شادابی مفقود ہو گئی حرارت
اور یبوست کا عمل دخل ہے۔ مجال کیا آدمی
پانی پیے اور رطوبت جسم میں جذب ہو فوراً پسینہ
بن کے نکل آتی ہے۔ کنظروف کنویں خشک ہو گئے
دریا آب جو ان کی لنگوٹی بن گیا۔ راہرووں کو
خاکی وردی ملی۔ درخت یا تو اصلی سبز رنگ
سے رنگے ہوئے تھے یا خزان نے یرقانی
زعفرانی۔ ہندوستانی زرد رنگ میں شرابور

کیا سکسانون نے تھرا تھرا کے آسمان کی طرف منہ اٹھایا۔ نونڈون نے گھڑی گھڑی پیاسا کالے سیگھا پانی دو کا غل مچا رکھا ہے مگر گھٹا کا نام نہیں۔ اگر گھٹا ہے تو اٹھتے ہی آگہی کا زنغ۔ باقی فلک کا سینہ شفق کی روشنائی کا فقر سرآتے آتے تپ زدہ کے لبون کی طرح خشک ہے۔ اس مصیبت پر جو آنسو آنکھ تک آتے ہیں لوگ ان کو بھی آفتاب کی حولت اور تند مزاجی کے خوف سے اُسی لڑکی پی جاتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ بیان امور مصائب کرنا آسان نیست۔

---

۳۰ جون ۱۹۰۱ء — ۳ ماہ

انجمن محمدی برادران لاہور

یہ انجمن ۱۸۹۳ء سے قائم ہے اخیر دسمبر ۱۹۰۱ء تک اس نے اپنے (۷۵) مرحوم ممبرون کے حاجتمندوا۔ ثون کو مبلغ ... دیکر اُن کی دستگیری کی ہے بحالیکہ ان متوفی ممبرون نے انجمن کو صرف ... چندہ دیا تھا غرض غریب اور متوسط درجے کے مسلمانان کے لیے یہ انجمن ابر رحمت کا کام دیتی ہے موت کا وقت مقرر نہین اس لیے اپنے بال بچون کے واسطے تھوڑا بہت سرمایہ چھوڑ جانے کے لیے آج ہی سے اس انجمن کے ممبر بن جاؤ۔ زندگی مین مدد دینے والی شادی منشا انجمنین بوجہ خود غرضی اور اپنے اصولون کے خراب ہونے کے اب سب کی سب ٹوٹ گئی ہین یا ٹوٹ رہی ہین۔ مگر یہ انجمن مستقل اور قومی ہمدردی پر مبنی ہے جو ٹوٹ نہین سکتی۔ ضوابط انجمن شیخ گلاب دین صاحب وکیل وسکرٹری انجمن سے طلب کرو۔

میرے کا سرمہ

عصمت فروش

زمانے نے ایسی دھوم دھام مچا رکھی ہے کہ ہر قوم ہر ملت۔ ہر جماعت کے لوگ کوئی نہ کوئی طریقہ اپنی بہبودی اور ترقی کا نکال رہے ہیں۔ ہر قوم میں کوئی نہ کوئی ایسا شخص ضرور نکل آتا ہے کہ حقیقی ترقی کے واسطے اپنی جان و مال کو وقف کر دیتا ہے۔ لیکن افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ ایک آفتزدہ قوم کی جو کہ نہایت فیاض رحمدل مردم شناس اور نفع پہونچانے والی ہے اُس کی کوئی خبر لینے والا نہیں پیدا ہوتا اس قوم سے جس قدر خلق خدا کو آرام و آسائش پہونچتی ہے اُس کا بیان کرنا کچھ ضرور نہیں۔ دُنیا جانتی ہے۔ اس قوم کا ہر ممبر یہی کوشش کرتا ہے کہ انسانوں کو کسی طرح آرام ملے۔ اور اپنی خواہشوں کو دوسروں کی خوشی کے واسطے بالکل قربان کر دیتا ہے۔ اب بھی آپ سمجھے یہ کون تباہ شدہ قوم ہے ؟

یہ قوم طوائفوں کی قوم ہے۔ اس نفع رسان قوم کی بہت ہی خراب حالت ہے۔ اور کوئی خبر نہیں لیتا خدا جانے قوم کے دردمند کہاں گئے؟ اور کیوں ایسی رحمدل اور آرام رسان قوم کی خبرگیری نہیں کرتے۔ ہم نے آمادہ کیا ہے کہ اس قوم کی ترقی کے واسطے ایک اسکول کھولا جاوے اور ایک اخبار مندرجۂ عنوان نام کا نکالا جاوے دونوں کا یہ اصول ہوگا۔ اس قوم میں ترقی کی روح پیدا ہو سکے۔

(۱) ایسے ایسے تجربے سکھائے کہ نوجوانوں کو جس طرح ہو سکے اندھا کر کے لوٹا جاوے اور بڑے سے بڑے ہوشیاروں کی آنکھوں پر شراب کی پٹی چڑھا کر اندھا کر دیا جاوے

(۲) اعلے درجے کی عیاریاں مکاریاں دہوکے بازیاں سکھائی اور پڑھائی جاویں تاکہ کسی جگہ۔ کسی مقام پر دہوکا نہ کھا سکیں ظاہر طور سے ہر ایک سے عشق بازی کرنا اُن کو سکھایا جاوے تاکہ ہر ایک شخص یہ سمجھے کہ ہمیں کو چاہتی ہے۔ لیکن اصل میں سب دہوکے بازی ہو۔ اور اسی فن کی بہت سی باتیں سکھائی جاوینگی اس کام کے واسطے نہایت تجربہ کار پرانی نائیکاؤں کی تلاش کی گئی ہیں جو لوگ رنگ باران دیدہ حضرت نوح کے وقت کے زمانے کا گرم و سرد چشیدہ ہیں اور جنہوں نے خاندان کے خاندان تباہ کر دیے ہیں اور سیکڑوں نوجوانوں کو نامرادی مار ڈالا ہے اُن کی تجربہ کاری دُنیا میں مشہور ہے۔

لہذا جو نیک سیدھی سادی لڑکیاں اس اسکول میں داخل ہونا چاہیں فوراً اپنی اپنی درخواستیں بھیجیں انکو نہایت اعلے درجے کی تعلیم اس فن کے متعلق دی جاوے گی۔ اور جو صاحب اخبار خریدنا چاہیں اپنے پورے پتے سے فوراً اطلاع دیں۔ جو صاحب کوئی نیک اور کارآمد صلاح ان امورات کی نسبت دینگے اگر وہ واقعی کام کی ہوئی تو شکریہ کے ساتھ منظور کیا جاویگی

مشتہر

منیجر۔ عصمت فروش

کھلی چٹھی بنام شہزادی سلطان جہان بیگم ولیعہدۂ بھوپال

الا اے امیر خجستہ صفات
نہ زائید گیتی چو تو نیک ذات

پیاری شہزادی۔ خداوند گیتی افروز نے اس عالم کون و فساد میں نظام مملکت کے اصول جو جہانبانی کے واسطے بنائے ہیں غالباً تم اُن سے بے خبر نہیں ہو۔ تمہارے معاندین و مخالفین کا یہ دعوی کہ امور سلطنت و نگہداشت مملکت کے واسطے تمہارے پاس کافی تجربہ نہیں ہے قابل مضحکہ ہے اور اسی دعوے اسی زُن کے لطون کے اصلی اسباد احشا کے امراض خبیثہ نظر آتے ہیں وہ پہلی تو بغض و عناد کے زہریلے مادے میں مبتلا تھے مگر اب بوقلمونی و نیرنگی زمانہ اور تمدد اہل فعلین کے باعث سخت ترین بیچشیں میں گرفتار ہیں جس کے واسطے چاپلوسی کا معجون چاپلوسی اور سفوف خوشامد بالکل مفید نہیں ہے اور یقیناً تم ان کے امراض صعبہ کا خیال کر کے اپنے فطرتی جوہر رحم و مروت کی بنا پر عہد و معالجہ کی فکر میں ہو گی۔ مگر یاد رکھو کہ اس قسم کے اشرار و تباہ کار اشخاص کے ساتھ مراعات و رحم کا برتاؤ اشتراکیاں عقل و دانائی و مصالح مملکت و آداب سلطنت کے خلاف ہے تم کو غالباً اُس تجربہ کار شیخ کا قول یاد ہوگا جو عالم ارواح میں سب روح میرے ساتھ رہا تھا۔

نکوئی بابدان کردن چنان است
کہ بد کردن بجاے نیک مردان

امداد و اغیار کی خوشامد اور چاپلوسی پر اعتبار بھروسہ۔ یقین۔ تلطف کرنا جو اس سلطنت کو منقلب کر دیتا ہے مجھے صائب کا یہ شعر بہت پسند ہے جس نے میری نصیحت کا پیشگی ترجمہ فارسی زبان میں کر دیا ہے۔

برتو اضع ہاے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست
پاے بوس سیل از جا افگند دیوار را

دیکھو یہ کس قدر لعنت کے بیان ہیں وہ لوگ کہ چار مہینے پہلے تمہاری پیاری ماں کے

© وجع مفاصل کا عارضہ بڑی تکلیفوں سے جاتا ہے حمیر لیبق صاحب کی بہن باوم نے پہلا اس کو جا دو کر دیا۔ وہ عنقریب جب استعمال کیا جاوے گا تو ایسا ہی عمل کرے گا۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔

سہاگ۔ انوسے ادب کیا کرتے تھے اُن کے ساتھ وسیع دسترخوان پر بیٹھکر اطعمۂ لذیذہ مزروقات مختلف کے مزے اڑاتے تھے۔ ان کی زبانیں چٹپٹی چیزوں کے ذائقہ سے چٹخارے مارا کرتی تھیں اور یہ مہذب پلاؤ کبھی بھول کر بھی تمکو یاد نہیں کرتے تھے۔ وہ فرشتہ خصلت نیک سیرت بی بی کبھی ٹھنڈی سانس لیکر تمکو اگر یاد کرتی تھی تو یہ توجہ کو دوسری طرف مبذول کرا دیتے تھے کبھی کہتے تھے کہ حضور آپ تو جوش خون میں دیوانی ہو رہی ہیں اور بیا (جو پالی زبان میں لڑکی فردس ل) کو مطلق آپ کا خیال نہیں ہے۔ وہ اپنے شوہر کے اختیار میں ہیں۔ ان کے شوہر میل جول نہیں چاہتے۔ فرقہ اُناث کی ضعیف الاعتقادی قوانین قدرت سے ثابت ہے۔ وہ نیک نہاد بی بی بھی ان جھانسوں میں آجاتی تھی۔

پس تم اپنے اصلی دشمنوں کو خوب پہچانتی ہو چاہے تم ان لوگوں کو جواہرات میں غرق کردو اور چاہے کیسا ہی ان کو شریک سلطنت بناؤ۔ یہ لوگ اپنے گزشتہ سوانح اور عالم ایجاد کے کارنامے یاد کرکے کبھی جبلی و فطری افعال کو ترک نہ کرینگے۔

مین نے سُنا ہے ان لوگوں نے تمہارے پاک محل میں اپنے قدوم میمنت لزوم کا نقش بنانا چاہا ہے اور رات دن یہ اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ تم تک ان کی رسائی ہو۔ اور تم اپنی مان کی طبیعت پر اگر آجاؤ تو ان کے عصیان و خطا و قصور کو نسیاً منسیاً کرو۔ باقی بوقت فرصت۔

راقم
حکیم قسطاس الحکمت

منفعت خورا

ایک صاحب جو اکثر رسل رسائل کی خدمت ایک خاص سلیقے اور انتظام کے ساتھ انجام دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اعلان کر بیٹھے کہ جہاں ہم قلیل اُجرت لے کے اور خدمتیں انجام دیتے ہیں وہاں یہ بندوبست کرلیا ہے کہ اگر کوئی صاحب کہیں کوئی چیز بھیجیں گے تو ہم اُسے پہونچا دیں گے۔

ایسے فرض ہاؤسے تاجر صاحب کوئی مزدوری کرے گا۔ کوئی مزدوری کرے گا یہ کہتے ہوئے اُدھر سے نکلے۔ یہ تو اعلان ہی دے چکے تھے فرلستہ مزدوری پر مستعد ہو گئے۔

کو بھی مزدوری جہاں لوگے یا چیز پہونچا کے۔

حضرت ایکی دو مدین ہی ایک ویکا شرح جو عام طور سے آنے جانے کی ہے دوسری جس مالیت کی چیز ہوگی اُس کی قیمت وصول کرلانے کی۔ آپ بہت پیچھے پہلے مزدوری پیشگی دے دیجیے۔ باقی ہم قیمت پر اضافہ کرکے دوسری شرح اُدھر سے وصول کرلیں گے اور کھری کھری آپ کو لاکے دیں گے۔

ہاں یہی بات معاملے کی ہے۔ ہم کو بھی آسانی ہوگی اور کتنا ابھی احسان ہوگا

اتفاق کی بات ایک بدمعاش بھی یہ باتیں سُن رہا تھا۔ اُس نے کیا دلگی کی کہ ایک ایک دن میں سو سو پچاس پچاس چیزیں قیمت طلب بلا فرمائش طلب بھیجنا شروع کیں۔ وہاں سے آپ جانیے اگر دس کی قیمت ملی تو نوے یا چالیس واپس آئیں۔

اب تو اجیر صاحب نہایت زچ ہوئے خوردہ نہ ہو دو مطلب کا اندر گردہ۔ جانے آنے کی مزدوری تو خیر پیشگی وصول ہو جاتی ہے۔ مگر کمیشن نہ پانا بڑی سوختی کی بات تھی

آخر ایک دن زچ ہو کے آپ نے قاعدہ مقرر ہی تو کر دیا کہ یہی یہ بات ٹھیک نہیں۔ جہاں مزدوری پیشگی دیا کرو وہاں یارو ان کا کمیشن بھی اپنے ہاتھ سے پیشگی دے دیا کرو۔

اور دوسرے یہ ہے کہ اقرار بھی کر دیا کرو کہ یہ شے حسب فرمائش بھیجی جاتی ہے۔

پھر اتفاق دیکھیے کہ جو اسکا بھائی گھر والا دوسرا موجود تھا۔ یہ ساری باتیں سن کے اُس کو دلگی سوجھی۔ اب کے تاجر صاحب کو جلکہ دینے کی ٹھہرائی۔

جاتے کے ساتھ ہی فرمائشیں سوداگر صاحب کو بھیجنی شروع کیں۔ یہاں رات دن یہی کام تھا۔ انہوں نے پارسل پہ پارسل مع مزدوری و کمیشن روانہ کرنا شروع کیے۔ وہاں لینا ہوا نا کس کو منظور تھا۔ ادھر سے مال گیا۔ اُدھر سے واپس آیا۔ اچھا خاصا گیند وغیرہ کا جاری ہو گیا۔ مال کیا ہے لان ٹنس کا گیند ہے ادھر سے سرد ہوا اُدھر سے ریٹرن آیا۔ نفع یا گھاٹے میں جو کچھ سمجھیے سوداگر ہی کو اجرت و کمیشن دینا پڑا۔ مگر یہ حالت کب تک چل سکتی تھی۔ یہ بیچارے بیچ میں کہاں تک یہ گھاٹا اُٹھاتے آخر نوبت بایں جا رسید کہ سوداگر اور اجیر کا مقابلہ بالمشافہ ہو گیا۔ اور یوں گفتگو شروع ہوئی:———

کیوں صاحب۔ آپ مال کی قیمت جنہیں لا دیتے اور حق اُس کا پیشگی وصول کر لیتے ہیں۔ یہ بات معاملے کی نہیں۔

اجیر۔ ابی ہم کیا کریں جو وہ جھوٹ بدیانتی

وزیر جنگ ۔ جتنے مُنہ اُتنی باتیں کوئی کس کی سُنے

ملاوٹ تب ترقی کر گئی تو دودھ خواہ مخواہ
زیادہ دینے لگی۔

ان کے بعد حکیم صاحب نے نبض اور
قارورہ ملاحظہ فرمایا اور ایک نسخہ معجون ایسا
لکھا کہ ساری دنیا کے عطارون کی دوکانین
سمٹ آئین تب بھی نہ تیار ہو۔

ڈاکٹر صاحب بھی سلوتری کو لیتے
ہوئے آئے۔ انھون نے ایک نسخے مین کل
مال ختم کر دی اور اس پر فعل اضافہ فرمائے
کہ چونکہ چلنے مین اس کے کھرون کو تکلیف
ہوتی ہے اس سے دودھ خشک ہوتا
جاتا ہے اگر ربڑ کے نعل پہنا دیے جائین
تو یقیناً دودھ بڑھ جائے۔ اور سب نے
یک زبان ہو کے مسٹر بھولا کے حضور مین
یہ رپورٹ گزرانی۔

بعد بڑی تحقیقات۔ جہان بہت
کے نہایت افسوسناک بات یہ معلوم
ہوئی کہ گائے کا دودھ کم ہوتا جاتا ہے
اور بظاہر کوئی بیماری معلوم نہین ہوتی
صرف گائے دبلی ہوتی جاتی ہے۔ اس کی
وجہ تو معلوم ہو گئی کہ گائے کے جسم مین
خون کم بنتا ہے اور ظاہر ہے یہی خون
جب کیمری مین آتا ہے تو رنگت بدل کے
سفید دودھ ہو جاتا ہے۔ پس لہو کی کمی
دودھ کی کمی کا سبب ہے۔

چلیے پنچائت برخاست۔ دانہ نہ
گھاس۔

مگر گائے کا دودھ کسی نے نہ پیا یا
گھنٹون بکواس رہی اور شائین ٹائین فش۔

فغان مین آہ مین فریاد مین شیون مین نالے مین
سناؤن حال دل طاقت اگر سننے والے مین ہو

اتنے سن مین معلوم نہین کتنے جیٹھ
دیکھے اور کتنے اساڑھ۔ مگر اب کی سال نہ
ایسی گرمی نہ دیکھی نہ سنی۔ اگر لو چلی تو اس بلا
کی کہ سیکڑون مسافر کام آ گئے۔ باغ کے
باغ خشک ہو گئے۔ کہین کمہلائین پھول
مرجھائے۔ پتون کی سرسبزی گئی۔ نہ وہی جہانی
نہ نسیم صبح مین عطر بیزی رہی۔ نہ بادِ سحر مین
عنبر افشانی۔ ادھر چاند غروب ہوا۔ ادھر
آفتاب محشر نکلا۔ کرنین شہاب ثاقب کی
طرح زمین پر آئین۔ زمین سے بھاپ نکلنے
لگی۔ ہوا مین گرمی پیدا ہوئی۔ لو تو سے
شرارہ ہائے جہنم نے۔ تمام مکان تنور
ہو گیا۔ کوٹھے سے نیچے اترے۔ دھوپ
بھی ساتھ ہی ساتھ اتری۔ جب تک
کچھ سایہ رہا صحن مین بیٹھے۔ پھر صحن سے
بھاگ کر دالان مین۔ اور دالان سے تہ خانون
اور کوٹھریون مین جا چھپے۔ المنیا کا ذکر
نہین۔ وہان تو حبس خانہ ہے۔ پنکھا ست
ٹٹیان چھڑکی جا رہی ہین۔ جملہ سامان راحت
موجود ہے۔ مگر ان غریبون کے دل سے پوچھیے
جن کے چھپرون پر پھوس تک درست نہین
اگر چھتین ہین تو وہ بھی اکہری زمین دوز۔
نہ بالاخانہ نہ سرداب کہان جائین۔ کیا کرین
ہوا مین بیٹھتے ہین تو بدن جلا جاتا ہے۔ یہ
معلوم ہوتا ہے کہ جہنم کا دروازہ کھل گیا
اگر گوشون مین جا کر چھپتے ہین تو سر کا
پسینہ تلوون سے گزر جاتا ہے۔ اگر زمین
کی قوت جاذبہ نہ جاتی تو معلوم نہین
کتنے بندگان خدا اپنے پسینے کے سیلاب
مین خود ہی ڈوب مرتے۔ کوئی بچھونا سمیت
پلنگ کو بھگو رہا ہے۔ کوئی کپڑا تر کر کے
سینے پر رکھے پڑے ہے۔ نہ لیٹے چین
نہ بیٹھے۔ کبھی روشندان سے آسمان کو
دیکھتے ہین کہ کوئی لکہ ابر کا تو نہین آتا
ہے۔ کبھی دروازون کی دراڑ سے نظر
[illegible] دھوپ کہان [illegible]
دن کس قدر [illegible]

کر گلاس پہ گلاس لنڈھاتے ہین مگر حلق خشک
پانی پی رہے ہین اور کانٹے
سینگھا کی طرح بڑھتے جاتے ہین۔ خدا خدا کر کے
دن کٹا۔ سورج کی آنکھون مین بگولون نے
گرد اڑا کر خاک ڈالی حشرات الارض کی
طرح لوگ باہر آئے۔ مرد بے قرار کہ پہلے
ہم نہائین عورتین گھبرائی ہوئین کہ پہلے ہم
غسل کرین۔ اور ان کا اضطرار بیجا نہین
نہاتا ہے۔ مانگ چوٹی کرتا ہے۔ کپڑے
بدلتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے۔ گھر کا دھندھا
ابھی کل باقی ہے۔ بوا نبات قدم منتظر
ہین کہ ابا بی نہا لین تو چوکھے مین آگ
جھلے۔ بازار سے سودا سلف آ رہے۔
بچے بیچارے چھوٹی چھوٹی کٹوریان لیے
ہوئے گھڑون سے پانی اونڈیلتے ہین
کچھ سرون پر ڈالتے ہین۔ کچھ جسم کو تر
کرتے ہین۔ کچھ دیر پانی کے مشغلے سے قلب
کو تسکین رہی آخر تا بکجا۔ ادھر اپنے
مقام پر ہم آ کر بیٹھے ادھر پسینے مین شرابور ہو گئے
شام کیا ہوئی اور بھی غضب ہو گیا۔ وہ
لو جو چل رہی تھی وہ بھی چلتے چلتے تھک کے
ٹھہر رہی۔ اب جو حبس ہوا تو پتی نہین ہلتی
سر شام چراغ تو جلوا دیے مگر معاذ اللہ
دیکھیے کس سے جلتے ہین۔ کونون مین
دبکوا دیے۔ رات کی تاریکی آسمان کی
اداسی۔ جھینگرون کی آواز۔ بچون کی خاموشی
اپنی طبیعت کی پژمردگی۔ ارادہ کرتے ہین
کہ کسی دوست آشنا کے ہان چلین۔ دو گھڑی
دل بہلائین۔ مگر جائین تو کیونکر جائین
کپڑے پہنے نہین جاتے۔ اٹھنے کو دل
نہین چاہتا۔ اسی حیص بیص مین گیارہ
بج گئے [illegible]
[illegible] پانی پیتے
[illegible] مین جگہ نہین [illegible]
[illegible] کھا گیا

ہوا۔ ون سے لو نکل رہی ہے۔ باہر شمع منگوا کر رکھوائیں تو پتنگوں کا وہ ہجوم ہوتا ہے کہ الٰہی تیری پناہ۔ چھوٹے بڑے کالے پیلے مختلف اللون یہ منظر زہریلی گوہ دار کیڑے کچھ زمین سے نکل آتے میں کچھ آسمان سے برستے ہیں ایک سر پر گرا دوسرا شانہ پر تیسرا پشت پر چوتھا سالن کے پیالے میں دو ہاتھ اور رہا۔ ون کیڑے ہے۔ ان کا کھائیں یا اُن سے جہاد کریں۔

غرضکہ انھیں خیالات میں کھانے سے ہاتھ دھویا۔ خدا اکا نام لیکر لیٹ رہے تھوڑی دیر میں سارے تکیے تر بتر پسینے سے سارا بچھونا ڈوب گیا۔ کروٹیں لے رہے ہیں۔ نہ اس پہلو چین نہ اس پہلو قرار۔ اُف اُف کرتے ہوے لیٹے اور ہائے ہائے کرتے اُٹھ بیٹھے گرمیوں کی رات ہی کتنی کچھ شب بھر تو ہوتی نہیں جو کاٹے نہ کٹے۔ ابھی تین نہیں بجے تھے جو مرغ نے بولنا شروع کیا۔ نماز کا وقت قریب آگیا۔ شیطان صاحب پاؤں دبا دبا کر سُلانے کی فکر میں ہیں موذن صاحب حی علے الصلوة کا غل مچا رہے ہیں۔ پھر اُسی صبح قیامت کے آثار ظاہر ہوتے جاتے ہیں

خلاصہ یہ کہ ؂

ون کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کتنی خواری میں کٹی

جو دل جلے ہیں انھیں کا سخن ہے گرما گرم
مزہ ہے سچ یہ جب تک کباب رہتا ہے

بقلم مسٹر رشاقہ فتحپوری

©

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجۂ ذیل امراض کو شفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے کھانسی زکام کرد پ۔ انفلوئنزا بوقت ضرورت آزمائش کرو۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں

سمن بغرض انفصال مقدمہ

دفعات ۶۴ و ۶۸ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی

نمبر مقدمہ ۲۵۶ منصفی آناؤ۔
عدالت دیوانی مقام

سری رام ولد گجودھر پرشاد قوم برہمن ساکن موضع دوبے پور پرگنہ مڑہرہ مدعی

بنام

متھرا ولد ادری قوم دھوبی ساکن موضع دوبے پور پرگنہ مڑہرہ۔

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۱۸۸ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲- وقت دس بجے ماہ اگست سنہ ۱۹۰۱ع قبل دوپہر ۱۰ اگست ۸ بر اصالتاً یا معرفت وکیل عدالت مجاز حسب ضابطہ کے جو مقدمے کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اُسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کرو اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا اور تم کو چاہیے کہ اپنے ساتھ ثبوت وغیرہ دستاویز کو جس کا معائنہ مدعی چاہتا ہے اور دوسری دستاویز کو جس کو تم واسطے استدلال اپنی جوابدہی کے ضرور سمجھتے ہو اپنے ساتھ لاؤ یا معرفت وکیل کے بھیجدو۔

بہ ثبت دستخط اور مہر عدالت کے ۸- ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۱ع کو جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم

اطلاع

۱- اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تمہارے گواہ اپنی مرضی سے حاضر نہ ہوں گے تو تم عدالت ہذا سے سفینہ باین مراد جاری کرا سکتے ہو کہ جو گواہ نہ حاضر ہو وہ جبراً حاضر کرایا جاوے اور جس دستاویز کو کسی گواہ سے پیش کرانے کا تم استحقاق رکھتے ہو وہ اُس سے پیش کرائی جاوے بشرطیکہ تم تجویز سے پہلے کسی وقت اُن کے واسطے زر خوراک جو ضروری ہو عدالت میں داخل کر کے اس امر کی درخواست گزرانو

۲- اگر تم مطالبۂ مدعی کو تسلیم کرتے ہو تو تم کو لازم ہے کہ روپیہ مع خرچہ نالش عدالت میں داخل کرو تاکہ سررشتہ اجراے ڈگری کا جو تمہاری ذات یا مال پر یا بصورت ضرورت دونوں پر عمل کرنا نہ پڑے۔

تنبیہ - اگر بیانات تحریری کی ضرورت ہو تو لکھنا چاہیے کہ تم کو (یا فلاں فریق کو یعنے جیسی کہ صورت ہو) حکم دیا جاتا ہے کہ بیان تحریری تاریخ ماہ سنہ ۱۹۰۱ع تک گزرانو۔

وقت حاضری بدفتر ۱۰ بجے سے برخاست تک

بقلم محمود علی

اشتہار حسب دفعہ ۸۲ ضابطۂ دیوانی

بحکم جناب منصف صاحب بہادر آناؤ
نمبر مقدمہ ۳۱۷
عدالت خفیفہ
مسماة کیلاشا زوجہ رام بخش قوم ...کل ساکن موضع بڑری فورد پرگنہ مڑہرہ تحصیل و ضلع اناؤ
بنام علیہ

بنام

بادعا کشن ولد ملو قوم برہمن ساکن ساکن موضع پڈری خورد پرگنہ بٹھ پور تحصیل و ضلع اناؤ مدعا علیہ

دعوے ۵ اصل و سود بر تمسک

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان سمن بنام مدعا علیہ جاری کیا گیا بلا تعمیل بوجہ عدم دستیابی مدعا علیہ واپس آیا اور مدعا علیہ کا پتہ نہین چلا اور اب درخواست مدعیہ حسب دفعہ ۲ ضابطہ دیوانی مدعیہ مضمون گزرتا ہے کہ مدعا علیہ کہین دوسری جگہ چلا گیا ہے جس کا پتہ ٹھیک مدعیہ کو معلوم نہین ہے۔ لہذا حسب درخواست مدعیہ یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ تعیین ۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل مجاز حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کی کرے ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل مین آوے گی۔

تاریخ تحریر یکم جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

دستخط حاکم

مہر عدالت

اشتہار

ہمین ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جو انگریزی مین انٹرنس پاس ہو اور طلبہ کو بخوبی تعلیم دے سکے اور عربی مین صرف و نحو کی درسی کتابین اچھی طرح پڑھا سکے۔ تنخواہ کا معاملہ خط و کتابت سے طے ہو سکتا ہے درخواستین بہت جلد آنا چاہئین معرفت شیخ احمد حسین تعلقدار بہرامپور ضلع پرتابگڈھ

---

۶ جون سنہ ۱۹۰۱ء ۳ ماہ

انجمن ممدہ محمدی برادران لاہور

یہ انجمن سنہ ۱۸۹۳ء سے قائم ہے اخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک اٹھاسی (۸۸) مرحوم ممبروں کے حاجتمند وارثوں کو مبلغ [illegible] دیکر ان کی دستگیری کی ہے بجائیکہ ان متوفی ممبروں نے انجمن کو صرف [illegible] چندہ دیا تھا غرض غریب اور متوسط درجے کے مسلمانو کے لیے یہ انجمن ابر رحمت کا کام دیتی ہے موت کا وقت مقرر نہین اسلیے اپنے بال بچوں کے واسطے تھوڑا بہت سرمایہ چھوڑ جانے کے لیے آج ہی سے اس انجمن کے ممبر ہو جاؤ۔ زندگی مین مدد دینے والی شادی فنڈ انجمنین بوجہ خود غرضی اور ناقص اصولوں کے خراب ہونے کے اب سب کی سب ٹوٹ گئی ہین یا ٹوٹ رہی ہین مگر یہ انجمن مستقل اور قومی ہمدردی پر مبنی ہے جو ٹوٹ نہین سکتی۔ ضوابط انجمن شیخ گلاب دین صاحب وکیل سکرٹری انجمن سے طلب کرو۔

۱۸-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

بنابر اطلاع وکلا و موکلان

کل کاغذات کارروائی عدالت مثلاً فیصلجات و بیان تحریری و اظہار گواہان وغیرہ بشرح متذکرہ تحت زبان اردو سے زبان انگریزی مین ترجمہ کیے جاتے ہین فی فولیو یعنے فی صفحہ اجرت ۴ ؎

المشتہر

ہگدمبا پرشاد مترجم لکھنؤ ڈاک خانہ چوک۔ گول دروازہ متصل منشی کدارناتھ صاحب خطوط نویس

۱۱-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

پان مین کھانے کا خوشبودار تمباکو

اعلے درجے کی خوشبودار اور نہایت لذیذ و خوش ذائقہ تمباکو کی پتیان (جن کو زردہ کہتے ہین) مدرسہ اسلامیہ دولی کے تجارتی کارخانے سے ضرور منگوائیے اسکی عمدگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسکے کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہین آتا۔ درجہ اول عـہ سیر درجہ دوم ۱۲ سیر

المشتہر محمد الطاف حسین منیجر کارخانہ تجارتی اسلامیہ دولی ضلع بارہ بنکی۔

از اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کی قابل

ڈاکٹر اس کا مرکب اوجاع

(ان تمام امراض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہون) گٹھیا کسی درجے کا۔ وجع مفاصل وجع الورک۔ درد کمر پشت جوڑوں اور اعضا مین درد چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی نہین کی ہزارہا چنگے ہوئے۔ ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائیگا خون صالح پیدا۔ فاسد خون [illegible] غرضکہ سارے بدن مین صحت کے آثار ہون گے قیمت فی بوتل عـہ علاوہ خرچہ کمیشن ویلو عـہ

پتہ — ڈی۔ ان۔ ڈاکٹر اس کمپنی دواخانہ ان پور نمبر ۱۶۲ لوور سرکلر روڈ کلکتہ۔

چیمبرلین صاحب کا علاج قولنج

و ہیضہ و اسہال ایک ہمیشہ اس بات کا بھروسہ ہو سکتا ہے کہ مندرجہ ذیل امراض مین فوراً آرام ہو گا درد معدہ۔ تخمہ۔ قولنج پیچش۔ جسوقت ایسی دوا کی حاجت ہو آزمائش کرو۔ تمام دوا فروش [illegible] فروخت کرتے ہین

چین کو اٹرکی کی سفارت

آچھین۔ (چونک) آئین کون ہے بے تمیز؟ ارے میاں چھینکنا تو ذری بدشگونی کرنے والا سمجھے ہو تو کہنے والا کس طرف کا آدمی ہے۔ کان پکڑو اس کے۔ ناک کیا ہو دونوں ہاتھوں سے۔ دوسری چھینک نہ آنے پائے۔ لو صاحب۔ کیا نا در کر خدا خدا کر کے بعد خرابی بصرہ۔ جب مُدّتہا مدت ہائے اور مشنوں نے ہو پچ کے چین ہو پچ ہو تیا گئے سب تسمہ کے بیچ ٹوٹے۔ عیسائیت کی تثلیث انکھوا ہے۔ کلّے نکالنے لگی۔ بنجہ ذرا جھوٹ نہ ہوا ہے کروسے کے پھل تک آنے لگے تب جاکے خبر ہوئی اور مختلف کاموں سے ہاتھ خالی ہوا۔ فرصت نصیبات ملی کہ رسلامیان چین کا دھیان آئے اور وہاں بھی مشن بھیجا جائے۔ اس پچھلی روسی مخالفت کے سجال الغیب کا سامنا ہو۔ رستہ بلی کاٹ جائے اور [illegible] اسلئے دوستی کی تائید کا بڑا اب رکھا جائے۔ اور پھر بھی آپ افسوس فرمائیے اگر کوئی چھینکے تو کس قدر غم و غصہ کی بات ہے۔

ذرا ٹھہرے ہوئے۔ دیکھیے بہت خفگی نہ کیجیے۔ غصہ پالیسی کے پورٹ منٹو میں رکھیے۔ اور میری معذوری کو نوٹس لیجیے اس گنہگار کے بس کی بات نہ تھی اتفاقیہ چھینک آ گئی۔ خدا میرا آگا دیتے تو جان اوجھڑ کے چھینک لی ہو۔ بنا ہیا کا ناس اگر میرے پاس ہو ہاتھ کاٹ ڈالیے برگ تنبت ناک چھینی کی پتی نکلے۔ ناک اٹھا دیکھیے۔ لبقول شخصے وہ ڈبیا ہی سوخت فرمایئے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسلی ارے ہاں اور کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ جو اسے شمالی ہرستانوں سے چلی۔ ہندہ ٹھہرا نازک دماغ آدمی۔ شامہ کو چوٹ لگی۔ رگوں میں تشنج پیدا ہوا۔ طبعیت نے دفع رطوبت پر مستعدی ظاہر کی۔ پٹ سے چھینک آگئی۔ اس میں میرے بس کی کون بات تھی؟

اجی چپ بھی رہو۔ آئے ہیں وہاں سے چہاں چنین کرنے۔ ہماری تو بدشگونی ہو گئی تمہاری چھینک اور تمہاری ناک گئی جہنم میں واللہ اس وقت وہ سوفتی ہوئی ہے دل چاہتا ہے ہی ٹوپی پکڑ کے لمبے تاپہٹ سے رسید کرو اور چھینک کا مزا چکھا دوں۔

خیر یوں تو جی میں جو کچھ آئے اول فول زبان سے نکالیے۔ مگر انصاف تو کیجیے کہ میری خطا کیا ہے۔ یہ اتفاق بات ہے۔ چھینک کو بہت لوگ بد بیر اتفاقیہ وہ جب آنے والی ہوتی ہے۔ آتی ہی ہے۔ کیجیے کے منہ پر قفل لگائیے ایک مصالحہ [illegible] جاسکے۔ گر آپ کو ایسا ہی خیال تھا تو آپ نے قبل ہی دو شالہ لنگر اٹھا دیا ہوتا۔ اگر اب بدشگونی ہوتی سے تو دیری تلے [illegible] ہوتا۔ آخر ٹھہری۔ جلدی عجلت کیا پڑی ہے وہاں چین میں آپ کے بغیر کیا رہا جاتا ہے یہاں اتنی دیر ہوئی ہے [illegible] تھوڑی دیر ہو جاتی۔ اطمینان رہے چین کا گور رکھ دھندا آج ختم نہیں ہوا جاتا ہر ایک سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں۔ چوہ جاتے رہے کہ اندھیاری۔

خیر خیر۔ معلوم شد بافندگی تم عجب مہمل اور بیہودہ آدمی ہو۔ اور سچ تو کچھ کافر سے معلوم ہوتے ہو۔ کیا وجہ کہ ایک تو خدا نے وہ دن دکھایا کہ ہمارے خلیفۃ المسلمین حضرت سلطان ترکی کو طرح طرح کے افکار اور معاندین و مخالفین کی جانب سے اتنا اطمینان ہوا کہ حجاز ریلوے اور چین کے مسلمین کی جانب توجہ فرمائیں اور تم چھینکتے ہو۔ اس سے غضب خدا کا یا نہیں اور پھر آپ کو دیکھیے آپ ہنستے ہیں۔ ارے کم بخت رو۔ رو۔ مسلمانوں کی قسمت پہ۔

بہت خوب۔ اس اخیر حکم کی تعمیل تو میں اب ہی کرتا ہوں (مگر لوقت فرصت) اور اب تو آپ کا حکم ہی ہو گیا۔ لیجیے چل ہمل نہ بھر ویسے ہوں۔ سارے بیچے۔ برسات کے ساون بھادوں نہ بہگا دیے ہوں تو نام نہیں۔ مجھے اور کوئی کام ہی کیا ہے ادھر ادھر فضول بکواس نہ سہی رو یا ہی کروں گا۔ کیا ہوا شہیدان کربلا کے واسطے محرم سے لے کے اربعین تک مجالس میں رو یا کیا ہوں۔ عاقبت سنواری ہے اب کے مسلمانوں کے سنوارنے کو بقیہ سال بہر حال اللہ۔ اسہی۔ لیکن ایک بات پوچھتا ہوں۔ میرے گریہ و بکا سے جو کچھ فائدہ ہوگا مسلمانوں کا۔ میں تو مدت سے بہتوں کو ان پر روتے دیکھتا ہوں مگر ابھی تک کوئی فائدہ دکھائی نہ دیا۔

ارمیاں کم بخت عجب بے ایمان آدمی ہو۔ تمہارے دل میں اخوت اسلامی نہیں۔

لیجیے یہ اور ہی حملہ آپ نے چھیڑ دیا کیا مسلمان مسلمان سچ مچ بھائی ہیں آج کل اس ملک اس زمانے میں تو ان دو آدمیوں میں جو ایک ماں باپ سے مشہور ہیں ان میں اخوت نظر نہیں آتی ہے۔ ہاں روپیہ دولت بانٹنے کا جب موقع آتا ہے تب تو عرضی دعویٰ سے لے کے ڈگریوں کی زبان پر بھائی بھائی اور سگے بھائی رہتے ہیں باقی دنیا کے دیگر معاملات میں تو وہ کیفیت ہے جس کی بابت شاعر کہہ گیا ہے۔ سہ

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی
بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہو جائے

اچھا اس بکواس سے کیا حاصل ہے؟
کہاں جھگڑا اپنا دے کا نکالا باغ کا لالہ۔
تم میرا مطلب نہیں سمجھتے۔ مطلب یہ ہے
کہ اگر مسلمانوں کی سلطنت تونس شوکت
سے کوئی مشن جاتا ہے تو خدا کا شکر کرو
الحمدللہ کہتے بیٹھے۔ محبت اسلامی کا
امام ضامن باندھوا دو خدا سے دعا کرتے
رہو کہ جس مقصد سے جاتا ہے وہ پورا ہو کر
اصل خیر سے واپس آئے۔
بہت اچھا۔ اور اقوال بالا بھی پوچھ لیکے
بہت اچھا۔ لیکن ایک بات اور بتا دیجیے
مگر خدا کے واسطے خفا نہ ہوجیے گا۔
مجھے آپ کے تیوروں سے ڈر معلوم
ہوتا ہے۔
وہ کیا؟ کہو کہو۔ بے تکلف کہو
تمہیں اللہ کو کچھ تامل نہ کرو۔
آپ نے جو فرمایا وہ تو خدا نے
چاہا سبھی کچھ ہو گا۔ مگر یہ تو فرمائیے وہ
مقصد ہی کیا ہے جو مسلمانوں کا چین
میں جا کے نکلے گا۔ کیا یعنی کہ عیسائی
سلطنتوں کے جو مشن وہاں جاتے آتے
رہے ہیں اُن کا مقصد تو کچھ ظاہر ہوتا
گیا ہے یعنی اول تو مذہب کا پھیلانا
دوسرے تجارت کا فروغ۔ جیسے ہندوستان
کی افیون کی بکری۔ یہ ٹرکی کا مشن کیا
مقصد رکھتا ہے۔ مذہب اسلام تو سنتا ہوں
اب بھی وہاں اچھا خاصا پھیلا ہوا ہے
رہی تجارت وہ مسلمانوں کی کس ملک
میں ہے۔ وہاں جا کے پھیلے گی کیا۔
بھیا سچ پوچھو تو مجھے معلوم نہیں
میں تو اس پر خوش ہوں کہ جاپان اور
مشن میں ہمارا اسلامی مشن بھی
ہو گا۔
بھلا کچھ حقیقت بجز ابھی ملے گا؟ یا کو ان
کی سوداگری میں صرف ہاتھ ہی کالے
ہوں گے۔ خوردہ نہ بُردہ مفت کا
درد گردہ۔
لے اس کا حال تو خدا ہی جانے ہم کو
تو اس کی بھی خبر نہیں کہ مشن صاحب روانہ
ہو کے کدھر کدھر ہوتے جائیں گے؟
کس کس مقام پر ٹھہریں گے۔ اور وہاں
جا کے کس بندر پر اتریں گے؟ چین کی
سیر کو نذر کریں گے؟ وہاں کے مسلمانوں
سے کیونکر شیک ہینڈ کریں گے؟ مصافحہ
کریں گے۔ السلام کہیں گے۔ ہُوڈو یو ڈو
کہیں گے۔ ایک ہاتھ پکڑ کے ایک ٹکڑی
اُٹھا دیں گے یا ہاتھوں کو بوسہ دیتے سمجھے
یا ہاتھ ملا کے دونوں ہاتھ سینے پر رکھیں
یا لکھنؤ آداب۔ تسلیمات۔ بندگی۔ بجا
بجا لائیں گے یا ہاتھ کو حیدر آبادی جھولا
دے کے آداب تقصیر کہیں گے اور داہنا
ہاتھ پیشانی تک بھی نچائیں گے۔
اچھا پھر جب تک یہ معلوم ہو تب تک
تو میں اس فکر کو معلق رکھتا ہوں۔ آئندہ
جو معلوم ہو مطلع فرماتے رہیے گا۔ اور
چینک کی نسبت آپ یقین مانیے۔
اطمینان رکھیے آئندہ کبھی ایسی حرکت
حتے الوسع نہ ہو گی۔ لے خدا حافظ۔
راقم
کہاں گئے کہیں نہیں۔ کیا کیا کچھ نہیں

ہندوستان میں اتفاق

آپ جانیے اتنے زمانے سے
ساری دُنیا اتفاق۔ اتحاد پر کفن پھاڑ
پھاڑ کے شور و غل مچا رہی ہے۔ تقریروں
کو سنتے سنتے کانوں کے پردے گولہ انداز
کی طرح پھٹ گئے۔ نکلسن کی جھوٹی
کی ضرورت ہو گئی۔ تحریریں دیکھتے دیکھتے
حافظ ہی ہو گئے۔ لارنس میو۔ لزارس
اور ابراہیم عینک سازوں کی دستگیری
کے محتاج ہوئے۔ اتفاق اتفاق کی ہر ہم
نے خود اتفاق کو اجیرن کر دیا۔ غرضکہ
لاکھ متین ہو گئے۔ دُنیا دھاڑ ہی۔ اُٹھتے
بیٹھتے اتفاق تکیہ کلام ہو گیا۔ اوڑھنا
بچھونا بنا ڈالا۔ ٹیپ کا مصرع ہو گیا۔ مگر
میاں اتفاق صاحب کا پتہ ہزاروں
کوس نہیں لگتا۔ سارا ملک چپا چپا
ڈھونڈھ ڈالا۔ جنگل۔ میدان۔ آباد و
ویرانہ۔ کونا کھدرا۔ چوہے کا بل۔ پلنگ
کی چول۔ کپڑوں کی شکن۔ جوتوں کا پنجہ
صندوقچے کا چور خانہ۔ کتابوں کا ایک
ایک ورق دیکھ ڈالا۔ کہیں پتہ نہیں
چلتا۔ بڑی بڑی سُشیلان با شغلہ کمیٹی
انجمن جلسے کیے۔ سُنا ہے وہاں کبھی
کبھار میاں اتفاق صاحب کا گزر ہوتا
ہے۔ مگر توبہ کیجیے۔ وہاں مشورے لو
آزادی رائے نے دوسرا مکان بنا رکھا
ہے۔ — ۔
دوسرا مکان بنایا ہے کو یار نے
میں جب اودھر گیا وہ اُدھر سے نکل گیا
لاکھ لاکھ کہتے۔ ظاہر کرتے۔ اعلان دیتے
ڈھنڈورا پٹواتے ہیں کہ حضرت ہم تو
جلوے کے مشتاق ہیں۔ ورنہ خدا گواہ ہے
نہ کوئی دیوانی۔ فوجداری کا وارنٹ ہمارے
پاس ہے نہ تحصیل کا اطلاع نامہ۔ یہ نہیں
صاحب سلامت کو حاضر ہوئے ہیں
مگر توبہ کیجیے۔ اودھر سُنا ہندوستانی آدمی
سلام کو حاضر ہوا ہے اور مسٹر اتفاق پھیر
نسکار کو گیا ہے۔
بس بیٹا یہ حال تو ہماری تلاش کا
ہے اور یہ کیفیت میاں اتفاق کی ہے
اب فرمائیے ہے کوئی اُمید زیارت نصیب
ہووے گی۔ ارے میاں ہم تم کیا ہیں
یہاں کسی صاحب کو لعنایت الٰہی نعمت
نہیں نصیب۔ اور جو لوگ چھوٹ موٹ

دعوے کرتے ہین۔ وہ انیلون کو جھکتے
ہین۔ اُن سے اور اس ملک سے ایک
مضبوط سنگین۔ بلکہ آہنی عہدنامہ
ہوگیا ہے اور طے پا گیا ہے کہ اس
ملک مین نہ وہ قدم رکھین گے اور نہ
ہم اُن کی عملداری کی طرف رُخ کرینگے
مگر باستثنائے ایک بات کے
یعنی نفاق مین

لطیفہ

کانپور کے مسٹر بانک کے مقدمے
پر ملک کے علاوہ گورنمنٹ آف انڈیا
کو بھی تعجب ہوا ہے۔
جی ہان۔ مسٹر مل آر کا معاملہ
تھوڑی تھا۔

قطرہ افشان کسبو شہر کہسار آمد
ہر گلستان فسردہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

لیجیے صاحب بی گرمی خانم ٹھنڈی
ٹھنڈی سدھارین۔ بادل خان بڑی
گرمجوشی سے گرجتے برستے۔ ہوا کے
گھوڑے پر سوار داخل ہوئے داخلہ
پرا لوٹ نہ تھا۔ دُنیا نے جان لیا
کہ بھورے خان صاحب اور کالے
خان صاحب فلک لاجوردی پر رونق افروز
ہوئے۔ وہ موسلا دھار پانی برسا
کہ بنیاد ہلا دی۔ پانی کے کھلتے ہی حشرات الارض
نے دھاوا بول دیا۔ سرتی سوائی
سانپ بی۔ مولانا مینڈھک علیہ الغفران
بالو کھچو خان صاحب مہمان ناخواندہ
ہر جگہ موجود۔ مارے نکالے مگر جانے کا
نام ہی نہین لیتے۔ پتنگون نے چراغ
کا محاصرہ کیا۔ پروانے شمع پر قربان
ہونے لگے۔ اور اس قدر جوش رقابت
کے ساتھ کہ مجال کیا کہ کوئی دو سر اشمع کے
قریب بیٹھ تو جائے۔ دو سطرین تو لکھ لیے
ورنہ اچھے تھے کہ دس بیس گرتے سو بچا
پائجامے کے اندر داخل۔ اور ہزار
در ہزار مدافعت بیجا کے لیے باہر تیار
تمام نظام بدن مین ہل چل پڑی ہوئی ہے
کبھی ہاتھ مین قلم ہے۔ کبھی ہاتھ کُرتے
کے اندر۔ ہنسی بھی آتی ہے غصہ بھی۔
جھنجھلا کر سو بچاس کا کچومر نکالا۔ لاکھ دو لاکھ
کی کمک پھر آ گئی۔ تنگ کیا ہین۔ جنوبی
افریقہ کے بوئر ہین کہ کم ہی ہونے نہین
آتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بڑے میان
نے اس ملک کے توالد و تناسل کے
انتظام مین خاص توجہ فرما کر یہ بندوبست
کر دیا ہے کہ بے حد مرد پیدا ہون ایک
ایک عورت سو بیٹون کی مان ہو۔ اور
اگر اُس کا جی چاہے تو اس سے بھی زیادہ
بڑھا لے۔ کوئی قید نہین۔ ہان تو آمدم
بر سر مطلب۔ غرض ان کیڑون سے دم
مین ناک اور ناک مین دم ہو جاتا ہے
ایسی حالت مین مضمون کیا خاک لکھا جائے
بہرحال دو وزن مگر بر ریا ئے ہوئے تیار
ہوئے۔ ذیل مین عرض کیے جاتے ہین
دیکھیے چھوڑتا ہون۔ یہ وزن ہے :۔
کہین کیا مشفق برسات مین کیا کیا برستا ہے
کبھی سونفی برستی ہے کبھی ٹھہرا برستا ہے
تمہاری شوخ ہماری حنا بندی کی شاغل ہین
بندھا ہے تار۔ پانی خوب ہی للا برستا ہے
نشے مین بھیگتے ہین زوجۂ من نام سے کپڑا
کبھی چھپر برستی ہے کبھی لہنگا برستا ہے
ہوئی غربال سقف خانۂ بندہ اک آفت ہے
مرمت ہو نہین سکتی ہے ایسا مینہ برستا ہے
پکاؤ پوریان پکوان جو چاہو للائن مم
نہین پانی۔ تمہارے واسطے غلا برستا ہے
پولس جاتی ہے مولاگنج مین جب گشت کرنیکو
علاوہ ابر تر کے خوب ہی دھیلا برستا ہے
تعجب کیا ہے واں معصیت دھو جائے ہو لالہ
کئی دن سے زمین پر ابر رحمت کا برستا ہے
دوسرا وزن ہے۔ ذرا دیر
تک چھوڑے گا۔
نہ بادِ گرم ہی باقی ہے اب نہ گرد و غبار
برس رہا ہے زمانے مین ابر در یا بار
بخار دل کا بھی نکلا تو بن گیا پانی
اُٹھے مین ابتر تپ سے بخار کے بیمار
غبار راہ تو کیا دل مین بھی غبار نہین
نہین مین گرد کدورت کے اب کہین آثار
ہوئے ہین صاف کدورت سے دل حسینون کے
لگا ہوا تھا جو شیشے مین اب نہین زنگار
خوشی ہے جوش مسرت ہجوم فرحت ہے
ہوئے شراب مسرت سے دل جلے سرشار
ہوا سے ہلتی ہے دیکھو چمن مین شاخ شجر
نشے مین جھوم رہا سبز پوش ہے میخوار
رہے کالی مائی گھٹا کالی کالی گرد و ان پہ
سیاہ دلپ لی سینیا کا کوئی سوار
فلک پہ غلغلہ ابر ہے "برنیر برنیر"
زمین پہ شور ہے رندو نکاہ "بیار بیار"
ہین مستمند لوالیل" بادہ نوشی کے
اُڑے ہوئے ہین درمیکدہ پہ یہ بیخوار
نہین ٹلین گے بیٹین گے ضرور آج شراب
ہون گے دام تو لے لین گے جیب ٹکے کی ادھار
بچی کھچی ہوئی دین گے ضرور رتو کو
صغیر سن سے ہے خدمتگزار دو طفل کہار
بڑھا ہے ہند مین افلاس کیا شراب چھین
علی الخصوص شریفون مین جو کہ تھے زردار
ٹکے ٹکے کی کبھی بیچتے تھے ملدی مرچ
وہی زمانے مین اب بن گئے ہین بنیا مو کار
نہین لگاتے مین منہ آج اچھے اچھون کو
لگی ہے منہ جو مئے زر۔ ہین مست سب کلوار
نہ شوق علم شریفون مین ہے نہ غیرت ہے
غضب ہے شائق علم و ہنر ہوئے ہین چمار

۱۔ نام محلہ ورشاد آباد خیال از شہ دشت بہ معاش علم کی قسم بسیار فراہم مے شوند خصوصاً ودہ شب ۱۲

شریف کہتے ہین اب نکھٹے دارو ٹپی کو
کہ جس کے ساتھ مین ہون بدمعاش بگڑ جاتا
چلین ہین اب یہ رئیسون کا یہ شریفون کا
بیان ہیے۔ وہان بیٹھا۔ رلے۔ ہوئی تکرار
فضول بکتے ہین کیا ہمکو مفلسی سے غرض
ہمین ہے جادہ سے مطلب پہین گے آج اچھا
مجال کیا ہے جو ساقی نہ دے شراب ہمین
جما ئین لات نہ کیسے ہین وہ ۔ تہ ہمین سمجھو ا
نہین ہے ۔ تو نہ ہو نہ دے ہمین حاصل
نکال لائین گے گھر سے گروی ہوئی تلوار
دکھا کے دور سے دھمکائینگے کلال کو ہم
وہ ڈر کے دوم دبا کے بہت جلد لیگا راہ فرار
ضعیف پولس سے کوئی خوف نہ دو تو ہم گرفتار
تھمائین گے اُسے قلو تمیلیک کیا ہر چار
کرینگے جا کے دُکان کلال پہ قبضہ
کرین گے وعوم سے تو سنت وثیت میخوار
خنک کے ہوپنچا ہون نشہ مین کیا لیکے کہا
کجا شراب کجا مین ہے توبہ استغفار
شراب ناب سے بچنا فرو۔ لازم ہے
بُری بلا ہے یہ مُردار دشمن زر دار
المراقم

کمترین خاکپائے ہمان بند ہ
برساتی لال از شاد آباد ہر دوئی

خفیہ پولیس کی تازہ تحقیقات

دوست۔ کیون یار ایمان سے کہنا تم نے تو بڑے بڑے مقدمات کھوج کر کے نکالے ہون گے۔ سب سے زیادہ تعجب انگیز معاملہ تم کو کون معلوم ہوا؟

خفیہ پولیس۔ ارے یار یون تو بہت سے قصے ہین۔ مگر سب سے زیادہ حیرت اور اچنبھے کا ایک معاملہ ایسا پیش آیا کہ عمر بھر نہ بھولے گا۔

دوست۔ ہان بھلا ہم بھی سنین کیا بڑا فریب ہوگا۔

خفیہ۔ اجی ایک نیک بخت ملین بے تھا نیک۔ حا۔ کی مسکین۔ بالکل نیو ہی۔ بعد میان کی گا ے۔ تابعدار۔ حسین۔ کم سن آرام دہ۔ فرمان بردار۔ جہان بٹھا دو بیٹھی رہے۔ دس کہو بٹی کھری سُنا تو پلٹ کے جواب نہ دے۔ کیا مجال جو کچھ کہو سیو۔ زبان کے نہین۔ نہین جانتی مین تم سے کیا کہون۔ عورت کا بھیس فرشتہ تھی۔

دوست۔ اچھا پھر فریب کیونکر کھلا۔

خفیہ۔ میری کم بختی جو آئے مین نے اُس سے شادی کرلی۔ پھر تو ایک پری کے ساتھ ہزار دیو اور دلی مین موجود کھانا دیو (دوم) کپڑا دیو۔ زر دیو۔ زیور دیو۔ گہنا دیو۔ گھر دیو۔ بار دیو۔ روپیہ دیو۔ پیسا دیو۔ سُرمہ دیو۔ کاجل دیو۔ مِسّی دیو۔ غرضکہ چارون طرف سے پہلے تو دیوؤن نے حملہ بول دیا۔ پھر اس فوج کثیر جم غفیر کو ہمراہ لے کے بی صاحب نے بدمزاجی دکھانی شروع کی ذرا ذرا سی بات پہ ناک چڑھی گرفتار۔ زبان گز بھر کی لانبی ہوگئی رات دن۔ صبح شام۔ گالی۔ کوسنے۔ وظیفہ ملکہ بزرگون کا فاتحہ ہوگیا۔ لڑتے لڑتے صورت بھی ڈائن کی نکل آئی۔ اُلٹی اطاعت کے واسطے ہر وقت مجھی سے فرمائش۔ چلے پاؤن کی بلی ہوگئین۔ محلے کا کوئی گھر باقی نہین جہان دیوار پھاند پھاند کے آمدنی نہون دور دور کے واسطے سواری ہر گھڑی تیار۔ پردہ بیچو کی بیکار بھی ہے۔ گھر کے کام دھندے کو گیا نہین اور سے کے وردی کا کوٹ مستعد نہین ہوئین المختصر یون بھید کھلا۔

ہل من مزید

ایک بیچارے مسلمان محرر جو ایک کارخانے مین حساب لکھنے پر مقرر تھے۔ مولوی صاحب کا وعظ سُن کے گھر آئے۔ نیند آئی سو رہے۔ خواب مین کیا دیکھتے ہین مر گئے۔ قیامت آگئی۔ پرسش اعمال کے واسطے طلبی ہوئی ہے۔ بہت ہی گبھرائے۔ کیا حساب دون گا۔ فرد تو تیار نہین۔ ایک فرشتے نے بتا دیا۔ اسی جگہ سے ایک وسیلا اُٹھا لو۔ وہان ایک بڑا اسا تختہ ملے گا اُسی پر لکھتے جانا۔ ہنوز قریب ہی پہونچے تھے وہی مولوی صاحب گھبرائے ہوئے ملے

حضرت کہان ؟

مولوی صاحب۔ ارے بھائی کیا کہون قبر کے سارے ڈھیلے خرچ ہو چکے تو اب بھی سب کچھ لکھنے کو باقی ہے۔

لوکل علیہ الرحمۃ

شہر صاحب پیاسی مینا کی طرح پانی کے واسطے منہ کھولے ہوئے ہین۔ چند دوز ادھر تو پانی ہی برسا۔ ہوا بھی چلی اور پیپر ملبیلون کے ٹیلے۔ بجلی جی گری مگر آسمان نے پھر سوکھی سُنائی۔ آفتاب نے آتشین کہانی شروع کی ہین۔ جب تک ہوا چلتی ہے غنیمت ہے۔ ادھر جیسے ہوا رُکی اُدھر دم گھٹنے لگا۔ مینھ کی جگہ پسینے کی ریل پیل ہوگئی۔ مگر آج ہوا سے خنک آمد آمد کی نوید دے رہی ہے۔

اس سال اس جوار مین اگرچہ آم کثرت سے نہین آیا۔ خصوصاً قلمی تو گویا بیچ ہی مار گیا۔ مگر گرمی اور لو کی مہربانی کہ اگر کسی درخت مین دو چار بھی

دہین گدا گد گرا کے پھینک دیے
پال۔ تب سو کھ کے انجور ہو جاتین یا
دانتی ہو جاتین۔ مگر خیر آخر تو ہین ایسے
اور بھی اگر ہیں۔ تلاش ملے بھی تو بیفرق
یون مرض کی دوسری بات ہے انہون
بھائی فصل کے بعد مہینون امرس ہی
چوس چوس کے ہوس بجھاتے۔ شوق
پورا کرتے ہین۔ مگر سچ پوچھو تو اس سال
یہ فصل بھی کچھ یونہین سی ہولی۔ مینہ
صاحب برسے تو کب۔ تب آدھے
سے کسرے زائد فصل نکل گئی۔ خیر جناب
ہم بھی جاگتے بھوت کی لنگوٹی بھلی سمجھ کے
غنیمت خیال کرتے ہین۔

ایڈوکیٹ سے معلوم ہوا کہ
کیننگ کالج کے پرنسپل وہائٹ صاحب
ایم۔ اے کو ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری
گلاسگو یونیورسٹی نے عطا کی۔ صاحب
بہادر کی علمی لیاقت کا کیا کہنا۔ تصنیفات
شیکسپیر اور فلسفہ و منطق مین لاثانی
ہین۔ سنہ ۶۶ء سے جب سے آپ نے
اس کالج کو رونق بخشی ہے تب سے
سیکڑون۔ ہزارون کو لائق بنا دیا۔

اتوار اور پیر کو پنڈت سورج نرائن
راؤ نے ایڈوکیٹ لیبریری مین نجوم
اور اُس کے فوائد کی نسبت نہایت
دلچسپ اور مفید لکچر دیے۔ آپ نے
اپنی تقریر سے ثابت کر دیا کہ جسم انسانی
پر نجوم کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اس بات کو
آج کل کے یورپ مین اہل علم اور قدیم
مرتاضان ہند برابر مانتے ہین۔ اور
اگر انسان اپنے معاملات مین ان باتون
کا لحاظ رکھے تو بہت سے فائدے
ہو سکتے ہین۔ خیر یہی یہ تو پوچھی تھی۔ تیرے
والے پنڈت نجومی جانین۔ ہم تو شب کو
دیکھتے ہین کہ آفتاب طلوع ہوتا ہے

دھوپ نکلتی ہے۔ دُنیا کی خوش منظر چیزین نظر
آتی ہین۔ نباتات گرمی پاتے ہین۔ کلیان
پھول۔ گل رنگا رنگ نکلتے ہین۔ چیزون
مین رنگ چمکتا ہے۔ بیجون مین نشو و نما
آتا ہے۔ کبھی لو چلتی ہے۔ آدمی درخت
نالے۔ ندی خشک ہوتے ہین کہین پہاڑ دن
سے برف گھل گھل کے میدانون مین بہتی
ہے سکتے مارے دھوپ کے زبان
نکالے۔ ہانپتے پھرتے ہین۔ ہرن کالے
ہو جاتے ہین۔ غلہ پک پکا کے باورچی
خانون کی رونق ہوتا ہے۔ خس کی
ٹٹیون کی ضرورت۔ پنکھا قلی کی حاجت
ہوتی ہے۔ لوگ ملائی کی برف کے پکارتے
پھرتے ہین۔ راتون کو ماہتاب کی چاندنی
شبو کی کلیان۔ بیلے۔ جوہی کے ہار کھلاتی
ہے۔ پلنگ پر نرالا ہی جوبن ہوتا ہے
جو درخت چاندنی رات سے زمانے
مین کاٹے جاتے ہین اُن کی لکڑی
کو آوہوا کے کیڑا کھاتا ہے۔ سمندر مین
پانی بانسون اُچھلتا ہے۔ بعض کیڑے
مکوڑے اس کی روشنی سے مضمحل اور
نیم مردہ ہو جاتے ہین۔

پھر اگر اسی طرح اور ستارون۔
سیارون کا اثر انسان پر بھی پڑتا ہے
تو کون تعجب کی بات ہے۔ شاید اسی
کام کی نسبت شیخ سعدی صاحب فرماتے
ہین۔ ۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند

پھر اگر اُن کی کاروائی کی نگرانی کیجائے
تو کون بیجا بات ہے؟ جس کو کام و دھندے
دُنیا کے بکھیڑون سے مہلت ہو۔ جوڑو
بچون کی چل پون سے نجات ملے۔
اُس کو ضرور اس جانب خیال چاہیے
اور بھائی اگر ریل نکل جاتی ہو۔ کچہری مین
پکار ہو رہی ہو۔ مقدمہ عدم پیروی مین

خارج ہوا جاتا ہو یا خدا نخواستہ گھر مین
آگ لگی ہو تو غبارہ اور سا سول۔ ساعت
لگن کو مع جنتری دھرا چولہے مین جھونکو
اور لکیر پیٹتے تھے تماشا۔

جمعے کے دن لکھنؤ کے آسمان پر نیا ہی
ابر چھایا تھا۔ پانی وانی تو خاک نہین۔ پتنگا
کیڑے بہت سے دَل کے دَل۔ تیر بہ تیر
آسمان پر نظر آتے تھے۔ غور سے دیکھتے
معلوم ہوا ٹڈیان ہین۔ خیریت یہ تھی کہ
اول تو فصل کا زمانہ نہ تھا۔ کھاتین کیا؟
بقول شخصے ۔

درد از خانۂ مفلس خجل آید بیرون

دوسرے صرف بالائی طور سے معائنہ فرمالیا
اور چلی گئین۔ جو فرمکی تھکی۔ ماندی۔
گری گرائین بھی تو چمنون کی ہری ہری
دُوب پر۔ اُسی کو چاٹ چوٹ کے چلدین
سبھے تو مالیون لونڈون لاڑیون نے
جھانکڑے پیٹ پاٹ کے کھالین۔ ۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

بڑے بڑے اونچے درخت اُسی طرح حُلہ
بہشتی پہنے کھڑے رہے۔ یہ ٹڈیان بھی
معلوم ہوتا تھا کہین سرسبز اور شاداب
ملک سے پیٹ بھری۔ سیر محض سیر و تفریح
کو نکل آئی تھین۔

معلوم ہوتا ہے یہ سال شاعرون
کی صفائی کا ٹھیکہ لے کے آیا ہے۔ کیا معنے کہ
ہمارے شہر مین ابھی چند روز ہوئے جناب
میر خورشید علی صاحب نفیس خلف جناب
میر انیس صاحب مرحوم کا انتقال ہو چکا
تھا کہ اب منشی اسیر کے بڑے صاحبزادے
جناب غضنفر علی خان صاحب حکیم نے انتقال
فرمایا۔ اُردو شاعری کو بہت بڑا صدمہ پہونچا
حکیم صاحب اپنے فن مین مسلم الثبوت اُستاد
مانے جاتے تھے اور بہت سے آپ کے
شاگرد تھے۔ آپ نے کیا انتقال کیا

اُردو شاعری کا بازار لُٹ گیا۔

سُنا گیا ہے حال میں ینگ پیپلس ٹمپرنس یونین نے ظلم حیوانات کے روکنے پر مزید کوشش شروع کی ہے۔ ایک چٹھی بجز جنٹ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع کو بھیجی تھی جس میں خواہش شرکت ظاہر کی تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ جب ہماری مجوزہ سوسائٹی قائم ہو گئی تو ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے انسپکٹروں کی شہادت جن میں لیڈیان اور جنٹلمین ممبران سوسائٹی ہونگے نہ کہ ملازم کارکن افسر کافی سمجھی جائیگی اور انکے علاوہ کسی اور شہادت کی ضرورت نہ ہوگی اور ہم امید کرتے ہیں کہ مثل کلکتہ کے لوکل گورنمنٹ سلطنت حکم جاری کرے اور ہمکو اجازت دے کہ ہم جرمانہ کریں اور روپیہ جرمانہ وصول ہو وہ سوسائٹی کے فنڈ میں داخل کیا جائے۔

اس کے جواب میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے یہ تحریر فرمایا کہ اس کارروائی سے وہ کامل اتفاق کرتے ہیں مگر ڈپٹی کمشنری کی عدالت بطور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹی کی عدالت کے ہے اور انہیں کی عدالت میں مجسٹریٹ درجہ دوم و سوم کے فیصلہ کی اپیل ہوتی ہے اور یہیں اپیل ہوگی جب ظلم جانوران کی بابت سزائیں دی جائینگی اسوجہ سے وہ اس سوسائٹی کی پریسیڈنسی کا عہدہ نہیں قبول کر سکتے۔

ہم جانتے ہیں ان مقاصد سے کسی کو اختلاف نہ ہوگا ان یکے اور گاڑی والے البتہ کچھ پا چھی کریں یا دماغ ہلاویں۔ بٹیر بازوں میں گُنہ چھپا میں جو جوڑ لڑانے میں سیکڑوں کی بازی بدتے ہیں۔ یا بانساری رنڈیان ناک چوٹی گرفتار ہوں جو محض اس سے بیاہی آلو اور چقندر کھانے کے یار دن شامی کباب کہلاتی ہیں۔ باقی گھوڑ دوڑیوں کو کیا اندیشہ ہو سکتا ہے وہ تو مہذب قمار بازی میں گھوڑے دوڑاتے اور لڑاتے بیدم کرتے ہیں۔ وہ گھوڑے نہ جانور ہیں نہ اُنپر ظلم ہے۔

معذرت

اگرچہ اودھ پنچ کسی تیوہار یا تعطیل کے عذر سے غیر حاضری نہیں کرتا۔ مگر بیماری کاملی سے معذور رہا ہے۔ اسلئے ۱۸ جولائی کا پرچہ کاتب کی غیر حاضری سے طیار نہ ہو سکا۔ انشاءاللہ اسکا معاوضہ کر دیا جائے گا۔

الملتمس۔ منیجر

اشتہار

ہمین ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جو انگریزی میں انٹرنس پاس ہو اور طلبہ کو بخوبی تعلیم دے سکے۔ اور عربی میں صرف و نحو کی درسی کتابیں اچھی طرح پڑھا سکے۔ تنخواہ کا معاملہ خط و کتابت سے طے ہو سکتا ہے۔ درخواستیں بہت جلد آنا چاہئیں۔

خان بہادر شیخ احمد حسین تعلقدار
پریانوان ضلع پرتاب گڑھ

۶۔ جون سنہ ۱۹۰۱ء   ۳ ماہ

انجمن محمد محمدی برادران لاہور

یہ انجمن سنہ ۱۸۹۳ء سے قائم ہے اخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک اسنے اپنے (۴۵) مرحوم ممبروں کے حاجتمند وارثوں کو مبلغ [illegible] دیکر انکی دستگیری کی ہے حالانکہ ان متوفی ممبروں نے انجمن کو صرف [illegible] چندہ دیا تھا غرض غریب اور متوسط درجے کے مسلمانوں کے لیے یہ انجمن ابر رحمت کا کام دیتی ہے موت کا وقت مقرر نہیں اسلیے اپنے بال بچوں کے واسطے تھوڑا بہت سرمایہ چھوڑ جانے کے لیے آج ہی سے اس انجمن کے ممبر بنیے۔ زندگی میں مدد دینے والی شادی فنڈ انجمنیں بوجہ خود غرضی اور اپنے اصولوں کے خراب ہونے کے اب سب کی سب ٹوٹ گئی ہیں یا ٹوٹ رہی ہیں مگر یہ انجمن مستقل اور قومی ہمدردی پر مبنی ہے جو ٹوٹ نہیں سکتی۔ ضوابط انجمن شیخ گلاب دین صاحب وکیل و سکرٹری انجمن سے طلب کریں۔

۱۸۔۴۔۱۹۰۱   ۳ ماہ

بنا بر اطلاع وکلا و موکلان

کل کاغذات کارروائی عدالت مثل فیصلہ جات و بیان تحریری و اظہار گواہان وغیرہ بشرح مستذکرہ تحت زبان اردو سے زبان انگریزی میں ترجمہ کیے جاتے ہیں فی فولیو یعنی فی صفحہ اُجرت ۴ر

المشتہر

جگدمبا پرشاد مترجم لکھنؤ۔ ڈاک خانہ چوک گول دروازہ متصل منشی کدار ناتھ صاحب خطوط نویس

۱۱۔۴۔۱۹۰۱   ۳ ماہ

پان میں کھانیکا خوشبودار تمباکو

اعلیٰ درجے کی خوشبودار اور نہایت لذیذ و خوش ذائقہ تمباکو کی ٹکیاں (جن کو زردہ کہتے ہیں) مدرسہ اسلامیہ رُدولی کے تجارتی کارخانے سے ضرور منگوائیے اس کی عمدگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کے کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہیں آتا۔ درجہ اول ۸ سیر درجہ دوم ۶ر سیر

المشتہر

محمد الطاف حسین منیجر کارخانہ تجارتی اسلامیہ رُدولی ضلع بارہ بنکی

(C)

وجع مفاصل کا عارضہ

جیمبرلین صاحب کے بین بام سے جاتا رہتا ہے ایک ہی مرتبہ کے استعمال سے درد جاتا رہتا ہے۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کمیشن ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف لبصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پھولا - غبار - کھجلی - سرخی ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم کیا ہے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص میرہ فی ماشہ بیس روپے معری سرمہ فی تولہ ۴ رخرچ ذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے — تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میاسنگھ صاحب تسلیم میننے آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند - دھند - پھولا - ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری راے مین آپ کا سرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر و غریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہو کر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی - پی - پوسٹ بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان -

(۲) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید و فائدہ بخش ثابت ہوگا یانی آنے دُھند و خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ ہے آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۳) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا - آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی -

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان صاحب بہادر سی - ایس - آئی - ممبر کونسل - گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائیگا جو اہل پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے -

نغان مین آہ مین یا دمین فغان مین نالے مین
سناؤن حال دل عطا اگر ہو سننے والے مین

اس عنوان کا ایک مضمون پہلے ہم نے لکھا تھا۔ لیکن ہنوز وہ آپ کے اخبار مین پہونچنے بھی نہ پایا ہوگا کہ مخبران آسمانی ہاتھون ہاتھ اُس کو اُڑا لے گئے اور ہمارا شکایت نامہ مدبر عالم کے روبرو پیش کر دیا۔ ہم گنہگارون کا استغاثہ ایسا نہ تھا کہ جس پر ارحم الراحمین توجہ نہ فرماتے

رحمت حق بہانہ مے جوید

فوراً کارکنان قضا و قدر کو حکم ہوگیا کہ موکلان سحاب اضلاع اودہ مین ابر کو کشان کشان لے جائین اور فی الحال جس قدر بندون کے حق مین مصلحت ہے اُتنا برسائین۔ بہرکیف باران رحمت ایک دن شب سے تا سحر برسا اُس کے بعد سے پھر مطلع صاف ہے۔ وہ آنکھین جو ہر وقت آسمان سے لڑی رہتی تھین اب کبھی کبھی وقت عالم بالا کی طرف اُٹھ جاتی ہین۔ دل تو یہی چاہتا ہے کہ ہر وقت گھنگھور گھٹا چھائی رہے۔ جس طرح قانون قدرت نے مقرر فرما دیا تھا اُسی طرح سے رم جھم پانی برسے۔ ندیان چڑھین دریا بڑھے۔ ساون کی اندھیری آنکھون مین تیرگی چھا جائے۔ جس طرف نگاہ اُٹھے عالم آب نظر آئے۔ اہل عرفان کے دلون مین نور آنکھون مین اُجالا ہو۔ سیہ کارون کا مُنہ کالا ہو۔ مگر ہمارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ ہم اسی کو غنیمت سمجھتے ہین کہ یاس اُمید سے مبدل ہوئی۔ قحط کا دھڑکا مٹا۔ غلہ فروشون کا خیال تیلا و نیم خام رہا۔ بہرکیف تمہر گشش گیرتا یہ تپ کا معاملہ ہے۔ کچھوا ہوا پھر خوب زمانے سے چل رہی ہے۔ اول تو ابر آتا ہی نہین۔ اور اگر آتا بھی ہے تو ہوا کے گھوڑے پر سوار۔ مشرق سے جو باگ اُٹھائی تو مغرب پہنچا کر دم لیا۔ کہین برسایا اور کہین ترسایا۔ لگے بزرگ معتقد اس کے تھے کہ ابر بھی حیوان ہے۔ اور ضروریات ستہ کا مادہ اس مین بھی موجود ہے۔ پہاڑون پر رہتا ہے۔ چلتا ہے پھرتا ہے۔ ہری ہری گھاس چرتا ہے۔ جھرنون کا پانی پیتا ہے۔ جب گرمی زیادہ پڑتی ہے تو باوصف چرند ہونے کے ہوا پر اُڑتا ہوا آسمان ہی آسمان بھاگتا ہے۔ نتہائے لطافت کی وجہ سے بیٹ تو نظر نہین آتی مگر ان پیشاب برائے العین دکھلائی دیتا ہے۔ اور اہل خلق کے استعمال مین بھی آتا ہے۔ اور دلیل ان کے نباتات اور روحانیت پر یہ ہے کہ اگر زندگی نہ ہوتی تو ابر مردہ کہان سے آتا؟ اور حضرت سعدی کیونکر یہ کہہ سکتے تھے۔

”وایۂ ابر بہاری را فرمودتا بنات نبات[1]
در مہد زمین بپرورد“

ہماری گورنمنٹ ہزار ہا فکرین رفع قحط کی فرماتی ہے مگر ایک کارگر نہین ہوتی۔ اور اس کی وجہ کیا ہے؟ محض بے اصول افکار ہین۔ جو شخص کہ بڑے بوڑھون کا کہنا نہ مانے گا ہمیشہ اسی طرح سرگردان رہے گا۔ لے اب کوئی ہمارا چھوٹا سا لٹکا آزما کر دیکھ لے۔ اگر کبھی قحط پڑے تو ایک دانے کے عوض دو اور ڈیڑھ کے عوض ہم سے تین لے۔ اور وہ نسخہ یہ ہے کہ اگر اُس گھاس کے بیج (جس کو ابر چرتا ہے) مل جائین تو سبحان اللہ پھر کیا کہنا۔ ورنہ بنفسہ وہی گھاس پہاڑون سے کھود لاکے ہندوستان کے ہر شہر ہر قصبہ ہر قریہ مین سو سو پچاس پچاس بیگھہ (اُس سرزمین مین جو دریا کے کنارے واقع ہو) لگا دی جائے۔ اور پھر ہر کھیت مین نقارے رکھوا دیے جائین۔ جب ابر اُٹھے اور بھاگتا ہوا اُس طرف سے گزرے تو وہ نقارے تشدد تمام بجائے جائین۔ خدا کی ذات سے اُمید ہے کہ وہین ابر ٹوٹ ٹوٹ کے اس طرح گرے گا جیسے ساون بھادون مین چھت کی آواز پر چنگ بٹیر گرتے ہین۔ سبزہ زار مین چر کر دریا کا پانی پیے گا۔ اور سیل و میل زمین سے بلند ہو کر برسنے لگے گا۔

یہ فقط نئی روشنی کی برکت ہے جو ہم ایسے مبتدیون کو ایسے دُور کے مضامین سوجھتے ہین۔ ہمارے پیر طریقت... گرد کی خاک مین غریق رحمت ہون در اصل ہم کو وہی سائنس کے جہاز کا معلم بنا گئے۔ اور ہم نے اس دریا کی تھاہ ڈھونڈھ نکالی۔ اب کیا۔ اب تو پانی پایاب ہے۔ راستہ نکل آیا جس کا جی چاہے آنکھین بند کرکے پار اُتر جائے۔ باقی آئندہ

روے زمین پہ پالیسر آسمان آسمان پہ ہے
مداح آپ ہی کے رہے ہم جہان رہے
ہے نظم و نثر ارث مین اس خاندان کے
قایل ہمارے خلق مین اہل زبان رہے
واقف ہین پنچ خوب کہ بڈھون کا ذکر کیا
بچے بھی اس گھرانے کے معجز بیان رہے

راقم۔ ایم۔ رضی بشاش فتحپوری

لال کتاب مین نکلا یون
تیلی بیل لڑائے کیون
کھلا پلا کے کیا ہی سانڈ
بیل کا بیل فُنڈ کا ڈانڈ

ایک قاضی صاحب کا بیل چرتا چرتا اُدھر جا نکلا جدھر ایک تیلی کا بیل چرتا تھا

---

[1] دیکھو فوائد نعمانیہ ۱۲

دونون سے گتھم گتھا کی ٹھہری۔ آپ جانیے تیلی کا بیل کھلی بھوسی کھا کھا کے خوب دناب ہو رہا تھا۔ کام واجبی ہی واجبی کولھو گھمانا اور مزے سے سانی کھانا ڈوب جینا اور روندنانا۔ قاضی صاحب کا بیل جو اُس کے مقابل آیا۔ اتنا ریلا اتنا ریلا کر گاؤ زوریان کرتے کرتے جان بحق تسلیم ہو گیا۔ جناب قاضی جی کو خبر پہونچی حضور کے بیل کے ساتھ کمال گستاخی ہوئی۔ یعنی ناشدنی۔ زادہ تیلی کے بیل علیہ اللعنت نے اُسکے مار ڈالا۔ دریائے غضب جوش مین آیا حکم قضا شیم نافذ ہوا۔ گرفتار کرو ابھی تیلی کے بیل ہمارے بیل کے قاتل کو۔ چنانچہ مجرم بیل گرفتار ہو کے حاضر محکمۂ قضا ہوا۔ قاضی جی نے جو معائنہ فرمایا مُنہ مین پانی بھر آیا۔ موٹا تازہ۔ خنگا۔ لشت اپشت بوند پڑے تو پھسل جاے کوہان ہاتھ بھر اونچا اُٹھا ہوا۔ گلے کی کھال زمین سے لگی ہوئی۔ سینگ خوبصورتی کے ساتھ گھومے ہوئے۔ ہاتھ پاؤن مضبوط ٹھنکار سے شیرون کا زہرہ آب ہو بیل کا ہیکو شیر افگن خان ہے۔ سوچے اگر قصاص کا حکم دیا تو کوئی فائدہ نہین اس کو کسی فتوے سے اپنے اوپر حلال کرنا۔ تیلی سے چھین کے اپنے گاؤخانے کی زینت بنانا چاہیئے۔

ایک کتاب تھی لال رنگ کی (فتاداے قاضی خان نہین) خود حضرت ہی کی تالیف تھی۔ اُس مین نہایت پیچیدہ مسائل کے حل درج تھے۔ اور اکثر اڑی پر کام آتی تھی۔ غرضکہ بعد خوض کامل و مطالعۂ لال کتاب مذکور اُس مین یہ فتوے نکلا کہ اول تو بیل ضبط ہو۔ دوسرے جو بیل شہید ہوا ہے اُس کی قیمت خونبہا مین تیلی سے وصول کی جاے۔ الحاصل اس مضمون کو اشعار مندرجۂ بالا مین موزون فرما کے حکم سُنایا اور غریب تیلی کو دوہری سزا دی گئی۔

اسی طرح آج کل یورپ نے جسپر قاضی کیون ڈوبے کے اندیشے کی مثل صادق آتی ہے اور ہر مقام۔ ہر جگہ بے جھگڑا ٹنگڑی اڑانے خدائی فوجدار بننے کو موجود ہے۔ اپنے ہان کے بیل پادری لوگ چین کو روانہ کرنا شروع کیے۔ وہان باکسرون (رعایاے چین سے) ایسی ان بن ہو گئی کہ قاضی اور تیلی کے بیل کی گاؤ زوریان مات ہو گئین۔ باکسرون نے پادریون کو حلال کر ڈالا۔ ہر طرف سے قاضی کے پیادے (فوجین) چڑھ دوڑین۔ پہلے تو خوب قرار واقعی سزا دی۔ پھر لال کتاب سے اس تکلیف فرمائی کا تاوان طلب کیا ہے۔

بیچارے مغفور اس طوفان بے تمیزی کو دیکھ کے دار السلطنت سے نو دو گیارہ ہو گئے۔ قاضیان یورپ نے ملک مین حقوق فریہ کے علاوہ تاوان وصول کرنے کا سامان ٹھیک کر لیا ہے۔ اسی بنا پر کہا ہے۔ زبردست کے بیسون بیس ہوتے ہین۔

لختے بر از دل گزرد ہر کہ ز پیشم
تہذیب فروش من ناکارۂ خویشم

ایک صاحب تہذیب کی گڑھیا ریفارمری کے چھتر مین ڈبکیان کھائے ہوئے نئی روشنی کے تڑپے سے چوندھیائے زمانہ باتو نساز د تو با زمانہ لبسانہ پر عمل کی دھن مین پوکھلائے۔ پردۂ عصمت کے (اندھے) حافظ ریفارمر مع بیت تہذیب پھیلانے کی غرض سے باہر نکل کھڑے ہوئے۔ سوٹ کوٹ پتلون سایہ و جاکٹ۔ بوٹ چھڑی۔ پیرا ساہا و چند پیچ ہائے پردۂ عصمت کے ملا مردانہ و زنانہ اسباب مین لیا۔ روپیہ پیسہ۔ نوٹ جیب مین رکھا۔ آزادی نسوان کی درشنی ہنڈی پاکٹ بک مین رکھی۔ اور نصر من اللہ و فتح قریب کہتے نکل کھڑے ہوئے۔ برف منی بیگ مین نقد تہذیب۔ لنچن باسکٹ مین۔ توشۂ ریفارمری پورٹ منٹو مین۔ کسوت تہذیب۔ آخر کہی بات کی دنیا کا کون کام ایسا ہے جو رکا رہے گا کسی نحیط یار آشنا نے اگر یاد دلایا کہ بے روپیہ پیسے دنیا کے کام نہین نکلتے آپ نے غلاسی آنکھین نکال۔ پیشانی پہ مہذب چین ڈال کے ایک حکیمانہ ادا سے جواب دیا۔

”ہش! آپ لوگ عجب غیر مہذب معلوم ہوتے ہین۔ مائی ڈیر فرینڈ ہماری پاکٹ مین وہ جنس ہے جس سے دُنیا تو دُنیا ہے عاقبت تک (بشرطیکہ عاقبت کوئی شے مانی جاے) سنور جاتی ہے۔ اگر ہم مہذب پوشاک مین ہین۔ شائستہ لوگون کی طرح سفر و حضر مین رہتے سہتے ہین مہذب طرح سے سوتے جاگتے ہین۔ حوائج ضروری رفع کرتے ہین۔ تو ممکن نہین ہمارا بیگ غیر مہذب سامان ناشتے کی روٹی بستر و ستر کے کھٹراگ کی ضرورت پڑے۔“

ریفارمر صاحب بھی آپ جانیے نئی نئی مہذب بنتی ہین بہت سے بھول جال پردے کے جنجال سے تازہ

ٹرانسوال کا مشہور فاتح

جنرل رابرٹس - شیر ٹرانسوال

(ذری غور سے یہ تصویر دیکھیے)

غلاف ریشمی تھیں۔ اُن کو گھر گرستی سے یونہیں
نفرت تھی۔ آزادی کے منہ زور پولو پونی پر
سوار اور اُونچی ایڑی کے ششکار جو
تیون مین کڑی کمان سے تیر کی طرح زن سے
نکل گئیں۔ ریفارمر صاحب بھی لنگوری
کرتے امیرون کے ہمراہی شہسوار کی طرح
پیچھے پیچھے تگ و دو کرتے روان ہوئے۔
چلتے چلتے راہ مین معدے نے دوالہ
نکالا۔ ریفارمرن کے سر کی مانگ پیٹ مین
اُتر گئی۔ ریفارمر صاحب کو بھی غیر مہذب
طریقے سے الجوع العطش نے چھیڑنا شروع
کیا۔ لنچن باسکٹ کھولی۔ وہان سوا مکھی صفائی
کی کارگزاری کے کچھ نظر نہ آیا۔ گھبرا کے
جیب مین ہاتھ ڈالا۔ کسی ہوٹل یا ریفرشمنٹ
روم سے چا بسکٹ۔ انڈا جام جیلی
بٹر وغیرہ طلب فرمائیں۔ مگر وہان کا خانساماں
تہذیب اور ریفارمیشن کا سکہ لیتا نہیں
بلکہ وہ خود ان کو مہینون۔ برسون سکھاتا ہے۔
اُس کی ہزار پشتین مہذبون کی زلہ ربائی
مین گزر چکی تھین۔ اگر گوارا کرین تو ابھی
دس برس مختلف شرابون کی بوتل
کھولنے کی ترکیبین سکھائے۔ طرح طرح کی
گزک کے جوڑ بتلائے۔
اب گھبرا کے ریفارمرن صاحبہ
کی طرف نظر اُٹھائی۔ بھوک مین بچے مان کی
گود کی طرف لپکتے ہی ہین۔ جوان لوگ جورو
کی طرف مخاطب ہوتے ہین۔ اگر ان سے
بھی بشریت سے یہ حرکت سرزد ہوئی
تو خلاف تہذیب نہین۔
مگر ریفارمرن صاحبہ کو اس وقت
فرصت نہ تھی۔ سیر و نظارہ سے خواہش
بجھا چکین ہوا نوش فرما کے پیٹ بھر چکی تھین
بھد بڑی ہانک لگا کے جو
متوجہ ہوئین تو اس طرح بات چیت کی
ٹھہری:-

ریفارمر- مائی ڈیر- کیا مین ایسا خوش قسمت
ہون گا کہ آپ از راہ مہربانی اپنی توجہ کی
نظر سے میری مصیبت پر نظر کرین گی؟
اور میرے معدے مین جو ایک غیر مہذب
طریقے سے ایذا رسان بھوک کی آگ
روشن ہے اُس کے فرو کرنے مین
مدد دین گی؟
ریفارمرن- مین افسوس کے ساتھ
انکار کرتی ہون۔ زیادہ سے زیادہ یہ
کہہ سکتی ہون کہ تمہارا دھیان لنچن باسکٹ
کی معمولہ اشیا کی جانب رجوع کرون۔
ڈیری- تم ان غیر مہذب واقعات کی جانب
مطلق متوجہ نہ ہو- جو کچھ ہمارے ساتھ
ہے اُس کا کاروباری دنیا مین تفاضل البدلین
کرو۔ اور اپنی جسمانی ضرورتین فراغت
خاطر کے ساتھ مثل ایک سچے مہذب کے
رفع کرو۔ ورنہ مجکو افسوس ہوگا کہ تم کو
لوگ شوالرس (تحتیج) شکل سے قرار
دین گے۔ اور ریفارمیشن جس کے اوپر
ہم دونون آدمی اپنی ہر طرح کی آرام آسائش
قربان کر کے اُٹھے ہین سخت صدمہ اُٹھائیگی
اور عجب نہین کم از کم دو چار صدیون کے لیے پیچھے
مٹ جائے گی۔
ریفارمر- ڈیر ڈارلنگ- مین تو حتی الوسع
بہت ضبط کرتا ہون- ہوٹل والا مکان
کے کرایہ۔ تیل اور بتی کا بل لایا چاہتا
ہے۔ بوٹ پہنکر لیٹنے سے جو کھونچا
کونٹرپان پر لگا ہے اُس کی قیمت چار
روپیہ چارج کرے گا۔ میز کی چادر پر
جو فلاسک تم سے اُنڈل گئی ہے اُسکی
قیمت سولہ روپیہ مانگتا ہے۔ اور کہتا
ہے ڈنر کے تین روپیہ دینا ہون گے۔
اگر تہذیب سے ان چیزون کا معاوضہ
ہو سکتا۔ بلون کے بابت خانساماں میری
اصلاحون کو قبول کر لیتا تو مین سمجھتا ہون

تمہارا اور ہمارا کام مہذب طریقے سے
نکل جاتا- اور خانساماں وغیرہ کو بھی
وہ نعمت ملتی جو لاکھون کے عوض نہی سکتی
پڑتی- افسوس ہے یہ ملک مہذب
روشن خیال- ترقی کردہ نہین۔
ریفارمرن- اچھا- مجکو تو اس وقت اس
جانب توجہ کرنے کی مہلت نہین- ہوا خوری
کا وقت ہے- اگر تم میرے ساتھ بگھی
چل سکتے ہو تو ہمراہ چلو- مین اس وقت
شاپنگ کا بھی قصد رکھتی ہون- ایک
نئے گون کی فرمائش دون گی- اور کچھ
طلب کرون گی- بہتر ابھی ہوٹل کا لکھندرکی
کل اس کا بل ہی ادا کرنا ہوگا-
ریفارمر- مین تو اصلاح اور قومی
ترقی کی فکرون مین مشغول ہون
نرم ہو آؤ- مگر دیکھو جہان تک ہوسکے
ہو اگر دن کو اسی تہذیب اور اصلاحات
کے تبادلے پر راضی کرنا ملکا- ہو سکے تو
گاڑی کا کرایہ بھی اسی سکے مین ادا کرنا
اتفاق سے ہوٹل کے قریب ہی
کرائے کی گاڑیون کا اڈا بھی تھا- اس
برخوردار جوڑے کی تہیدستی کے چرچے
ہوٹل کے احاطے کی دیوار پھاند کے
پوسے گل کی طرح پھیل چکے تھے گاڑی والے
نے بھی کرایہ کا اطمینان چاہا- یہان
بجز تہذیب اور اصلاح کے منی بیگ
مین جو ہے تلا بازیان کھاتے تھے-
معاملہ رو براہ نہ آیا- گھوڑے دانہ
چارہ مانگتے تھے- تہذیب و اصلاح سے
اُن کا پیٹ نہ بھرتا تھا- ریفارمرن
صاحبہ بتیمڑون سے بیزار بہت جز بز
کھٹ کھٹ کرتی پیدل خرام ناز کو چل کھڑی
ہوئین- اور مع مبالغہ کوئی پندرہ سولہ
چیزین خرید کر لائین- دوسرے دن
بلون کی بہار شروع ہوئی- یہان جو

مس زہرہ تمہاری محبت کے آب الفت کے اثر نے اختر کے زخمی دل پر مرہم کا کام دیا مگر تمہاری اس رازداری پر صاد ہے کیا راز کہا ہے اختر پر نہ کھلا کہ مس زہرہ کون ہے اور زہرہ جمال کون ہے؟ ہاں یہ ہی مس زہرہ ہے جن کو ظالم مشن مین پکڑ لے گئے۔ جناب ہو اختر تم نے اس کی مدد کی۔

ثریا جادو تو عیسائی ہی ہوا اور پھر کچھ نہ آیا آخر کو رشک و حسد کی آگ مین خود ہی جل مرا۔ جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا۔ شائقین قصہ دیکھو تو لطف آئے عرش ۱۲ ر قیمت ہے۔ دیر ہوئی تو حسرت رہ جائیگی دلچسپ ہو تو قیمت واپس اگر ایمان سے کہنا اور ایمان ہے تو سب پتہ ہے۔

المشتہر

سید برکات احمد۔ پھاٹک منشی دبیر الدولہ۔ چوپٹیا۔ لکھنؤ

اشتہار

ہمین ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جو جو انگریزی مین انٹرنس پاس ہو اور طلبہ کو بخوبی تعلیم دے سکے اور عربی مین صرف و نحو کی درسی کتابین اچھی طرح پڑھا سکے۔ تنخواہ کا معاملہ خط و کتابت سے طے ہو سکتا ہے۔ درخواستین بہت جلد آنا چاہئین۔

خان بہادر شیخ احمد حسین تعلقدار
پریانوان ضلع پرتابگڈھ

۶- جون ۱۹۰۱ء ۳ ماہ

انجمن محمدی برادران لاہور

یہ انجمن ۱۸۹۳ء سے قائم ہے اخیر دسمبر ۱۹۰۱ء

تک اس نے اپنے (۷۵) مرحوم ممبرون کے حاجتمند وارثون کو ۔۔۔ روپیہ دیکر ان کی دستگیری کی ہے بجائیکہ ان متوفی ممبرون نے انجمن کو صرف ۔۔۔ چندہ دیا تھا غرض غریب اور متوسط درجے کے مسلمانوں کے لیے یہ انجمن ابر رحمت کا کام دیتی ہے۔ موت کا وقت مقرر نہین اس لیے اپنے بال بچون کے واسطے تھوڑا بہت سرمایہ چھوڑ جانے کے لیے آج ہی سے اس انجمن کے ممبر بن جاؤ۔ زندگی مین مدد دینے والی شادی فنڈ انجمنین بوجہ خود غرضی اور اپنے اصولون کے خراب ہونے کے اب سب کی سب ٹوٹ گئی ہین یا ٹوٹ رہی ہین مگر اس کا مستقل اور قومی ہمدردی پر مبنی ہے جو ٹوٹ نہین سکتی۔ خط و کتابت انجمن شیخ گلاب دین صاحب وکیل و سکرٹری انجمن سے مناسب کرو۔

۱۹-۷-۱۹۰۱ ۳ ماہ

بنا بر اطلاع وکلاء و موکلان

کل کاغذات کارروائی عدالت مثلاً فیصلہ جات و بیان تحریری و اظہار گواہان وغیرہ بالشرح متذکرہ تحت زبان اردو سے زبان انگریزی مین ترجمہ کیے جاتے ہین۔ فی فولیو یعنے فی صفحہ اجرت ۸ ۔

المشتہر

محمد صابر شاہ مترجم۔ لکھنؤ
ڈاک خانہ چوک۔ گول دروازہ
متصل منشی گدا رناتھ صاحب
خطوط لیس

۱۱-۴-۱۹۰۱ ۳ ماہ

پان مین کھانیکا خوشبودار تمباکو

اعلےٰ درجہ کی خوشبودار اور نہایت لذیذ خوش ذائقہ تمباکو کی پتیان (جن کو زردہ کہتے ہین) مدرسہ اسلامیہ رُدولی کے تجارتی کارخانے سے ضرور منگوایئے اس کی عمدگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسکے کھانے والے کو دوسرا تمباکو پسند نہین آتا۔ درجہ اول عہ سیر۔ درجہ دوم صہ سیر

المشتہر

محمد الطاف حسین مہتمم کارخانہ تجارتی مدرسہ اسلامیہ رُدولی ضلع بارہ بنکی

(C)

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض کو شفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے۔ کھانسی زکام۔ کروپ۔ انفلیونزا بروقت ضرورت آزمائش کرو۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

از اکتوبر ۱۹۰۱ء ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب اوجاع

ڈاس تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث ہوتے ہون) گٹھیا کسی درجے کا۔ وجع مفاصل۔ وجع الورک درد کمر پشت۔ جوڑون اور اعضا مین درد چوٹ اور موچ کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی نہین کی۔ ہزار ہا چنگے ہوئے۔ ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جایگا خون صالح پیدا۔ فاسد دفع۔ معدہ صاف ہضم صحیح۔ نتیجہ یہ کہ سارے بدن مین صحت کے آثار ہون گے۔ قیمت فی بوتل ے ہ اور ذریعہ کمیشن ویلو عہ پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی دوا خانہ اناپورنا ۱۶۲ لوور سرکلر روڈ کلکتہ

ہیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف البصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - کھجلی سرخی ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر و حکیم یک اور ادویات کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ علاوہ محصول ہیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ہیرہ فی ماشہ بیس روپئے معری سرمہ فی تولہ ۴ روپیہ خرچ ذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ہیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے -

المشتہر - پروفیسر میاسنگہ اہلووالیہ - مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے — تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میاسنگہ صاحب تسلیم مین نے آپ کے ہیرے کے سفید سرمہ کو قریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دھند - پھولا - ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری راے مین آپ کا سرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانہ ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیئے تاکہ امیر و غریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی - پی پوسٹ بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر محمد امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ شریف وغیرہ غازی خان -

(۳) مین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ صاحب نے بنایا ہے آپ نے دوا اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند و خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ ہے آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۲) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا - آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے در حقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی -

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان صاحب بہادر - سی - ایس - آئی - ایس - ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپئے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے -

پروفیسر شہباز کی پاپولر ایک ڈکشنری

یعنی

عالم پسند فرہنگ ظرافت

ا۔ (۱) حرف۔ قدرتی اور منطقی الف۔ بے تے کا سب سے پہلا حرف جس پر تمام ظاہری باطنی دُنیا قائم ہے۔ وہ سیدھا اور عالی ظرف جو علم تجرد (آزادی) کا ایک بڑا متبحر عالم ہے۔ اُستاد کی سب سے پہلی چھڑی۔ دیکھنے میں چھوٹی مگر حقیقت میں بڑی اور بہت بڑی۔ بے علم اندھوں کی علمی لاٹھی۔ زبانی تلوار کی سب سے پہلی پر نقش و نگار چڑھی کاٹھی۔ وہ قدیم کلدانی چوکھٹا جس میں اسرگادی کی کھڑی ہوئی بہترین تصویر اُن کا ابسیار خوار سراپا نشخوار دہن اُن کے حماقت نیوش گوش اور اُنکی شرارت بار شاخین دکھاتی ہے۔ وہ نئی تحقیق فرنگستانی انگشت شہادت جو تمام الفبٹون کو ایجاد کے ڈرائنگ روم کا ایک قدیم تاریخی البم بتاتی ہے چینی ابجد کی چوٹی۔ مگر نہ لمبی بلکہ مختصر چھوٹی موٹی۔ ایک خاص قسم کی دم جو ادن اہلی جانوروں کو بطور طمغہ و خلعت مہذب آقاؤں کی سرکار سے بعوض وفاداری ملی ہے۔ وہ آنت جو کبھی اوزار، ہتھیار، اور آلے کے سر اور دُم پر سوار ہے۔ کبھی خود ایک مضحک آلہ اوزار اور ہتھیار رہے۔ چار پانچ سرمایہ دار بستر راحت و آرام پہ بہ آرام لیٹے ہوئی خاتونین (ب پ ت ٹ ث) کی خدمت میں دن رات ڈٹا رہنے والا مفلس قلاش فقیر ناپائدار وستی اور افلاس کے سبب فرنگ مجرد و آزادی میں نائمن اور دیو جانس کی طرح ایک ستک خصائل کلب سیرکنندہ میں پیشتر قلم و تعلیم میں لشکر ادب کا سرگیف پیش رو۔ نظم تربیت میں جمع ہدایت کی ایک انجمن افروختہ لو۔ نہ کبک نہ تدرو۔ باغ آزادی کا ایک خوشنما سرو۔

(۲) چراغ پا۔ وہ چراغ پا سے غرض جس کا چراغدان ہے۔ وہ پاسے فرس شعراء جس سے شہسواروں کا خاندان ہے۔ رخش کے چاروں پاؤن کو خاص وضع سے اپنے قابو میں کر کے رستم کو پچھ دینے والا دیو۔ بڑا اچھی۔ بڑا ابھار۔ بڑا بر لیوتی

(۳) بے ہمہ۔ ہونٹوں کے با قوتی جالی پر انگشت شہادت کی سعی بار کنا یہ سرشار تصویر۔ زورسے مڑنے کو طیار۔ ترکش سے نکلا ہوا اخلاقی تیر انسان کا وہ بچہ جو مان کے پیٹ سے ابھی نکلا ہو بنگالیوں کی وہ نوعمر لڑکی جس کا سن ابھی دس سے متجاوز نہ ہوا ہو۔ فطرتی حیوان آزادی کو دوست رکھنے والا انسان۔ انسان نما حیوان۔ وہ آتش مزاج جس کو فرط غضب میں تن بدن کا ہوش نہ رہے جو ذرا سی خلاف مزاج بات میں جامے سے باہر ہو جائے۔ جس کے سر پہ ٹوپی پاؤن میں پاپوش نہ رہے۔ فقر و آزادی کی گود میں بیٹھ کر کثرت میں وحدت اور وحدت میں کثرت کے عقدہ کو وا شگاف دکھلانے والا جوگی۔ یونانی حکیموں کو علم تشریح اور آلات سرجری سے مستغنی و بے نیاز کرنے والا پُرا تار یگی۔ قدرتی اکھاڑے کا ایک بے باک پہلوان ننگوں کی فوج کا ایک منتخب چھنٹا ہوا جوان۔ وہ دیکھا خیاط جس کی سیئوں سوئی کے ناکے کے متصل سوئی کی معمولی اور سنگر مشین کی طلسماتی تائید سے بے نیاز ہے۔ وہ خوش غلاف راز دار جس کا فرط کشادہ دلی و زبان آوری سے ہر شخص محرم راز ہے۔ دفتر رز کا محلی بالطبع آشنا۔ کشور حمام کا شخصی فرمانروا۔ نہ گود رز نہ گیو۔ پاخانے کا معروف و مشہور ضرب المثل دیو۔ وہ اصیل جو بیگم صاحب کی سخت خفگی کی مورد ہو۔ وہ بد ذات محلّے کا لونڈا جس سے محلّے والوں کی خاص قسم کی ضد ہو۔ وہ قافلہ جس پر بھیلوں نے دست شفقت پھیرا ہو۔ وہ کاروان جس کو قزاقوں نے شامت بن کر گھیرا ہو۔ وہ تہمت بند نمازی جو تہمت میں عین نماز کے وقت یکایک دس بیس بھیڑوں کے گھس جانے سے تحریمہ توڑ کر چاروں طرف ناچ رہا ہو۔ وہ شہدا بیغوا ان جو گمناگ سے نشے میں کنپٹیوں میں بیٹھ کر کوک شاستر کے اشلوک بانچ رہا ہو۔ کینٹین میں لڑی ہوئی گوروں کی فوج۔ برانڈی کی لہر پہ بیر کا اوج موج۔

(باقی آئندہ)

اودھر بھی اک نظر دیکھیے اشتہار

یون تو ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک ہم لوگون کو اپنے جنس کے گران بہا ہونے پر بہت کچھ غرور۔ بڑا ناز تھا۔ اور یہی وجہ ہے جو آج تک دنیا بھر کے سوداگرون کمیشن ایجنٹون۔ دست فروشون۔ ٹھیکہ دارون نے طرح طرح کے اشتہار اپنے مال کی خوبیون میں چھپوا کر شائع کرائے۔ اور باوجودیکہ ہماری طرفہ ٹوم ایسی ہے کہ اگر کہین ہم لوگ تشریح و تصریح اشتہارین چھپوا دیتے تو ہمارا مال ایک طرف اُس اشتہار کو لوگ ہزارون لاکھون خرچ کر کے خرید لیتے

فاتح میف کنگ

(اس کو غور سے دیکھیے)

کر کے لوٹ لیتے ہیں۔ ایسا بھی دعدہ کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ اپنی عادت سے کچھ دعائیں تو فرور دیں گے مگر عدہ کے خواستگار نہ ہونگے بلکہ عید شبرات۔ میلہ وغیرہ میں بھی انعام کے خواستگار نہ ہوں گے۔

یہ تو قواعد کی ترمیم تھی۔ اب ملنے ملانے کی یہ صورت ہوگی کہ جس شخص کا ہاتھ پکڑیں گے اُس کی روکھی سوکھی پر گزارا کریں گے نہ زیادہ کی ہوس ہوگی نہ اُس کو رقابت کی آگ میں جلائیں گے۔ سائی بھائی کا طریقہ الغرض۔ اب یہ پردہ عصمت والیوں کو مبارک رہے کہ پردہ توڑنے سے سوائے اس کے اور تو فائدہ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے اس سے تو یہ بہتر تھا کہ حامیان رسالہ ایک عام حکم لگا دیتے کہ جتنی گھر گرستین ہیں سب کسبیاں ہو جائیں۔ اس میں فریقین کا فائدہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم کو اپنے قواعد کی ترمیم کی ضرورت نہ پڑتی اور اُنکو بھی اس طریقے سے زائد آمد کی شکل ہوتی چاہے کچھ ہی ہو میں تو یہی کہونگی کہ یہ رسالہ خاص ہم لوگوں کی دن دونی رات چوگنی ترقی دیکھکر نکالا گیا ہے۔ ہماری آمدنی ہماری خاطر دیکھکر مُنہ میں پانی بھر آیا۔ مگر یاد رہے کہ ہمارے برابر نہ تو وہ کما سکینگی نہ اُن کے مردوں کو نوکری چاکری سے نجات ملے گی۔ اُن کو تو اور ہی کچھ شوق ہوگا وہ شوق اپنا پورا کرینگی اور کھائینگی مردوں کا سر پھوڑ کر۔

پکڑ کے باہر نکال دیں گے اور جو ایسا نہ کریں گے تو اُن کو باہر آنے جانے کی اجازت دے دیں گے اور اس طریقے سے بغیر جلدی جھنجلائے تمام ہندوستان سے پردہ اُٹھ جائیگا۔ ۔لد۔

نہ آزاد منش لوگوں کو اُن کے طفیل میں نظارہ بازی کا مفت میں موقع ملے گا۔ اُن کا یعنی حامیات رسالہ کا بھی مطلب پورا ہوگا۔ ادنیٰ آرزو بھی پوری ہوگی

راقم۔ بنڈیوں کی نایکہ۔
بقلم۔ م۔ ب۔ علیہ الرحمۃ

حسن بے پردہ

مہذب جنٹلمین

کار آمد رائے

اگر حامیان رسالہ پردۂ عصمت بجائے پردے کے خلاف مضامین ڈھونڈھنے اڈیٹروں کا پسینہ سرنک اور سر کا پسینہ ایڑی تک میں کرنے۔ ماہوار رسالہ نکالنے کی زحمت گوارا کرنے کے کسی ترکیب سے سرکار کی توجہ دفعہ ۳۴۰ تعزیرات ہند پر مبذول فرما دیں (جس کا منشا یہ ہے ہر جو کوئی شخص کسی کی اس طرح مزاحمت بیجا کرے کہ اس شخص کو کسی خاص حدود کے محیط کے باہر جانے سے روکے تو کہا جائیگا کہ شخص مذکور نے اُس کی نسبت حبس بیجا کیا) اور ایک آدھ کو جو پردہ توڑنے کے خلاف ہے اسی ۳۴۰ دفعہ کے جھگڑے میں پھنسا کر سزا دلوادیں تو یقین ہے کہ جیل خانے کے ڈر کے مارے بڑے بڑے مخالفین بغیر کہے سُنے کچھ تو اپنے گھر کی عورتوں کا ہاتھ

اگر اس رائے نیک دینے پر بھی مالکان رسالہ ہم کو ایک کاپی رسالہ مذکور کی جب تک رسالہ جاری ہے مفت نذر نہ کریں تو میں کیا کہوں۔ ارمان کہہ بھی ڈالو۔ برسات کے دن میں پیٹ میں پڑے پڑے پھپھوندی لگ جائے گی تو دیکھیے وہ بڑے شرم کی بات ہے آگئے آئی ہنسی۔ قہ قہ قہ قہ۔

راقم۔ م۔ ب۔ علیہ الرحمۃ۔

سوانح عمری

آپ کام تہنا کام

ناولوں کے گھوڑدوڑ سے ناک میں دم آگیا۔ ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا کثرت نے قدر کھودی۔ اچھے بُرے کی تمیز باقی نہ رہی۔ اب ادھر سے دل اُچاٹ ہوا۔ نئی چاٹ لگی۔ کچھ سوانح عمریاں ڈھونڈیں۔ حیات سعدی۔ یادگار غالب تصنیف کے اعتبار سے سب سے اخیر مگر عمدگی کے اعتبار سے نہ دیدہ نہ شنید حیات جاوید نظر پڑی میں تو لوٹ پوٹ ہوگیا

کتاب کے بوجھ سے نہیں اُس کی عمدگی سے۔ اللہم زد فزد۔ صدائے ہل من مزید بے ساختہ دل سے نکلی۔ الٰہی بڑہتی دولت دن دونی رات چوگنی۔ اتنے بڑے آدمی کی الالف۔ حصہ بقدر حُبہ۔ اگر کچھ نہ ہو تو اتنی تو ہو۔ تولہ ماشہ۔ سیر آدھ سیر۔ منہ من پسند الغرض خواہ مخواہ مرد آدمی۔ الکتاب لتفہیم خواہ مخواہ واجب التعظیم۔ سید صاحب بیچارے مر گئے ہین جو چاہے لکھ لو۔ غرض یہ کہ خوب لکھی ہے۔ دل کو مرغوب ہے گو ہوا

نہ ہو کہ ایک شیدا و فریفتہ کے قلم سے خیال محبوب ہے۔ حق دوستی خوب ادا کیا ہے زندہ باش! سوانح عمریون کا دوسرا رخ دیکھیے۔ میٹھی نیند سونے والے مُردون کو جگایا جا رہا ہے۔ بھلا وہ تمھارے جگائے جاگتے ہین۔ ارے بھائی وہ تو ایسے سوئے ہین کہ حشر تک جاگنا قسم ہے۔ تم نے مثل نہین سُنی مُردون سے شرط باندھکر سونا۔ پُرانی ہڈیان اُکھیڑی جا رہی ہین۔ کوئی پلے سیدی وہ اسے سیدی کر رہا ہے کوئی خاندان برمک پر لپک رہا ہے۔ ہزار دن برس کے بعد آج اُن کا ستارہ کانپور سے چمک رہا ہے۔ رامپور سے جُبیر اندلسی کا صور پھونک رہا ہے۔ کوئی ابن بطوطہ کے لیلوٹ نام سے ڈر رہا ہے لگے ہاتھون بہتے دریا مین ہمارے دوست مولنا شہباز نے بھی ہاتھ دھو لیے۔ لہو لگا کر شہید۔ دن مین مل گئے۔ معفضت تو

ماشاءاللہ پہلے ہی سے تھے۔ شاعر تھے۔ لو اب بیاگر و فرہی ہو گئے۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ نظیر اکبرآبادی کی بے نظیر لائف لکھ ڈالی۔ مطبع نول کشور سے لباس خوشنما مین آراستہ کرکے نکالی۔ کونے کھدرے مین پڑے پُرانے خزف کو رشک گوہر کر دیا مُردے کو جلا دیا۔ قلم کا جوہر دکھایا۔ غرض ہر صفحے رازنگ و بوئے دیگرست۔ ہم نے بہت غور کیا۔ گھنٹون غوطہ زن رہے۔ تاہم عقل کا ٹٹو ایک انچ بھی نہ کھسکا۔ یہ عقدہ لاینحل حل نہ ہوا۔ دل کی خلش دور نہ ہوئی۔ سوزش تشنگی کا فور نہ ہوئی۔ شاید کوئی لال بجھکڑ جیسے سمجھا سکین سمجھا ئین۔ لو وہ بات بھی سُن لو۔ کیا یاد کروگے۔ جو لوگ نامور و نامی گرامی تھے اور جن کے ڈنکے زمانے مین بج گئے اور جن کے کارہائے نمایان آفتاب کی طرح چمک رہے ہین۔ جن کے نام گھر لیے جاتے ہین اُن کے حالات لکھنے سے فائدہ؟ تحصیل حاصل۔ شغل بے کاران۔ جانی ہوئی چیز کو جتانا۔ کھلی ہوئی شے کو دکھانا کیا۔ بڑھے دلن کو بڑھانا کیا۔ اچھون کو بنانا کیا۔ ع

حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

تم اُنکو کیا بناتے سنوارتے ہو وہ خود چاند سے پڑے دمک رہے ہین۔ ع

ای اجل گرتن بیجان تو خاکستر سپری
نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

مر گئے تو مر جانے دو۔ سدا نہ وہ رہے نہ ہم رہین گے۔ اور نہ تم رہوگے۔ ع

جو نامور تھے فقط اُن کا نام باقی ہے
نہ جم جہان مین ہے باقی نہ جام باقی ہے

اُن کی بُو ساتہ پردون مین چھپا و کہیں چھپتی ہے چاند کی روشنی کہین چادر سے رکتی ہے۔ مشک آنست خود بوید نہ کہ عطار گوید۔ ہان۔ اگر سوانح عمری لکھنا ہی ہے تو آؤ بسم اللہ کسی ہم جیسے گمنام ناتراشیدہ مُعا

بدنام۔ بدلگام۔ ناہنجار و نافرجام۔ ننگ خلائق نابلد رموز حقائق کی لکھو۔ کوڑے مین سے ہیرا نکالو۔ گرے ہوؤن کو اُبھار دو تم نے تو ہیملٹن کمپنی کی شاپ سے دمکتے جھلکتے جگمگاتے بنے بنائے۔ ترشے ترشائے جڑے جڑائے۔ نگ یکے ہیرے لاکر ہمارے سامنے رکھدیے۔ پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ چاہیے یہ کہ اُن گھڑ بے ڈول بے ہنگم ناہموار۔ مگر جو ہردار پتھر لو خود تراشو بناؤ سنوارو۔ اور سنوار کر دکھلاؤ دوسرے

(۱)

آہستہ خرام

بنائے ہوئے پر کیا گھمنڈ۔ عجب بات سو بات نہین گھوڑے کی لات۔ واہیات۔ خرافات۔ سو

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

پیر ان کے سوا نے آپ نے کسی کو بانس پر چڑھا دیا۔ نہین قطب صاحب کی لاٹ پر ٹانگ دیا۔ مصداق پیران نمے پرند و مریدان مے پرانند۔ تاڑنے والے تاڑ ہی جاتے ہین۔ کھرے کھوٹے کو پہچان لیتے ہین۔ سچ جھوٹ سب جان لیتے ہین۔ گو آپ کے کہنے سے دم کے دم کو مان لیتے ہین مگر گیان چالباز یون سے اُن جان رہتے ہین۔ مرنے کے اعتبار سے ہر مسلمان ولی ہو جاتا ہے۔ زندگی مین لتاڑ پڑتی ہے۔ مرنے کے بعد ولایت کا رتبہ ملتا ہے۔ ع

قدر لعت است بعد زوال

اس سے معلوم ہوا کہ تم لوگ زندہ پرست نہیں ہو۔ مردہ پرست ہو۔ ابھی کمان قبرستان میں گھس رہے ہو۔ رات بے رات کوئی منھ کو ریکے لپٹ جائے گا مفت میں بہاؤ ملاؤن کی بن آئے گی۔ گنڈے تعویذ الا جھو جھپا فلیتہ۔ وعول کی ٹھہرے گی۔ گو آپ لاکھ اس کے قائل نہ ہون مگر اونٹ جب پہاڑ کے تلے آتا ہے تب جانتا ہے کہ یہان بھی مجھ سے بھی اونچا کوئی ہے وہان کیا دھرا ہے۔ خاک میں خاک مل گئی۔ منہا خلقنا کم وفیہا نعیدکم۔ مردون کی ہڈیان چھوڑنے میں کیا مزا ہے۔ ہم زندہ ویون سے کچھ حاصل کرلو۔ چلتی پھرتی چھاؤن ہے۔ زندگی کا اعتبار نہین کب ہے کل نہین۔ ؎

آدمی بلبلا ہے پانی کا
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

ورنہ پچھتاؤ گے پھر ہم کو نہ پاؤ گے۔ نونقد نہ تیرہ اودھار۔ کل کی مرغی سے آج کا انڈا بھلا۔ مردہ سے زندہ بھلا۔ ہم کو چھوڑ کر تم مرگھٹ میں کیون رم گئے۔ کیا دنیا اہل کمال سے خالی ہے۔ مگر یہ بات دوسری ہے کہ تم کو چشم بصیرت ہی نہین۔ ؎

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

گو ہم گمنام ناکام زمانے کے ہاتھون سے ستائے۔ مرے گر جائے۔ دبکے دبکائے سکڑے سمٹے سہی۔ مگر مرا ہاتھی سوا لاکھ ہی کا ہم تو زندہ ہین اور ہمارے کرامات جاری ارے بھیا ظاہر پرست جاؤ۔ اہل باطن بن جاؤ۔ ہر کہ بہ قامت کہتر بہ قیمت بہتر ہماری لائف لکھوا اور اس میں کچھ قلم کا زور دکھلاؤ تو جانین کہ ہان بھی مرد میدان ہین۔ یہ خیال دل میں جما ہی تھا کہ نخل امید

اُگا۔ اور سب سے پہلے حالی پر نظر پڑی اس موسم برسات میں پانی پت جگہیا۔ مگر بہ نیز خرابی مولانا حالی سے ملاقات ہوئی انکی بشتنی اپنی سنانی سنکر ان کی کچھ سمجھ مین ٹانی۔ ہم نے پردے مین لپیٹ کر کہا کہ ہماری سوانح عمری لکھیے۔ خود نہ لکھیے نہ سہی کام جو کہین وہ لکھتے جائیے۔ اپنے منہ میان مٹھو سہی۔ مگر ہم سے زیادہ ہمارا حال کون جان سکتا ہے۔ جب تک ہم نہ کھولین کیا معلوم ہو کہ ہمارے منہ میں کتنے دانت ہین۔ ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ہمارے لیے ہمارا کہا پتھر کی لکیر ہوگی۔ دوسرے شنی سنائی کہین گے۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ ہم آپ بیتی کہین گے۔ پھر تم ہی سچ کہو کس کی بات وزن رہے گی۔ ہمارا کہنا فیل مرغ سے زیادہ معتبر ہوگا۔ دور کے ڈھول سہاونے۔ (باقی آیندہ)

راقم۔ بہ۔ دکن۔

اشتہار حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی

بحکم جناب منصف صاحب بہادر
نمبر ۲۸۰
بعدالت دیوانی مقام منصفی اُناؤ۔
جگناتھ سنگھ و اودسان سنگھ و بلدیو سنگھ پسران مہیپت سنگھ اقوام ٹھاکر ساکنان موضع ایکوتی حصہ دار ایکوتی حصہ دار جگدیسپور پرگنہ جھلوترا جگین مدعیان
بنام
مسماۃ سندر بیوہ جالپا پرشاد و مسماۃ للتا دختر لچھمن پرشاد اقوام برہمن ساکنان موضع جگدیسپور پرگنہ مذکور و رام آدھین وجید یال۔ ہنیہ کا نابالغان پسران رام شیلو بولایت مسماۃ مہرا تا مادر خود و جابلی

اشتہار حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی

بحکم جناب منصف صاحب بہادر اُناؤ
نمبر مقدمہ ۲۸۱
بعدالت دیوانی مقام منصفی اُناؤ
جگناتھ سنگھ ولد مہیپت سنگھ و بلونت سنگھ ولد دینا سنگھ اقوام ٹھاکر ساکنان موضع ایکوتی پرگنہ جھلوترا جگین مدعیان
بنام
مسماۃ سندر بیوہ جالپا پرشاد و مسماۃ للتا دختر لچھمن پرشاد اقوام برہمن ساکنان جگدیسپور پرگنہ جھلوترا جگین و اودسان سنگھ و بلدیو سنگھ پسران مہیپت سنگھ و رام آدھین و

ولد چھتری و بشیشر و شیومان نابالغان پسران اوجاگر سنگھ بولایت مسماۃ گلابا مادر خود وغیرہ

مکروہن اراضی ۔ بیگہہ ۔ بسوہ دوامی مبلغ عہ زر رہن واقع جگدیسپور

بمقدمہ مندرجہ عنوان حسب درخواست مدعیان مسمی مسابلی مدعا علیہ کا سمن معمولی طریقے سے بوجہ لاپتہ ہونے تعمیل ہونا غیر ممکن ہے۔ لہذا یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ مسمی مسابلی مدعا علیہ تعیین ۲۲۔ اگست ۱۹۰۱ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً حاضر یا وکالتاً حاضر عدالت نہ ہو کر جواب دہی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ درصورت عدم حاضری پھر کوئی عذر سماعت نہ ہوگا اور مقدمہ یکطرفہ فیصلہ ہوگا۔

دستخط حاکم
مہر عدالت

بقلم ابوالحسن

جید پال وجیہ کا نابالغان پسران رام پرشاد بولایت مسماۃ مہرانا مادر خود و بشیشر و ہنومان نابالغان پسران امب اگر سنگھ بولایت مسماۃ گلابا مادر خود مدعا علی ولد چتر بنی لاپتہ مدعا علیہم

دعوی

فکر پین اراضی بیگھہ یا دائی مبلغ ... بہ مقدمہ مندرجہ عنوان حسب درخواست مدعیان مسمے مدعا علی مدعا علیہ بوجہ لاپتہ ہونے تعمیل سمن معمولی طریقہ سے پائی نہیں جاتی ہے۔ لہذا یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ مسمے مدعا علی ولد چترہنی ساکن انکوتی بہ تعین ۲۲- اگست ۱۹۰۱ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً خواہ وکالتاً حاضر عدالت ہوا ہوکر جوابدہی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ عذر عدم حاضری پر کوئی سماعت نہ ہوگا اور مقدمہ یکطرفہ فیصلہ کیا جاویگا

تحریر تاریخ ۳۰- جولائی ۱۹۰۱ء

دستخط حاکم

مہر عدالت

بقلم ابو الحسن

جمیلہ

کون سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری
مجھ غریب بیکس کی حالت آہ!
سرگذشت بلاکشان نہ سنو
نہ سنو میری داستان سنو

ذہین- طبیعت دار-
تعلیم پائی اور بہتر شفیق استاد کا
ریاض۔ ؟

ستم نازیہ ایک اور تازیانہ ہوا
اور یہ خوش نصیبی تو دیکھو! قابل اور لائق شوہر ملا- پھر کیوں نہ لوگ کہیں کہ تعلیم یافتہ میاں بیوی کس خوبی سے بسر کرتے ہیں- کیسی دلچسپی آپس میں رہتی ہے انتظام خانہ داری اور کفایت شعاری کا تو میں نے گویا اصول بنا دیا-

پیاری عفت ماب تیری دلچسپ باتیں اور دل فریب شرارتوں نے تو جان ڈال دی- مگر آہ کیا کہوں پردے کے مخالفین تم پر خدا کی رحمت اس پردہ دری نے میرا تو گھر تباہ کر دیا بیچاری عصمت ماب زخمی ہوئی- نازک ادا کو ہلاک کیا- اُس کا بھائی تباہ و برباد ہوا- میرا شوہر روپوش ہوگیا- میں جنگل میدان دشت سنسان میں ماری ماری پھری- یہ ساری برکتیں پردہ دری کی بدولت قصہ انمول ۱۰ اثر تو صرف تصدق ہیں دلچسپ ہو تو ہمارا ذمہ- مفصلہ ذیل پتے سے جلد طلب فرمائیے-

المشتہر- سید برکات احمد- پھاٹک منشی وبیر الدولہ- چوپٹیا- لکھنؤ

۶- جون ۱۹۰۱ء — ۳ ماہ

انجمن محمدی براوران لاہور

یہ انجمن ۱۸۹۳ء سے قائم ہے اخیر دسمبر ۱۹۰۱ء تک اسنے اپنے (۴۵) مرحوم ممبروں کے حاجتمند وارثوں کو مبلغ ... دیکر ان کی دستگیری کی ہے حالانکہ ان متوفی ممبروں نے انجمن کو صرف مبلغ ... چندہ دیا تھا

غرض غریب اور متوسط درجے کے مسلمانوں کے لیے یہ انجمن ابر رحمت کا کام دیتی ہے موت کا وقت مقرر نہیں اسلیے اپنے بال بچوں کے واسطے تھوڑا بہت سرمایہ چھوڑ جانے کے لیے آج ہی سے اس انجمن کے ممبر بن جاؤ- زندگی میں مدد دینے والی تمادی فنڈ انجمنیں بوجہ خود غرضی اور ابتر اصولوں کے خراب ہونے کے اب سب کی سب ٹوٹ گئی ہیں یا ٹوٹ رہی ہیں مگر یہ انجمن مستقل اور قومی ہمدردی پر مبنی ہے جو ٹوٹ نہیں سکتی- ضوابط انجمن شیخ گلاب دین صاحب وکیل و سکرٹری انجمن سے طلب کرو-

---

از اکتوبر ۱۹۰۱ء — ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاسن کا مرکب اور جاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو خرابی خون کے باعث سے ہوں)
گٹھیا کسی درجے کا- درد مفاصل وجع الورک- درد کمر پشت- جوڑوں اور اعضا میں درد- چوٹ اور موچ کے درد میں تیر بہدف کبھی خطا ہی نہیں کی- ہزارہا چنگے ہوئے- ایک بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت ہو جائیگا خون صالح پیدا- فاسد دفع- معدہ صاف ہاضم صحیح-
غرضکہ سارے بدن میں صحت کے آثار ہوں گے- قیمت فی بوتل ۳ روپیہ اور خرچہ کمیشن ویلو ۱۰؍

پتہ- ڈی- ان- ڈاسن کمپنی دواخانہ انا پورنا ۲ و ۲۱ لوئر سرکلر روڈ کلکتہ

جیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض کو شفا کے لیے مشہور ہوگئی ہے کھانسی زکام- کروپ- انفلیونیزا بروقت ضرورت آزمائش کرو- تمام دوافروش فروخت کرتے ہیں

مصدقہ جناب سسٹنٹ میڈیکل ایڈیٹر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی ون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے یعنی لعبارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - سبل - سرخی ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلٰے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ہیرد فی ماشہ بیس روپے معری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ہیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ - مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات | ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے | تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم - مینے آپ کے ہیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند - دھند - پھولا - ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری رائے مین آپ کا سرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر و غریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلٰے قسم وی - پی پوسٹ بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۲) مین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید او سفائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند و غبار وغیرہ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ تو یہ ہے آپنے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا - آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی -

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی - ایس - وسی - آئی - ایس ممبر کونسل - گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے -

پرانی جورو کی رحلت پر اظہار حسرت

مرگئی جورو پرانی خوب شد
نہ چلی تھی مان سے نانی خوب شد
تھی وہ کانی اس لیے رہتی تھی روز
گھر کے گھر مین اُنا کانی خوب شد
تھی جو ایک آنکھ آنکھ کی اس پر سے بہی
اُٹھ چلی تھی دیدبانی خوب شد
تھی ہمیشہ خندۂ بیجا کے ساتھ
بال کی گوہر فشانی خوب شد
ستیاناس اُس کا ہر دم ناک سے
جاری تھا نزلے کا پانی خوب شد
ناس سے تھا ناک مین گھر بھر کا دم
ٹوٹی ناسدانی خوب شد
بال تو کالے نہ تھے ہون بہی اگر
تو وہ تھین راتین ڈرانی خوب شد
دانت تھے گھسکی ہوئی اینٹون کی طرح
منہ تھا اُتھری پرانی خوب شد
قد کمان تھا اب کمان ہونے کو تھی
کچھ گھڑی کی سی کمانی خوب شد
تھا خرافت کے سبب خاصہ جنون
اس کی پیری تھی دوانی خوب شد
نذر طوفان ہو گیا اچھا ہوا
تھا جہاز بادبانی خوب شد
رکھتی تھی بارہ مہینے گھر مین قحط
حمل کی مُزمن گرانی خوب شد
لدگیا اب وہ زمانہ قحط کا
چل بسین قحط الزمانی خوب شد

راقم- پریذیڈنٹ رنڈوا کلب-

سوانح عمری

آپ کا کام تھا کام

تحریر یکم اگست سنہ ۱۹۰۱ء

گو حالی صاحب کچھ دیہال مین ہے اور پھر ماضی ہوگئے- سو کہا جھپا

جواب ہلا کہ مین افسوس کرتا ہون کہ مجھے ان دنون فرصت نہین ہے معاف کیجیے- تمہاری سوانح عمری لکھنا تضیع اوقات ہے- مزخرفات ہے- محنت برباد گنہ لازم- نہ دین کا ثواب نہ دُنیا کا مفاد- تمہارا تو کام ہوگا مگر ہمارا کیا نام ہوگا- واہ صاحب واہ- کیا بات ہے- الغرض ہم نے اپنی لمبی چوڑی تعریف کی- سب کچھ کہا سنا- آپ نے فرمایا کہ زلیخا مرد تھی یا عورت تھا- بس ہمین معلوم ہوا کہ آپ کتنے پانی مین ہین- آپ لکھتے کسنین تو ہم آپ سے لکھاتے بھی نہین (افسوس کہ مکرر ناموزون ہوا مگر کرون کیا کہ طبیعت ہی خود منغص اور ناموزون تھی) مین وہان سے چلنے ہی کو تھا کہ پھر اُنھون نے مزید اخلاق سے کہا- خفا نہ ہوجیے ذرا ٹھہریے اور بہت نرمی اور راستی سے جیسا کہ اُمت احمدیہ (یعنے سید احمد خان) کا دستور ہوتا ہے عذر معذرت کرنے لگے- کہ مین ضرور- آپ کی خواہش کو پورا کرتا مگر کرون کیا کہ ان دنون مطلق فرصت نہین حالی کا ہاتھ خالی نہین- بہت سے حجمان ہماری دوکان پر کھڑے ہین- اسلئے ابھی ابھی دو تین سے تو ہم سے لڑ جھگڑ گئے- سردار محمد حیات خان اور حکیم محمید خان (واللہ کیا قافیہ ہے اور ملک الموت نے بھی کیسی انمول جوڑی جھٹکری نکالی ہے-) اب بتلایئے کہ ان کی سوانح عمری لکھین یا آپ کی- غرض ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم- اپنا سا منہ لیکر کچھ مین رک رکٹ ہوتا ہوا اپنے گھر بیرنگ واپس آیا- دس پانچ روپیہ ریل کرایہ کے مفت نذر ہوگئے- ایسا معلوم ہوتا تو مین یہین سے سر سید مرحوم کو ریل مین دے دیتا کہ بیاگ تو لگتے یہ تو مفت کی دست بوسی مین نذر ہوگئے

پھر سوچا تو شبلی نگاہ مین جچے- مین نے کہا کہ وہ ماہ- اب کے تو یقیناً بازی لگے- چلو ایک گیا دوسرا پایا- خط پر خط لکھے مگر صدائے برنخاست- مُہر خاموشی جو لگی وہ کھُلی ہی نہین- یکی سے سوم بھلا جو جلد نہ دے جواب- رحمت بر بناش اول ان سے تو حالی ہی اچھے تھے کہ للا سرا تو خوش خیالی ظاہر ہوگی- معلوم ہوا کہ دکن کے گورکھ دھندے مین پھنسے ہین- بجنسہ جس طرح کہ مکھی مکڑی کے جالے مین لت پت ہو جاتی ہے نہ پائے رفتن نہ روے ماندن- وہان عزیز مصری کی وسبارواری کر رہے ہین جنھون نے ان بیچارے کو چین سے بیٹھے تھے یہ کہہ کر بلوایا- "قال العزیز ائتونی بہ استخلصہ لنفسی- فلما کلمہ قال انک الیوم لدینا مکین امین" مولنا شبلی کبھی امورات مذہبی مین گھُسے جاتے ہین کبھی خاندان ملگرامیہ کے ظل عاطفت مین تالیف و تصنیف کی مجلس جما رہے ہین- مگر ابھی ہوا ہوایا کچھ نہین- اُمیدوار بود بدانند مین ہین- آخرکار انھون نے عزیز مصر سے کہا "اجعلنی علیٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم" یہ تو سوائے حضرت بندگان عالی متعالی کسی کے کسی دوسرے کی یہ قدرت مین نہ تھا- ازین سو رانده وزان سو ورمانده عجب مخمصے مین پڑے ہین- آتے تو چلے آئے اب آن کچھ سوچی کا معاملہ ہے- میان گھر سے لا کر کچھ کھاؤ

ؔ کہا عزیز نے لے آؤ اُس کو میرے پاس مین خاص کر رکھون اُس کو اپنے کام مین پھر جب بات چیت کی اُس سے کہا سچ تو نے آج ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر ۱۲

ؔ مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانون پر مین خوب نگہبان ہون خبردار ۱۲-

جب دکن کی اُمید دا ... پوری ہوگئی وہ نہ مانتے تھے کہ خلیل خان فاختہ مارتے تھے اور دکن مین ہُن برستا تھا۔ اب جناب عالی حضرت بندگان عالی کا دو گھوڑا بہرتا ہے کہ آدمی اُنا دو ہی جاکر دم لیتا ہے۔ وہ اللے تللے اُٹھا رکھو۔ ہمت تمہارے غیر ملکیون کی دُم مین خدا اور ... گورنمنٹ کے حوالے۔ لاحول ولا قوۃ۔ مین کہان سے کہان چلا گیا۔ ادہر مطلب ... غرض دوسرا انشاء بھی خالی گیا۔ آخر کار سب سے کہدیتے کہ خان بہادر شمس العلما مولوی ذکاء اللہ صاحب کے ہان یہ سمجھکر کہ ان کو لکھنے کا مرض ہے اور آگا پیچھا کچھ دیکھتے نہین صدہا ورق سرپٹ لکھتے چلے جاتے ہین آدمی کیا ہین ہمینڈ ٹیپ رائٹر ہین۔ یہ ضرور ہماری سوانح عمری لکھ دینگے مگر معلوم ہوا کہ اُن کو حسابی زکام ہے۔ ایک تو کریلا کڑوا دوسرے نیم چڑھا۔ آج کل وہ ملکہ معظمہ مرحومہ مغفورہ کی سوانح عمری لکھ رہے ہین۔ جو غالباً بوستان خیال سے حجم مین کچھ کم نہ ہوگی۔ پھر کیا پوچھنا ہے۔ چپڑی اور دو دو۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ رہتے دہلی مین ہین اور خواب دیکھتے ہین بال مورل۔ ونڈسر اور کینسنگٹن کا۔ بھلا ہماری جھپڑیا مین کاہے کو آنے لگے اور یہ ”دکھیا عمریا“ کیون لکھنے لگے۔ وہ تو خاک از تودۂ کلان بردار پر عمل کر رہے ہین۔ کہ ادھر کتاب تیار ہو اور اُدھر گورنمنٹ سے کوئی خطاب مل جائے۔ کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے۔ اور یہان خطاب وتاب کجا۔ گھر مین بھونی بھانگ نہین۔ آخرکار دوستی کے بھروسے پر مولانا شہباز تک بلند پروازی کی

صرف اس خیال سے کہ وہ ابھی ابھی نذیر کی سوانح عمری لکھ چکے ہین اور انکے منہ کو خون لگا ہوا ہے۔ وہ اس مزے کو خوب جانتے ہین اور مجھے بھی جانتے پہچانتے ہین کوئی دوسرا لکھے نہ لکھے وہ ضرور جب نذیر کی سوانح عمری لکھ چکے ہین تو کیا اس فقیر حقیر سراپا تقصیر کی نہ لکھینگے۔ اجی سر آنکھون سے لکھینگے ماشاء اللہ وہ کسی سے کیا کم ہین۔ موزی ہین۔ عالم ہین۔ فاضل ہین۔ شاعر ہین۔ پروفیسر ہین۔ نادر کیا ہین اور کیا ہین کہنے لگے کہ مین لونڈے پڑھاؤن یا تمہاری ژٹل سنون۔ ؎

قسمت کی بدنصیبی کو صیاد کیا کرے
سر پہ گرے پہاڑ تو فریاد کیا کرے

دہان دل چاہا کہ غار ہائے ایلورہ کے پتھرون سے سر پھوڑ ڈالون اور اپنے خون ناحق کا وبال خونخوار شہباز پر ڈالون۔ ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
چو خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

بس بس یہ سرگذشت ہوچکی گھر مین بیگم صاحب خفا ہو رہی ہین۔ کچھ جنون تو نہین ہوا۔ بیگم صاحب کی خفگی کا نام سنتے ہی اور مین نے کہا کہ آج تک کی سوانح عمری بھی بہت ہوچکی ہین۔ یہ اور ایک باب مستزاد ہوا جاتا ہے۔ اپنے کلبۂ احزان مین جا پڑا۔ اور چند روز غور کرنے کے بعد خیال آیا کہ سلف طب کا مال تو کیون اختیار کیا جائے کسی کی خوشامد و درآمد للّٰہ تو تعجب کیون کردن۔ آپ کام مہا کام ؎

مرد باید کہ ہراسان نشود
مشکلے نیست کہ آسان نشود

وہ خاکساری اور انکساری شے دیگر ہے ورنہ نظر انصاف سے دیکھیے تو کیا کسی کے غلام ہین یا کسی کے لونڈے یا شرمسار

اجی ہم کسی سے روادار نہین۔ بس دیکھ لیا سب کو۔ کوئی کسی کا نہین ہوتا۔ دُنیا مطلب کی ہے۔ ؎

کون ہمسان ہے مجھ سے ناکس کا
کس کو طوفان مین پاس ہو خس کا

ہر کس بات مین ماوشما سے کم ہین۔ آؤ کُشتی لڑ لو۔ دیکھون کون پچھاڑتا ہے اچھا یہ نہ سہی تختی لکھ لو۔ دیکھین الف بے کون اچھی لکھتا ہے۔ پھر اور چاہیے کیا خدا نے سب کچھ دیا ہے مگر ایک بات ہے کہ ماوسنی نہین ہے مانا کہ وہ حالی ہین ہوا کرین۔ (حیدر آباد مین جو سکہ مروج ہے اُس کو حالی روپیہ کہتے ہین) ہم کہتے ہین وہ شبلی ہین تو ہم سبلی ہین۔ (چھوٹا سوپ) وہ ذکاء اللہ ہین تو ہم حجۃ اللہ البالغہ و اللہ آیات اللہ الکاملہ ہین۔ اب کہو۔ تک کو تک بھی مل گیا۔ اور بوجھون مرے سوانگ وہ شمس العلما ہین اور سال مین ایک دو دفعہ گہنا جاتے ہین ہم سماء العلما ہین اور چلو۔ بس ہار گئے۔ خدا سلامت رکھے برٹش گورنمنٹ اور خدا سلامت رکھے مردانہ حکومت شاہ ایڈورڈ کو سیر کو سوا سیر ہر جگہ موجود ہے۔ اب یہ جو کہو کہ تم کالج کے پڑھے ہوئے ہو تو ہم بھی فالج کے مارے ہوئے ہین کیون کیسے کانٹے کی تول برابر اُتری تم تو سرسید کے پیرو ہو تو ہم سرسید کے پیرو ہین۔ اس مین بھی تم سے ڈبل رہے۔ بس میان جاؤ۔ دیکھ لی تمہاری شیخی۔ ہمپنڈی ہو ہمپنڈی۔ ہان یہ بات دوسری ہے کہ اپنے ہتھکنڈون۔ حکام کی سفارش۔ بیجا خوشامد درآمد چاپلوسی۔ دربارداری و مساعدت وقت سے تمہارا نام چمک گیا

ذہن رسا اور آزادی

خیالات پریشان و پاشان کا انتظام
زندہ مُردہ اور آئندہ نسلون نے
مل کے بہیچ مچا رکھی تھی۔ آپ جانیے شملہ
سنقصار علم جیسا مستم بالشان مسئلہ لیا۔
انہماک و اہتمام۔ سر سید۔ سید محمود۔
نواب محسن الملک انتصار جنگ۔ سید
محمد احمد صاحب۔ مرزا عابد علی بیگ
وغیرہ وغیرہ۔ غرضکہ ساری علی گڑھ پارٹی
مورکسٹر ژ دیدہ اس بات پر تلی بیٹھی ہے
کہ کچھ بھی ہو یہ مسلمانون کی ترقی اور
تعلیم کی گمشدہ کشتی جو آج کل خشکی مین
آ کر پھولی ہے جس طرح بنے زور لگا کے
نکال لیں۔

سب سے پہلے سر سید جن کے سرگرم
نا دُعائی کی چلبلی دار پگڑی سجی
ہوئی ہے لہجہ تحکمانہ سے یون گوہر
افشانی فرماتے ہین۔

سر سید۔ سنو بھائیون۔ دوستون
اور لوگون جو نیازمندی کا دعوے
رکھتے ہو۔ پہلے سب سے تو یہ شکایت
مین تم سے کرتا ہون کہ میرے اوٹھ
جانے پر جس قدر تم روئے پیٹے اور
لوگون مین ہنسی مچائی۔ اچھا کیا۔ مین
پہلے ہی سے لبور لبور کے لوگون
کو زبانسا بنا رکھا تھا۔ تم نے موقعہ
سمجھ کے میرے میموریل کا سوال
پیش کیا۔ اور کچھ کام بھی نکلا۔ مین
اس بنا پر خوش ہون کہ جیتے جی جو خیر
ناچیز خدمت مجھ سے ہوئی۔ قوم
کے واسطے مین نے کی۔ تم نے
میرے مرنے کی تقریب پر یہ بات
اچھی سوچی۔ زندگی مین عمدہ اور
اندادی اقوال و افعال کی نسبت
لوگ اپنی اپنی سمجھ کے موافق عیب
اور صواب کی چھان بنان کرتے۔
چمیگوئیان۔ رذل تالیفیں اُڑاتے تھے۔
اب تو کسی کو چون و چرا کا موقع نہ تھا
جو ہو سکا اُنھون نے مددی۔ اُنھون
نے بھی اچھا کیا۔ مگر یہ تو کہو آج کل
میری ہانکی ہوئی گاڑی چلانے مین
ہر ہر قدم پر بادہا کیون لگتا ہے؟
اس کے رفع کرنے کی تدبیر کیا ہے؟
مین نے جان سے۔ مال سے۔ وقت
سے۔ زندگی سے۔ اولاد سے کسی سے بھی کمی
نہین کی۔ قوم کے واسطے ہر طرح
حاضر رہا۔

محسن الملک۔ مولانا و مرشدنا

سر کشم شکوہ اگر تاب شنیدن داری
سینہ کشتگانم اگر طاقت دیدن داری

اسی وجہ سے مین کچھ کہتا سنتا نہین ہون
صورت بین حالم مپرس۔ آپ کے
بعد کچھ لوگون کے اصرار۔ کچھ موقعے کے
تقاضے۔ کچھ ہنگامہ پسند طبیعت کی
شگفتگی۔ غرض کچھ اس وجہ سے۔ کچھ
اُس وجہ سے۔ کچھ آپ کی خاطر سے
کچھ منچلے دل کی اُمنگ سے۔ کچھ قابل
بیان اور کچھ ناگفتہ بہ اسباب سے
بندہ اس ناہموار اور ناہنجار گھوڑے
پر اس طرح سے بٹھا دیا گیا جس طرح
کوئی منچلا بائیسکل سوار دہر دیا جاتا
ہے۔

مختصر یہ ہے کہ جہان میرا دل
چلتا ہے ٹٹو نہین چلتا۔ ٹٹو کا جی چلتا
ہے مین اُدھر رُخ نہین چاہتا
اگر کوئی کہتا ہے کہ حضرت آپ ٹیڑھے
کیون بیٹھے ہین۔ ران پکڑی کیون نہین
تھی۔ باگ باقاعدہ ہاتھ مین کیون
نہین۔ رکاب مین چھوٹی کیون ہین۔ پاؤن
پیٹ سے کیون نہین لگے۔ اب یہ
مین کس سے کہون کہ بھائی یہ تو اس سے
کہو جو اس اوسے سے بیٹھا ہو۔ خوشی
سے بیٹھا ہو۔ یہان تو وہی یہ مندرجہ
کا مضمون ہے۔ جس طرح سائیس
زمانہ نے اُٹھا کے بٹھا دیا۔ بیٹھے
ہین۔ ساتھ ہی وہ ذرکی ہار کر
کوئی کالا کپڑا دکھا کے بھڑکاتا ہے۔
کوئی جھکڑا۔ پاؤن گاڑی سامنے
نکالتا۔ کوئی اُس کے پیٹ مین گدگدی
کرتا پیچھے آتشبازی چھڑاتا۔ دُم مین
پڑاتے باندھتا۔ غرضکہ ٹیڑھی کا ٹٹو
مدتون مطلق العنان۔ اوس پر بھی مین چڑھا
ہوا۔ شہسوار ایسا مضطرب الحال
سیماب وش۔ بیتاب خاصیت آدمی۔
بگڑنے بگاڑنے کے یہ سامان۔ اب
آپ ہی فرمائیے مجھ سے کیا ہو سکتا ہے
سو داسے گھوڑے کی ہجو مین جو اشعار
لکھے ہین سب اس پر صادق آتے
ہین۔ غرضکہ ۔

گفتن ممین بس ست کہ اسب منی ابابت

سید محمود۔ (رومال سے منہ پونچھ کے)

چون چرا سے شکوہ میرے پاس آئی
سب بچتے جاگتے بولی جو چارپائی

واضح رہے خالی ہو کہ اگر کوئی انجنیر کسی
عمارت کا نقشہ بنائے اور بنیاد کھدوا
کے در و دیوار سقف وغیرہ بشتاب تعمیر
نشان بھی کر دے تو وہ عمارت اُس وقت
تک مکمل اور موافق نقشہ ہو نہین
ہو سکتی جب تک نقشہ کے ایک ایک
نقطے اور لائن کی پیروی نہ کی جاتے
اور ظاہر ہے لائن نام ہے نقاط
کے سلسلے کا اور نقطے مین چیز ہے
اُس کے جزو نہین۔ حمدسین نے
اسکی بحث وضاحت کے ساتھ
کی ہے۔

مسٹر ہابک۔ میرے دوست محمود مجھے

معاف فرمائیں گے اگر بطور جملہ معترضہ کے ایک ضروری بات کہنے کی میں اجازت مانگوں۔

سید محمود۔ جملۂ معترضہ ہی ایک حصہ کلام کا ہوتا ہے جو بضاکت کی وجہ سے کلام کرنے والے کے نزدیک مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ کلام کرنے والا میں ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ جملہ معترضہ کا مجھی کو حق ہے۔

سید احمد۔ ہاں محمود یہ تو ٹھیک ہے۔ مگر کام تو چلنے دو۔

سید محمود۔ آپ نے اپنی حیات نذر قوم کی۔ بندہ ممات قوم پر پاشان کرتا ہے۔ کیا سنئے کہ اب اس میں دم رسود تھوڑا ہی باقی ہے۔ نفس کی آمد شد۔ نبض کی رفتار۔ خیالات کا سلسلہ سب غیر منتظم ہے ؎

کچھ کسی سے کہو نہ بولو تم
بہتے دریا میں ہاتھ دھو لو تم

آپ ازراہ شفقت جو مسٹر شو ٹیبر میرے ساتھ آئے ہیں ان پر دست شفقت پھیر دیجیے۔ تمام قوم پاک و صاف ہو جائے گی۔ یہ بھی حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ اس زمانے کے مطابق بڑے لائق آدمی ہیں۔ طرح طرح کے امتحانوں میں پاس ہیں۔ بلکہ جو گزرتا ہے وہ بھی پاس کر جاتا ہے۔ اور ان کا پانسہ تو کرا و کثرت زرخیزی میں ضرب المثل ہے۔

سید احمد۔ لاحول ولا۔ ع
کہاں چنگیز اتیراوے کا الٹا باغ کا قافیہ

سید محمود۔ ابا جان، نہیں رہے تو سارے کی غلطی ہے۔ کار گذاری مردم شناسی۔ دیکھ دیکھ کے خدمتیں نہیں سپرد ہوتیں۔ میں تو

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مسٹر جوزف چیمبرلین کو شفا کے لیے تجویز ہوگئی ہے کہ کھانسی زکام کروپ وغیرہ کے لیے تعت فروخت آزمائش کرو تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔

جیسا کام ویسا کارگزار تجویز کرتا ہوں تو مردہ نہیں ہے۔ مگر فوقت فروختہ ہے اس کے معاملات کے واسطے ایسے ہی معزز جنٹلمین کی ضرورت ہے۔

اتنے میں ایک چپراسی پانیر پریس کا آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ ہے اس کے اندر سے متفرق کام کی چھپائی کا بل چھ سو روپیہ کا نکلا۔ سید محمود نے بیان فرمایا یہ بل ہے بابتہ ان کاغذات کے چھپانے کے جو میں نے آپ کے موریل فنڈ سے متعلق پانیر پریس میں چھپوائے تھے

اسکے سنتے ہی ایک عام شور و غوغا چہار طرف سے سنائی دیا۔ بولنے والوں کی صورت تو نظر نہ آئی مگر نہیں نہیں ہرگز نہیں کا غل ہر طرف سے چلا آتا تھا۔ جو نکہ بل عرصہ سے پڑا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا بارہا آیا گیا ہے۔ اسی مجمع میں سیتاپور موریل فنڈ کے سکرٹری صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے ایسے ہی مؤدب موقع پر ایسی رکیک بات پیش ہونا خلاف سمجھا۔ چھ سو کے نوٹ پاس تھے فوراً دیدیے۔ اہم علیگڑھ موریل فنڈ کے ایک بزرگوار اٹھ کھڑے ہوئے۔

مرزا عابد علی بیگ۔ کیوں صاحب آپ روپیہ دینے والے کون۔ کسنے آپکو اختیار دیا جو کچھ روپیہ آپنے جمع کیا داخل کیجیے یا میں تمہ سے بنگال بنک میں اسوقت فوراً۔ اگر کچھ بھی کسر رہی تو واقعہ یہ کہ نالش آپکے اوپر ان خواجہ

محمد رضی۔ (سکرٹری سیتاپور موریل فنڈ) آپ ہیں کون۔ کسنے آپکو سکرٹری بنایا۔ کس قاعدے کی رو سے حقوق کس قانون سے حاصل ہیں۔ ہمارے تو فرشتے بھی آگاہ نہیں ہاں اسوقت معلوم ہوا آپ کچھ ہیں اور کچھ قاعدے بھی آپ نے بنائے ہیں۔ آپ یہ تو بتائیے آپکے سکرٹری ہونیکا واقعہ کیونکر ہوا

کالج کے ٹرسٹیوں نے آپ کو سکرٹری کیا ہے یا چندہ دینے والوں نے۔ حالانکہ دونوں طرح نہیں۔ پس آپ نہ سکرٹری ہیں نہ کوئی آپ کی کارروائی با ضابطہ۔ ہماری کمیٹی ویرو دگمسٹو نہیں کسی کی غلام تلام چلام۔ لونڈی باندی نہیں۔ (ذرا ہی دبکر) اور یہ سمجھ لیجیے اگر نالش ہالش کی نوبت بھی بگڑ جاؤں گا۔ اور جو کچھ خرچہ ہوگا وہ فنڈ مذکور سے ادا ہوگا۔ فاتحہ زور زور دکھائے گئے مردود۔ نہیں ہونے پائے گا۔ آپ کو جیب خاص سے دینا ہوگا۔

سر سید۔ غصہ تھوک ڈالیے۔ صبر کیجیے۔ یہ معاملات بہت کچھ تپیا مارنے کے ہیں۔ تم لوگ ان جزویات میں پھنسو گے تو کیا خاک کام کر سکو گے۔ ارے میاں مردوں میں دوبارہ زندگی بدون جان ڈالے آج کل نہیں آسکتی چاہے ہمت سے چاہے حکمت سے تم نے لکھوری کی نیچرل ہسٹری نہیں دیکھی وہ مردہ جھینگر پکڑ لاتی اور مٹی سے ہر طرف بند کر دیتی ہے اور اسپر جھک کر ایک میعاد تک بولتی ہے جھینگر لکھوری بنکر اڑ جاتا ہے اور وہ لکھوری مر جاتی ہے اور اس طرح انتقال روح کا عمل پورا ہوتا ہے پس جب تک یہی عمل نہ کرو گے نتیجہ معلوم۔

اتنے میں ایک بڈھے پرانے کہنہ۔ پیر فرتوت۔ دیمک خوردہ جریب۔ کہنہ عبا پہنے پھٹا عمامہ باندھے تشریف لائے۔ اور یوں کہنے لگے کہ اے سرسید تم تو چل بسے اور اچھے چل بسے۔ اخیر اخیر میں تم نے زبانی طور سے کچھ کچھ خدمت کی بھی۔ مگر اب جو لوگ چھوٹ گئے ہیں اگر نہ دل ہو نہ دماغ جسمیں کچھ بوجھا کوئی تدبیر سوجھے۔ اب تو مجکو بھی افسوس ہے کہ میری

خدمتگزاری کے صدقے مین جو تمہارے
نام کا شغف قائم ہوا وہ بھی میرے اٹھائے نہ اٹھ
سکے گا۔ اگر کوئی مضمون عاشقانہ
آئے گا تو یہی ہے

بر قرار ماغ رہیان نے چراغ نے گلگلے
لے پر پروانہ نہیں نے مدت کے لیے
بس جاؤ ہو چکا تم لوگون سے کام۔ نہ
تم کو آتا ہے نہ دوا کے اثر قبول
کرنے کی قابلیت مجھ مین باقی ہے مفت خدا
کیون سکو اس جان جانین کرتے ہو۔ ستا
علاج درد دل تم سے مسیحا ہو نہین سکتا
تم اچھا کر نہین سکتے مین اچھا ہو نہین سکتا

اشتہار حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ

دیوانی منصفی اناؤ

بحکم جناب منصف صاحب بہادر اناؤ
نمبر ۳۲۸
عدالت دیوانی

رام لال نابالغ پسر جنیا لال
بولایت بندا پرشاد چچا خود و
بندا پرشاد اقوام بقال ساکنان
قصبہ اناؤ — مدعیان

بنام

محمد اصغر علی خان ولد نا معلوم
ساکن سواس پرگنہ ڈونڈیا کھیڑ
حال ملازم راجہ بنارس — مدعا علیہ

دعوے

سماعت

مقدمہ مندرجہ عنوان میں چونکہ
مدعا علیہ بغرض حاضری ۲۶۔ جولائی
سنہ ۱۹۱۰ء عدالت سے جاری
ہوا بوجہ عدم دستیابی مدعا علیہ
واپس آیا۔ درخواست مدعیان
معہ بیان حلفی گذری ہے کہ
مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے
کارروائی حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ
دیوانی کی جاوے۔ لہذا حسب
درخواست مدعیان یہ اشتہار
جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ
بہ تعیین ۱۸ اگست سنہ ۱۹۱۰ء
وقت ۱۰ بجے دن کے معہ ثبوت
اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت
ہو اور جواب دہی مقدمہ کی
کرے ورنہ فیصلہ یک طرفہ
تاریخ مقررہ پر کیا جائے گا۔
اور پھر کوئی عذر مدعا علیہ نسبت
عدم حاضری سماعت نہ ہوگا۔
تحریر تاریخ ۲۰۔ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

دستخط
حاکم

مہر عدالت

بقلم ابو الحسن — سک دیال

۶۔ جون سنہ ۱۹۱۰ء — ۳ ماہ

انجمن محمد محمدی برادران لاہور

یہ انجمن سنہ ۱۸۹۳ء سے قائم ہے
اخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء تک اسنے اپنے (۷۵)
مرحوم ممبرون کے حاجتمند وارثون کو
[illegible] دیکر اُن کی دستگیری
کی ہے حالانکہ ان متوفی ممبرون نے
انجمن کو صرف [illegible] چندہ
دیا تھا۔ غرض غریب اور متوسط درجے
کے مسلمانون کے لیے یہ انجمن ابر رحمت
کا کام دیتی ہے۔ موت کا وقت مقرر
نہیں اس لیے اپنے بال بچون کے واسطے
تھوڑا بہت سرمایہ چھوڑ جانے کے
لیے آج ہی سے اس انجمن کے ممبر بنجاؤ۔
زندگی مین مدد دینے والی شادی فنڈ
انجمنین بوجہ خود غرضی اور اپنے
اصولون کے خراب ہونے کے اب
سب کی سب ٹوٹ گئی ہین یا ٹوٹ
رہی ہین مگر یہ انجمن مستقل اور قومی
ہمدردی پر مبنی ہے جو ٹوٹ نہین سکتی
ضوابط انجمن شیخ گلاب دین صاحب
وکیل و سکرٹری انجمن سے طلب کرو۔

از اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء — ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

دوا اس کا مرکب اوجاع

اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے
جو خرابی خون کے باعث سے ہون
گٹھیا کسی درجے کا۔ وجع مفاصل
وجع الورک۔ درد کمر۔ پشت جوڑون
اور اعضا مین درد۔ چوٹ اور موچ
کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی
نہین کی۔ ہزار ہا اچھے ہوئے۔ ایک
بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت
ہو جائے گا۔ خون صالح پیدا۔ فاسد
رفع۔ معدہ صاف۔ ہضم صحیح۔
غرضکہ سارے بدن مین
صحت کے آثار ہون گے۔ قیمت
فی بوتل ۲ روپے اور خرچہ کمیشن
ویلو ۳ آنے

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی
دواخانہ انا پورنا ۱۱۴۲
لوور سرکلر روڈ کلکتہ

C

جیمس لین مناسب کا علاج قولنج

دہیضہ و اسہال
اس پر ہمیشہ اس
بات کا بھروسہ
ہو سکتا ہے کہ
مندرجہ ذیل امراض
مین فوراً نفع ہوگا
درد معدہ تخمہ۔
قولنج پیچش جس
وقت ایسی دوا کی
حاجت ہو آزمایش
کرو۔ تمام دوا
فروش فروخت
کرتے ہین۔

یہ ذائقہ ہی اور ہے !

یون تو قسم قسم کے میوہ جات پھل پھلواریان اپنے اپنے موسم پر رنگ لاتی ہی ہین مگر انبہ کو بھی بڑے میان نے عجیب ہینٹ پھل بنایا ہے۔ کرۂ زمین کے اس پار تک کی خوبیان اس مین پیوند ہین۔ اسی موسم مین پھپا یاد آکر ہونٹھون سے دودھ ٹپکتا ہے۔ رگ ریشے مین لذت آجاتی ہے۔ اگر و مجرم سے پوچھیے تو اللہ میان نے ہم جیسے بندون کے لیے بہشت سے یہ میوہ بھیجا ہے خواہ ہندو عیسائی ہو یا مسلمان۔ مگر یہ سب کے واسطے شیر مادر ہو جاتا ہے۔ باغات پر نظر ڈالیے سے خواہ مخواہ منہ پر پانی بھر آنے لگتی ہے۔ بہت ہی عجیب نہال ہے۔ لنگڑے لوٹے۔ سب کی قدر ہو جاتی ہے۔ سفیدہ چوسان مالدہ بھی عجب طرح کے۔ الیسے کہ ان کے لیے مول آجائے یا مفت سب کچھ۔ کیری ہو یا گندہ سب سیل ہیں کہہ کے کھا لیے۔ غرض ہر ایک کو پل کی پل مین چلتی کر جاتے ہین۔ دیسی اور دیسی ولایتیون کے پال ڈال لیتے ہین ہے

صورت نیرو اش آب حیات است
یعنی دانہ اش حب نبات است

جن ملکون مین ان کی تجلی کی جھلک نہین پہونچی تو وہان اسپورٹ کے انجن پر لد لد اکر ہر ایک کے منہ لگ جاتا ہے۔ یون اگر پھنسیا ۔مت ہو تو افلاطون بھی علاج نہین کر سکتے۔ واللہ عجب خوشگوار فصل ہے۔ ہر جگہ فیض عام (آم) ہو رہا ہے۔ مول تول کی ضرورت نہین ورنہ خریدارون کا ٹپکا لگا ہوا ہے۔ حفاظت کرتے کرتے باغبانون کے ہاتھون سے طوطے اُڑے جاتے ہین۔ کوئی اس سے ترش رو نہین۔ پسند عام (آم) خلائق ہی نئی تراش کا میوہ ہے۔ اس بیچارے کی ہر طرح مشکل ہے۔ انبہ کیا ہے آنکھ کا چراغ ہے۔ گھر مین رکھیے تو چوہا کھائے باہر رکھیے تو کوا لے جائے۔ کوئی چٹنی اور اچار ڈالنے پر آستینین چڑھائے ہوئے ہے۔ کوئی امچور پر تلا ہوا ہے کوئی مرّبہ کی تراش خراش مین سرگرم ہے۔ خواہ سفیدہ رہا ہو یا سپیا۔ تیجے سے کوئی بھی خالی نہین۔ دو چار نہار منہ چوس ڈالیے۔ کلیجہ انجن کا ٹنل ہو جائے اگر خالی پیٹ زیادہ لگا لیا جائے تو بقیت مارے تو شریف فٹ بال بن جائے۔ کھانے کے بعد اس کا چوسنا نافع ہے۔ قوت تو اس بلا کی ہو جاتی ہے کہ معاذ اللہ۔ چاہیے ہاتھی کو دھکا دیجیے یا تو ہاتھی گر پڑے یا خود ہی گر پڑے زر زدہ شانہ۔ معدہ۔ اور آنتون کے حق مین تو میونسپلٹی کا کام کرتا ہے۔ صفائی کر کے قوت پھونک پھونک کر اس طرح بھر دیتا ہے جیسے کالے پانی مین قیدی کو واپسی کا نام ہی نہین۔ اور لیجیے آم کے آم گٹھلیون کے دام یعنی اس کے تخم کی گری کھانے سے بچہ پہلانے کی دو اسٹیشن نیکر جہان کی تہان چیٹی رہ جائے۔ اس مین بالکل پھنس جائے تو قیامت تک نہ نکل سکے۔ مع سوار کے وہین کھڑی کی کھڑی رہ جائے۔ آم کھانے سے پیشاب مین بھی ازحد طاقت ہو جاتی ہے یعنی آم چوس کر ریلوے لائن پر موت آئیے تو ریل کی پٹریان اکھڑ کر بالکل غائب غلہ ہو جائین۔ اگر سڑک پر پیشاب کر دیجیے تو اونٹ پھسل جائے اور اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے سو کہتے ہین۔ سپاہی کی کیا مجال جو پیشاب کرتے مین دفعہ ۳۴ مین پکڑ سکے۔ قدرتی دوا۔ نہ زبدۃ الحکما کی خوشامد نہ شاہی حکیم سے خط و کتابت کی ضرورت۔ بلا اطلاع چپکے سے آم کھا لیجیے اس فصل سے اس فصل تک "انتاعفیل رہیے"۔ اگر خدانخواستہ علیہ الرندت سن یائین تو چوک اور چاوڑی بازار سے برہنہ پا بھاگ جائین اور اگر شکم شریف مین الٹی نسیدھی گنگا بہنے لگے تو آم کھانے سے فوراً رک جائے۔ گویا اٹک کا پل بند ہو گیا یہ غریبون کے حق مین تو من سلوی ہے سالن نہ ملے تو روکھی روٹی کا ایک نوالہ خپ سے توڑ لیجیے اور ایک گھونٹ غٹ سے آم کا لے لیجیے۔ بس وہ مزا آئے گا کہ کچھ نہ پوچھیے ورنہ آپ کی رال ٹپک پڑے گی۔ لیجیے آم کی فصل بھی آئندہ کے وعدۂ و دیدار پر انا للہ و انا الیہ راجعون ہوتی ہے۔ ادھر ہم بھی گور کے پھول ہوتے ہین۔ سا رخصت ہوئی جو باغون سے آمون کی فصل ہائے روئے لپٹ لپٹ کے بہت باغبان سے ہم

راقم۔ مسٹر رستم نگار۔ سمنا سلہ الپور گا

دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی

اُہو ہو ہو۔ میخانۂ جہان پر آج کیا قیامت کا جوبن ہے۔ در و دیوار سے مستی ٹپک رہی ہے۔ پیر مغان زمانہ باوجود اس سن و سال کے آرائش مین مصروف مغبچگان حوادث زیبائش مین سرگرم۔ مطرب گردون رقصان۔ نغمہ ہائے گلفام کی بہار۔ نغمۂ حکومت کی آواز خوشگوار خوشنما رنگ گل رنگین کھلے ہوئے۔ تر پتو کے ابر سیہ جھوم جھوم کر برس رہے سبزۂ نظم و نثر کی لہک۔ شاہد عقل کی

شوقین دیکھا ۔ فرمایا چہ رونق بپذیرد شاید لب تشنگی کی ایک جا ۔ بقول صاحب انشا ۔

چہا [illegible] دل سے [illegible] انتظار
شراب سبز و آب روان در بہار

بدایوں بلانوش طرح طرح کی کاسیاہ کی شراب دو آتشہ سے مدہوش ۔ کسی نے ہوا و ہوا و ہوس کے شیشہ سے [illegible] قدس کو خم شراب بنالیا کوئی تنکوا میں [illegible]
[illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
حکومت میں [illegible] [illegible]
[illegible] کا اسوں کی رہا ۔ [illegible]
کی [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
اشعار اس رنگ کے جاری ہیں ۔

محمود آباد کی جانب سے [illegible] [illegible]

ست دو سالہ و ساقی چہار دہ سالہ
مرا بس است ہمین صحبت صغیر و کبیر

بلہرہ ۔ بہت ہی سنجیدگی سے ۔

مے کہ بدنام کند اہل نظر ۔ اغلط است
بلکہ مے میشود از خوردن نادان بدنام

بھٹوامئو ۔ انگڑائی لیکر ۔

ساقیا اگر کوئی ساغر مجھے دینا ہو تو دے
آسمان تاک میں ہے رنگ بدلنے کے لیے

رامپور ۔ نشہ میں چور ۔ آنکھیں بند کیے ہوئے ۔ جھوم کر ۔

نہ غرض کفر سے کچھ ہے نہ اسلام سے کام
مدعا ہمکو تو ساقی سے ہے اور جام سے کام

بیا ساقی کہ امن مرد درین میخانہ خاکم کن
باب گریہ غسلم کن از برگ تاکم کن

رام نگر ۔ ساقی کی جانب اشارہ کرکے ۔

خوش دلم کہ در سر شیشہ سلامت باشد
دختر رز کہ مرا کرد جوان پیر شود

جہانگیر آباد ۔ جوش کھاکر ۔

تاک را سیراب دار ای ابر نیسان در بہار

قطرہ تا مے میتواند شد چرا گوہر شود

میاں ارا ۔ کنج ۔

پیوں شراب اگر خم بھی دیکھ لوں چار
یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے

حسن پور ۔ اشارہ سے ۔

بگوش خندۂ مینا سے مے گران آمد
زبسکہ بہت نشکر وج خواب مستی ما

نیل گاؤں ۔ مسکرا کر ۔

پھرو جیسے انداز گل انسانی گفتار
رکھدے کوئی پیمانہ وصہبا مرے آگے

ملاپور ۔ ایک جام چڑھا کر ۔

ساقی بیک پیالہ خرابم بہار کرد
[illegible] [illegible] و شراب دو سالہ را

تاسیارہ ۔ طیبانہ [illegible] ہے ۔

[illegible] این مخن [illegible] [illegible] [illegible] رام
[illegible] [illegible] نیست [illegible] لائے شراب

خاص رعایا سے گورنمنٹ ۔ سب ایک مرتبہ غل مچا کر

رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ
[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا
ستار عیوب قاضی الحاجاتی

مسٹر پنچ ۔ آداب و تسلیمات بالائے طاق ۔ مزاج پرسی بالائے چھپر ۔ آپ تو جانتے ہیں اینجانب کو اس سے ہمیشہ نفرت رہی ان اگلے زمانے کی ایک رسم یہ بھی تھی جب ہندوستان پر جہالت کا گھٹا ٹوپ چھایا ہوا تھا ۔ اب خدا کے فضل سے آزادی تہذیب کا دور دورہ ہے ۔ نئے خیالات کی روشنی نے اُس تاریکی کو کافور کردیا ۔ پرانے خیالات دل سے یوں رفو چکر ہوئے جیسے لنگور کو دیکھکر بندر بھاگتے ہیں ۔ اب لیاقت و شرافت لفظ بے معنی ہے حسن صورت و سیرت بیکار بقول حافظ ۔

شاہد آن نیست کہ موئے میانے دارد
بندۂ طلعت او باش کہ آنے دارد ۔

جو صاحب زر ہیں فی الحال وہی عاقل و باہنر ہیں ۔ واقعی مرزا کا شعر بھی کسے دل جلے نمک ستائے نے خوب ہی کہدیا ہے ۔ کبھی ہم تو بانی پی کر دعائیں دینے لگے ۔ اگر ممکن ہوتا تو گمنام پور کا علاقہ حاتم کی قبر پر لات مارکر بخشدیتا ۔ در اصل اسی روپیہ سے کارخدائی ہے اونے کو اعلےٰ ۔ غریب کو امیر ۔ رذیل کو شریف ۔ نامرد کو بہادر ۔ گمنام کو نامور کرتا ہے ۔ جن غریبوں کا سلام بھی [illegible] تو بھی کے نہیں لیا جاتا ۔ انھیں کے غلاموں کو بھائی ۔ چچا ۔ بابا ۔ کے چیتے ہوئے خطابوں سے عزت افزائی کی جاتی ہے ۔ تعلیمات سے شرافت کا ثبوت بہم پہنچایا جاتا ۔ نقلی شجرہ تیار ہوتا ہے ۔ کوئی والد کی شناگستری میں سرگرم ہے ۔ کوئی والدہ کو عصمت کی گٹھری ۔ عفت کی پوٹ ۔ شرم و حیا کی دیوی قرار دیتا ہے ۔ اگر آپ ذرا چشم غور سے دیکھیں تو دنیا کے تھوڑے ہی سے حصے میں ایسے شاندار شریف لوگ بہت سے پائیے گا جنکو دو دن قبل تو کے لفظ سے بھی مخاطب کرنا خلاف خیال کیا جاتا تھا یا کہ آپ اور جناب شان والا سے کم رتبہ مانا جاتا ہے ۔ والدین کے الٹ پھیر پر یا تو مذاق ہوتا تھا یا کہ نجیب الطرفین سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ گئے سچ فرمایا ہے حضرت ذوق مرحوم نے ۔

بدخصلتوں کو کرتا ہے بالا نشین فلک
اونچی ہے آشیانہ زاغ و زغن کی شاخ

یہی روپیہ ہے جس کے ذریعے سے فرعون نے سامان خدائی فراہم کیے ۔ یہی روپیہ ہے جس سے تخت طاؤسی تیار رہا ۔ جس کی طمع میں نادر نے اپنا وطن چھوڑکر سفر کی زحمتیں اختیار کیں ۔ غرضکہ ایسے اتفاقات

نزدیک عاقلوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

سے زمانہ بھرا ہوا ہے۔ خیر مین اسے
ایک مختصر نظم پر تمام کرتا ہون۔ جو ایک
کہ ابھی ڈھونڈا پڑھتا تھا ناظرین خود غور کرسکتے
ہین۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔

مخمس کوڑا لسرشاد

عصمت مآب اسی سے ہے پردہ نشین ہین
ممتاز اسی سے سارے مکان و مکین ہین
سرسبز اسی سے لندن و تاتار و چین ہین
اسکے سبب سے مخ ... انگلستہ مین ہین
کوڑی سے منصب اُن کے زینت دہ نگین ہین
کوڑی نہین تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

... سوار ... اسپ ... تازہ ... رفتار
تیر و کمان و نیزہ و شمشیر آبدار
جاہ و جلال و دبدبہ و حشمت و وقار
اقبال و نام و مرتبہ و خلق و انکسار
کوڑی سے سب جہان مین یہ نقش نگین ہین
کوڑی نہین تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

عز و شرف جلال و بزرگی خاندان
بھائی چچا بھتیجا و عمو و بھانجیان
نانا و خسر سالا و معشوقہ دلستان
خالہ نواسہ بھابی و دادا و دادیان
کوڑی سے سب جہان مین یہ نقش نگین ہین
کوڑی نہین تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

سمجھے تھے ہم ہے قسمت و تقدیر کا سبب
تکلیف و رنج و درد و مصیبت غم و تعب
احباب خاص یار طرحدار لب بہ لب
عالم کے دیکھنے سے ہے ظاہر ہوا یہ اب
کوڑی سے سب جہان مین یہ نقش نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کل کو اوڑھے پھرتے تھے کل جو ذلیل و خوار
ہے شال اور ردا بھی انھین آج ننگ و عار
کہتا کوئی چچا ہے کوئی یار غمگسار
... مین جس ... زر ہی وہ کیونکر نہ ہو وقار
کوڑی سے سب جہان مین یہ نقش نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

سنا ... داد عظمت بہ تکیہ قدما

راقم۔ شیدا

نیکی کن و بدریا انداز

ہندوستان کے مسلمانون کو ریل۔ تار۔ اخبار۔ اور دیگر سامان رسل رسائل اور ترقی لوازم تمدن کے بدولت جو نعمتین میسر آئی ہین وہ تو خیر۔ اُن کی مجموعی حالت اور اُن کا دین ایمان جانے۔ مگر ایک فائدہ تو دو ہی تین برس سال سے اس کثرت۔ افراط اور تکرار سے پہونچ رہا ہے کہ کہین گھر باہر تو شہر خانے خزانے۔ ٹکس۔ ریلوے بجٹ ... مین گنجایش ہی نہین ملتی۔ اور سامان دیکھتے ہوئے امید کی جاتی ہے کہ دن بدن ان کثرت ہی ہوتی جائے گی۔ مگر اگر کھانے پینے۔ پہننے۔ رہنے سہنے کے سامان کی جگہ یہی برکات دم نقد ملنے لگین تو کچھ تعجب کی بات نہین۔ یعنے روم و روس کی لڑائی کا ہنگامہ جب سے چھڑا ہے تب سے اسلامی ہمدردی کے فرشتون نے ایسا گھر دیکھ پایا ہے کہ جو ضرورت اُٹھی ہندوستان ہی کا رُخ کیا۔ سیدھا ٹکٹ ٹٹ۔ برادراست ارجنٹ ... آ کے داخل ہوئی۔ غرض بیوہ خاتون کا کیچڑ خس و خاشاک۔ گھاس پھوس بیلے ہندوستان کے روپیہ کے صاف ہی نہین ہوسکتا۔ روسی تلوارون کے ترکی زخمیون کے گھاؤ بغیر مرہم ہندی مندمل ہی نہین ہوتے۔ بی حجاز ریلوے بغیر مسلمانان ہندوستان کا روپیہ پھونکے ایک قدم نہین چل سکتین یہان بھی سلامتی سے یہ حال کہ گھر مین فاقہ ہو۔ جورو بچے دم نقد ہون اپنی حالت دن بدن گھٹتی جاتی ہو۔ مگر خانۂ عالی ہمتی آباد جہان اس طرح کی خبر سُن پائی اور ذری سا تعلق بڑی کی اور ٹھکے سے ہوا بس جیبون سے روپیہ اُبل پڑا۔ جیسے شیرخوار بچے کی آواز سُنکے مان کا دودھ چھلک آتا ہے۔ پھر سو کام چھوڑ کے۔ ہزار کام ہیچ کرکے دین اور ضرور دینی مہم سمجھ ہے ضرور یا کتاب سے کہ آخر گاڑھی کمائی کا روپیہ اور پھر مفلسون کا روپیہ کہان جاتا ہے اور کیونکر خرچ ہوتا ہے جس کام کے لیے دیا جاتا ہے اُس مین صرف بھی ہوتا ہے یا صرف کا خیر کی روشنی ہنڈی دین دُنیا کی فوائد کے واسطے کافی ہوگی۔ بالفعل ایک مفلسا بیگ اور حجاز ریلوے صاحبہ سے عالم رویا مین یون مڈبھیڑ اور گفتگو ہوئی۔

مفلس۔ بی نیک بخت منسوب سے کے دعوئین کا برقع اوڑھے اُمید کی لاٹھی پکڑے آپ کہان سے تشریف لاتی ہین

ریلوے۔ ہپ۔ ہپ۔ ہپ۔

مفلس۔ اجی یہ تو مین جانتا ہون کہ آپ بھوکی ہین۔ کچھ نوش فرمائیے گا۔ یہان یہ حال ہے کہ گھر مین چوہے قلابازیان کھاتے ہین۔ بچے بھوکون کے مارے روتے روتے سو گئے۔ لڑکون کی والدہ لیٹے سُنت پیٹ بیٹھے تو جب تک گردن ہولی رہی تنگی اور بے چینی کے ساتھ گلوگیر رہین اب جب سے فاقون کے تڑاقے اور افلاس نے دُبلا پتلا مجسم اسلام بنا دیا وہ بھی ڈھیلی ڈھالی ہو کے کنارہ کش ہوگئین۔ محلے مین کٹائی پسائی کو کہین گئی ہون گی۔ اس وقت نہایت شرمندہ ہون آپ کی مُدارات کچھ بھی نہین ہوسکتی۔

ریلوے۔ اجی یہ کام تو خدا کی راہ کا ہے جسے خدا توفیق دے۔ مجھکو کوئی عذر نہین مین تو دُنیا بھر مین فائدے اور آسائش کی مالگاڑیان پہونچانے آئی ہون۔

مفلس۔ یہ تو مین سمجھ گیا۔ آپ کے قدمون کی برکت سے امیر غریب سب بہرہ اندوز ہون گے۔ غریب کہنے لگا کہ شہید دنیا داخل ہون گے۔ امیر گھر بیٹھے دولت کے ذریعہ ذرض حج سے سبکدوش ہون گے۔ بقول شخصے سو فقیرون کو نہ دیا ایک تکیہ دار کو دیا۔ نصاب کے بار سے ہلکے ہون گے حج کی فرضیت سے سبکدوشی ہو گی۔ ریل اور جہاز اور اونٹون کے سفر سے نجات ملے گی۔ تم کیا آئین کہ با خواجہ خضر رفیق سوار ہو کے گھر بیٹھے پل گئے۔ مگر یہ تو بتائیے یہ سب روپیہ جمع ہو کے خرچ کیونکر ہو گا۔

ریلوے۔ خرچ کی نہ پوچھیے دینے والون کو اس سے کیا مطلب۔ جب روپیہ کسی کو دیدیا تو خرچ ہو جائے گا۔ اگر نہ یاد دہانی کی چندہ کسی مہاجن مزاج بنیا سرشت مسلمان نے لگائی تو خیر رسید بھی دکھا دی جائے گی اطمینان ہو جائے گا باقی ہر گز مین چندے کی طرح سے یار ریل صاحب سلام روستائی کرنے آنے سے رہین۔

مفلس۔ اجی یہ تو بتائیے اتنا روپیہ دیا گیا۔ اور یہان سے وہان تک چندے کی ٹرین سکڑ ابعض کی نہر جاری کی گئی بھلا کہین آپ کے راستے کی پیمائش بھی ہوئی۔ انجنیرون کی سفر مینا کی پلٹن نے نشیب و فراز درست کیا۔ تار کے کھمبے بھی نصب ہوئے۔ سایہ بھی بچھائے گئے ہ۔

ریل۔ معلوم ہوتا ہے تم عجب جلد باز آدمی ہو۔ تم نے ؎

کہ تعجیل کار شیاطین بود

نہین سُنا۔ یورپ والے عیسائیون کی طرح ہتھیلی پر سرسون جمانا چاہتے ہو۔ ارے میان تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو حجاز کی ریل دیکھو۔ ریل کی چال دیکھو یہ ہم وحشیان ان کا شیوہ نہین۔ ہمان کا ہے ایاب تو خیال کر۔ نہ افسوس کی بات۔ وہ پانی پانی، رشوت تیسرے ترکمان ترکی کی سلامت روی۔ آہستہ خرام بلکہ مخرام بے عمل۔ سردست تو ایک منصوبہ ہے ظاہر کر دیا گیا۔ تمہاری محبت اسلامی یہ پختی۔ صبر آزمائی لرنی ہے۔ ؎

بنا کر نقیرون کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہین

اس کے علاوہ رہے ترکی کے پولیٹیکل معاملے۔ اسکا خیال نہ حجاز والون کو نہ عراق والون کو۔ مدینہ کو پروا نہ مکے کو ترکون نے تمدن عرب چھوڑا۔ عربون نے ان کی پوری عظمت اور جبروت کے خیال سے منہ موڑا۔ اگر حضرت شریف مکہ کو یہ سارا روپیہ دے دیا جائے تو امید ہے یہان سے نکال دالا تار۔ ریل کا سلسلہ جاری کر دیں۔ تمہارا اپنا تم۔ انجن۔ اسٹیشن ماسٹر۔ ... ڈھونڈھتے پھرو۔ وہان ... تمہاری ... تم کو ان باتون سے کیا مطلب۔ جو چندہ دینا ہو دو۔ اور مطمئن بیٹھے رہو۔ مین تو خیر کلون ہی کی آج نہین کل سہی۔ اُن بدوُن۔ ... کے واسطے روٹی پکا رکھو جو مدت ہائے ... سے ارشتون کی ٹرین لیعنت قافلہ لوٹ کر بسر اوقات کرتے ہین۔

مفلس۔ ارے رے رے۔ تو اس سال سفر حج مین یہ ریل ہم کو نصیب نہ ہوگی۔ ہم تو اسی اُمید پہ اس سال حج کو تیار بیٹھے تھے۔

ریل۔ اچھا تم تو اس دفعہ یونہین سفر کر آؤ۔ آگے چل سکے کسی وقت مین تمہاری اولاد مین کسی کی خدمت کر دی جائیگی چورجاتے رہے کہ اندھیاری

مفلس۔ اجی تو دل کو تسکین کیونکر ہو۔ بقدر اپنے گزاشتن کار خردمندان نیست۔

ریل۔ نیکی کن و بدریا انداز تو کار مسلمانان ہے۔

شکر خورے کو شکر

آپ جانیے ہندوستان جہان اور گرانیون سے پریشان ہو رہا ہے لہذا گھی کا توڑا بھی خلقت کو بالکل جار ناچار کئے ہوئے ہے۔ ہندیون کو بے اس کے لطف زندگی ہی نہین چاہیے۔ اچھے کا پیارا دہی دال مین نہیے کا گھی ڈال کے قورمے علیہ السلام و مٹن چاپ علیہ الجہری کا نشا کا لطف حاصل کرے گا۔ مگر چرائی اور نسل کی کمی سے دودھ دہی۔ مکھن گھی دینے والی گائین بھینسین تو گدھے کے سر کے سینگ کی طرح کم ہوتی جاتی ہین۔ جو کچھ گھی نکلتا ہے وہ بھی ریل کی بدولت ادھر سے اُدھر اُدھر سے ادھر دوڑ دھوپ مین تاد پانی کا مرہم علیہ کی بن جاتا ہے سب دیکھتے ہے ایمانی سیے کی ... آخر دُنیا کا کام۔ دو رنج کا وعدہ اگر نکر چلے۔ تیل بیٹا نہین۔ وہ بھی گھی کی دیکھا دیکھی ہاتھ پاؤن سمیٹتا گیا تھا

جاتا ہے- آخر کو اب یہی مناسب معلوم ہوا کہ چربی نے پگھلنے والے مولیشیون حیوانات سے قطع نظر کر کے نئے گھی کی تلاش کی جائے نہ دُودھ رہی گا سے کی دولاتین سہی جائین - ؎

ہم بھی بدلے جو مزاج بُت بدخو بدلا
سو - ہے پھیر کے منہ اُسنے جو پہلو بدلا

نباتات اپنے اچھے- ان مین گھی تلاش کیا جائے- ناریل کا گھی- گلو کا گھی- سرسون کا گھی- دانے کا گھی- السی کا گھی- رینڈی کا گھی-

معترض- ابی آپ کو ہو کیا گیا ہے؟ کہین ارمان یہ سب تیل کہلاتے ہین یا گھی آپ بھی مجکو کچھ کچھ باؤلے معلوم ہوتے ہین- ان مین اور گھی مین چکناہٹ ہے یا نہین- ناریل- دانہ گاو- رینڈی کا روغن جم کے گھی سا سفید دانے دار ہوجاتا ہے یا نہین پھر اور کیا چاہیے؟ رہا نام وہ بقول شکسپیر کے کوئی حقیقت نہین رکھتا- آیندہ سے گھی کو تیل کہا کیجیے اور تیل کو گھی مانا کیجیے- چنانچہ بمبئی والون نے ناریل کا گھی اسی طرح بنا کے بیچنا شروع کیا-

معترض- کہان راجہ بھوج کہان گنگوا تیلی- بھلا اس روغن قاز کے ملنے سے کام چلتا ہے- گھی کا مزہ کہان تیل کا نقصان کہان مقابلہ کرسکتا ہے،

یہ آپ کے کہنے کی باتین ہین اگر ہندوستانیون نے تیل سے لگا لگایا ہوتا تو آج گھی پر بھی یہی اعتراض ہوتے- بھلا جہان گھی کی جگہ روغن بادام روغن خوبانی کام مین آتے ہین بڑی بڑائی مکھن کی گولی ڈال دی جاتی ہے- آخر وہان گھی کا نہ ہونا کیا ہے؟ پیدا کرتا ہے- بلکہ ہم نے ایک انگریز سے سنا ہے گھی کا زہر انسان کے واسطے مضر ہے-

معترض- بس انہین باتون سے تو ہمارے رفیق- دوست میان گھی مناحب آنا جانا- ملاقات ترک کرتے جاتے ہین- بس اب کھاؤ گھاس پھوس ایک زمانہ تھا ہندوستانی تیلون کو ناپاک سمجھتے تھے- اگر ہاتھ مین چھو جاتا تھا تو زمین پر ہاتھ رگڑ کے پاک کرتے تھے خدا کے واسطے یہ جھگڑا اٹھا کر رکھیے- اگر آپ نے اسی طرح جلتی گاڑی مین روڑا اٹکایا تو کل رینڈی کا تیل کون کھائے گا-

ابی تو وہ کھانے پینے کی چیز تھوڑی ہے زیادہ سے زیادہ ڈاکٹر صاحب مسہل مین تجویز کرسکتے ہین- اُس کا یہ حال کہ گرانی غلہ کی بدولت قریب ہے طاقت کے حسب حال یہ شعر ہو- ؎

مسہل طلب کرے ہے غذا کی زیادتی
شواب کے ماہ عید بھی گزرا امیر صیام

حضرت یہ تو عادت کی بات ہے استعمال مین آنے دیجیے- خدا نے چاہا گھی کی طرح یہ بھی قابض ہوجائے گا- لوگ کلون کے پرزون اور چھکڑے کے دھرون کو چاٹ چاٹ کے خواہش بجھائین تو سہی ؎

اُس نقش پا کے عشق نے یان تک کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

پولیٹیکل باغ و بہار

یعنے

قصۂ چار درویش

امیر کابل- پہلا درویش دوزانو ہو کر بیٹھا اور اُس نے اپنی داستان یون شروع کی کہ لوگ کہتے ہین مین بڑا کافل ہو چکا ہون فقیر ہون- مین نے سلطان سے سلسلۂ تحفہ و تحائف شروع کیا ہے اور خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے کہ ایک قرآن شہنشاہ ایران کے ذریعہ سے سلطان کو بھیج چکا ہون- اُس کے عوض مین لاکھون روپیہ سلطان نے دیا- اور مین نے اُس روپیہ کو حجاز ریلوے مین دیدیا- آجکل کے فسانہ نگار اگرچہ اس قصے پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ یہ بات واقعہ نفس الامری کے خلاف ہے قرآن کے بدلے روپیہ معیوب ہے اور پھر اُسی رقم کو حجاز ریلوے مین دینا اور بھی معیوب ہے- مین کیا زر نقد نہین لیسکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ بے ضرورت اور بدون کسی فائدے کی اُمید کے خدیو سے رسم بڑھانا ترک ہو کے اور وہ بھی بہنے کے گھر عزت پیدا کرنا چاہتا ہون"

سلطان- دوسرا درویش دوزانو ہو کے بیٹھتا ہے اور یون کہنے لگا دوا ٹوپی ملا ہوا کہتا ہے- میری خانقاہ کے گرد بسیار دور لومڑیان رات کو دن یاد شور و غل مچاتی رہتی ہین- اُن کی وجہ سے نہ عبادت مین جی لگتا ہے نہ رفعت مین- لوگ کہتے ہین ایک نیا اُستاد فقیر افغانی میرے یہان مہمان بننے کو آتا ہے- ابھی اُس کے کشف و کرامات کا حال مجھ کو معلوم نہین- دیکھیے یہ کابلی اونٹ کس کل بیٹھے-

ایران- تیسرا درویش دوزانو ہو کے بیٹھتا ہے اور یون قصہ شروع کرتا ہے

ز دریائے عمان برآمد کسے
سفر کردہ ہامون و دریا بسے

میری خانقاہ دور سے اور پہلے درویشون کے

راستے مین پڑتی ہے۔ مگر مجھے اُن کے
کشف و کرامت مین بہت کچھ گفتگو
ہے۔ علاوہ اس کے گو یہ صحیح ہے
کہ۔ ع۔

در رو سلطنت و در بان نباشد

مگر مین نے شیطان کو مقید کر کے دربانی
پر بٹھا دیا ہے اور نیکی بدی دونون کے
فرشتون کا سد باب کر دیا ہے۔

خدیو۔ جو تہا درویش۔ اول بآخر نسبتے
دارد۔ وہی مرحبا شتاب وہی ذرہ بے مقدار
غرضکہ اس ہیکل کی رو سے کچھ عجب نہین
کابل کی محبت مصر تک لیتی تانتے
مگر سلطنت خداداد اور خدیویت
مصر مین زمین آسمان کا فرق ہے ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اگر انگریزی توسل یہ ربط ضبط
قائم کر دے تو کہا جا سکتا ہے۔ ع
ہان مگر لطف شمایش نہد گام چند

سیرامن یعنی راوی۔ یہ قصہ آجکل
خبر کے کاغذون سے نکال کے
ضمنی کتاب مین لکھا گیا ہے اور
ایک پولیٹیکل صاحب کی فرمایش سے
ایک جگہ جمع کیا گیا ہے۔ پرانی باغ و بہار
ردّی ہوگئی۔ اب جن صاحب کو
ٹھیٹھ اردو سے معنی مین مہارت
پیدا کرنا ہو اس قصے کو کسی استاد
زبان دان سے پڑھ لے۔

انعام مبلغ پانصد روپیہ

بھولا کانت مصر ساکن قصبہ دربھنگہ

لعارضۂ دق مبتلا ہین حسب الارشاد
آقائم بابو جگل کشور پرشاد صاحب
رئیس و زمیندار قصبہ دربھنگہ اشتہار
عام دیا جاتا ہے کہ جن ڈاکٹر و
طبیب و مصر کے علاج سے مریض مذکور
کو شفا ہوگی اُن کو مع قیمت ادویہ مبلغ
پانصد روپیہ انعام دیا جاوے گا
جو صاحب آمادہ علاج کرنے کے ہون
بذریعۂ مراسلات جو شرائط چاہین طے کرین

المشتہر۔ کنہا مصر ساکن قصبہ
دربھنگہ محلہ کلکی بازار بر مکان بابو جگل کشور پرشاد
رئیس و زمیندار

اشتہار

(گورکھپور کا اناناس) ناظرین اخبار کو معلوم ہو
کہ گورکھپور کا اناناس بہت شیرین اور خوش ذائقہ
ہوتا ہے لہذا ہمنے اعلیٰ قسم کے اناناس کی روانگی
کا انتظام کر لیا ہے ہر خریدار کو چاہیے کہ اپنے
جائے قیام سے قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام اور
پتہ صاف صاف تحریر فرمائین۔ اناناس قسم اعلیٰ
فی روپیہ تین عدد محصول ذمہ خریدار۔ المشتہر بابو ہیرالال
بکسلر گورکھپور (مغربی و شمالی)

---

۶ جون سنہ ۱۹۱۰ء — ۳ ماہ

انجمن ممد محمدی برادران لاہور

یہ انجمن سنہ ۱۸۹۲ء سے قائم ہے اخیر
دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء تک اسنے اپنے (۵۰)
مرحوم ممبرون کے حاجتمند وارثون کو
مبلغ ۔۔۔ دیکر اُن کی دستگیری کی ہے
حالانکہ ان متوفی ممبرون نے انجمن
کو صرف ۔۔۔ چندہ
دیا تھا۔ غرض غریب اور متوسط درجے
کے مسلمانون کے لیے یہ انجمن ابر رحمت کا
کام دیتی ہے۔ موت کا وقت مقرر
نہین اس لیے اپنے بچون کے واسطے
تھوڑا بہت سرمایہ چھوڑ جانے کے
لیے آج ہی سے اس انجمن کے ممبر بنجاؤ۔
زندگی مین مدد دینے والی شادی فنڈ
انجمنین بوجہ خود غرضی اور اپنے
اصولون کے خراب ہونے کے اب
سب کی سب ٹوٹ گئی ہین یا ٹوٹ رہی
مگر یہ انجمن مستقل اور قومی ہمدردی پر
مبنی ہے جو ٹوٹ نہین سکتی۔

ضوابط انجمن شیخ گلاب دین صاحب
وکیل و سکرٹری انجمن سے طلب کرو۔

ا۱ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء — ایک سال

ایک بوتل ایک اشرفی کے قابل

ڈاس کا مرکب اوجاع

(اُن تمام عوارض کو دفع کرتا ہے جو
خرابی خون کے باعث سے ہون)
گٹھیا کسی درجے کا۔ وجع مفاصل
وجع الورک۔ درد کمر۔ پشت جوڑون
اور اعضا مین درد۔ چوٹ اور موچ
کے درد مین تیر بہدف کبھی خطا ہی
نہین کی۔ ہزار ہا چنگے ہوئے۔ ایک
بوتل کے استعمال سے فائدہ ثابت
ہو جاوے گا۔ خون صالح پیدا اور فاسد
دفع۔ معدہ صاف۔ ہضم صحیح۔
غرضکہ سارے بدن مین صحت
کے آثار ہون گے۔ قیمت فی بوتل عہ
اور خرچہ کمیشن ریلوے عہ

پتہ۔ ڈی۔ ان۔ ڈاس کمپنی
دواخانہ اناپورنا ۱۶۲ / ۱ اپر
سرکلر روڈ کلکتہ

©

چیمبرلین صاحب کا علاج قولنج

وہیضہ و اسہال
اس پر ہمیشہ اس بات
کا بھروسہ ہو سکتا ہے
کہ مندرجۂ ذیل امراض
مین فوراً نفع ہوگا
درد معدہ۔ تخمہ
قولنج۔ پیچش جس
وقت ایسی دوا
کی حاجت ہو آزمایش
کرو۔ تمام دوا فروش
فروخت کرتے ہین

نظم پروین

معروف بہ

آسمان اور زمین کے تارے

ہمارے مہربان منشی نادر علی صاحب نادر نے ایک نفیس نظم بھیجی ہے جسے ہم آج کے پرچے مین اس غرض سے درج کرتے ہین کہ ہمارے ناظرین جو لذت سخن کا چسکا رکھتے ہین- اور انگریزی شاعری کے دلدادہ ہین اُردو لٹریچر کی ترقی کی غرض سے اس جانب توجہ فرمائین گے- اور سخن گو حضرات ایسی نظمون کے اُردو زبان مین بڑھانے کی کوشش کرین گے-

کتنا پیارا ہے یہ منظر
ابر رواں کے پردے کے اندر
نیلی دُھندھلی سطح فلک پر
سُرخ شفق کا حاشیہ دیکر
تارون کی فردی بوٹی سے ٹپکے
بکھرے- بکھرے- چھٹکے چھٹکے
برسین گزرین ان کو تکتے
راتین بیتین یہ لیٹے جھکتے
ہرگز جی نہین بھرتا ان سے
آج یہ کچھ ہین کل یہ کچھ تھے
آتے ہین معشوقانہ ادا پر
روز نیا اک رُوپ بدل کر
کوہ نور اور کان جواہر
ہیرے اور پکھراج کے زیور
کتنی ہے قیمت اُن کی ہو پر
آگے ان کے سب ہین تیچر
سب سے بات ہے ان کی بالا
سب سے اونچے سب سے اعلے

ساحل بحر پہ گر ہم جا کر
تیرا مین لاکھون طفلین جلا کر
سارا سمندر کر دین منور
پر جب دیکھین آنکھ اٹھا کر
ہون وہ ان کے مقابل ایسے
ہو کے آگے جیسے ذرّے

اے اندھیاری رات کے تارو
اے عاشق اور معشوق کے پیارو
بارہ برجون کے سیّارو
اپنے گردون کے راج دُلارو
عرش کے ندین پھول اہو لو
چمکو- دمکو- بکھرو- ٹوٹو
دن کو تم چھپ جاتے کیون ہو
رات ہی کو نظر آتے کیون ہو
دور سے شکل دکھاتے کیون ہو
ہم کو تم ترساتے کیون ہو
اور قریب آؤ پیارو
دل کے ٹکڑو آنکھ کے تارو

رونق بزم عشرت تم ہو
لطف فزائے صحبت تم ہو
ہمدم شام فرقت تم ہو
محرم راز خلوت تم ہو
شام ہوئی ترساؤ نہ ہمکو
نکلو- بکھرو- چھٹکو- چمکو
دشت غربت مین جب اکثر
آوارہ پھرتے پھرتے دن بھر
بیٹھ رہے ہم شام کو تھک کر
رات کو آ کر تم ہوئے رہبر
تم نے ہماری جان بچائی
ہمکو سیدھی راہ بتائی
بحر مین جب ملّاح ہمارا
چلتے چلتے رستہ بھولا
کون وہان اللہ کا بندا
آ کے ہمارا ہادی بنتا
رات کو تم نے سمت بتائی
صبح کو کشتی گھاٹ پر آئی
میرے نصیبون کے اے تارو
اب یہ خموشی کیون ہے تم کو
ہم سے خفا ہو خیر نہ بولو
لیکن تو کسی سے بولو چالو
گو یہ سکوت بھی ایک ادا ہے
ایسی ادا بھی لیکن کیا ہے
آخر یہ تو بتلاؤ تاکے
بیٹھے رہو گے عرش پہ چھپ کے
جلد اب وہ دن بھی ہین آنے
تیز اُڑاتے اپنے غبارے
بام فلک پر آتے ہین ہم
تم تک بہوپنچے جاتے ہین ہم
جو کچھ رونق دُنیا مین ہے
وہ ہے بے شک ہم سے تم سے
تم ہو تارے ہم بھی ہین تارے
تم ہو فلک کے ہم ہین زمین کے
تم کچھ کم ہو ہم کچھ کم ہین
رات کے تم جو دن کے ہم ہین
ہم مین بھی اس بزم جہان مین
ایسے ایسے روشن دل ہین
جن سے روشن ہین اقلیمین
تم ہو جن کی بزم کی شمعین
اُن مین کا جب کوئی اُٹھا
بولے سب وہ تارا ٹوٹا

قطعات

اے ساقی گلعذار توبہ کی ہے
لے جائے خوشگوار توبہ کی ہے
اچھا لا اک گلاس پی بھی جاؤن
ایسی تو ہزار بار توبہ کی ہے

دیگر

دل دینے کی مجھ مین خُو بہت ہے
اور حُسن بھی روبرو بہت ہے
مجھ سے نہ کہو فسانۂ قیس
دیوانہ کو ایک ہُو بہت ہے

دیگر

بُلبُل کا نالہ ہُو بہو مجھ سے سُنو
لحن داؤد خوش گلو مجھ سے سُنو

لگے شعر اصبت سُنا تجہ کو گئے
جو وہ نہ سُنا سکے وہ تو مجہ سے سُن

دیگر

آ کل میں حزین تجہ مین بیٹھا تھا خموش
اک مسافر نے کہا اُس کا پکڑ کر بازو
گردہی ماتہ لیئے کی کہی دو ر شکل
اے غریب اب یہان بیٹھا ہی کس امید پہ تو

دیگر

یاد وہ کہ بنے ہمارے نہ تھا مین ایکدم
یارون ہماری شکل سے بیزار ہو گئے
اب آنکھہ اُٹھا کے بھی کبہی تم دیکھتے نہین
الدسہم اب ایسے گنہگار ہو گئے

راقم نادر علیخان نادر کاکوروی -

وجع مفاصل کا عارضہ
بڑی مشکلون سے جاتا ہے
چیمبرلین صاحب کی پین بام
نے بارہا اسکو اچھا کر دیا اور عند الضرورت جب استعمال کیا جائیگا تو ایسا ہی فعل کریگا - تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

سوالنٹرڈ شوہر اور عصمت دار بی بی

ڈیر پنچ - گڈ مارننگ - این جانب کی نیچرل وضع پہ آپ متحیر نہ ہو جیے گا انسان ہون - اشرف المخلوقات ہون جیسے جیسے زمانہ رنگ بدلتا ہے مین بہی گرگٹ کی طرح وضع بدل ڈالا کرتا ہون

آنکھہ والا ہے جو ہر کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

واہ بے مین - ع
ہاتہ لا اُستاد کیون کیسی کہی

الغرض آدمی کام کا ہون - اب سنیے دلگی (نہین بلکہ دلگا) شب کو ایکبارگی جو این جانب علیہ الرحمتہ کو وحشت ہوئی تو جہٹ کوٹ - پینٹ - نکٹائی اغیرہ وغیرہ سے لیس ہو - ہاتہ مین چہڑی - فرق مبارک پر گُلدار ٹوپی - مُنہ مین چُرٹ - فیشن ایبل مہذب بنکر خراماں خراماں چلا - وحشت تو تھی ہی اُس پر رات کا وقت - ابر چہایا ہوا - ہلکی ہلکی خوشگوار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کبہی بجلی کا چمک جانا سناٹا - دلچسپ نیچرل سمان جو نظر سے گزرا تو پہر کیا تہا گم سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

وہی مثل صادق آئی ع
لگی گلشن کی ہوا دُم کا ہلانا گیا بُہول

(آپ خواہ مخواہ اعتراض نہ ڈانٹ دیجیے گا خدانخواستہ این جانب کے لنگور کی طرح دُم نہین ہے - بلکہ اینجانب کی عمدہ فیشن ایبل لال لال ٹوپی کا کالا کالا جہنا پُہندنا بحیرہ کا تمغہ مراد ہے - چلتے چلتے رُک گیا اور لگا کنوتیان بدل کر چارون طرف دیکھنے اندھیرے مین اور کچہ تو نظر نہ آیا - چُرٹ کی آگ کی ذرا سی روشنی مین اپنے مُنہ سے دھوان نکلتے دیکھکر سمجہا کہ نیچر نے مجہے آدمی سے ریل گاڑی کا انجن بنا دیا -

اُہو ہو ہو - پہر کیا تہا دُناؤن مُنہ سے وان بھینکتا سرپٹ ناک کی سیدہ بہاگا جا رہا تہا کہ ایک کوٹھی سے غیر معمولی قہقہے کی آواز آئی - قہ قہ قہہ ! ہا ہا ہا - ہو ہو ہو بس این جانب کے پاؤن جو انجن کے پہیہ کی طرح چل رہے تہے یک بیک رُک گئے اور این جانب اچھے خاصے انسان بنکر نہایت ہوش گوش سے کان لگا کر سُننے لگے -

میان - تم ہماری جورو ہو قہہ قہہ قہہ -
بی بی - او کم بخت پہر جورو کہتا ہے -
میان - ہا ہا ہا پہر اور کیا ... کہون -
بی بی - موذی کا ٹا بہنگیا گیا ہے -
میان - اُہو ہو ہو - اسی بات پہ ایک ... تو عنایت ہو -
بی بی - دیکہو مین تم کو بار بار کہتی ہون کہ میری آزادی اس وقت یہ نہین چاہتی کہ تم سے اختلاط کرون -
میان - ہی ہی ہی - تم ہماری جورو ہو تمہارا فرض ہے ہماری دلبستگی ——
بی بی - ہم منع کرتے تہے اتنی نہ پیو - نشہ ہوگیا - بات سمجہتے نہین - ہمارا انتظار ہو رہا ہوگا - مین نے وقت دیا ہے پرائوٹ روم مین ایک صاحب بیٹھے ہونگے اُن کو مجہ سے ضروری مشورہ کرنا ہے -
میان - اے قربان جاؤن اس بے کا بچے کے -
مجہے بیٹے - میرا مرد دیکھیے -
بی بی - کم بخت مرد مجہے اپنی آزادی پر صد قہر آتا ہے دون - یہ کیا ناشائستہ خلاف تہذیب حرکت تھی -
میان - عجب بیہودی - تیری تہذیب کی ایسی تیسی - اجازت کیسی - تو میری جورو ہے جو چاہے کرونگا - پہر نہ پوچھے لیا آگی اپنا تہمر - جوتی پیزار - لات مکا - نوچ کہسوٹ جہٹ پٹ - تڑاق پڑاق - دھم دھون - دھما کا - گولی واگون چلا گئی - مکان سے دوڑو - مچی - اسے دوڑو - پاس و آ دوڑو کم بخت نے عافیت - ارا دہ ہا فرق ڈالا - کہو و اسطے اپنا قدر و آزاد زن و مرد لیتا لینا - دھرو - پکڑو - نکالو نکالو چھینتے چلاتے دوڑے

چند منٹ بعد یکایک کہڑا اور اتہا بنگلہ کہر سے ایک نوجوان قبول صورت بادۂ عشرت سے مخمور - سرف کرتہ پائجا سلیپر پہنے دھکے دیکر نکالا گیا اور باب اجابت فوراً بند ہو گیا -

مین - یا حضرت خیر ہے ؟
نوجوان - اجی کیا عرض کرون - گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل -
مین - آپ کو واللہ کہہ ڈالیے -
نوجوان - جناب ایک مقام کا مین نامی رئیس ابن الرئیس ہون - اور یہ ہماری منکوحہ بی بی ہین - ہمیشہ عیش و عشرت سے گزرتی ہے - نہ غم دزد و نہ غم کالا - صحبت بھی اچھی رہی ہے - بچپنے سے میری طبیعت نیچرل باتون کو - آزادی کی دضعون کو بہت پسند کرتی رہی - مگر زمانے کے بیجا ربط ضبط - حمل دباؤ نے مجبور کر رکھا تہا اتفاقاً ایک رسالہ نظر سے گذرا - اُس نے خدا کے فضل سے چند قوم کے رہنما ہو نہا

انگریزی تہذیب

عطر و آہ کر کے خیال ہی بن گئے۔ پھر کیا تھا۔ مین مارے غصے کے لال ہو گیا اور تھا ہی جھٹ گھر مین داخل ہو بی بی کو حکم ناطق سنایا کہ تم میری بی بی۔ میری جان و مال کی مالک ہو۔ تم افسر ہو کر میری محکوم۔ آج تک بت بنے اور گھر مین قید کرکے جو تم کو رکھا تم دو مجھے معاف کرو اور اٹھو چلو باہر ہم تم کمرے مین بیٹھکر آزادی سے داد عیش دینگے شام کو پہلو بہ پہلو ہم تم ہوا کھانے جائینگے لیکن ؎

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو
سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

وہ کم بخت بدنصیب کسی طرح راضی نہوئی اور پردے کے جیل خانے سے نکلنا منظور نہ کیا۔ مجبوراً مجھے بھی غصہ آیا قسم کھائی کہ عمر بھر صورت نحس کم بخت کی نہ دیکھونگا باہر چلا آیا۔ کچھ دیر بعد دوسری بیوی کے پاس گیا چونکہ انگریز آزادی کے لکچر وہ سُن بھی چکی تھین نہایت خوش ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئین اور فوراً میرا ہاتھ بغل مین دبا کر خراماں خراماں باہر کرسی پر آ بیٹھین۔ پھر کیا تھا۔ میرا ٹھاٹھ سامان ہارمونیم بینچ کرسی۔ ٹم ٹم گھوڑا۔ جوڑی۔ مخمل ساٹن وغیرہ وغیرہ۔ دوست احباب۔ ایسے ٹھیرتے تھے جیسے۔ سب ریٹ۔ ایک روز پٹنہ کی سیر کی سوجھی۔ یہان آکر یہ محلسرا جو آپ ملاحظہ کر رہے ہین کرایہ لی جہان بی بی میری تمام ہو بیٹھی ہین۔ مین اکثر شب و روز شب کے لیے چلا آیا کرتا ہون۔

مین۔ پھر حضرت ایسے لائق تہذیب یافتہ میان بی بی مین اور یہ قصہ جھگڑا اور یہ خلاف تہذیب ہنگامہ ؎ چہ معنی دارد آپ نے کو تو سمجھائیے۔

نوجوان۔ افسوس کیا عرض کرون اس وقت مین سرور مین جب یہ اُن سے بے تکلفی چاہتا تھا۔ اور اُن کو مطلق فرصت نہ تھی ہزار مہذب بی بی نے مجھ سے تہذیب کے ساتھ اپنی عدیم الفرصتی کی معذرت کی مگر نشہ کم بخت کا برا ہو مین نے ایک نہ سنی اور خلاف تہذیب بے اجازت لپٹ ہی پڑا افسوس صد افسوس مجھ سے بڑی خطا ہوئی مجھ پر انہون نے بڑا احسان کیا ورنہ مین واقعی سزاے سخت کے لائق ہون۔

مین۔ آپ اور آپ کی آزادی اسی لائق ہے۔ انشا اللہ ایک روز سزاے سخت کی نوبت بھی آ جائے گی۔

اتنے مین پانی برسنا شروع ہوا اور وہ نوجوان بھلے آدمی لگے دروازہ کھٹ کھٹا کھٹ کھٹا کر بلبلانے۔ واویلا وامصیبتا پکارنے اور ادھر این جانب لعنت بھیج کر لاحول بکار شیطان فرماتے سرپٹ گھوڑ دوڑی گھوڑے کی طرح جو خیز کرتے مین تو سیدھے داخل دفتر اودھ پنچ شدیم۔ کہیے کیا گھوڑا ہے تعریف تو نہ کیجیے گا۔ اہو ہو ہو۔

راقم

اب تو جاتے ہین تبکدے سے میر
پھر ملین گے اگر خدا لایا

بقلم- ایک خادم عظیم آبادی

پُرانی جورو کی فرہ دار باتین

مل گئی جورو پُرانی خوب شد
مان کے بدلے آئی نانی خوب شد

دیکھا ہے جس نے زمانہ نوح کا
میری کیا سمجھے جوانی خوب شد

تھی کہانی وصل کی افراط سے
تلخ ہے اب زندگانی خوب شد

ٹھٹھے اور ململ سے نفرت ہے اُسے
کہتی ہے لاکا مدانی خوب شد

بھیڑ سے دیدون کا سُرمہ بہہ گیا
جھونکتی تھی سُرمہ دانی خوب شد

باندھ کے لنگی نگین غوطے ضرور
دال مین ڈالا ہے پانی خوب شد

پیار جس دل سے ہوا تہ کلفہ
لیتا ہے دانہ نہ پانی خوب شد

جب کبھی کرتا ہون مین عزم سفر
دیتی ہے جوتا نشانی خوب شد

مین اگر مر جاؤن تو کہتی ہے ربط
پھر کہوگے کس کو جانی خوب شد

راقم- ایک دکھیارا شوہر
بقلم حضرت ربط میرٹھی

خطاب بجانب نفس خود

کی بُرائی چاہنے والون سے یا اچھا کیا
آپ خود ہون گے متعرا کدن کہئیے کیا کیا

فرمائیے جناب! اب آپ کی رحلت مین کتنے دن باقی ہین؟ طفلی و شباب و شیب تینون بن گزر گئے منادی غیب الرحیل الرحیل کہہ کر پکار رہا ہے کوچ کا سامان کیجیے۔ دُنیا جاے بے ثبات ہے۔ چشم ناتوان مین سے ذرا عینک ہٹائیے۔ اور انقلاب عالم کو ملاحظہ فرمائیے۔ آپ ابر نو بہار بنکر آئے تھے یا برق شرربار؟ ہم کو تو اُمید یہ تھی کہ ہماری اُمیدون کی کھیتی ایک دن ہری ہوگی۔ ہماری تمناؤن کے درخت مین پھل پھول لگین گے۔ ہمارے ریاضتون کا ثمرہ ملے گا۔ مگر آپ نے تو اُلٹی گنگا بہائی۔ اولتی کا پانی بلینڈی گیا۔ خرمن آرزو پر کوہ آتش فشان گرا۔ دل ہے کہ گیلی لکڑی کی طرح سُلگ رہا ہے۔ جگر غم و درد کا انجن بن گیا ہے۔ جب دیکھیے آہون کا دھوان بلند ہے۔ ؎

مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا
موم سمجھے تھے ترے دلکو سو پتھر نکلا

عیدالاضحیٰ مین آپ ہی کو حلال سمجھے اور اسکی ہی قربانی کو آپ نے

اپنی نجات کا ذریعہ جانا جسم مین ہمارے
بسر بحچشم۔ ہم زبان بہت سے تھے
مگر کسی پر آپ نے اپنی چھری تیز نہ کی
کیا سب سے زیادہ دُبلی گردن کے بھوکا
تھے۔ ب۔ ح۔

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا اعوال قتل کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

آپ تو خود زمانہ مخالفت
پر کمر باندھے ہوئے تھا۔ مگر تین گزرینا
کر مشق ستم کر رہا ہے۔ کسی وقت تیغ جفا
اُس کے قبضے سے علیحدہ ہی نہین ہوتی
آپ نے اُس تلوار کو درمیان جباری
اس قیامت کا دَورہ دیا کہ تسمہ نہ باقی
ہے۔ اُس پر طرہ یہ کہ امارتے زبان بھی
جگہ دی کہ ہم حرکت مذبوحی بھی نہ کرسکیں
مگر خیر۔ ہمارے ولم و اپسین تک آپ
کی بھی روح داوی بر بہوت تک پہونچ
جائے گی۔ ہم تو خدا نہ کرے کہ عالم
روحانی مین بھی وہان جائین مگر ہان!
اپنے ہمزاد کو ضرور انتقام لینے کے
لیے بھیجین گے۔ وہان نہ آپ کا اقتدار
ہوگا نہ یہ اختیار۔ نہ طبل و علم ہوگا
نہ جاہ و حشم۔ نہ آپ توت مین زیادہ
ہون گے نہ ہمارا ہمزاد کم۔ وہان آپ کی
بہادری دیکھی جائے گی۔
خوب یاد رکھیے جن کی حمایت و
طرفداری مین یہ کلنک کا ٹیکہ آپ نے
لگایا ہے اُن کی جلی ہوئی خاک بگولہ
بنکر بھی آپ کے پاس نہ آئے گی۔
یہ خیال آپ کا بالکل غلط ہے کہ
یہ سنبھالا جو آپ نے لیا تھا وہ کسی
جواہر مرہ کی تاثیر کی وجہ سے تھا؟
ہرگز نہین۔ یہ محض افاقۃ الموت تھا
ورنہ شاید دوسری مقدار بھی کچہ
کارگر ہوتی۔ اور نہ لوگون کو یہ کہنے کا
موقع نہ ملتا کہ ؎

آخر ترے مریض محبت نے جان دی
تاثیر کی دعا نے نہ کوئی دوا لگی

اب تو وقت اخیر ہے اگر کوئی وصیت نامہ
لکھنے کا ارادہ ہو تو ابھی کچہ گیا نہین ہے
تلافی مافات ممکن ہے۔
اس وقت ہم متحیر ہین کہ آپ کو
کس کے سپرد کرین۔ ہم کو بجز ناانصافی
کے کوئی شے نہین ملتی جس کے حفظ و
امان مین آپ کو دین۔ منزل طولانی ہے
اور راہ پُرہول ہے ؎

سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

راقم۔ ت۔ ع۔

ملکۂ معظمہ آنجہانی کا خط بنام شاہ انگلستان

پیارے بیٹے۔ تمھاری اور کل
خاندان کی محبت کے جوش مین میرا
سینہ پھٹکا جاتا ہے۔ گو میرے واسطے
تمام دُنیا کے عیش و آرام جو کہ مجکو اپنے
عہد شاہی مین بھی نصیب نہ ہوئی تھی
حاصل ہے لیکن کسی مین دل نہین لگتا
دوسرے مین نے قریب اسّی برس
تک ایسی عیش اُڑائی کہ کوئی کیا اُڑائے گا
کوئی ہوس دل کی باقی نہ رہی نہ اب
کسی چیز کی تمنا ہے۔ اسی لیے مین نے
جنت کو بہت پسند نہ کیا۔ کیونکہ اس مین
ونڈسر کیسل سے زیادہ کوئی دلچسپی
نہین معلوم ہوتی۔ لیکن افسوس اور سخت
افسوس ہے کہ یہان میرا کوئی غمگسار
نہین۔ ایک ہندوستان کا سید ہے
جسکو عالم خاکی مین بھی مجہ سے بہت
زیادہ محبت تھی اور میری سلطنت کے
حسن و جمال کا گرویدہ تھا یہان تک کہ
میرے دیکھنے کی خاطر اس قدر سفر کرکے
ہندوستان سے انگلستان بھی آیا
اور تمام عمر میری خیرخواہی مین صرف
کردی۔ یہ منقوں شخص تو اب بھی میری
خدمت کو ہر طرح حاضر ہے مگر بڈھے
آدمیون سے کیا خاک طبیعت خوش
ہو سکتی ہے۔ دوسرے اُسے ہر وقت
قوم قوم کا رونا رہتا ہے۔ ہر وقت یہی
کہا کرتا ہے کہ دیکھیے گورنمنٹ کی سب سے
زیادہ خیرخواہ اور جان نثار قوم پر ہندوستان
مین کیا ہو رہا ہے۔ بجائے اُردو کے
ناگری دفترون مین جاری کردی گئی۔
واقعی اُس کی یہ باتین سچ ہین اور مجھے
بھی بہت ہی صدمہ ہے اور جس کے
واسطے مین تحقیقاً اصرار کے ساتھ لکھتی
ہون کہ ان باتون کو ضرور غور سے دیکھیے
لیکن کہان تک ایسی ہی باتون کے
ہر وقت ہونے سے طبیعت گھبرا جاتی
ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُس کی صحبت
مین دل خوش نہین ہوتا۔ دوسرے
غیر قوم کا شخص۔ میری قوم کا ایک نامی
شخص بھی یہان موجود ہے جس کو
انگلستان مین گرانڈ اولڈ مین کے
خطاب سے یاد کرتے تھے۔ لیکن افسوس
وہ مجہ سے علیحدہ ہے۔ اور کبھی نہین
مل سکتا۔ میری دلچسپی کا کوئی سامان
نہین۔ دوسرے میری طبیعت ہر وقت
فکر مین رہتی ہے۔ جنگ افریقہ کا
کیا انجام ہوا کیونکہ میرے سامنے وہ
بہت زور و شور سے ہو رہی تھی
نہ ہندوستان اور دیگر مقبوضات
کا کچہ حال معلوم ہوا اور نہ خاندان
کی خیریت کا۔ خدا جانے میرے منشی
(انڈین سکریٹری) کے ساتھ کیسا
سلوک کیا جس کی مین عزت کرتی تھی
تم خود سمجہ سکتے ہو اُس کی یہان تک

تم کو قدر کرنی لازم ہے تمہاری اور تمہارے سب خاندان کی بہتری اور بہبودی کے واسطے پریشان رہتی ہون مین امید کرتی ہون ہے اس خط کا جواب بہت جلد ملے گا سب حالات پھر کبھی لکھون گی۔ سبکو میری طرف سے دعا و پیار کہنا۔

تمہاری چاہنے والی

چیمبرلین صاحب کا علاج قولنج

وسیفہ اسہال اکبر ہمیشہ اس بات کا بہتر ہو سکتا ہے کہ ہندر جہ ذیل عوارض مین فائدہ نفع ہوگا درد معدہ تخمہ قولنج پیچش ۔۔۔ قت السبیل دا ۔۔ صاحبت ہو ۔۔۔ ر و۔ تمام دوا فروش ۔۔ فروخت کرتے ہین

فرزند ارجمند کا جواب

میری پیاری امان۔ تسلیم عرض کرتا ہون۔ ایک مدت دراز کے بعد حضور کا والا نامہ پہونچا۔ دلکو مسرور کیا۔ لیکن افسوس کرتا ہون اور معافی مانگتا ہون کہ اب تک آپ کو کوئی خط نہ لکھ سکا کیونکہ مین حیران تھا کہ کس ذریعے سے آپ کو خط پہونچایا جا سکتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب راستہ معلوم ہو گیا اور انشا اللہ تعالے آئندہ خط کا سلسلہ جاری رہے گا۔ مین حضور کی مادرانہ شفقت اور نصیحت کی قدر کرتا ہون اور ہمیشہ اُن پر کاربند رہنے کی کوشش کرون گا۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ کے بعد دنیا اور ہی قسم کی ہو گئی۔ اس لیے مجبوراً مجھے ایسی کارروائی کرنی پڑتی ہے۔ اگر میرے کسی ماتحت نے کسی خاص وجہ سے کوئی قانون یا نئی زبان جاری کر دی یا اور کوئی زیادتی کسی قوم یا فرقہ پر نادانستہ ہو ہی گئی تو سلطنت کا کیا قصور ہے کیون نہین وہ قوم متفق ہو کر اُس سے اعلے حکام تک دادرسی کی مودب استدعا کرتی۔ مجھے جیسا کہ آپ کو تھا ویسا ہی اپنی رعایا کا خیال ہے۔ افریقہ کا حال بدستور ہے ابھی جان عذاب مین پھنسی۔ پیچھا چھٹی نہین چھوٹتا۔ ہندوستان وغیرہ مین خیریت ہے طاعون بھی اب کافور ہو گیا۔ آپ کے استاد کو مین نے نہایت عزت کے ساتھ ہندوستان کو رخصت کر دیا خاطر جمع رکھیے حضور نے لکھا ہے کہ مردون کے ساتھ حضور کو دلچسپی نہین تھی۔ اس لیے مین خود تو ابھی آ نہین سکتا۔ اپنی ہمشیرہ عزیزہ کو آپ کی خدمت کے لیے بھیجتا ہون امید ہے وہ ہمیشہ حضور کو خوش رکھنے کی کوشش کرین گی۔ زیادہ نیاز

آپ کا تابعدار بیٹا
راقم - عزتی -

مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہی تو آن کر بیا
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس

لیجیے کوڑھ مین کھاج۔ کام مین دھام۔ دہی مین موسل۔ ایک تو زمیندار بیچارے حرف علت کی طرح انتظامی تعلیل (۲) بدولت کچھ سے کچھ ہو گئے جاتے مین کوئی کہتا ہے یہ برانے بیت لفظ خواہ مخواہ کے واسطے معنی خیز فروری الفاظ کو دبائے لیتا ہے۔ کوئی عمل امالہ تجویز کرتا ہے۔ کوئی اس کوٹھی کے دھان اُس کوٹھی مین کرنے کو تسکین چڑھائے ہے۔ کوئی ترخیم ترفیل کی گھات مین ہے۔ اُس سب پر طرہ یہ کہ بعض بدباطنون نے اپنی سمجھ اور قیاس کے مطابق دوستی کے پیرائے مین دشمنی اور غمازی شروع کی ہے کہ کہتے ہین جدید انتظامات اور قوانین سے ہماری ناراضی اور ناخوشی خدانخواستہ بیدلی اور بے الفتی پیدا کر کے بغاوت کا میوۂ تلخ لائے گی۔ لیجیے صاحب کر تو کر نہین خدا کے غضب سے ڈر۔ اتنا نہین سمجھتے کہ یہ عارضہ بھی پُرخوری۔ شکم سیری۔ اطمینان۔ آسائش جسمانی کی بدولت پُرشور مزاجون مین فساد خون کی طرح پھوٹتا ہے سو یہان یہ حال ہے کہ رات دن کے افکار اور ترددات خلقی اطاعت اور فرمانبرداری سے کوسون دور۔ منزلون دور ہے خدانخواستہ آئرلینڈ والون کی طرح نہ شور دلشتی نصیب ہے نہ ہاتھ پاؤن مین وہ طاقت نہ دماغ مین بغاوت نہ آزادی مفرط۔ اگر کوئی مفسد اور مغوی مضا ہزار برس تک تکلیف دیا مین اور ۔۔ مالوفہ سے اس اجرے دیا مین آ کے ہزارون برس ۔۔۔ کرین تب بھی الحمد للہ نہ چاہا ایک بات بنی ہو ایسے کیسے نہ ہو سکے ہے۔

خوب شد اسباب خود بینی شکست

اب تو اظہار نارضامندی بمعرفت وجوہات اپیل عذرات مرافعہ مین جو بشرط ضابطہ کی خاطر اور ترحم کی آس پر کیے جاتے ہین۔ سے

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

اگر مطلب انکسار عرض معروض رونا دھونا لسورنا۔ گڑگڑانا سو ارت ہوا نہین۔ سے

مری تربت پہ سب روئے نہ رویا پر وہ سنگین دل
قیامت ہے نہ دو آنسو بھی چشم یار مین آئے

کہہ کے خاموش ہو رہین گے۔ کہان کا روس بھوت۔ کسے کتنے سنے کا تاہے کہ ان وہمی۔ خیالی باتون مین اُلجھے گا۔ ارے بھیا یہ بھی پیٹ بھرونکی باتین ہین۔ جب انسان کو فرورتون سے فرصت ہوتی ہے تب ایسے خیالی منصوبے باندھتا۔ سراب کے پیچھے خواہشون کا شتر بے مہار دوڑا آتا ہے۔ یہان ہر وقت کی لتا دھری۔ افکار کی کثرت مطالبون کی افراط سے لمحہ بھر اطمینان سے بیٹھنے کی تو مہلت نہین۔ دنیا مین جو بے تیز تڑپی جو تھے آسمان پر یہان آفتاب صاحب بے حساب گرمائے۔ کوہستانون

سے گرم لو کی لپٹ آئی۔ مینہ نے یار سو کبھی رُسنائی یا سلسل البول کی شکایت سے اُلٹی گنگا بہائی۔ ہم ہر حال میں پریشان بیٹھے ہیں۔ اسامی عالم بالا کو فرار ہو گیا۔ غلہ کھیتوں میں نہ اُگا۔ کسی کو فکر نہیں۔ لال پگیا والے مذکوری تحصیل کے تقاضے۔ پٹیکار صاحب کی ناراضی۔ کلکٹر صاحب کی برہمی کا دبڑکا ہماری ہی جان کو ہے۔ پھر موریل کا چندہ۔ قحط کا چندہ۔ منصفی منکوں کا جھگڑا ہمارے واسطے ہی گھر بسی میں ان کے کھیت کبھی پڑتی میں نہیں آتے۔ زیور۔ کپڑا۔ مکان بچوں کی تقریبیں ملتوی سہی۔ مگر بیاطی تو ٹیک ہی نہیں سکتی۔ کچا پکا کنواں ہی سہی بیڑی تو کسی نہ کسی طرح لگانا ہی چاہیے۔ غرضکہ اسی طرح کے افکار کے آگے کس کو روم و روس۔ چین ٹرانسوال کا خیال آ سکتا ہے۔ ۶۔

چو ہمہ مبتلا ہیم چو غم مبتلا خرم
غیر الامور اوسطہا تو جب ہو گا تب ہو گا
شادی نہ غم اب صرف منڈھکوں کی زبان ہے۔ اب تو زمانے کی اُلٹ پلٹ۔ گورکھ دھندے نے مرے سو ہم کی چاشنی چکھا رکھی ہے۔
را

اودھر میں نہ اُدھر میں یہ بلا کر ہم تن پہنچے

زمیندار

ممیرے کا سُرمہ

مصدقۂ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان - ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف البصارت - تارکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - کُمبل سُرخی ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور اودیہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ہیرہ فی ماشہ مبلغ ... روپے مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ بذمہ خریدار -
درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر سیا سنگھ اہلووالیہ - مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے — تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار سیا سنگھ صاحب تسلیم مین نے آپ کے ممیرے کے سفید سُرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دھند - پھولا - ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری راے مین آپ کا سُرمہ مثل پوڈر کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعا دے - فی سے پاو فی سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم وی - پی - پوسٹ بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۲) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار سیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین اُنکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید و نفع بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند وغبار - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے اِس سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار سیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا -

آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سُرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی -

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر - سی - ایس - آئی - ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جاویگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے -

اعلان

منجانب دریوزہ گران ہندوستان
کون سنتا ہے فغان درویش
قہر درویش بجان درویش

متمولان پرتمکین - صاحبان دوات وقلم مضمون نگاران ناشائستہ رقم - بانیان جور وستم کی خدمت مین ہم فقیران حقیر کی دست بستہ گزارش ہے کہ آجکل زمانے کی اُلٹا بیٹی - سنگدلی کی افراط - بیدردی کی شدت نے آپ کو ایسا بنادیا ہے کہ ہمارا فرقہ آپ کے دل کے پہلو مین کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے - اور جس خود سر کو دیکھیے جادۂ انجام ورحم چھوڑ چھوڑ کر دھوبی کے کتے کی طرح گھر کا نہ گھاٹ کا ہمارے کھٹکا پھرتا ہے - بعض صاحب تو پولیٹیکل اکانمی کے جوش مین ہمارے فرقے کو بیکارہ اور بے سود قرار دے کے ہماری خدمت اور پرورش کو بیکار دن - کاہلون اپاہجون کی پرورش مین اسراف قرار دیتا ہے دوسرا فرقہ ہماری گداگری کو ظرح جرا بن ٹھہراتا ہے - اور گلا پھاڑ پھاڑ کے جتنا ہم نہین چلاتے اُس سے زیادہ پبلک اور گورنمنٹ کو متوجہ کرتا ہے کہ لوگ نہ ہماری خدمت کرین اور نہ گورنمنٹ مجاد کرے کہ کسیطرح سوکھی روٹی مانگ کھائین - خیر ہم تو خدا بھلا کرے کہہ کے چُپ ہو رہتے ہین - بہت اچھا - خانہ آباد دولت زیادہ - مگر چند باتین ہندوستانیو سے پوچھتے ہین کہ اگر یہ دولت وثروت جو قلیل یا کثیر تم کو میسر ہے کسی سبب سے نہ رہے تو تم بتاؤ کیا کرو - ہمارا گناہ جو کچھ ہے وہ یہی ہے کہ جو چیز ہمکو میسر نہین وہ بلا معاوضہ اورون سے مانگتے ہین - پس اگر غور کر کے دیکھو تو تمہارا سارا مُلک اوروں کی گداگری کرتا ہے یا نہین - مثلاً ہم یاد دلاتے ہین کہ تم لکھنے پڑھنے - تہذیب - تمدن - کاریگری - وضع - سلیقے - صفائی - کس کس بات مین بھیک نہین مانگتے - اور اس کے عوض مین اس کے شایان شان کون چیز دیتے ہو - اگر یہی تمہاری سفارش اُن معاملات مین بھی سُنی گئی - اور یہ عام قاعدہ رائج ہوگیا تو تمہارا ٹھکانا دُنیا جہان مین کہان لگے گا - یون تو جس کے مُنہ مین چاول ہوتے ہین وہ چبا چبا کے باتین کرتا ہے - مگر قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید - ابھی کوئی انقلاب ہو تو معلوم ہو جاے - دوسرون کی بھیک پر اپنی زندگی کا کس حد تک دار و مدار ہے - اگر علمی اصول کی بنائی ہوئی کلین تمکو نہ میسر آئین - وہ عملی نتائج تم کو یورپ مین لوگون کی خیرات مین نہ مل سکین جو اشیاے ضروری یا محتاج مین یورپ والے صرف کرتے مین تو سمجھ تباؤ تمہاری یہ تہذیب - شائستگی خلیفہ تن پوشی کو کپڑا - دھوپ اور پانی سے بچنے کی چھتری - ٹوٹی جھونپڑی مین روشنی کو دیا سلائی - برّی اور بحری سفر مین ریل اور اسٹیمر - خط کتابت مین تار اور ڈاک کہان میسر ہین - ہم کوئی نمائشی بات نہین کرتے - دھوکا نہین دیتے جس کے ہاتھ سے ٹکڑا پاتے اُسی پر غراتے نہین مگر تم اپنی کہو - بھیک کے ٹکڑے بازار مین لگکر - شیخ سعدی کی نصیحتین یک قلم بھلا دین -

کشتی خرقہ خویش پیراستن
بہ از جامۂ عاریت خواستن

کا مطلب زیر نظر نہین رکھتے -

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابرست
رفتن بپاے مردی ہمسایہ در بہشت

کی غیرت دماغون سے نکل گئی - تم کھانا - کپڑا - مکان - آسائش - سب لوگ دی ہوئی بھیک سے حاصل کرتے ہو اور ہم لوگون کو اپاہج اور کاہل بناتے ہو - ہم اگر ظاہری محنت مزدوری - معاملات معاش مین نہین کرتے تو تمہارے لیے معاد سنوارنے کا ذریعہ تو بنے ہوئے ہین - تمہاری خست اور لیئمی کا جوش ہے جو ہمکو خیرات دینے پر جلتے اور کڑھتے ہو - ورنہ خیرات ترقی کردہ قومون کی تو تم آپ کھاتے ہو - اگر بفرض محال ہمکو کسی نے بے محنت خیرات نہ دی تو ہمارا کیا پیٹ بھر جاے گا - ہان اگر تم بھی کسی وقت ہماری حالت کو پہونچے تو تم کو بھی بے محنت روٹی کا ٹکڑا - چلو بھر پانی میسر نہ ہوگا - تم سمجھ لو یہ انسان کے مدنی الطبع ہونے کی بنیاد ہے - اگر یہ بات موقوف ہوئی تو سمجھ لو انسان کا ایک دوسرے کے کام آنا بھی رفتہ رفتہ کم ہوتا جاے گا - علاوہ اسکے تم کہتے ہو ہم لوگ کچھ کام کر کے روزی کمائین مگر اس کو نہین دیکھتے ہو کہ تمہارے ملک مین خود کام کرنے والون کے واسطے کتنے دروازے روزی کے کھلے ہین - ایک طرف تو ملک مین بیکار ہے روزگار نہین - کمائی کے ذریعے نہین - اگر ہمارے گروہ نے بھی بھیک کی جھولی رکھ کے محنت مزدوری پر کمر کسی تو بتاؤ تمہارا ٹھکانا کہان ہوگا - بس یہی ہونا ہے کہ ہم قلیل یا کثیر تمہاری جگہ لین اور تم ہماری طرح بھیک مانگتے پھرو - پس بہتر ہے پہلے ملک مین کمائی اور روزگار کے ذریعے بڑھاؤ پھر اُس کے بعد ہمکو بھی بُلاؤ -

وجع مفاصل کا عارضہ

چیمبرلین صاحب کے بین بام سے جاتا رہتا ہے ایک ہی مرتبہ کے استعمال سے درد جاتا رہتا ہے - تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

را

درویش صفت باش کلاہ تتری دار

میرے مہذب بننے میں اب کون کسر ہے

حضرت میری تہذیب اور شائستگی میں ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ آپ کو واہمہ ہے۔ ذری انصاف سے دیکھیے اور خدا لگتی کہیے گا۔ میں کس طرف سے غیر مہذب اور وحشی ہوں؟ اب تو خدا کی عنایت سے نہ صرف میں ہی مہذب ہوں بلکہ میری ہر دوست خاندان۔ کنبہ۔ بلکہ قوم کی قوم جنٹلمین بلکہ مرد تو مرد عورتیں تک جنٹلمین ہو گئیں۔ اب آپ گنتے جائیے۔ آج کل تہذیب کا آب حیات شراب مسلم ہے۔ بلکہ یورپ میں تو پانی پینا گناہ کبیرہ ہے۔ اور اسی سے بعضوں کا یہ خیال کہ بعض لوگوں میں شراب کی ممانعت اس سبب سے ہو گئی ہو گی کہ اکابر دین نے جیتے جی جنت کے لطف مناسب نہ سمجھے ہونگے۔ خیر۔ اُستادوں کی مہربانی سے شراب خوری میں میں نے انتہائی لیاقت بہم پہونچائی۔ کیسی ہی تیز سے تیز سخت سے سخت جتنے کہ روح برانڈی کی بوتل بھی مسلم ایک جلسے میں غٹاغٹ خالی کر کے اپنی طرح اوس کو بھی سر تلے پیندا اوپر کر دیتا ہوں۔ جوا کھیلنے میں ایسا حاتم ہوں کہ راجہ نل تو صرف اپنی ہی سلطنت ہارے تھے۔ بندہ دُنیا اور دین دونوں کو بھی پڑ پر لگانے میں ذرا نہیں ہچکچاتا۔ ایک قارون کیا بلکہ ساری دُنیا کے قارون اگر اپنی دولت کا ٹھیک میرے نام لکھ دیں۔ تاش اُنٹے۔ گھوڑ دوڑ میں چٹکی بجاتے ہار دوں۔ اور کیا مجال جو چشم و ابرو پر بل آئے گالی گلوچ ڈکشنری کے الفاظ ڈام بگر بلڈی فول وغیرہ وغیرہ میری تقریر میں جواہرات کی طرح جگمگاتے ہوتے ہیں۔ اس سے نیچے درجے والے سے کوئی جملہ بے گالی کے نہیں کہتا۔ لوگ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو بڑی تہذیب سمجھتے ہیں۔ میں تمام خلقی حاجتیں کھڑے کھڑے رفع کرتا ہوں۔ جعلسازی۔ مکاری۔ فریب دہی۔ چوری۔ ڈاکہ زنی غرضکہ تمام جرائم تعزیرات ہند مہذب اعلیٰ علمی اصول سے کرتا رہتا ہوں۔ رعایت۔ مروت۔ عبادت مذہبی کو وحشت کی نشانی سمجھتا ہوں۔ بزرگوں کا ادب اخلاقی کمزوری۔ مروت اور رعایت بے وقوفی کی نشانی۔ عبادت سلف رسپکٹ خودداری کے خلاف جانتا ہوں۔ پس اب فرمائیے میرے مہذب ہونے میں کون سی کسر باقی ہے۔ بعضے لوگوں نے جب سے یہ کہنا شروع کیا کہ ہندوستانی اگر مہذب بھی ہو تو چھوٹا آدھا مہذب ہے۔ اور بڑا آدھا غیر مہذب یعنے وہ اپنی ذات سے شائستہ سہی مگر اُنکی جورو تو تعلیم اور پردے کی وجہ سے غیر مہذب ہے۔ میں نے بعنایت الٰہی اور دو تین مہذب دوستوں جیون کھونٹی کے ریفارمروں کی بدولت اُس سے بھی نجات حاصل کر لی ہے۔ یعنے بیگم صاحب کوشش کی میموں کی بدولت انگریزی حرفوں سے آشنا اور پردے سے ناآشنا بنا دیا۔ اب خدا کی عنایت سے تنہا صرف ایک سائیس کے ساتھ ٹمٹم رکھے ہوا کھانے۔ سیر کو نکل جاتی ہیں اور دس دس گیارہ گیارہ بجے رات تک اندھیری میں پھرا کی ہیں۔ اور کوٹھی میں یا ایں ہمہ کہ میں شراب پی کے پہروں نشہ تہذیب میں کمین پڑا رہتا ہوں یا غسل خانے میں آدھمکیوں کی طرح واہیات کی گفتگو میں حل کرتے میں غلطان و پیچان رہتا ہوں۔ مگر میرے دوست احباب کی وہ خاطر مدارات کرتی ہیں کہ میرا وجود فضول اور بیکار ہو جاتا ہے اور جو دوست کوٹھی سے نکلتا ہے وہ بیگم ہی کا مداح نکلتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اُن کو خانہ داری۔ تربیت اولاد سینے پرونے۔ چکن کاڑھنے۔ اُون کی لچھیاں سلجھانے۔ کارپٹ وغیرہ کو خراب کرنے کا شوق خدا نخواستہ نہیں ہے۔ مگر میرے دوستوں کو راضی رکھنے کا ڈھب تو ایسا ہے کہ ہزار مہذب ہمیں قربان ہیں۔ سلامتی سے سرکس کا بڑا شوق ہے۔ گھوڑا چھوٹے ہاتھی چھوٹے مگر بیگم سے سرکس نہ چھوٹے ایک دن وہاں کا ایک بندر چھوٹ آیا تھا پھر یہ ہماری ہی بیگم سلیماتھیں جنہوں نے اوس سے تھپڑ سے اُس جانگلو کو ایسا رام کیا کہ مہینوں اُس نے دروازہ نہ چھوڑا۔ تھیٹر میں گانے ناکٹ موشن تھیٹیری کی قدردانی اور شناخت جیسی اُن کو خدا نے دی ہے میں نے تو اچھے بزرگوں تک میں نہیں دیکھی۔ پس اب فرمائیے کس بات کی کمی ہے۔ اگر خدا نے اولاد دی تو ظاہر ہے ایسے مہذب ماں باپ کی اولاد کیسی ہو گی بلکہ کچھ تعجب نہیں ماں کے پیٹ ہی سے مولود مہذب ساتھ بیئر کی بوتل لیے نکلے

راقم۔ ایک مہذب

©

جیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض کو شفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے کھانسی زکام۔ کروپ انفلوئنزا بوقت ضرورت آزمائش کرو تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں

نئی روشنی

پرانی روشنی

تمام ہندوستان

مطلوب ہی! ایک سر ہندوستان مین

مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
سبھون سے پوچھتا ہے کسنے اسکو مار ڈالا ہے

نرالے اشتہارات

یوں تو آج کل اخبارات میں دنیا بھر کی چیزوں کے اعلان اور اشتہار دیے جاتے ہیں مگر آج ہم چند نرالی چیزوں کے اشتہار ذیل میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے [illegible] سارا ہندوستان ہزار باتوں کا ہرج کر کے سیکڑوں کاموں کو چھوڑ کے انکی تلاش میں پورے طور سے سرگرم ہوگا۔ اور سر سے زمین کھود کے پیدا کرنے میں اگر ایک متنفس بھی کامیاب ہوا تو سمجھ لیجیے سارے ملک کے شکریے کا مستحق قرار پایا۔

پہلا اشتہار

آج کل مسلمانان ہندوستان کٹے کنکوے کی طرح ادہر اُدہر تباتے پھرتے ہیں۔ اول تو مدت سے بے سر پاؤں تھے۔ ایک سر سید تھے اُنہوں نے اپنی بھابھی یا کبر نا موت الکبرے کے لازمی نتیجے سے فائدہ اُٹھایا یا چند لوگوں نے آپ کو مان رکھا تھا کہ مسلمانوں کے آپ سر ہیں مگر چونکہ آپ کے اُٹھ جانے سے وہ سر بھی نہ رہا۔ زمانے کی ضرورت کا یہ حال ہے کہ بے ایک سر کے کوئی کام نہیں چلتا۔ جہاں دیکھیے اسی سر کی مانگ مگر کسی سر میں وہ سودا ہی نہیں جو اسلام ہند کے گردن و دوش پر سر بننے کی صلاحیت رکھے۔ بس ایک سر درکار ہے۔ شرط کوئی نہیں۔ صرف اتنی بات چاہیے کہ یا تو خفے الوسیع نئے بنا لے سبھی اسکو قبول کر لیں یا علی گڑہ والے مان لیں۔ درخواست جلد بھیجی جائے ٹرکی ٹوپی خالی رکھی ہے اُسکو سر پر جما دی جائے۔

دوسرا اشتہار

حیدرآباد دکن میں خدا خدا کرکے مدار المہامی کا انقلاب ہوا۔ سر وقار الامرا کے دوش سے بار دیوانی اُترا راجہ کشن پرشاد بہادر وزیر ہوئے۔ آپ ایک ایسے مسالے کی ضرورت ہے جس سے مدار المہامی کا چھکڑا بدون کسی خرخشے کے سہولت اور روانی کے ساتھ چلے۔ اور جو چلتی گاڑی میں روڑا اٹکے تو تکان نہ ہو۔ پچھلے خزانے کو جو گہرے زخم پہونچ چکے ہیں وہ بھی مندمل ہو سکیں۔ سازشوں نے جو کھنڈانے اور کھٹکے ڈال رکھے ہیں وہ بھی بسہولت بھر جائیں۔ جو صاحب ایسا نسخہ بتائینگے یا تیار کر دینگے اُن کو دوامی وظیفہ شکریے کا ابدالآباد کے واسطے کر دیا جائے گا۔

تیسرا اشتہار

ملک ہندوستان میں ہزاروں چیزوں کی کلیں چلانے والے طرح طرح کی آرام اور آسائش کے سامان ڈھالنے والے گورنمنٹ کے قدموں کی برکت سے موجود ہیں۔ لاکھوں آدمی ہر ترکیب اور بات اور حکمت سکھانے والے گلی گلی پکارتے پھر رہے ہیں۔ رسالوں۔ کتابوں۔ اخباروں میں ہر طرح کی ترکیبیں مشتہر ہوتی ہیں اگر کوئی صاحب ملک میں ہندو مسلمان کا سامان مہیا کر کے اُس کے بچانے کی ترکیب بتائیں تو ہزارہا بندگان خدا کو ہلاکت پریشان روزگاری۔ فاقہ کشی سے بچالیں۔ اگرچہ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے مگر سہل ممتنع ہونے کی وجہ سے صورت مشکل ہے۔ خط کتابت بنام مفلوکان ہندوستان ہونا چاہیے

چوتھا اشتہار

دُنیا کا کوئی عارضہ آسیب۔ حاجت نہیں جو ملا۔ سیانے۔ جھاڑ پھونک والے گنڈوں۔ تعویذ۔ فتیلوں۔ دعاؤں اور وظیفوں سے ٹالتے نہ ہوں۔ پس اگر کوئی صاحب ہندوستان کے پھاٹک پے آویزاں کرنے کے واسطے ایسا کوئی اسم لکھ دیں جو بطور حصار کے آویزاں کردیا جائے کہ کوئی لالچی۔ طامع۔ چور۔ ڈاکو۔ اُچکا۔ یہاں کی خلقی اور مصنوعی دولت لوٹنے کی غرض سے نہ آسکے یا اُس کا خوف خاطروں سے رفع دفع ہو جائے جو روپیہ پیسہ۔ خاطر مدارات اس وہم کی وجہ سے معرض صرف میں ہے وہ گھر کی آراستگی اور درستی مکان میں لگایا جائے تو بمصداق بحال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را عاشق آباد ہرات۔ یارقند خطا و ختن بلکہ چین اغیرہ وغیرہ کا معافی نامہ بطور تحفہ بخشدیا جائیگا۔ خط کتابت فارن آفس کے نیچے سے ہونا چاہیے۔

پانچواں اشتہار

جو کوئی چینی گورکھ دھندے کو حل کرکے بتادے گا کہ یورپین سلطنتوں اور امریکہ کی قوت نے اُس مہم چین میں کون ثمرہ حصول پایا اور اس تکلیف فرمائی کا کیا نتیجہ نکلا چین کا مسئلہ کس پہلو سے طے ہوا تو افیون لالہ اشک بلبل چنیا بیگم کی زیارت اُسکو کرا دی جائے گی۔ اور کلی میں جوڑ گا اور ملے بچھانے۔ چینی ساٹناق بنانے بلکہ مکان تک بنانے کو نذر کیا جائے گا۔ خط کتابت دفتر ان یورپ کے نام ہونا چاہیے۔

سیر ظلمات پر سرسری نظر

پھر آیا سر کو ترے بزم فسون نے او بلبل
خفقانہ ہوا کہ کون خوش نوائی مشکل ہے

قصے کہانیوں میں کچھ ایسا لطف بھرا ہے کہ ہر شخص
اُسکے دیکھنے اور سننے کا اشتیاق ہے۔ اور اس قسم
کی کتابیں بہت ذوق و شوق سے دیکھی جاتی
ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہندوستان جنت نشان کے
باشندے ہمیشہ سے اسی کے عادی اور خوگر تھے
اب رہے مسلمان وہ بھی عرب کے ریگستان سے
ہزارہا زحمتیں اُٹھا کر یہاں آئے۔ عیش کی دیوی
نے آنچل سے ماتھے کا پسینا پونچھا۔ اور رحمت
آرام کے پانی سے ہاتھ منہ دھلایا۔ غرضکہ بہت
کچھ آؤ بھگت کی اور اپنے ہی رنگ کی پچکاری سے
انکو بھی شرابور کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے رنگ نے
ان پر بھی رنگ جمایا اور راہ علم و تواریخ کو چھوڑ کر
انہوں نے بھی داستان کے کوچے میں قدم رکھا
اور آجتک جو جو تصانیف ہوئے ہیں اُنکے دیکھنے
سے ظاہر ہے کہ اس مذاق نے کس قدر ترقی کی ہے
بھلا یہ تو کل کی بات ہے کہ انگریزی طرز پر نثر میں قصے
لکھے جاتے ہیں اور اس سے ابھی ترقی کا سہارا نہیں
معلوم ہو سکتا لیکن ذرا پُرانی کتابیں اُٹھا کر دیکھو
تو معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے انشا پرداز میدان صفحہ پر
اشہب خامہ کی جہار رفتاریاں دکھا گئے ہیں اور
گلریز قلم نے صفحہ کاغذ پر کیا کیا پھول کھلائے ہیں
بڑے بڑے تصانیف سے قطع نظر کرکے آخری دور کی
ایک چھوٹی سی تصنیف یعنے "فسانہ عجائب" ہی کو
دیکھو کہ چشم فصاحت پسند میں ایسا وقار قائم کیا ہے
کہ ہر شخص للچائی ہوئی نظر سے ابتک دیکھتا ہے۔ مقبولیت
اس حد کو پہنچی کہ تھوڑے ہی زمانے میں اور مطابع کے
علاوہ صرف نولکشور پریس نے ۲۲ مرتبہ چھاپا مگر
ابھی تک چاشنی زبان کے شیدا اسکو ہاتھوں ہاتھ خریدتے
اور ایک ایک فقرہ مزے لے کر پڑھتے ہیں لیکن زمانہ
ایک کیفیت پر نہ رہا ہے اور نہ رہیگا۔ زمانے کا کیا
منصوبہ ہے اس عالم گرشتنی میں ہر ایک چیز کا [illegible]

پھر بھلا انشا پردازی کیون نہ پلٹا کھاتی؟
اور اس میں بھی کیون نہ بڑھاؤ گھٹاؤ ہوتا
یہی وجہ ہے کہ طبع جدت پسند نے ناولوں کے
طرز تحریر کے قبول کرنے میں ذرا بھی پس و پیش
نہیں کیا۔ اور قصے کہانیوں کے شوق نے
سیکڑون ناول تصنیف اور تالیف کر دیے
لیکن چاہے پرانے طرز کے قصے ہوں یا
آج کل کے ناول عموماً عشقیہ تحریریں جوانوں
کے طبیعتوں میں ایک قسم کی اشتعال ضرور
پیدا کرتی ہیں۔ گو یہ صحیح ہے کہ خیال صالح
کسی صحبت میں ہو خواہ کتابی یا اصلی
لیکن ہر قسم کی خرابیوں سے اپنے دامن
کو آلودہ نہ ہونے دے گا۔ مگر یہ قول مستثنیات
پر صادق آ سکتا ہے نہ کہ عام طور پر۔
چونکہ طبائع انسانی میں استثنے پایا
جاتا ہے اس لیے اس قسم کی کتابیں بھی مخرب
اخلاق نہیں خیال کی جاتیں۔ مگر ہندوستانی
طبیعتیں قصے کہانیوں پر یہاں تک دلدادہ
ہیں کہ اُن کو اچھے بُرے میں تمیز کرنے کی
ذرا بھی پروا نہیں۔ وہ اشخاص جن کو بارہا
ہم نے یہ کہتے سنا کہ "ناول خراب کن اخلاق
ہیں" اُن کو بھی ناول دیکھتے پایا۔
بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ
اس قسم کے تصانیف (یعنے ناول) ترقی قوم
کا ذریعہ ہیں۔ مگر بہت کم ایسے ناول ہیں
جن میں اصلی زبان کا خیال رکھا گیا ہو۔
بلکہ جہاں تک دیکھا گیا ہے عبارت اور
زبان میں ایک قسم کی مصنوعیت پائی
جاتی ہے۔
حضرت شرر اور حکیم محمد علی صاحب جو
اس وقت ہزارہا اشخاص کے نزدیک
اعلے درجے کے انشا پرداز اور زبان دان
خیال کیے جاتے ہیں اُن کا طرز تحریر بھی زبان
کی اصلیت کو مٹائے دیتا ہے۔ اور عبارت
کے پُر تصنع ہونے سے زبان اُردو ایک

طرفہ تماشا بن گئی ہے۔ مگر غنیمت ہے کہ
اب شرر صاحب کی تحریر میں کسی قدر سادگی
پیدا ہوتی جاتی ہے۔
غرضکہ چند تصانیف سے قطع نظر کرکے
بقیہ کل ناولوں کا یہی حال ہے۔ سال حال
میں ایک ترجمہ "سیر ظلمات" کے نام سے
شائع ہوا ہے جس کے مترجم ایک پنجابی
شخص ہیں اور انہوں نے اپنے دیباچے میں
بزعم خود بہت کچھ لن ترانیاں کی ہیں گویا
یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انکا
ترجمہ تمامی تصنیف و تالیف شدہ ناولوں
میں اعلے اور کل عیوب سے پاک ہے
مگر راقم الحروف کو اس سے کوئی سروکار
نہیں کیونکہ ع
کس نگوید کہ دوغ من ترش است
لیکن تعجب اس امر کا ہے کہ مترجم صاحب ٹکسالی
زبان کو بُرا سمجھتے ہیں۔ کیا مہربانی کرکے مترجم
صاحب ٹکسالی زبان کے معنے بتا سکتے ہیں؟
اس فقرے پر ملاحظہ کرنے کے بعد ناظرین
خود خیال کر سکتے ہیں کہ یہاں پر لفظ "ٹکسالی"
سے کیا مطلب پیدا کیا گیا ہے۔ "زبان کے
خراب اور ٹکسالی ہونے کے باعث ایک
صحیح المذاق شخص اس کا پڑھنا ایک منٹ
کے لیے بھی گوارا نہیں کر سکتا"
اس موقعے پر یہ ظاہر کر دینا ضرور ہے
کہ دہلی والے بھی لفظ ٹکسالی کو عمدگی زبان
پر استعمال کرتے ہیں جیسا کہ "مولانا حالی"
فرماتے ہیں ع
گرچہ ہوں لفظ فصیح اور زبان ٹکسالی
مگر ہمارے مترجم صاحب نے کوچۂ زبان سے
نابلد ہونے کی وجہ سے ایسی ٹھوکر کھائی۔
دیباچے میں ایک جگہ یوں گل افشانی کی
ہے: "جو شدید ضرورت ۔ ۔ ۔ ۔ داعی
ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اُسے پورا کیا جائے۔"
لفظ ضرورت کو تذکیر کے ساتھ فضول لکھ کر [illegible]

لکھنا صرف مترجم صاحب ہی کا کام تھا۔
شروع دیباچہ کو دیکھکر کسی قدر
اُمید تھی کہ زبان کو چھوڑکر شائد واقعات
سے کچھ لطف حاصل ہوگا۔ مگر مترجم صاحب
کے اس فقرے نے ہماری اس رہی سہی
اُمید کو بھی مٹا دیا۔ وہ یہ کہ "بلکہ یہ سیر و سیاحت
ہے اُن ممالک کی جنھیں نہ آنکھوں دیکھا ہے
اور نہ کانوں سے سُنا ہے" حضرت معاف
فرمائیے ہم ایسے تحفوں سے باز آئے۔ اور
ایسے ممالک کی سیر و سیاحت سے درگزرے
جنھیں نہ آنکھوں دیکھا اور نہ کانوں نے سُنا ہو
اگر ہمیں ایسی ہی حکایتوں سے دل بہلانا
منظور ہوگا تو "طلسم ہوشربا" کی جلدیں
اُٹھا کر دیکھیں گے جس سے کچھ زبان کا
لطف تو آئے گا۔ اس میں شک نہیں کہ
اس کتاب کے مصنف "رائیڈر ہیگرڈ"
ایک مشہور فسانہ نگار ہیں جن کی انشا
پردازی نے دھوم مچا دی ہے مگر افسوس
اسی قدر ہے کہ مصنف صاحب زور
تحریر میں بہت سی باتیں وہم از خیال بھی
کرجاتے ہیں جن کے سننے کے بیشک ہم پہلے
عادی تھے اور اسی کو صنعت سمجھتے تھے
لیکن اب مغربی تہذیب نے ہندوستان
پر بہت کچھ اثر ڈالا ہے جس کا یہی
نتیجہ ہے کہ ہم فوق العادت باتوں کو متروک
سمجھنے لگے ہیں۔ اور اب ہماری نظر واقعیت
کو ڈھونڈھتی ہے کچھ اسی تصنیف پر منحصر
نہیں بلکہ "کنگ سالومن مائنس"
"وشی" وغیرہ میں بھی بہت سی ایسی
باتیں درج ہیں جن کو کمزور اشخاص نثابت
کرتا ہے۔ اس کتاب پر ایک تقریظ جناب
مولوی عزیز مرزا صاحب بی۔ اے۔
معتمد عدالت و اُمور عامہ سرکار آصفیہ نے
تحریر فرمائی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ جناب
مولوی صاحب کی تقریر نوجوانوں کے لیے

ایک عمدہ سبق ہے لیکن یہ کہنا چاہتے ہیں کہ
جناب ممدوح کا یہ فقرہ کہاں تک صحیح ہے "اردو
سیکھنے کے شوقین خصوصاً نوجوانوں کو کبھی باز نہ رہنے
جانے نہیں دینا چاہیے کہ کتاب کو اول سے آخر
تک دیکھنے کے بعد جس کا جی چاہے اس تحریر
کی موزونیت پر نظر کر سکتا ہے۔ ایسا خیال
ہو سکتا ہے کہ جناب مولوی صاحب نے
خاطراً اپنی تقریر میں اس فقرے کا استعمال کیا
ہے کیونکہ مندرجہ ذیل سطور دیکھنے سے
ناظرین پر روشن ہو جائے گا کہ راقم الحروف
کس حد تک راستی پر ہے۔ کتاب کو ایک
سرسری نظر سے دیکھنے کے بعد سلسلہ وار
موٹی موٹی غلطیاں ناظرین کے سامنے
پیش کی جاتی ہیں۔

صفحہ ۱۔ سطر ۶۔ "دوائیں بائیں" یہ
خاص دہلی کا محاورہ ہے اور ہمیں اس سے
کوئی بحث نہیں۔ کیونکہ اپنی اپنی زبان ہے
ہم اس محاورے کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور دہلی
کی زبان میں یہی عمدگی ہے۔ مگر دونوں
زبانوں کو مخلوط کر دینا بیشک ذرا کانوں کو
بُرا معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ مترجم صاحب نے
اسی سطر میں "داہنی طرف" استعمال کیا ہے
جو لکھنؤ کا محاورہ ہے اور فصیح سمجھا جاتا ہے

صفحہ ۱۔ سطر ۱۳۔ "شاہ بلوطوں
کی اُس دور دیہ قطار کے سرے پر" کاش
جمع نہ استعمال کی گئی ہوتی۔ اور جیسا کہ سطر
میں لکھا گیا ہے "(شاہ بلوط کے اُن عظیم الشان
درختوں)" یہی طرز قائم رکھا گیا ہوتا تو
غنیمت تھا لیکن جمع بنانے نے تو رہی سہی
فصاحت کو اور بھی غارت کر دیا۔

صفحہ ۳۔ سطر ۲۔ "مگر اس آرزو کے
پورا کرنے کے لیے اپنے آپ کو قابل نہ پایا
تھا۔" تو اس نے دیکھا؟ کیا خوب۔ مترجم صاحب
ماشاءاللہ سے اُردو زبان کو پیچھے آتے
دیکھکر کوسوں بھاگتے ہیں۔ بھلا اس "تو"

کی یہاں کیا ضرورت تھی۔

صفحہ ۵۔ سطر ۱۔ "یہ فقرہ گو معمولی
تھا لیکن لیونارڈ کے دل کی جھجھک کو اس نے
اُلسد دیا لاکر یا ۱۹۔" سبحان اللہ انگلش کی
سے لفظ "جھجھک" کو تراشا ہے اور کیا
فصاحت ٹھیک رہی ہے۔

صفحہ ۸۔ سطر ۱۔ "یہ البتہ مجھکو معلوم
تھا کہ تم دونوں سے کوئی نہ کوئی حرکت سرزد
ہوئی تھی۔ لیکن میں نے اُس کی وقعت پر
گمسن جتنی بھی نہیں سمجھی" کس قدر بلیغ فقرہ
ارشاد ہوا ہے۔ اور یہاں پر "گمسن جتنی"
سے تو اُردو زبان کی فصاحت کا جی نکل
کرنے لگا۔

صفحہ ۱۲۔ سطر ۵۔ "تمہارے خطوط کو
روک لیا جائے" مترجم صاحب نے اس مقام
پر ذرا بھی غور سے کام نہ لیا ورنہ ممکن تھا کہ
اس فقرے کو اُن کی ذکاوت یوں تبدیل
کردیتی "تمہارے خطوط روک لیے جائیں"

صفحہ ۱۳۔ سطر ۱۱۔ "یہ لفظ ابھی
تک اُن کے کانوں میں گونج رہے تھے"
مفرد کو جمع استعمال کرنا ایک عجیب بات ہے
اور لفظ گونج رہے تھے ایک بھونڈا استعارہ
ہے۔ آوازکا گونجنا سُنا تھا لیکن لفظ کا گونجنا
مترجم صاحب کی جدت طبع کی ایجاد ہے

صفحہ ۱۵۔ سطر آخر۔ "آج رات ہم
کہاں رہیں گے" رات کے بعد لفظ "کو"
یا تو کاتب صاحب کھا گئے یا پنجابی زبان
نے قصر مناسب سمجھا۔

صفحہ ۱۷۔ سطر ۱۳۔ "لیکن میرے
خیال میں بعض وحشیانہ حرکات میں بھی
دانشمندی سے خالی نہیں ہوتیں" جب
حرکات مونث ہیں تو حرکتیں فرد مذکر ہوگئی
اور پھر طفلانہ حرکات کے بعد لفظ "میں"
بیکار ہے۔

صفحہ ۱۹۔ سطر ۸۔ "آتش زندگانی

"چنانچہ بالفعل مشغق من"

ہے جسکی بنیاد عمل کے اندر چنانچہ بالفعل مشفق من
نہ اس کا طالع ہو کیون سکندر چنانچہ بالفعل مشفق من
نہین میسر شراب احمر چنانچہ بالفعل مشفق من
نکالا اخلاص نے کچھ مصر چنانچہ بالفعل مشفق من
نہین ملا مدتون سے ٹھہرا نہین ہے زوجہ کو چین اصلا
کبھی ہین اندر کبھی ہین باہر چنانچہ بالفعل مشفق من
زمانہ بدلا ہے ہاے کیسا ہے جعل سازون کا ہین زمانہ اپنا
کھٹکتے ہین ہم سے اہل دفتر چنانچہ بالفعل مشفق من
کمیٹیان بھی خلاف سے ہین یہ ممبران سبھی بجے ہین
ہے پست تہذیب سب برادر چنانچہ بالفعل مشفق من
بہن کے پتلون اور جاکٹ شدند طفلان تمام حوب
ہوئے ہین ہوتی سے اپنی باہر چنانچہ بالفعل مشفق من
ادہر نہین کچھ بھی ہے ہمری محبت مغرور ہے یہ سسٹر
اکڑ کے چلتی جو مسٹر ہاکر چنانچہ بالفعل مشفق من
بڑا ہو گنگوان بے زبتا کا جوا ہوا اپنا بھی اب اپنا
پسر نہ دختر نہ ہے برادر چنانچہ بالفعل مشفق من
شرابین پی پا جیوان سے بڑھکر ہین ان سے اچھے چارپتر
غضب ہے تن زیب ہوا ہو ترچنانچہ بالفعل مشفق من
اگرچہ مہندو میں ہم اپنا ہرگز نہین ناگری سے ماہر
پڑھا نہین جاتا ہے نرتر چنانچہ بالفعل مشفق من
عروضیان ہوگئے تلمذ ترن کرنیگے شاعر آپ سے چون
کہے گا کیا کوئی ہمسے بڑھکر چنانچہ بالفعل مشفق من
راتم - کمترین فا کہا ہے شاعران
عبد قادر ہیچون بند د
تلمذون پرشاد شاعر بے استاد

حیدرآباد دکن

غریب نوازنہ - آج نوبت کی گھنگور کا انداز ہی کچھ نرالا ہے - روشن چوکی زبان قال سے کہہ رہی ہے کہ (سرود سرایان عشرت کدۂ قال کہ بر نو رس سرابستان حال کار کلام و زبان (الخ)) آج کی صبح کے سمان کا حال اس سے روشن ہے کہ آج کی شام صبح عید پر خندہ زن ہے نسیم سحر اٹھکھیلیون پہ ہے - جہومتی جہومتی چلتی ہے - زمین پر قدم ہی نہین رکھتی - ؎

چمن چمن یہ لگا - آئی باد نوروزی
ہے رشک باغ ارم آج شادی ڈیوڑھی

آج کا جریدۂ سرکاری یعنے حیدرآباد گورنمنٹ گزٹ اس جلال کے ساتھ مشرقستان مطبع سلطان المطابع سے شائع ہوا جیسے سلطان خاوری کہسار سے نکلتا ہے - اور اس جمال سے ضیا افگن ہوا جیسے ماہ شب افروز آسمان سے ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی کے ساتھ نور بار ہوتا ہے جریدہ موصوف سے معلوم ہوا کہ حضور لامع النور شاہ دکن عمر اللہ ملکہ نے اپنے خادم خیر سگال دیرینہ نمک خوار چشم و چراغ خیر سلال کو ریاست ابدمدت حیدرآباد دکن کا مدار المہام اور وزیر اعظم بطیب خاطر مقرر فرمایا یعنے عالی جناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر شاد پیشکار و وزیر فوج آصفی مدالمہامی کی خدمت سترگ کا کار بزرگ بھی انجام دین گے - حق بحقدار رسید - نذرون پر نذرین گزر رہی ہین - تو آ - مین آ - یہ آ - وہ آ - زمیہ دولہ اور بکرجنگ - اور چوبدار ہین کہ چھوٹی خالہ تمھون کا سلام اور بڑی خالہ تمھون کا سلام -
دیکھین مہاراجہ بہادر کے عہد گورنمنٹ مین کیا انقلاب اسٹاف ہوتا ہے - وزارت کے لیے بڑی فراست کا کام یہ ہے کہ سکریٹری انتخاب سے زیادہ قابل اور لائق منتخب کرین - یہ تو ہمین یقین کامل ہے اور جس کا جی چاہے ہم سے ناک ناک بدلے کہ وہ لوگ جو سازشین کرتے ہین اور جلب منفعت ذاتی کے لیے ریاست کے فوائد پر نظر نہین ڈالتے اور امکانیٹ کے واسطے مسجد ڈھاتے ہین اُن کی دال نہ گلے گی - اللہ اس ریاست کو آباد رکھے - آمین -

جی جی گوشنے نہ جنبھون
بھیروسے ڈولیا کہار

پردے ہی پردے مین صاحب عصمت نے عورتون کو مردون کے کندھے چڑھا کر خوب کٹھے بازی کی ہے کیون نہ ہو - ؎
این کار از تو آید و مردان چنین کنند
دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے -
بدالنسا کی آپ بیتی مصیبت نے دل پر گہرا اثر کیا ہے ابھی وہ زخم مندمل نہین ہوا - کہ کہارون کی غلطی سے ایک کی جورو دوسرے کے پلے بندھی - اور نہین معلوم کیا کیا ٹھگا فضیحت ہوئی مگر تو بہ ہی بھلی - ؎

رات کا خواب الٰہی تو بہ
آپ سُنیے گا تو شرمائیے گا

اب معلوم ہوتا ہے کہ مرے پر سو دُرے پھر کچھ خلش پیدا ہوئی ہے - ؎

کل جو اک داغ کلیجے پہ نظر آتا تھا
پھر اسی داغ مین ناسور ہوا خوب ہوا

یعنے اس کاوش تازہ نے پھر کہارون کی گردن دبائی ہے - ضرور کوئی نہ کوئی زک پائی ہے - واللہ آپ کو بے پردہ عورتون کے سر عزیز کی قسم سچ کہیے کہ کیا ہوا - شرمائیے نہین - کہہ ڈالیے - ہم تو آپکے دوست ہین - جہان آپ کا لہو گرے پسینہ گرانے کو موجود ہین - خدا غارت کرے ان کہارون کو اوسا بھی دُنیا کے پردے سے یہ جوانا مرگ ملیامیٹ ہو جائین کہ ادہر کی اودہر ڈولیان کرتے ہین - ان

مونوں مونڈی کاٹوں نے یہ بھی خط یا کاڈ
سمجھ لیا ہے۔ کہ اس کا اُس کو دے دیا
چھٹی پائی۔ یا دھان سمجھ لیے ہیں کہ ہما
کوٹھی سے اُس کوٹھی میں کر دیے۔
ایسے کہاروں کو ضرور مروا ڈالنا چاہیے
خیر جانے دیجیے۔ اب جو ہوا سو
ہوا منہ سے نہ نکالیے۔ دیوار ہم گوش
دارد اس میں بڑی بدنامی اور جگ
ہنسائی کی بات ہے۔ آپ نے خوب
طرز اختیار کیا کہ نہ رہے بانس نہ باجے
بانسلی۔ نہ کہار رہیں گے نہ یہ گڑبڑ جھگڑ
ہوگی۔ اچھا کیا جو گورنمنٹ کو اس طرف
توجہ دلائی۔ ضرور مدد سرکار کی مدد درکار
ہے جب ہی بیڑا پار ہے۔ مگر سرکار
دوست ناد ان نہیں۔ وہاں سے بیرنگ
جواب ملا کہ ہم تمہارے خانگی معاملات
میں دخل نہیں دیتے۔ گوشت خوردن نان
سگ۔ تم جانو کہار جانیں۔ ڈولی جانے
ڈولی والی جانیں۔ ہماری بلا سے اگر
تمہاری عورتیں بازاروں میں جوتیاں
چٹخاتی۔ سپڑ سپڑ کرتی پھریں یا ڈولی
یا فنس پر چار کے کاندھے لدیں۔ ایسی
بے سروپا اور عام شکایت پر لحاظ
نہیں ہو سکتا۔ اگر فی الواقع کوئی امر قابل
مداخلت گورنمنٹ ہے تو شخص متضرر
کے واسطے در عدالت کھلا ہوا ہے
ایسی گمنام شکایت پر کوئی لحاظ نہیں
ہو سکتا۔ غرض وہ جو کہتے ہیں کہ صاحب
من خدا تمہارا بھلا کرے عرضی داخل
دفتر ہو گئی۔ خیر آمدم بر سر مطلب۔ اب
ہم سے آپ سے ٹھنڈے دل سے دو
دو باتیں اس معاملے پر ہو جائیں تو یہ
معاملہ ہمیں کا ہمیں آپس ہی میں سلجھ
جاتا ہے۔ آپ نے سنا نہیں کہ عدالت
میں جو جیتا وہ ہارا۔ اور جو ہارا وہ مرا

ڈولی کو عدالت نہ چڑھاؤ۔ یہیں لے آؤ
ہندوستان کی بڑی رسمیں تو بڑی
ہیں ہی مگر اچھی بات بھی آپ کو بری
ہی نظر آتی ہے۔ ناحق اعتراض کی بھڑ
چھیڑ دی۔ آپ کو کچھ اس چھیڑ چھاڑ میں مزا
آتا ہے۔ دل کی بھڑاس نکل جاتی ہے
چھیڑ در پردہ کسی پردہ نشین سے ضرور
ورنہ ہو جب ستانا آج بہانا کیا تھا
آپ کو ہمارے محاسن بھی معائب ہی
نظر آتے ہیں۔ ع

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

آپ نے تو ڈولی کہاروں کی چھیچا لیدر
کر دی۔ پلیتیں نکال دیا۔ اور عورتوں کو
مردوں کے کندھے پر چڑھا کر شہر سے
پیٹ دی۔ ع

جوتی میں بھی لگا لی کرن آفتاب کی
جوبات کی قسم بخدا لاجواب کی

لیکن یہ تو فرمائیے کہ آیا سواری کا
یہ مذموم طریقہ صرف ہندوستانیوں ہی
میں ہے یا اور بھی کوئی اس میں شامل
ہے۔؟

جناب من۔ ذرا اپنے دولتکدے
سے باہر تشریف لائیے۔ اور دیکھیے کہ
دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ یا گولر کے کیڑے
کی طرح لکھنؤ ہی میں ڈنڈ پیل رہے
ہیں۔ کبھی آپ اصل خیر سے کسی پہاڑ
پر بھی گئے ہیں؟ انہیں گئے تو آب وہوا دون
یا منصوری جائیے۔ اور دیکھیے کہ تمام
یورپین لیڈیز علی العموم اور جنٹلمین
بھی ڈانڈی اور جن رکشا اور جھپان
پر دو دو اور چار چار کے کاندھے
لدے لدے پھرتے ہیں۔ یہ نہ سہی تعلقہ
دولت آباد اور غارہائے الیورا میں
جائیے دیکھیے کہ وہاں خود نواب ہو تو سرا

پہاڑ اور نشیب سے بڑے لارڈ و لیڈیز
کرسیوں پر کندھے پر چڑھے چڑھے پھرتے
ہیں۔ یہ بھی جانے دیجیے۔ خدا آپ کو
نیکی دے۔ مدراس جائیے وہاں دیکھیے
کہ گھوڑے نہ ٹٹو نہ ڈولی نہ ڈانڈا۔ پرپیوبیٹر
میں بڑے بڑے صاحب لوگ دن دنا
رہے ہیں۔ اور آدمی آگے سے کھینچ رہے
ہیں یا پیچھے سے ڈھکیل رہے ہیں۔ پھر
یہ عیب نہیں۔ آپ تو یومنون بالغیب
ہیں۔ غریب کی جورو سب کی بھابی
بیچاری پردے والیوں ہی نے کیا اتنا
گولا کاٹ لیا ہے۔ جو ان پر اعتراض کی
بوچھاڑ ہے۔ جن کی تہذیب کے نام پر
آپ اُدھار کھائے بیٹھے ہیں اور جن کی
ہر آن پر لٹو اور فدا اور معتقد ہیں او
وارے ہیں اُن پر اعتراض کیوں نہیں
کیا جاتا۔ حالانکہ آپ خود مخبر دکن پر یار
کر چکے ہیں کہ وہ مولوی محمد اکبر صاحب
حیدری سے اس وجہ سے مخالفت نہیں
کرتا کہ وہ عہدہ دار ہیں۔ ضرورت ہے
کہ اُن سے زیادہ مخالفت نہ کی جائے
شاید یہی پالیسی آپ کی بھی ہے۔ کہ
یورپینز پر اعتراض کرتے ڈر لگتا ہے
ورنہ ہم وہی کرتے ہیں جو وہ کرتے ہیں
تو کیا یہی انصاف ہے کہ اعتراض تو
اعتراض اُدھر رُخ بھی نہ کیا جائے اور
ہم پر ناحق کا الزام۔ انگریزی مثل مشہور
ہے وہاٹ از ساس فار دی گینڈر از
ساس فار دی گوز۔ تو ترجمہ بھی سن لو
یعنے جو بات تم کو روا ہے ہم کو بھی روا ہے
جس چٹنی سے قاز نر کھایا جاتا ہے
اُسی سے قاز مادہ بھی کھائی جا سکتی ہے
پھر کلموا الناس علی قدر عقولہم۔ ہم تو بقول
آپ کے وحشی۔ جاہل۔ ان پڑھ۔ کندۂ
ناتراش۔ غیر مہذب۔ پرانی لکیر کے فقیر۔

ٹرکی حمام

اُفوہ - فرانس! اللہ رہی تیری گرمی!

اور لڈنیشن اوسکیا اور کیا ہین ہماری ایسی حرکت کم فہمی اور مغلط خیالی پر محمول ہو سکتی ہے اور قابل معافی ہے۔

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند
سب تکلیفین عقل کی بدولت ہین بیان
عقل چو کہ ست کہ پیش مردان آید۔

لایکلف اللہ الا وسعہا۔ اللہ تعالے بھی مقدور سے زیادہ اور سمجھ سے بڑھ کر مواخذہ نہین فرماتا۔ لیکن پارمن اُن کی کھوکہ اُنہون نے کیون انسانی ہمدردی کے خلاف یہ سواری بنی نوع کی افتیار کی- آپ کو کیا۔ ون کی ایسی فطرتی ہمدردی ہے اور ظلم عظیم معلوم ہوتا ہے تو بھلا خود ون سے پاخانہ نہ کھوا ئیے۔ فرد و سے بوجھ نہ اٹھوائیے۔ ستے سے پانی نہ بھروائیے کسان سے دھوپ مین کھیت نہ جتوائیے ہرکارون کو ڈاک لے کر بجائے گھوڑون کے نہ دوڑائیے۔ ہر پلٹن مین ایک ایک ڈولی زخمیون کے واسطے رہتی ہے۔ موقوف کروا دیجیے۔ کیونکہ ان سب کامون مین اور اسی طرح ہزارون اور طریقون مین زحمت ہی زحمت ہے۔ اور ہان خدارا اس مشکل کو بھی حل کیجیے کہ مرنے بعد مُردے کی کیا گت ہوگی۔ چار کے کاندھے لدنا تو آپ نے وحشیانہ حرکت قرار دی ہے تو کیا مردہ گھر مین ہی جلا کر کباب کیا جائے گا یا گاڑی مین رسی باندھکر کھنچوایا جائے گا

راقم- ب- د کن-

نئے دیوان حیدرآباد سے ایک دیوانے کی دو دو باتین

سنو مہاراج- اس کو چاہیے اپنی خوبی قسمت- کوشش- بندگان عالی کی مہربانی- پارٹی فیلنگ کا اثر- آپس کے جھگڑون کا نتیجہ- برٹش گورنمنٹ کی پالیسی کا بھی خیال کرو- غرضکہ جو چاہو سمجھو- مگر تم اپنی اُمیدون مین کامیاب ہوئے- گو بظاہر چہ ماہ کے واسطے سہی- اس کی ہم کو کیا کسی کو بھی خبر نہین کہ تم مہام وزارت اپنے ہاتھون مین لینے کے بعد کیسے ثابت ہوگے۔ اس قسم کی کل باتون کا انحصار تجربہ پر ہوا کرتا ہے۔

لیکن اتنا یاد رہے کہ اگر عامہ دولت کی چند نصیحتون پر عمل اور ان کو پیش نظر رکھوگے تو این جانب دعوے سے کہہ سکتے ہین کہ تم ہرگز بدنام نہ ہوگے۔ بلکہ تعریف مین لوگون کے مُنہ سے پھول جھڑین گے۔ ان نصیحتون کو اُلٹنے کی ضرورت نہین بلکہ لفظ دیوان کی دال کا دل سے خیال کرنا چاہیے۔ اگر دل پیدا ہوگے تو تمہاری عقلمندی پہ دال ہوگا۔

دُنیا مین انسان دائم نہین رہیگا صرف نیکی اور ایمانداری انسان کے بعد اُس کے نام کو برقرار رکھتی ہے۔

دُنیا کا کُتّا- یہ حضرت انسان کی تعریف ہے۔ یہان سب کو خوش رکھنا فرد اکار سے دارد- لہذا سب کو راضی رکھنے کے خیال کو دل سے دور رکھو اور اپنے سے جو کچھ نیکی ہو سکے اُسے اُٹھا نہ رکھو۔

دردمندون کی دادرسی- مظلومون اور بیکسون کی دلدہی نہ کرنا- یا درد دکھ مین آڑے نہ آنا- انصاف اور نیک نیتی سے بعید ہے۔

داد و دہش- لوگون کو اپنا بنالنے کا ایک عمدہ وسیلہ ہے- دینار- درم- روپیہ- پیسہ- یہ سب دامون کا اُلٹ پھیر ہے- اور یہی ہاتھ کا میل کہلاتا ہے- پھر اُس کی داد و دہش مین بخل سے کام لینا ہرگز لازم نہین- اپنے بندگون کی یاد کو تازہ رکھو مگر یہ ضرور ہے کہ اُس قسم کا دینا لینا کسی قدر بدنامی کا باعث ہے۔ یہ بھی سمجھ رکھو کہ دام خرچ کرنا آسان ہے مگر دام پیدا لانا ذرا عقلمندی کا کام ہے۔

دینداری- دُنیا مین کوئی آدمی ایسا نہ ہوگا جو کسی مذہب کا پابند نہ ہو- اُس مذہب کے قواعد پر عمل کرنا دینداری ہے۔ چاہے اپنے نفس ہی کی پابندی کیون نہ ہو- مگر کسی کے دین مین دخل دینا باعث دلشکنی ہے- دل دکھانا کسی مذہب مین روا نہ ہوگا۔

دندان شکن جواب دینے مین دریغ نہ کرنا چاہیے- مگر مصلحت وقت کا خیال ہے اور ایسے وقت مین جبکہ صاف جواب دینے سے معاملہ بگڑنے کا خوف ہو تو دم بخت ہو جاؤ- لیکن خیرخواہون کو دم بخت کرانے مین دریغ نہ کرو۔

دور باش- اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ سروقار کے اسباب علحدگی پارٹی فیلنگ اور آپس کے جھگڑے نہ تھے- تو بھی تمکو ان بکھیڑون مین پھنسنا نہ چاہیے اور ایسے موقعے پر مابدولت ,, دور باش" کی صدا سُناتے ہین۔

دور اندیشی- ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو اکثر کامیاب رکھتی ہے۔ اور بُرائیون سے بچاتی ہے- مثل مشہور ہے- جلدی کام شیطان کا- اس لیے اس مثل کے عکس پر خیال رہے- یعنے دیر آید درست آید- مگر یہان پر اس سے یہ منشا نہین کہ کار سرکاری مین غیر ضروری تعویق ہو- بلکہ اپنے ماتحتون کے آرا پر سوچ سمجھکر کاربند ہونا چاہیے- ماتحتون سے دل کا بخار نکالنا بالکل اچھے خلاف ایک چھچھوری بات ہے- اپنی

آنکھوں سے اچھے بُرے کی تمیز کرو۔ کان کا کچا آدمی ہمیشہ بدنام رہتا ہے۔

دوستی کا دم بھرنا۔ کس کی؟ سرکار عظمت مدار کی۔ اور اس کے استحکام میں کوشش۔ اپنی سلطنت کے حقوق کی حفاظت کرنا۔ دیوانی کا ایک ادنے کرشمہ ہے دو توتے بھر کا۔ ان کو خوش رکھنا دیوان کا سب سے بڑا فرض ہے۔ اگر تمہیں یہ دو اکھر یاد ہوگئے تو بیڑا پار دہ میں۔

درستی خزانہ۔ یہی ایک ایسا کام ہے کہ جو ریاست کی موجودہ پریشانیوں سے نجات دلا سکتا ہے۔ اور یہ اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ذرا غور سے کام نہ لیا جاے۔ اخراجات کی ڈگری ہی لنگڑے بھاگی جاتی ہے۔ اب عنان تمہارے ہاتھ میں ہے۔ لہذا جہان تک ہو سکے اس روکنے مین اپنی تمام طاقت صرف کر دینا چاہیے۔

دل و دماغ۔ کی فرحت کے واسطے یہ لازم نہیں کہ "دنیوی دیویوں کے" جھگڑے ہون۔ کیونکہ ایسی صحبتوں سے دل کمزور۔ دماغ معطل ہونے کے علاوہ دولت مین صرف " " زیادہ کرنے کی کسر رہ جاتی ہے۔

اس آخری نصیحت کو گوش دل سے سنو۔ دو اپنی وابستگی کو چھوڑ کر اتنی در دہری کر دو کہ اپنے حاکم کا دل ہاتھ مین لو۔ اور پھر اس نصیحت کا تماشا دیکھو کہ عزت دن دونی رات چوگنی ہوتی ہے یا نہیں؟

اب اس وقت مابدولت کو زیادہ دماغ سوزی کی برداشت نہیں۔ آئندہ بشرط فرصت دیکھا جائے گا لہذا رخصت۔

راقم

دیوانہ بکار خویش ہشیار

نگہ بدلی جو دیکھی اُس صنم کی
ندی نالے نے فرصت ایکدم کی

دُنیا کی اینچا تانی۔ زمانے کی اشک فشانی سے فلک فرتوت کا قارورہ کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا۔ گویا واٹر ورکس کا پینچ ٹوٹ گیا۔ آسمانی مشک کا منھ کھل گیا۔ صبح پانی۔ دوپہر پانی۔ شام پانی۔ رات پانی پیچھے پانی۔ اوپر پانی۔ داہنے پانی۔ بائین پانی۔ نیچے مین پانی۔ ازار بند مین پانی۔ توند کی شکن مین پانی۔ کان کی لو مین پانی۔ ناک کے سُر مین پانی پیٹ مین پانی۔ دودھ مین پانی۔ چاول مین پانی۔ آٹے مین پانی۔ حقے مین پانی۔ کتھے مین پانی۔ چُونے مین پانی نایکہ کے جوڑے مین پانی۔

غرضکہ خلقت اپنی کرتوتوں سے پانی پانی ہو رہی ہے۔ آسمان و زمین کا ایک وزن ہو رہا ہے۔ اگر آسمان پر گھٹا ہے تو زمین پر نرخ غلہ نور کنار بھی گھٹا ہے۔ اگر پیر فلک اپنی کوزہ پشتی پر آنسو بہا رہا ہے تو زمین بھی بڑے بڑے نامیوں کی رحلت پر نالوں سے دریا بہا رہی ہے۔ ہر طرف سے طوفان کی صدا آ رہی ہے۔ رعد بادلوں پر کمان کر رہا ہے۔ بجلی میلوں تک دکھا رہی ہے۔ خلقت پیٹا پیٹ چھوٹوں کو پیٹ پیٹ کے سلامی داغ رہی ہے۔ دلوا رین زمانے کی مخالفت پر چہار دن۔ سے جہان جہ اگر دعا دھم بیٹھ رہی ہین۔ ع

بڑا بیر ڈر۔ سا ہے آسمان کو اس قدر غم سے
چھتین گلتی ہین گر گرتے ہین جو طرز دعا دھم سے

جس دریا کو دیکھیے بدہضمی کے مارے اُبلا پڑتا ہے۔

مراد آباد کے نیچے رام گنگا بہتی ہے پچھلے ہفتہ اُس کی عجیب کیفیت رہی۔ جو ہاتھ لگا سب کو بہا دیا۔ ریلوے پُل کے ٹُنہ لگنے مین کچھ ہی کسر باقی رہ گئی تھی۔ بہت سے انسان اور حیوان چھوٹے موٹے سامان بلکہ مکان سب بہے چلے جا رہے تھے۔

شیر کوٹ کے نیچے ایک ندی بہتی ہے جو کھو کے نام سے مشہور ہے۔ آج کل سب کو کھو رہی ہے۔ اپنی حیثیت سے زیادہ اس نے نقصان پہونچایا آ سب کو کوڑے۔ کرکٹ کی طرح بہا دیا۔

ایک صاحب چمڑا خریدے کر سے بہت سا زر نقد باندھے ٹٹو پر چڑھے جا رہے تھے۔ جس وقت اس ندی سے پار ہونے کا قصد کیا مع ٹٹو و ملازم ٹٹو کے غڑاپ۔

اب تو اس طرف بارش تھمتی ہی نہین شاید آسمان مین چھید ہو گیا۔ ذری دیر مین دھوپ تو ذری دیر مین ابر غیر سیان کسا نو مبر کرو۔ ع

سیاہی ہے سفیدی ہے شفق ہے ماہ مطلع پر
بدلتا ہے یہ چرخ پیر ہر دم رنگ گرگٹ کا

بس آگئے فل اسٹاپ۔

راقم۔ ستم نگار۔ س۔م۔ن۔ ۱۱

کوک شاستر

مسمی بمراۃ العیش۔ یہ طب کی کتاب ہزاروں مین انتخاب ہو گئی تب قیام تندرستی کے لیے آ بحیات ہو جانا آ مدون اور دو باب غور، تون سے متعلق ہین مع بائیس تصاویر قیمت فی جلد عصہ

المشتہر

بابو رام۔ محلہ قانونگویان۔ مراد آباد۔

سیر ظلمات پر سرسری نظر

تتمہ ۲۹ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

صفحہ ۱۰۔ سطر ۱۱ "میرے منہ پر ایک چانٹا رسید کیا" محاورے کی عدم واقفیت بھی عجیب بری بلا ہے۔ منہ پر معلوم ہوتی ہے کہ جب منہ پر چانٹا سے کیا جانا محاورے میں داخل ہو گا تو لاتوں سے سر پر طمانچہ رسید کیا جائے گا۔

صفحہ ۲۹۔ سطر ۱۵ "سوراخ بھی گڑھا" ئی بات ہے۔ بلکہ انوکھی۔ کیونکہ اسی سطر میں اس غلطی کی تصدیق بھی موجود ہے "سوراخ سونے کی تلاش میں کھودا گیا تھا۔ اسی میں ہم اسے گاڑ دیں گے۔ گڑھا خوب گہرا ہے۔ اور بالکل تیار ہے"

صفحہ ۳۲۔ سطر ۳۔ مترجم صاحب کو شائد کتاب کے پروف دیکھنے کی مہلت نہیں ملی۔ یا جس طرح ناول کی عمدگی پر ناز ہے ویسا ہی تحریر کاتب پر بھی اعتماد تھا ذرا یہ فقرہ ملاحظہ ہو "یا تو استعمال ہو چکا ہے اور یہاں گمان غالب ہے۔۔۔۔ اُسکو جن سے اور جبیں اُس سے محبت تھی" یہاں میں یہ نون حاملہ عورت کے پیٹ کی طرح بدنما معلوم ہو رہا ہے۔ جیں کے بعد لفظ کو نذارد۔

صفحہ ۵۲۔ سطر ۹ "نیلم اور یاقوت اکھٹے ملتے ہیں" ٹھیٹھ پنجابی۔ زبان اُردو اس کو ہرگز فصیح نہیں خیال کر سکتی

صفحہ ۵۶۔ سطر ۴ "نہایت کوشش اور بھی کرے گا" حضرت یا تو لفظ نہایت کو یہاں سے الگ کیجیے یا "اور بھی" کو نکالیے۔ بقول آپ کے یہ دونوں لفظ اکھٹے بُرے معلوم ہوتے ہیں۔

صفحہ ۵۷۔ سطر آخر "ہمارا اپنا" پنجابی اُردو ایسے الفاظ استعمال کرنے پر مجبور کی گئی ہے۔ اس لیے مترجم صاحب نے بھی وضع کی پابندی کی۔ جس طرح "نمونہ" استعمال ہوتا ہے ویسا ہی اس کو بھی سمجھ لیجیے۔

صفحہ ۱۴۱۔ سطر آخر "پہاڑ دن کی ڈھلوانیں دریا کے کنارے آلگتی ہیں" ڈھلوانیں نیچے ہے۔ اس کا مطلب اور مفہوم معلوم ہونا چاہیے۔

صفحہ ۱۴۳۔ سطر ۶ "تم مجھے کیا کہتے ہو" اور "تو کچھ نہیں اُردو کے گلے پر کند چھری پھیری ہے۔ یہ "تم مجھ سے کیا کہتے ہو" کی خرابی ہے۔

صفحہ ۱۳۲ و ۱۵۵۔ یہاں پر مترجم صاحب نے اپنی طبع موزون کا زور دکھا کر شاعری کا منہ چڑھایا ہے۔ دلبستگی ناظرین کے واسطے دونوں نظموں کا شعر اول درج کیا جاتا ہے۔

"دلکے کانوں کو کھول کے لوگو ہو جاؤ تیار
کرتا ہوں تمسے ذکر میں اُسکا جو ہے میرا سردار"
"کئی صدیاں سوتے گزریں مجھے
مجھے رُورُو کے تم نے یاد کیا"

صفحہ ۱۵۹۔ سطر ۷ "تمہاری جیسی" خاص پنجاب کا محاورہ۔

صفحہ ۱۸۶۔ سطر ۱۱ "شمشیر مرگ سفاجات اُس کے گلے پر اب پھری کہ پھیری" تب کا لفظ یا تو کاتب صاحب کھا گئے یا مترجم صاحب کی عدم واقفیت محاورہ پر دال ہے۔

صفحہ ۱۸۹۔ سطر ۶ "تیرے جیسے" یہ بھی ٹھیٹھ پنجابی ہے فصیح زبان اُردو کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔

صفحہ ۲۰۳۔ سطر ۳ "کہر کے کثیف غبار کے پرلی طرف" مجھے خیال ہوتا ہے کہ شاید زبان دہلی بھی اب اس قسم کے الفاظ سے احتراز کرنے لگی ہے۔

صفحہ ۲۰۳۔ سطر ۳ "تمام عمر فقیر تھا۔۔۔۔ اُس صبح کو معمول سے زیادہ دیر تک جاگ رہا تھا" دونوں محاورے اقلد ترکیب الفاظ نرالی۔ اُردوے معلے کوسوں دور۔ ایسی زبان اُردو اُس پر یکتائی۔ سبحان اللہ۔

صفحہ ۲۰۹۔ سطر ۱۱۔ "ہماری اپنی مرضی" خاص پنجابی اُردو۔

صفحہ ۲۱۳۔ سطر ۷۔ ناظرین ذرا اس فقرے کو بغور ملاحظہ فرمائیے۔ فصاحت اور سلاست تحریر مترجم صاحب کی داد دیجیے آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس سے زیادہ بلیغ عبارت اُردو کیا ہو سکتی ہے۔

"جو اناکے تصدیق بالقلب نہانی راز کو اُس کے اقرار باللسان کے عیانی اظہار سے مطابق پاکر لینا رند کا احتمال الیقین۔ لیقین عین الیقین اور عین الیقین حق الیقین کے درجے کو پہونچ گیا"

صفحہ ۲۱۹۔ سطر ۴۔ "فریب کھیلا" شاید یہی یہ محاورہ دہلی میں بولا جاتا ہو۔ ہمیں تو پنجابی گرامت کا خیال ہوتا ہے

صفحہ ۲۳۶۔ سطر ۷ "زینہ پیمائی کی ایک ہی ہوئی۔ بادیہ پیمائی کا جوڑ خوب نکالا گیا۔ کیوں نہ ہو۔ ذکاوت ہی تو ہے۔

صفحہ ۲۴۸۔ سطر ۲۲۔ "میری جان میری اپنی ہے" یہ محاورہ بھی پنجاب کی اُردو سے تعلق رکھتا ہے۔

صفحہ ۲۶۰۔ سطر ۶ "اس کو کہہ" شائد مترجم صاحب نے بچپنے میں مفید المبتدی پڑھی ہوگی۔ اُسی کے یہ الفاظ یاد رہے۔ جیسے "اس کو کہہ۔ دل دیگر سُن"

صفحہ ۳۰۰۔ سطر ۴ "جو انا کا بگا

جلد بست و نہم اودھ پنچ نمبر ۳۵

ٹوٹ گیا؟ ٹوٹ نہیں گیا بلکہ اُکھڑ گیا۔ ایسے محاورات سُنکر سوا تبسم کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

صفحہ ۵۰۳۔ سطر ۴ "ٹوپی اوڑھی"

جناب مترجم صاحب للہ اگر آئندہ آپ کوئی کتاب لکھیے اور اُس میں کسی جگہ دوپٹے کا استعمال کیجیے تو اُسے ضرور یون لکھیے گا "دھانی دوپٹہ پہنے ہوئے" کیونکہ جب آپ کی زبان میں ٹوپی اوڑھی جاتی ہے تو دوپٹہ ضرور پہنا جائے گا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ آپ کی زبان کے لحاظ سے یہی مناسب بھی ہے۔

مندرجۂ بالا سطور دیکھنے کے بعد سمجھنے والے سمجھ سکتے ہین کہ مترجم صاحب کا یہ فقرہ کہان تک سچائی کی حد سے دور ہے اور وہ کس حد تک اپنے ارادے مین کامیاب ہوئے ہین۔ غرضکہ چند شاذ مستثنیات کو چھوڑ کر ایسے ناول ہماری زبان مین باکل نہین جنہین عمدہ کہا جا سکے۔ میرا ایک عرصے سے خیال تھا کہ اس کمی کی بوجہ احسن تلافی کیجائے۔" کتاب کے چھپوانے مین بہت انتظام کیا گیا ہے مگر اتفاقات کا مترجم صاحب بیچارے کیا کرین گے۔ وہ لاکھ انتظام کرین مگر جو کتاب اس قدر اغلاط سے مملو ہو وہ صحیح کیونکر چھپ سکتی ہے۔ ترتیب کا یہ حال ہے کہ ایک جگہ کی تصویر دوسری جگہ لگی ہے صفحے سادے پڑے ہوئے ہین۔ ۲۰۹ صفحے کے بعد ۲۱۴ اور ۲۱۳ کے بعد ۲۱۰ یہ چھپائی کا حال ہے۔ حجم بے شک زیادہ ہے اور اُسی لحاظ سے قیمت بھی عہ رکھی گئی ہے۔ جو صاحب شائق ہون وہ مولوی ظفر علیخان صاحب بی۔ اے۔ مترجم دفتر معتمد عدالت کوتوالی و امور عامہ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ حیدر آباد دکن سے طلب کر سکتے ہین۔

راقم ح۔ ج۔ صدیقی لکھنوی

کھلا خط

بنام

سری مہاراجہ مسٹر گنگا نرائن جیو والی نفاق آباد

عالیجناب معلی القاب حضور فیض گنجور پرنور موفور السرور لامع النور مہر انجلا سے بیضہ ضیا سے گرد انندہ امر نواز شکم اجابت سلامت باکرامت با عافیت سر در صاحب باشندہ

بعد ادائے مراسم آداب ولوازم بندگی پرستندگی۔ سرافگندگی واضح رائے عالی متعالی باد مخفی نماناد۔ رام کی دیا سے اینجا خیریت است وخیرگوئی کیوفات مزاج وہاج مطلوب۔ معاف کیجیے گا مین نے آپ کو لالہ لوندہ رائے بیکنٹھ باشی کی زبان مین اپنی طرف مخاطب کیا ہے کیونکہ علاوہ مثیل کچہری مل ہونے کے اللہ رکھو آپ ہین بھی دستور العصیان کے زمانے کے۔ البرٹ فیشن کے بالون کی نکڑے دار ٹوپی۔ مہین باریک ململ کے کشادہ دامن کرتے نے عجب پھبن پیدا کر دی ہے۔ گو آپ کی پھبن جھبن اور رد کبھی صورت ہمین تو بھلی معلوم ہوتی نہیں۔ مگر للنزنا کے دل سے پوچھیے کہ انھون نے ایسا سجیلا بانکا نوجوان کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ مفضل اس وجہ سے آپ بھلے معلوم ہوتے ہین کہ آپ نے ان کا لباس اور ان کی طرفداری کا جامہ پہنا ہے۔ آپ نے حکمت عملی کی مدد سے مجھکر خوب طرفداری کے ہاتھ بیلے ہین اور خوشامد کی چکنی چپڑی باتون کا لطف اٹھایا ہے۔ مگر سری مہاراج اگر آپ نے ہمارا ابھی دو پیازہ سالن اور باقرخانیان استعمال کرلی ہوتین تو نگو کچھ شکایت نہ ہوتی۔ آپ نے اپنے زمانے مین عمدہ طرفداریان بیجا کین مگر آپ کی آخری بے مہری بلکہ سرد مہری نے امیدواران غلامی کے حق مین سم قاتل کا کام کیا۔ آپ نے کہا کہ مین کسی کا طرفدار نہین ہون۔ ہر فرقہ کو برابر کرتا ہون۔ مگر مہاراج ٹھن آتما۔ اَن داتا آپ نے ہماری امیدون کو خاک مین ملا کر برابر کر دیا۔ اب آپ کی جوانی آخر ہوئی بڑھاپا آیا ہے۔ تیرتھ برت کے دن ہین چل چلاؤ کا وقت ہے۔ ہم سے آپ کے تعلقات دنیاوی چھوٹتے ہین۔ اب تو آپ بڑے لال ماتحلل کیسے جائیے۔ دعا کیا دین۔ دعا مین تو اثر ہی نہین ورنہ یہ نوبت ہی کیون آتی

راقم۔ مظلوم۔

آب بقا نے گرچہ بہت روک تھام کی
پیری چلی نہ خضر علیہ السلام کی

مکرما۔ سلام نیاز۔ اس شعر کا مطلب میری سمجھ مین نہین آتا۔ اگر آپ حل فرما سکین تو مہربانی فرما کے خط بھیج دیجیے ورنہ بذریعہ اخبار استاد السلطان بلبل ہندوستان جناب داغ سے کہ جو اس شعر کے مصنف ہین معنی دریافت فرمائیے۔ لیقین ہے کہ استاد جہان سے پہلے حضرت ریاض تحریر فرما دین گے۔

خادم۔ گستاخ۔

نواب سید تراب علی خان بہادر مختار الملک اول کا خط مہاراجہ کشن پرشاد منصرم مدار المہام دکن کے نام

برخوردار من

جب اچھی خبر تمہارے ملک کی سن لینا ہون جی خوش ہو جاتا ہے۔ بری افواہون سے دل کڑھتا ہے۔ بیشک تمہارا انتخاب وزارت کے لیے اچھا ہوا۔ تمہارے سوا اب کوئی اور تھا بھی نہین۔ اور تمہارے بزرگون نے اس سلطنت کی بہت خدمت زمانہ سابق مین کی ہی ہے۔ تمہاری لیاقت متانت۔ ہوشیاری سنکر بہت طبیعت خوش ہوئی۔ خدا تمہاری عمر مین برکت دے۔ اور تم اپنے فرائض منصبی مین کامیاب ہو۔

برخوردار من۔ دکن کی وزارت کا بار بہت بڑا ہے۔ اور اس کے سنبھالنے کے لیے بہت بڑی بردباری اور عاقبت اندیشی کی ضرورت ہے۔ تم نے کچھ شک نہین کہ ایک بگڑی ہوئی کل پائی ہے جس کے پرزے بہت سے ٹوٹے ہین بہت سے زنگ خوردہ ہین بہت سے تیز اور مرکز سے باہر چلنے والے ہین جنکو بہت سکون و شائستگی سے مدت مین تم درست کروگے۔ زمانہ حال کی نیرنگی اور نور چشم لائق علیخان کے وقت کی طوفان بے تمیزی نے کچھ ایسا نظام دکن کو ابتر کر دیا ہے کہ اس کے سلجھانے کے لیے بہت بڑے دماغ کی ضرورت ہے۔ بہرحال تم مین مادہ ہے۔ اگر کوشش کروگے درست بھی کر لے جاؤگے۔ مین چند ہدایتین پرانی بیاض سے تمہارے آیندہ تجربہ و کام کے لیے لکھتا ہون۔ اگر اس پر عمل کروگے بہت کچھ کر بھی لے جاؤگے۔

پہلے سب سے تم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ کون ایسے اسباب ہین جن سے ملک مین بدنظمی پھیلی ہے۔ اور ان کے دفعیہ کی آخر کون شکل ہے۔ غالباً تم کو

فورا ہی یہ خیال ہوگا کہ یہ درانداز یان چند ایسے فتنہ پرداز ان کے ہین جو اپنے حسد ذاتی کی وجہ سے کار سرکاری نہین چلنے دیتے اور اپنی ذاتی غرض کی وجہ سے تمام قلوب مین با ہمدگر بغض و عناد پھیلایا کرتے ہین۔ تم ان کو چن چن کر بحکمت عملی فورا جدا کرتے جاؤ یا مقدر اپنے رعب و حشمت کے جلال سے دبا دو کہ وہ بجز کار سرکاری کرنے کے دم نہ مار سکین۔ اور جس طرح ریل پر کئی ایک گھوڑے ایک ڈبہ مین بھر دیے جاتے ہین اور وہ ریل کی گھڑ گھڑاہٹ سے چون نہین کر سکتے۔ اپنا دانہ گھاس کھایا کرتے ہین۔ اسی طرح ان شریر لگام کام کاجی ٹٹوؤن کو تم وزارت کی ریل گاڑی مین کام کرنے کے دانہ گھاس پر لگا دو۔

بیشک غیر ملکیون نے آپس کے لتھیا لتھ مین سب سے پہلے لگا لگایا لیکن اب تمہارے ملکی بھی اس خو بو کے شیدا ہو گئے ہین۔ یہ سب اگر راہ راست پر آئین تو آئین۔ ورنہ انگریزی ممالک سے اور سلوگ تجربہ کار۔ عمدہ منتخب کر لو۔ سبر سے وقت مین کسی نے ذرا گردن تک نہ ہلائی۔ اخراجات کی جانچ کرو۔ اور مداخل و مخارج کا حساب فورا طلب کرو۔ اور دیکھو کہ کون مد تخفیف کے لائق ہے۔ اور کن کن اخراجات مین کمی بوجہ احسن ممکن ہے۔

ہمارے دکنی لوگون نے اپنی انگریزی تقلید کی بدولت پوشاک و لباس ملازمین کے تقرر مین ضرورت اور بلا ضرورت ہر طرح حصہ لیا ہے۔ حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ کجا یو۔ پی کجا ملک دکن۔ پھر انگریزی عملداری کا انتظام تو حسب ضرورت ہے کہین ڈپٹی کمشنر ہین۔ کہین کلکٹر کہین تحصیلدار ہین کہین صرف پٹیکار ہمارے یہان چاہیے ضرورت ہو یا نہو عہدہ دار اسی قدر ہون جسقدر انگریزی سرکار کے۔ اب یہ محکمہ بورڈ مال بالکل فضول ہمارے یہان ہے۔ ممالک مغربی و شمالی کا اتنا وسیع ملک پھر اس پہ دو ممبر بورڈ۔ ہمارے یہان چار چار ممبر بورڈ۔ نہ ویسا ملک سرسبز نہ ویسی آبادی نہ اس قدر کام۔ نہ زمینداری حقوق نہ نقشہ مالگزاری کی ویسی ضرورت۔ یہ فورا تخفیف کرو۔

مددگار کا عہدہ بالکل بیکار۔ یہ نذار د کرو۔ دوم سوم تعلقداران سے کام لو۔ انعام کے دفتر کو بند کر کے اول تعلقداران ضلع کے سپرد کر دو۔

منصفیان سب جج۔ نذار د کرو دیوانی۔ فوجداری۔ مال سب حکام ضلع کر سکتے ہین۔ یہ تقلید انگریزی اس وقت کرنا جب قرضہ ادا ہو چکے۔ یا شاہنشاہ اور کوئی ملک تمکو دین۔

ہوم سکرٹری اور چیف سکرٹری کو ملا دو۔ کام کم۔ عہدہ دار فضول۔ صرف چار معتمد رکھو۔ چیف سکرٹری۔ جوڈیشل مال متفرقات۔ اور چار ہی انڈر سکرٹری یا بالقدر ضرورت اور بھی دو چار سہی۔

ہائی کورٹ کو توڑ کر چیف کورٹ کر دو۔ ایک چیف جج۔ دو جج۔ دکن کے لیے بہت ہین۔

مال مین صدر المہام ایک رکھو اور باقی صدر المہامیان بیکار ہین۔ بمثل انگریزی انتظام کے ایک ایک انسپکٹر جنرل اعلے عہدہ دار پولیس وغیرہ کے لیے رہنے دو۔

سڑک اور محکمہ تعمیرات کی جانچ زیادہ کرو۔ لیکن اس مین بھی اخراجات انگریزی کا تتبع نہ کرو۔ کفایت سے معتمد اشخاص کی ذمہ داری سے کام لو۔ اسی طرح اگر نظر ہو سکے۔ بہت سی مدات مین تخفیف کر لوگے۔

فضول تقلید انگریزی چھوڑ دو۔ اور یہ سمجھ لو کہ ہر شخص کا خرچ بمقدار اسکی آمدنی کے ہوتا ہے۔ ایک پیسے مین کام نکلے تو سو روپیہ فیشن پورا کرنے کے لیے نہ خرچ کرو۔

محکمۂ تعلیمات بھی دیکھنے اور غور کرنے کے لائق ہے جس قدر اس مین بیکار ہون دفع کرو۔ اور ملک کے فائدے کی مقدار رکھو۔ کیا فائدہ روپیہ بھی خرچ کرو اور حصول تحصیل کچھ نہین۔ نام کو سیکڑون عہدہ دار بھرے ہوئے ہین۔

ملک کا دورہ خود کرو اور دیکھو کیا ضرورت تمہارے ملک کے لیے داعی ہے۔

تم ہوشیار ہو۔ خود جانتے ہو کہ تعصب اور طرفداری قومی کو کبھی دخل مت دینا۔ مذہب اور چیز ہے اور قومی ہمدردی اور چیز ہے۔ سرکاری کام اور چیز ہے مین واقف ہون کہ نہ تم مین اس کا ادنیٰ ہے نہ تم ایسے ہو۔ لیکن بعض وقت ایسے اسباب پیش ہو جاتے ہین جن سے کام کرنے والے کا منشا اور کچھ ہوتا ہے اور سمجھنے والے سمجھتے اور کچھ ہین بعض وقت ایسی حالتین ہو جاتی ہین کہ تمام لوگون کے بیجا اور غیر مفہوم ہونیوالے عندیے سے ایسی باتین منہ سے نکل جاتی ہین جن سے قلب بشری مین خواہ مخواہ ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگون کو ہمیشہ دشمن سمجھو جو مسلمانون کی بدی کرے اسے ملک کا دشمن خیال کرو

چین — اب کیا رہا ہے جس سے رقیبوں کا ڈر کرین — ہم تو بُرون کی جان کو پہلے ہی رو چکے

©

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض کو شفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے۔ کھانسی زکام۔ کروپ انفلوئنزا بروقت ضرورت آزمایش کرو تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین۔

جو ہندوؤن کی بدی کرے ملکاً اُسے اپنا دشمن قوم اور ملک دولت کا سمجھنا۔ ہر چیز کا قاعدہ منضبط رکھو۔ جس طرح رنج و غم کے لیے اور مقامات ہین کھانے پینے کے لیے اور جگہین ہین۔ سواری کے لیے اور وقت ہین۔ شکار و تفریح کی اور ہین اُسی طرح ہر قسم کا آدمی ہر کام کے لیے موزون ہے جو اُس کے متعلق اور اُس کے مناسب ہو جس طرح ایک شاعر اچھی سقاضی نہین کر سکتا اُسی طرح اچھا گویا کار قضا نہین بجا لا سکتا۔ تیلی کا کام تنبولی سے کبھی نہ لینا اور سمجھنا کہ

ہر کسے را بہر کارے ساختند

مصاحبان صرف مصاحبت ہی کے لیے ہین اگر ان کو کوئی ملکی خدمت دو گے خیال رکھو غلطی کرو گے۔ مہان گبراج سے اکبر نے کام ابو الفضل کا نہ لیا تھا نہ لیا۔ انوری قصیدہ اچھا کہتا تھا لیکن اگر اُس سے کام وزارت لیا جاتا کر لیتا؟ ہرگز نہین ہرگز نہین۔ بس یہی اشارہ کافی ہے۔ سمجھکر کام کو کرنا۔ جو کرنا۔

بہت مضبوط ہو کر۔ تمہارا کام اسی قدر ہونا چاہیے کہ بچپت ہاتھ مین ہو۔ آج اسقدر بڑھا تا کل اسقدر آمدنی ہوے۔ اگر کام کرو گے دن رات سر اُٹھانا دشوار ہوگا۔ تفریح کے لیے بھی کوئی گھنٹہ رکھ لو تا کہ لوگ فخریہ کہین کہ ہان اب دکن کو ایسا مدبر ملا۔ اور تم فخریہ ناز کرو کہ اس سن مین مین نے یون بگڑے کام کو سنبھالا جس قدر مضمون سوچنے مین شعر کے لیے دماغ صرف کرتے ہو اُسی قدر اب نظم و نسق مالگزاری اور افزونی دولت کے مدات سوچو۔

یہ سمجھ لو کہ مین تم کو لائق علی خان سے کسی طرح کم نہین سمجھتا۔ اور یہ بھی تمہاری بہبودی سے تعلقات مجھے ویسے ہی ہین جیسے اپنے اعزا و اقارب سے۔ گو خدا حافظ عمر دراز ہو۔ حضور بندگان عالی کی خدمت مین آداب فدویانہ عرض کر دینا۔ اور سالار جنگ کی طرف سے اور لائق علی خان کے لڑکے کی پرورش و خیال تعلیم کے لیے بھی یاد دلا دینا۔

[illegible]

سالار جنگ۔ از مقام بہشت برین

میرے مہذب ہونے مین اب کون کسر ہے؟

نمبر ۲

پہلے نمبر مین جو بین دلائل اور نمایان ثبوت اپنے مہذب ہونے کے مین نے بیان کیے ہین۔ اگرچہ وہ کافی سے زیادہ ہین۔ مگر بات کو ہر پہلو سے ثابت کرنا چاہیے تا کہ منکرین کو مجال گفتگو نہ رہے۔ اس واسطے چند اُمور بطور تتمہ یا ضمیمے کے اور پیش کرتا ہون جب ظاہری خارجی طور سے مین مہذب ہون اور ویسے ہی افعال و حرکات مجھ سے سرزد ہوتے ہین تو معلول سے علت۔ نتیجے سے سبب۔ ظاہر سے باطن خارج سے داخل کا یون پتہ مل سکتا ہے کہ اگر میری سیرتون اور صفات مین تہذیب کا خمیر نہ ہوتا خیالات میری تہذیب نہ ہوتی۔ دماغ مین تہذیب نہ سمائی ہوتی تو یہ افعال تہذیب مجھ سے کیونکر سرزد ہوتے۔ مثلاً عرض کرتا ہون کہ مین جلسون اور کمیٹیون مین صرف جانا ہی نہین پسند کرتا ہون بلکہ خدا کی عنایت سے ذرا ذرا سی بات کے لیے جلسے اور کمیٹی آئے دن تصنیف کرتا رہتا ہون۔

مثلاً دال موٹھ۔ تکو نے کھانے کا کلب۔ پونڈے اور گنڈیریون کی کمیٹی گولیان۔ تاش گلی ڈنڈے۔ کرکٹ وغیرہ وغیرہ کا باضابطہ کلب۔ پھر اس مین کچھ ضرور نہین کہ مین روپیہ پیسہ چندے کے نام سے ضائع کرتا رہون بلکہ اپنی شرکت اعزاز کے واسطے کافی سمجھتا ہون۔ اخبار اُردو اور انگریزی بکثرت مول لیتا ہون۔ اور جو میرے نام محض نمایش کی وجہ سے جاری نہین ہوتے اُن کو دوستون پڑوسیون سے مانگ کے اپنی میز پر جمع رکھتا ہون۔ اور اگرچہ انگریزی اخبار میں کبھی کبھی اُلٹے دیکھ لیتا ہون مگر شام کے وقت ہوا خوری میں ہاتھ مین ضرور لیے رہتا ہون۔ میرے حواس خمسہ بھی پہلے سرے کے مہذب ہین۔ نظر ایک قدم نہین چلتی جب تک عینک کا عصا اُس کے ہاتھ مین نہ ہو۔ شامہ ناک چوٹی گرفتار رہتا ہے۔ جب تک لونڈر یا اوڈی کلون کے قطرے جیبی رومال پر پڑے ہوئے نہون۔ کانون کو اگر موسیقی کی لذت نصیب ہوتی ہے تو یورپین گتون کے ساتھ پیانو ہارمونیم۔ کنسرٹینا وغیرہ کی موسیقی۔ اگر کسی جلسے مین تقریر کو کھڑا ہوتا ہون تو آزادی کی افراط سے شورش مچنے کر بغاوت تک پہونچ جاتا ہون انتظام مملکت مین ہزارون عیب گن دیتا ہون۔ اور اصلاح کا جھگڑا اورون کے سر ڈالتا ہون۔ قومی ہمدردی حب وطن کا دودھ پینے تک عاشق ہون لیکن شور و غوغا مچانے مین

رتی بھر کسر نہین چھوڑتا ہ رہا استقلال کے ساتھ عملی کارروائی کرنا سو یہ ایسی باتین ہین جن سے دماغ پریشان ہوتا ہے۔ ان جھگڑون مین اور ہی لوگ پڑین۔ اس کے بغیر میری تہذیب مین کسی طرح کی خامی نہین آسکتی۔ معاملات مین مین پوری تہذیب اور قانونی لیاقت صرف کرتا ہون۔ سوداگرون سے سیکڑون ہزارون کا سودا محض کوٹ پتلون کی درستی منڈی پر لینے مین کچھ باک نہین کرتا۔

کوٹھی بنگلے کا کرایہ نوکرون کی تنخواہ اکثر اوقات عدالت خفیفہ کی ڈگری ہو جانے پر سنگ آمد بسخت آمد کہہ کے داخل عدالت مذکور کرتا رہتا ہون اور اگر ہو سکتا ہے تو ایک مقام سے قرضہ لے کے دوسری جگہ سرک جاتا ہون۔

پرانے خیالات جامۂ کہنہ کی طرح بہوت سمجھ کے سر سے اُتار ڈالے ہین جو بات میری محدود سمجھ مین نہین آتی چاہے کیسی ہی نامحدود ہو اُس کو خلاف عقل و خلاف نیچر جھٹ سمجھ کے رد کر ڈالتا ہون۔ پھر اس مین ولایت امامت۔ نبوت۔ خدائی کیون نہ ہو اور اگر میری دنیا مین موجود ہونے سے مان باپ کا سُراغ نہ لگتا ہوتا تو مین ان سے بھی انکار کر بیٹھتا۔ جو لوگ روحانیات وغیرہ کے جھگڑون مین پھنستے ہین وہ آپ اپنے واسطے کچے سُوت کا جال مکڑی کا جالا تنتے ہین۔ اور مزے سے کسی طرح پھنس کے بیکار پڑے رہنا گوارا کرتے ہین۔ مین مادیت۔ اور دہریت کا ایسا عاشق ہون کہ تہ تولکنوئین سے لے کے ابر۔ باد۔ برق۔ بلون تک خیالی رسائی اور سفر کرتا رہتا ہون۔ چونکہ اس سیارۂ زمین کا ہم پیداوار ہین اور مرکز ثقل کشش ارضی سے متاثر ہین اس سبب سے ہماری یہی زمین دوزخ جنت ہے۔ ۶۔

چو بیرم مبتلا بیرم چو خیزم مبتلا خیزم

اس کو بھول کے خیالی اور وہمی گڈے باڑیون مین تضیع اوقات کرنا۔ نقدیدا بہ نسیہ گذاشتن سمجھتا ہون۔ بلکہ علاوہ ان پیش نظر مضامین کے اور الہیات وغیرہ مین تضیع اوقات کنا سفر او رچیہ سفر جانتا ہون۔ اب اگر مجھکو کوئی بیدین اور لامذہب کہے تو اُس کا جہل ہے اور تہذیب سے محض ناآشنائی۔ بس جائے انصاف ہے کہ مجھے اب کون شخص نامہذب اور وحشی کہہ سکتا ہے جبکہ خواندہ۔ شائستہ اور چوٹی کے مہذب لوگون کی طرح میرے وہ عقائد مین جو اور ون نے لاکھون عمرون کی محنت سے حاصل کیے مین۔ اور ون نے اسی توجہ مین اپنے قبضے مین کر لیے ہین۔

لاجواب

ہندوستانی یا کالے آدمی جن کو تہذیب سے مس نہین۔ میمون اور مسُون کے ناچنے پر تعجب کرنے مین کہتے ہین امیرزادیان۔ یا یون کہیے کہ اپنی قوم کی شریف زادیان ناچتی ہین۔ لیکن یہ کوئی تعجب خیز بات نہین۔ میرے نزدیک ایشیا۔ افریقہ یورپ۔ امریکہ۔ ہر خطے کی عورتون کو ناچنا چاہیئے۔ جو نہ ناچے اُسے مین کیا کہون۔ ارمان کہہ بھی ڈالو۔ تو مین اس سوچ مین ہون کہ وہ اپنی مان کی بیٹی کیسی۔ کیا سنئے کہ انسان کی پیدائش خاک سے ہے۔ اس حساب سے بی زمین ہر شخص کی مان ٹھہرین۔ اور مشہور بھی یہی ہے "مادر گیتی" اور روزرات چکر گھنیان کھاتی ہین۔ کہئے ہان۔ اچھا مان کا ناچنا عیب نہین تو بیٹی کا ناچنا کون عیب۔ یورپ والیان تمیز والی عورتین جلسون مین بارہویم پیانو پر ناچتی ہین۔ ہندوستانی بحیر مندیا بےسلیقہ۔ پردہ دار عورتین گھرون مین چہار دیواری کے تفس مین بند تگنی کا ناچ ناچا کرتی ہین۔ "آگے تاک دھنا دھن نا۔"

ہمین اُمید ہے کہ حامیان رسالہ پردۂ عصمت اس قوی دلیل کو اپنے پرچے مین بہت تصریح کے ساتھ لکھین گے۔ اور پردہ توڑنے کے ساتھ ناچنے کی بھی تحریک کرینگے۔ اور اس کا موقع نہ آنے دین گے کہ یورپ والیان ہمارن کی عورتون کے بھدے قدم پڑتے دیکھکر طنزیہ کہین۔

دُم کی کسر نکل گئی پر کی کسر رہی
الوقت تو خوش کم وقت ماخوش کر دی

لیجیے حضرت۔ ڈوپان اُچھالیے لغلین بجائیے۔ ہٹت تری جہالت کی دُم مین نمدا۔ ؎

گر نچہ دانا کند کند نادان
لیکہ بعد از خرابی بسیار

دیکھیے تو سہی کہ یہ سُست۔ کاہل۔ مائل بہ عیش ہندوستانی ایک پچاس ہی برس کے ہیر پھیر مین کیسے ترش ترشا کے دُرست ہو گئے۔ وحشی سے نیم وحشی اور نیم وحشی سے آدمی نبے۔ اور

آدمی بہت مہذب تجربہ کار ہو گئے۔ اب ذرا سی کسر بدافعالی اور عیاشی کی اور باقی ہے وہ رسالہ پردہ عصمت کی بتائی ہوئی ترکیب سے جاتی رہے گی۔ اسی طرح بدافعال اور بدکردار مرد عصمت دار اور شریف عورت کی صحبت میں رکھ درست ہو جاتا ہے۔ اُہو ہو ہو۔ کیا گدھے کے لات ماری ہے۔ اور کیا نایاب ترکیب بتائی ہے۔ اب ہمارا شاد ہونا چاہیے کہ ایسی نیک بختوں کے بہم پہونچانے مستحقول عورتوں کا ٹھیکہ کن صاحب نے لیا ہے؟ اور ایسی نیک بختین امانی مین ملیں گی

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

کو غفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے کھانسی و بامشیکہ پر دستیاب ہون گی۔ اور زکام کو بہت جلد کم سے کتنے دنون میں یہ نیک بختین ضرورت آزمائیگی راہ راست پر لگا دین گی۔

نام ہے: افروش فروخت کرتے ہیں۔

راقم

م - ب - علیہ الرحمتہ

لوکل علیہ الرحمتہ

بارش ہو ہوا کے آج کل دم بخود نظر آتی ہے معلوم ہوتا ہے کبھی کی ملاقات ہی نہ تھی۔

میان سیفے خان صاحب بھی شہر کی خدمت سے کنارہ کش ہوتے نظر آتے ہین۔

سُنتے ہین ریل کے اسٹیشن واقع چار باغ کا احاطہ بڑھانے کی تجویز ہو رہی ہے۔

کئی مہینے سے ایک بڑا جنگی مقدمہ جنگی سنگھ زمیندار پر پنڈت راج نراین کے مختار کے قتل کا دائر ہے۔ اب پچھلے مہینے سے سشن پہونچا ہے۔ خوب کیلوں بیرسٹروں کا مجمع سشن جج مین رہا کیا۔ اور اگرچہ پیشنگوئی گزر گئی ہے

کئی ہفتے سے کہہ رہے ہین کہ عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ سرگرہان سرکار و مدعا علیہ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ ہنوز صفائی کی دُم باقی ہے۔ چنانچہ ابھی چند گواہ رہ گئے ہین اُن کے بعد فریقین کی بحث ہو کے مقدمہ کا تصفیہ ہوگا۔

خبر ہے کہ مسز اینی بسینٹ صاحب شملے سے واپسی کے وقت لکھنؤ مین چند روز ٹھہرین گی۔

آپ جانیے حال کی بارش نے سارے شہر کو بودا اور کمزور تو بنا ہی رکھا ہے مکینوں کیطرح مکان بھی رکوع اور سجود مین آیا ہی چاہین۔ یون تو چھوٹے بڑے مکان شہر مین خصوصاً پرانے حصے مین گرتے ہی ہونگے۔ مگر

بس کہنہ مکان نفت ہر دکس کہ زیست
بس گرسنہ خفت و کس نہ دانست کہ کیست

مگر حال مین یحییٰ گنج کے محلے مین ایک پختہ مکان بتاسے کی طرح بیٹھا۔ اُس مین تخمیناً چھ سات آدمی دب کے مر گئے اور دو ایک چوٹ کھا کے سخت جانی کے سہارے موت کی جنگ ٹرانسوال سے بچ گئے۔

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا پندرہوان اجلاس بمقام مدراس قرار پانا

اس خبر کو سُنکر تمام مسلمان خوش ہونگے کہ مسلمانان مدراس نے محمدن اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس کا پندرہوان اجلاس دسمبر ۱۹۰۱ء مین بمقام مدراس تجویز کیا ہے اور باضابطہ سکرٹری کانفرنس کو اس امر کے تصفیہ کی اطلاع دی ہے اور سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس نے نہایت خوشی اور شکرگزاری کے ساتھ اس دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ اس لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ پندرہوان اجلاس محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا مدراس مین ہوگا اور اس کا آغاز ۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء روز جمعہ سے اور اختتام ۳۰ دسمبر روز دوشنبہ کو ہوگا۔

ہمکو امید ہے کہ جو بہی خواہان قوم اس بات پر افسوس کیا کرتے تھے کہ کانفرنس ایک ہی دائرہ مین محدود ہے اور الہ آباد اور لاہور سے آگے کوئی اُس کے مقاصد اور کارروائی سے واقف نہیں ہے اُنکو جو خوشی اُس وقت ہوئی تھی جب کہ کانفرنس کا اجلاس کلکتہ مین ہوا تھا اُس سے بہت زیادہ اب وہ مدراس مین کانفرنس کے ہونے سے خوش ہون گے اور نہ صرف خوش ہون گے بلکہ وہ کانفرنس کے لیے ایک نئے زمانہ کا آغاز سمجھین گے اور نہایت دل خوش کن امیدین اُس کے نتائج کی نسبت اُن کے دلون مین پیدا ہونگی

ہمکو تمام ممبران کانفرنس اور خیرخواہان قوم سے اُمید ہے کہ وہ بزرگان مدراس کا اس بیش قدمی پر جو صرف قومی محبت کی وجہ سے ظاہر کی ہے دل سے شکر ادا کرین گے اور اس اجلاس کے پُررونق اور عالیشان اور کامیاب ہونے کے اجلاس مین تشریف لاکر شریک ہون گے۔ اور ہر قسم کی مدد اور اعانت کرین گے۔

ہر ایک شخص سے جو کانفرنس کا ممبر ہونا چاہے پانچ روپیہ زر چندہ ممبری لیے جائین گے اور جو وزیٹر ہونا چاہے اُس سے صرف دو روپیہ لیے جائین گے۔ اڈیٹر صاحبان اخبار جو اجلاس مین شریک ہون گے وہ آنریری ممبر تصور کیے

ممیرا کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑبال۔ غبار۔ پھولا۔ کھجلی۔ سرخی ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹرا ور حکیم یاسے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین۔ قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپے معری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر سیا سنگھ اہلووالیہ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے — تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار سیا سنگھ صاحب تسلیم مین نے آپ کے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور بہت بہت مفید پایا۔ میری رائے مین آپ کا سرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ انکی نجات کا ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر و غریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرین براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم روی۔ پی۔ پوسٹ بھیجدین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل ہاسپٹل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۲) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار سیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی سفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید و سفائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند و غبار و خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھا دین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۳) ہمنے اور ہمارے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار سیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

پارلیمنٹ کا اکھاڑا

آرتھر بالفور اور کیمبل بنرمین کا جوڑ

فیرنگی کی کشتی سلجھایئے۔ اس لفظ کو مٹا دیجیے۔ دونوں آنکھیں برابر۔ کام کا آدمی چن لیجیے۔ خواہ وہ کہیں کا ہو آدمی پیارا نہیں آدمی کا کام پیارا ہے۔ حکام مفصلات کو کثرت سے باریابی کی عزت دیجیے۔ کہ ملک کی اندرونی [illegible] کنندہ حالت آپ کے سمع مبارک تک پہنچائیں۔ عرائض گمنام پر بلا [illegible] کے کبھی توجہ نہ فرمایئے۔ ایسے عرائض [illegible] پر دو حملے ہوتے ہیں [illegible] مخبر کو میدان میں آنے سے [illegible] امر مانع ہے۔ [illegible] خوشامد خور دل سے بچیے جس کا کام ہو اسی سے لیجیے۔ ایک کی پگڑی دوسرے کے سر [illegible] بے ضرورت الٹ پلٹ اور انقلاب عظیم نہ کیجیے۔ نیکی اور نرمی اور رحم کو صبر و تحمل و درگزر کا توام [illegible] زبردست ہاتھ سے استعمال کیجیے۔ سزا و جزا موقع پر دیجیے۔ ع

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد

ہر جا کہ مرکب توان تاختن
کہ جا سپر باید انداختن

انصاف کے سامنے رعایت کو دخل نہ دیجیے۔ اہل غرض کے واسطے آپ کی ڈیوڑھی پر دنیا و دین انصاف کا خاتمہ ہے۔ لہذا حقوق العباد کی گراں بہا ذمہ داری کا سب خیال رکھیے۔ کہ خداوند تعالے اپنے گناہ معاف فرماتا ہے۔ مگر حقوق العباد معاف نہیں فرماتا۔ کبھی کبھی اضلاع کا دورہ کیجیے نہ بغرض سیر و شکار کہ شغل بیکاراں است بلکہ بغرض مفاد سرکار۔ دورہ رعایا اور ملک کے لیے عذاب جان نہ ہو مختصر اور مفید ہو۔ سادگی و کمی [illegible] حشم و خدم ہمیشہ ملحوظ رہے۔

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

لشکر کی لوٹ مار کھسوٹ نہ کرنے پائے

بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

لارڈ کرزن بہادر کا طرز اختیار کیجیے۔ کہ بیک جنبش دو گوش جہاں چاہا چل کھڑے ہوئے۔ بڑے بڑے عہدہ داروں کو ہمیشہ دورہ پر نکلنے کو مجبور کیجیے چھوٹے عہدہ داروں کے پاؤں میں گھن چکر ہے۔ اور بڑوں کے پاؤں میں لنگر قطب از جا نمی جنبد۔ بڑے عہدہ داروں کو ہمیشہ بڑا ایمان والا نہ سمجھیے۔ مرغی جوں جوں موٹی ہوتی ہے دم سکڑتی ہے۔ کوڑے میں بھی ہیرا ہوتا ہے۔ چھوٹے عہدہ دار اپنی آبرو کو بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔ کیونکہ ان پر سخت نگرانی ہے۔ مرغی کو تنکے کا کھٹکا کافی ہے۔ مگر بڑے لوگ مرفوع القلم ہیں۔ سب دھان بائیس پسیری نہیں ہوتے۔ اچھے بڑے سب میں ہوتے ہیں۔ آنکھ بند کر کے کسی پر بھروسہ نہ کیجیے۔ اچھی طرح محک امتحان پر کس لیجیے۔ تقررات کے وقت سول لسٹ پر ایک نظر ڈال لیا کیجیے۔ اور ہمیشہ معلوم کرنے کی کوشش فرمایئے کہ نمبر کے خلاف کیوں تقرر کیا جاتا ہے۔ دو چار دفعہ جہاں آپ نے ایسے سفارشی تقرروں کو توڑا احکام تحتانی خود چوکنا ہو جائیں گے۔ اور غیر مستحق کو پیچھے نہ دھکیلیں گے۔ کوئی تحصیلدار سوم تعلقدار نہیں ہوتا۔ اور کوئی سوم تعلقدار دوم تعلقدار اور نہ کوئی دوم تعلقدار اول تعلقدار۔ جب جگہ خالی ہوئی کہ کوئی جنگ براہ راست پہنچے اور اپنے بھائی بھتیجے کے نام حکم لکھوا لائے مستحقین منہ [illegible] اور ترستے رہ گئے کام کرتے کیا۔ بندگی بیچارگی۔ [illegible] سررشتہ تعمیرات اور آبپاشی کو غور سے دیکھیے۔ شکر کے تالاب اور نمک کے [illegible] ہوا ہوائی پل نہ بنائے جائیں۔ آٹے کے ساتھ نمک ہضم ہو سکتا ہے۔ مگر نمک کے ساتھ آٹا ہضم نہیں ہو سکتا۔ ذرائع آبپاشی میں ترقی کے واسطے زیادہ عمل طریقے اختیار کیجیے۔ محکمہ جات میں اجرائے کار کی رفتار کی سستی کو چستی سے بدل دیجیے۔ تین تین سال کام جو [illegible] دن کی خبر لیجیے۔ محنتی۔ جفاکش اور ہر وقت کام کرنے والوں کی [illegible] دل افزائی کیجیے۔ حوصلہ بڑھایئے۔ سلف عالی شان بہادر سے ہمیشہ مشاورت کیا کیجیے۔ انہیں کے قدم بقدم چلیے۔ جو حکام مفصلات خواہ مخواہ [illegible] اغراض ذاتی کے واسطے جمے پڑے ہیں انکو فوراً اپنے اپنے مستقر حکومت پر روانہ فرمایئے۔ کشتی در فرنگ و فلاح [illegible] کا معاملہ ہو۔ سکہ کا مسئلہ جلد طے کیجیے۔ جدید سکہ بنوایئے۔ اور مشتبہ اور غیر معتبر سکہ کو ایک دم سے گلوا ڈالیے۔ پیسوں کی بیہودہ صورت کو درست کرایئے۔ خوردہ نرخ مقرر فرمایئے۔ کرنسی نوٹ جاری کرایئے۔ جن اضلاع میں ریل نہیں ہے وہاں تار دوڑایئے۔ اخبارات کا اقتباس ضروری ملاحظہ فرما کر بشرط ضرورت نوٹ لیا کیجیے۔ ایوان دیوانی میں صندوق عرائض رکھوایئے۔ بنفس نفیس انکا ملاحظہ فرمایئے۔ غرض دریا کو کوزے میں کہاں تک بند کروں۔ آپ کی خدمت میں معروضہ کرنا پند بہ لقمان آموختن ہے۔

باقی پھر کبھی۔

اساک باران

پھر وہی آسمان وہی ہے زمین
پھر نہیں نام ابر کا ہے کہین
پھر وہی قحط کے ہین سب سامان
غلہ ہر روز ہو رہا ہے گران
آسمان سے برستی ہے پھر خاک
پھر بدل ہے گردش افلاک
چھپ ہے وہ کہ ہائے کیا ہوگا
کیسا اندھیر یا خدا ہوگا
یا تو ہندوستان تھا معدن زر
تھی ہر اک شاہ کی اسی پہ نظر
لے کے چنگیز خان سے تا محمود
ہر بلا کا ہوا یہین پہ ورود
آفت جان ہوئی تھی زر خیزی
کیسی کیسی ہوئی ہے خونریزی
جس اولوالعزم نے کہ قصد کیا
جس کا نصرت نے کچھ بھی ساتھ دیا
وہی فرمان روا یہان کا ہوا
وہی مسجود کل جہان کا ہوا
اہل اسلام کا ہوا جب دور
رنگ ہندوستان ہوا کچھ اور
اغنیا کا تو ذکر ہے بیکار
فقرا تک یہان کے تھے زردار
عہد اکبر کے جو ہین افسانے
کچھ سُنے جس نے ہون وہی جانے
کیا زمانہ تھا کیسی برکت تھی
عام کیسی خدا کی نعمت تھی
لفظ افلاس اعتباری تھا
چاندی سونے کا چشمہ جاری تھا
فقرا تھے تونگرون سے غنی
نہ کہین چوری تھی نہ راہزنی
کیا عدالت تھی اور کیا انصاف
جزیہ تک کر دیا تھا سب کو معاف
تھا خراج زمین بھی اتنا کم
جس کا دس گونہ آج دیتے ہین ہم
نہ تو چندہ تھا اور نہ ٹوکل سس
نہ کسٹم تھی اور نہ انکم ٹکس
سلطنت پہ نہ کوئی قرض نہ بار
پھر سعادت کی کوئی حد نہ شمار
ہے وہی اب زمین وہی ہے فلک
وہی انسان وہی ہین جن و ملک
پر نہ راحت ہے وہ نہ وہ آرام
نہ کہین وہ سحر اور نہ شام
جو سحر وہ صبح آفت ہے
شام جو ہے وہ شام محنت ہے
ہے کبھی قحط اور کبھی طاعون
دن بدن حال ہند اب ہے زبون
جو نیا سال یان پہ آتا ہے
قحط بھی اپنے ساتھ لاتا ہے
واہ رے بخت واہ ری تقدیر
فکر بیکار لغو ہے تدبیر
کرتا جا کم ہے جتنی فکر رفاہ
اُتنے ہم اور ہو رہے ہین تباہ
بخت کج کا اسے اثر کہیے
یا خلاف سپہر و قمر کہیے
اس سے بہتر ہے خود ہی کام کرین
فائدہ کیا جو لوگ پڑ کے مرین
ہر طرح پڑھ لکھ کو ہے طیار
مہربان ہے ہمارے خود سرکار
گو نہیں بند روزگار کا باب
ہے مگر یان بنائے رزق خراب
خاصکر جن مین کچھ شرافت ہے
اُن کو سر پر جو کچھ آفت ہے
نوکری جب ملے جو کوئی ترسے
اور بدبخت تا رسا بھی کرے
کچھ سفارش ہو کچھ ہو زر کی مدد
ہو کسی امتحان کی پاس سند
ہر سوداگری ہے زر درکار
ہے تجارت تو اور بھی دشوار
باپ دادا کا چلے نام نشان
نسخ سب سے اور کچھ کہلائین
کاشتکاری کرین تو قحط ستائے
کیا کرے کوئی کس زمین پہ جائے
رٹی ہوئی ہے ہر طرح برباد
اب تجھی سے ہے ایڈورڈ فریاد

راقم۔ حضرت م۔ ر۔ تھوری۔

انڈسٹریل اسکول

کچھ بسنت کی بھی خبر ہے دیکھو تو بہار
لائق۔ فائق۔ عاقل۔ مدبر تازہ ولایت
ہیڈ ماسٹر انڈسٹریل اسکول نے اول
تو تعلیم فضول سمجھ کر اُس کام اٹھا دینا ہی
مناسب سمجھا تھا۔ اور سچ بھی ہے شاید
ماسٹر صاحب کو اُن لڑکون پر جو ہنر ترس کیا
تلاش روزگار بار بار ہی پھرتے ہین
اور سب کام کو علم سے نسبت
لیکن لفٹنٹ گورنر صاحب کے
کانون مین جو یہ بھنک پڑی تو تشریف
لاکر فرمایا کہ نہیں بھیا تعلیم ضرور ہی چاہیئے
آپ نے جھٹ ۶ سے ۱۱ بجے رات تک
تعلیم کی تجویز پیش کر دی جس کا عملدرامد
یکم اکتوبر سے ہوگا۔ تجویز تو معقول ہے۔
دن مین کام کیا کرین۔ رات کو پڑھا کرین
مگر یار یہ تو بتلاؤ لڑکے نہ ہوئے ریل کا
انجن ہو گئے۔ کولہو کے بیل کی طرح
جٹا کرین گے۔ ویران جگہ مدرسہ ٹھہرا اور
جو ایک آدھ کو سیٹر پڑ ویٹر یا اوٹھا لے گیا
تو خیر ہے اُس کے ماں باپ کس کی جان
کو روئین گے۔ لیکن اُن کا اس مین کیا قصور
اُنھون نے تجویز پیش کر دی۔ اور وہ بھی
معقول کسی کی جان کا ٹھیکہ تھوڑا ہی
لیا ہے۔ چند روز مین دیکھنا سنتی ہی ترقی
نظر آئے گی۔ بھلا کس کس کی مدد بھی بھلا
اچھا سنیے۔ لڑکون کی اُستادون کی

اسلام

نیچری روشنی

تلاش سرگروہ

لنگڑے بیاہ ہونے والے۔ بیقانی چاہنے والے
گلوان کا پارنے ہوئے لنگ سہتے ہین
دوسری حرت ڈاکٹری دوائی پولیس کی
کارروائی۔ دونون کی خوب بنی ہوئی نظر
آئی۔ یارون نے بھی ٹپس جا لڑائی۔

غرضکہ نعمت الناء عذاب الناء
اسی قسم کی آوارہ گردی مین غائب غلہ
یون تو صبح ہی سے تپ دلرزہ نے تمام
میلہ تہ و بالا کر رکھا تھا مگر دو بجتے ہی انکے
چچا سیفہ خان نے بلاے ناگہانی۔ غول
بیابانی کی طرح نازل ہو کر اور بھی تہلکہ
ڈال دیا۔ بقول شخصے مال مفت دل
بیرحم۔ النسائی جا بین بیدھڑک غنا بیچ
کرنے لگے۔ اسپر بھی صبر نہ ہو سکا تو عورت
مرد بڈھا جوان۔ کالا گورا اندھا کانا بھالا
خاص و عام آندھی کے سے آم۔ بابا کا سا
مال بٹور اور سیٹھ کر گئے۔

اب تو سیلہ کا نرالا ڈھنگ۔ ڈاکٹر
صاحب کا قافیہ تنگ۔ پولیس کا جما ہوا
رنگ آناً فاناً مین بیرنگ دیکھکر جل تو
جلال تو آئی بلا کو ٹال تو کہتے ہوئے ہم ہی
پتہ تلڑ ہو سے تو ہتان ہی ہے۔ دیکھیے
اب تک سیلے کی ہیبت سے کلیجہ ہے کہ
بانسون اچھل رہا ہے۔ خداوند کریم اپنے
باقیماندہ بندون پر رحم فرما دے۔ آمین

ہوائی اشعار

لیلی کا لنگا پھنس گیا کیکر کے جھاڑ مین
واسکا مجنون ڈولے ہے بن بن اُجاڑ مین
کوہکن بھی سر امر گیا دھشت کے پہاڑ مین
شیرین نے جان دیدی تڑپ کے کچھاڑ مین
یک یک کرے کہا تو کو نا کی آڑ مین
بیٹھا ہے یار یدلال جھکڑ چوبار مین

راقم
صحت نگار

©

حکیم لعل صاحب کی کھانسی کی دوا
مندرجہ ذیل عوارض کے شفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے۔ کھانسی زکام۔ کرو پا انفلوئنزا
بوقت ضرورت آزمایش کرو۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین۔

شوہر

عورت کا سہاگ مایۂ ناز
ہر دم کا معین انیس و دمساز
اُلفت کا مزا چکھانے والا
ہر ناز کا وہ اُٹھانے والا
دُنیا کا سنگار دل کا پیارا
یا غوث و زور ماہ پارا
مضمون کا دیا حکم خدا کا
دُنیا کا مزا اُسے کا نام
آرائش وصل زیب بستر
بوٹا سا حسین جوان سہنہر
ایام شباب حور انداز
جنت کی بہار سبزہ آغاز
رُخ آئینہ حاجب دل آرا
چمکا ہوا خال کا ستارا
آنکھون پہ جھکی نگاہ ابرو
محراب حرم کے نیچے آہو
دو ساغر چشم نرگسین گل
دل مست ہو جسپہ مثل بلبل
قامت کا نہال سرو جنت
رفتار پہ ہو فدا قیامت
دولت کا شمار دم قدم سے
دُنیا کا مزا اُسی کے دم سے
سرمایۂ عیش چین و راحت
دین و دُنیا ہے جس کی طاعت
ثروت مین ہے لطف زندگانی
عشرت مین بھی لذت جوانی
ہم عمر جوان حسین پری زاد
مجلت دوسرو رشک شمشاد
بڑھیا کا جوان نصیب کا زور
کم بخت شباب زندہ درگور
تشنہ کے لیے بقا کا پانی
مردے کا مسیح و زندگانی
سوکھے دھانون پہ آب رحمت
اور سکے زمین کی زراعت
ٹوٹے گوہر کی آب و رنگت
جھوٹی سیپی کی قدر و قیمت
فرزند اداانہ کیون دلبند
کہنہ جامہ نیا ہے پیوند
بڈھا ہے جوان کا پھوٹی تقدیر
قاتل حسرت کا غم کی تعزیر
ہے مشعل مہر کے مقابل
شمع سحری بجھا ہوا دل
بوڑھا ارمان جوان ترنگین
مردہ دل کی نئی اُمنگین
ہے شمع سحر کی گل فشانی
کہنہ بندش نئی کہانی
مفلس کا امیر دین حق کا
عیش و عشرت کا باب گویا
دُنیا کا بھرم عزیز جانی
عزت حرمت کی زندگانی
پہلو مین دل خوشی کی تصویر
چمکا ہوا بخت جاگی تقدیر
مفلس ہے امیر کا تو ہے خوار
ون کا ہے غلام سب کا ہے یار
ہر حکم کا ہے بجانے والا
قدمون پر سر جھکانے والا
بار احسان کے نیچے کا خم
بے دامون کا ہے غلام بے زر
ہر بات مین ہان ملانے والا
عاجز گردن جھکانے والا
اور دل کا شریف عشق کی گھات
اعدا کا دین حسن کی بات
ابرو کا شہید ادا کا مارا
دل باختہ بے قرار بیچارا
مولی کیا عشق نے ہے گوندھا
اک دھاگے مین جیو نیا اور سچا
اور دل ہو شریف کا تو قسمت
پھوٹی تقدیر طوق لعنت

ہے عشق کا پھیر یا ہے دعویٰ کا
آفت ہے ستم غضب خدا کا
انجانوں میں ننگ کھونے والا
آب گوھر ڈبونے والا
جھروکا ہے گر کر یہ منظر
سونے کے لیے خاک کا بچھونا
قدرت کا سمان نیا نرالا
ہے سبزی کا دیو کالا
کھیت میں چاندنی کے سنبل
یا شاہد گل کا مست بلبل
آغوش میں ماہ کے ہے بادل
یا پاس دمن کے آنچل
کالی ہے حسین خوب صورت
پتلی میں نور حق کی قدرت
کنگھی میں شال زر میں تیر
سنگ موسیٰ میں سنگ مرمر
مفتوں ہے یا کہ شب پہ مفتون
لیلیٰ کو لیے ہوئے ہے مجنون
عالم کا غرض یہی ہے انداز
بس کر خامہ کو روک اعجاز
راقم۔ اعجاز علوی کاکوروی

آگ ساہ آیا تھا پانی کی طرح سرد ہوا

اگرچہ ہمارے مہربان لکھنؤ صاحب
خود بدولت سے بزبان حال کھینچے چلاتے
ہیں۔ ؎

تجھ سے کیا لطف جو وہ پاس
ہے گمان دشمن کو ہے اتفاق کہاں
مگر دنیا یہی سمجھتی ہے کہ لکھنؤ جینے کے
واسطے ایک عجب سرزمین ہے۔ خیر چراگاہ
سنئے۔ دو چار روز سے آرام مل گئے تھے
ذرا تب ہو گئے۔ بڑے سون جگالی کرنے کی
فراغت مل گئی۔ چنانچہ اسی وقفے میں ایک
ہمارے سید سکندر علی شاہ صاحب لاہور
امرتسر تانپارہ۔ کانپور کا سفر کرتے

غسل آتشین کی جانوں لیا ن بتاتے اس
شہر میں پہونچے۔ اور آتے ساتھ ہی
گرما گرم الفاظ میں غسل آتشین کا اشتہار
بھی داغ بیٹھے۔ دعوے دہ کہ خدا مرا لیوے
پر عبور کر جانے والے جوگی مات حضرت
ابراہیم کا گلزار خلیل قصہ پارینہ یعنے
محض مسلمانوں کا عقیدہ درست کرنے
کی خاطر سے ننگے پاؤں (سنار مُنہ مخدوم)
سب کے سامنے پچاس من لکڑی جاگی
دہکتی آگ پر چلا جاؤں گا۔ اور اگر کوئی
اور بھی میرے ساتھ چلے گا تو اوسکو
بھی اس دریائے آتشین سے بعافیت
تمام عبور کرا دوں گا۔ چونکہ (بغیر جہنم کے)
سنت خدا آگ میسر نہیں آسکتی۔ پھر
چالیس پچاس من لکڑی لکھنؤ سے شہر
میں ملنا کا نوالہ تو ہے نہیں لامحالہ
ٹکٹ کی ضرورت ہوگی خدانخواستہ
کچھ آتش دوزخ شکم فروکرنا تو منظور
ہے نہیں۔

خیر صاحب لکھنؤ کی خلقت اس عجیب
غریب دعوے کے ثبوت کی سیر یا
عقیدہ مضبوط کرنے کی جاٹ پر ۲۰
ماہ حال کو امین الدولہ کی مکسرا میں
چار بجے سہ پہر سے جمع ہونا شروع
ہوئی۔ چبوترے پر سیکڑون کرسیان
بچھی ہوئیں۔ صحن میں نہ کوئی مدور یا مربع
یا مستطیل گڑھا نہ حوض۔ صرف بارہ فٹ
طویل ۲ فٹ عریض اور ڈیڑھ فٹ
کے قریب عمیق اتیرن کی طرح دو نالیان
ایک دوسرے کو قطع کرتی ہوئی کھدی
تھین۔ انہین میں کوئی پانچ چھ من لکڑیان
جل رہی تھین۔ جناب شاہ صاحب حلہ
بہشتی یعنے سبز کریب کا لانبا کرتہ پہنے
کرسیون کو اُدھر سے ادھر ہٹا دیتے
اور ان پر لوگوں کی جال چلتے نظر آئے

تماشائیون میں سوڈیڑھ سو کرسی نشین
اور کوشون پر سیکڑون وہ آنی ایک آنی
ٹکٹ کے تماشائی عرش گزین تھے۔
نہین معلوم کس نے یہ مشہور کر رکھا
تھا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بھی تشریف
لائینگے۔ آنکھین منتظر تو تھی ہین۔
اتنے میں پولس کی چیل پہل سے شبہ
ہوا کہ حضور ممدوح واقعی رونق بخش
ہو ہی گئے۔ بعض حضرات استقبال کو
تشریف لے گئے۔ ع
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ
معمولی سی فٹن پر ایک معمولی سی میم صاحب
مطبع نولکشور کی اتالیق یعنے جناب بابو
پراگ نرائن صاحب کے صاحبزادے
کی انگریزی کھلائی مع نور چشم مذکور
جیکی گھر گھر کرتی تشریف لائین۔ اور
پانچ سات قطارین کرسیون کی چھوڑ
کے ایک طرف بیٹھ گئین۔ اتنے میں ایک
عمر رسیدہ کرم خوردہ اور دو تین جوان
رنڈیان کوئی سیاہی باندھے۔ کوئی پاجامے
دوپٹے سے لیس اپنے یارون کے
ساتھ رونق افروز ہوئین۔ اگرچہ انکے
سامنے جھوٹی آگ مین کودنے والے
تو اکثر تماشہ کرتے ہی ہون گے مگر یہان
اتنے بڑے شعلۂ جوالہ مین کودنے والا
شاید انہون نے بھی کم دیکھا ہوگا۔ خیر
چھوٹی بڑی آگ کا مقابلہ ہو یا اقبال
بہر کیف دلچسپی اور آنکھین سینکنے کا سامان
ہر مقدار کا جمع تھا۔

ساڑھے پانچ بجے کے قریب
شاہ صاحب تشریف لائے اور آگ
کے قریب کرسی پر کھڑے ہو کے ٹوٹی
پھوٹی اُردو۔ فارسی۔ پشاوری زبان
مین کچھ فرماتے رہے۔ کہین اشعار
فارسی کہین آیات قرآنی کا ترجمہ کہین

ملی اخلاقی وعظ۔ کہین شک و شبہ کرنے والون پر لعن طعن۔ غرضکہ جس طرح لکڑی جل کے انگارا ہوئی اُسی طرح انگارا سے ... ہوئے۔ آخر تک لفافے ملفوف ہوچکے۔ جوٹ لیا ہوا ... جب ایک آبخورے سے پانی روئی پر ڈالکے نالی کے گرد پانی چھڑکنے لگے۔ اب تماشائی سمجھے شاہ صاحب اس دریا سے آتشین مین ڈبکی لگانے ہی کو ہین۔ اس سرے سے جو غوطہ لگائین گے اُس سرے صحیح سلامت ہو کے جا نکلین گے مگر غلط ... منتی اتارنے سے کچھ کچھ شبہ ہوا دل مین کالا ہے۔ بہنین تو قبول اٹھانے کی شرط تو اشتہار مین تھی نہین لیکن خیر زید وعمرو اب شاہ صاحب ہو رہے کے واسطے مستعد ہو گئے۔ اور با آواز بلند دعوت دی۔ " آئے جس کا جی چاہے میرے ساتھ آگ میرے قدمون کی برکت سے ٹھنڈی ہے۔ کیا مجال جو ذری آنچ کا بھی لگے"

مگر آپ جانیے یہان وہی رہیے کے عاشق تھے۔ جن کو عقیدہ تھا وہ آزمائش کو گناہ سمجھے۔ جن کو جوگ۔ تصوف۔ حکمت کسی رُو سے اطمینان ہی نہ تھا وہ اس حماقت مین کیون پھنستے غرضکہ بھانمتی نے لاکھ لڑکون کو بلایا مگر کوئی ایسی خطرناک امتحان مین نہ آیا۔ آخر شاہ صاحب ہی بنفس نفیس جوتا اُتار کے تین لڑکون مین جن مین سے دو پاؤن آگ پر اور دو ٹھنڈی مین پر پڑے اُس دریائے نار کو بخیر و خوبی عبور فرما گئے۔ عقیدت مسلمانان آمنّا و آتش روشن گلزار۔ سقہ مشک لیے موجود ہی تھا۔ فوراً دہانہ کھلوا دیا گیا جلسہ برخاست۔ کرامت ختم۔ لوگ خدا جانے کیا کیا دیکھنے کی اُمید سے آئے تھے شاہ صاحب کی کرامت کا یون رنگ جاتے کے رہ جانا کیا خاک تسکین دیتا؟ ایک روپیہ ٹکٹ والے تو خیر اپنے احمقانے پر صبر کرکے پشیمان پٹے چلے گئے مگر وانی ... ایک آنی آپ جانیے چار نیچے سے سیج کرکے آئے۔ دھوپ مین گرما سینکے تھے۔ ان کا نزلہ چار ناچار ہی کے اوبال کی طرح اوبلی اوپر کیون جاتا۔ مایوسی کی ٹھنڈک پانے کے بجائے شاہ صاحب کے سر پہ تھپا کے موسلا دھار پانی کی حسرت نزول کر آیا۔ پہلے تو اس ہتھ جلتی پر اتنا روپیہ اینٹھنے کی تہمت ہوئی۔ ٹکٹ کے دام مانگے۔ غسل آتشین پر اصرار کیا۔ اسکے بعد جب زیادہ نعل در آتش ہوتے تو کٹتے ہین شاہ صاحب پر خوب جوتا لا بجایا۔ پولس نے دیکھا معاملہ سنگین ہوا جاتا ہے۔ شاہ صاحب آگ سے تو بچے مگر عوام الناس کی آتش غضب سے شُعلہ ہی ہوا چاہتے چارون طرف سے گھیر گھار کے جان بچائی۔

خیریت یہ ہوئی کہ تھیٹر کی طرح سنڈوا اٹھا تھا۔ ورنہ کچھ عجب نہین لوگ آگ لگا کے شاہ صاحب کو اُسی مین پھینک دیتے۔ اور ورنہ ستانی بہ تشم میر سید ذبر کا آگ مین غسل کرا ہی دیتے۔ ٹکٹ کا روپیہ جو شاہ صاحب نے کمال احتیاط سے منگوا کے اپنے پاس کرسی پر رکھ لیا تھا حفاظت پولس مین آیا۔ اور بیشکری اور درد۔ بلدی کا چونے کے واسطے شاہ صاحب کو جیب خاص سے نکر کرنا ہوئی۔

دوسرے روز آتشک سوزاک کے جملہ عوارض کی ادویہ اور حاجات کے واسطے تعویذ دینے کا وعدہ تھا جو لوگ غرض باؤلے جا کے تمام پہ پہونچے معلوم ہوا شاہ صاحب نے گوشۂ خلوت اختیار کیا۔ ان جن صاحب کو اپنا حمقانہ لینے ٹکٹ کا روپیہ واپس لینا تھا وہ زید ... کے کھاتے سے لے آئے۔

آپ جانیے اکثر ٹکٹ تو داخلے کے وقت سے ہی لیے گئے ہون گے۔ بہت ہا کم اس گستاخانہ حماقت کو لوگون نے کہا ہوگا۔ مگر پھر بھی جن لوگون نے تماشے پہ چلکے ٹکٹ پہ کھائے وہ روپیہ واپس لائے

سُنتے ہین شاہ صاحب اس ناکامی پر خفیف ہو کے کسی سمت تشریف لے گئے۔ بھی واہ۔ لکھنؤ بھی عجب شہر ہے۔ یہان نیکی بدی دونون چیزون کے سلب کرنے کی وہ قوت خدا نے دی ہے کہ یہین تھیٹر برباد ہوئے۔ سیکڑون تماشے والون کا کھیل پھر ٹھنڈا ہوا۔ یہ تو بچارے ایک سرحدی سید تھے یہ کیا چوٹ سنبھال سکتے۔

توکل علیہ الرحمتہ

اوس چند روز برسات نے ہمارے شہر کو خشک کر لا رکھا فصل

چیمبرلین صاحب کا علاج قولنج

یہ عقیدہ و اعمال اس پر بیشہ اس بات کا بھروسہ ہو سکتا ہے کہ مندرجہ ذیل عوارض کے لیے فوراً نفع ہوگا۔ درد معدہ ... قولنج بخش جس وقت ایسی دوا کی حاجت ہو آزمائش کرو۔ تمام دواؤں ... فرحت کرنے مین

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے یعنی لعبارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - کسبل - سُرخی ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش - وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ - مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے — تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم مینے آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دھند - پھولا - ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری راے مین آپ کا سُرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم وی - پی - پوسٹ بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۲) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید و فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دُھند وخارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۳) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا - آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر وتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی -

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر - سی - ایس - وی - آئی - ایس ممبر کونسل - گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندہر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے -

©

وضع مفاصل کا عارضہ

چیمبرلین صاحب کے چین بام سے جاتا رہتا ہے۔ ایک ہی مرتبہ کے استعمال سے درد جاتا رہتا ہے۔ تمام دوافروش فروخت کرتے ہین

حسن کے تخت دل نورعین
نہ کیون ساری عزت ہو نوبت کی اتھو
نسلا بین جب اُن کو سید کے ساتھ
بباطن تو موذی بظاہر بزرگ
نہان جامۂ آدمیت مین گرگ
ہراک وضع ظاہر کا بحل ساز
ہراک تارکو زہد تقوے پہ ناز
ہراک دانہ تسبیح کا اشک ریز
در و دمقدس کو جس سے گریز
وہ جسم مبارک پہ جامہ کا زیب
جو شیطان بھی دیکھے تو کھائے فریب
نہان چشم فتان فتنہ ہزار
غزال حرم کا کرے جو شکار
بلا خیز رفتار ہر ہر قدم
نکلتا تھا محشر کا ٹھوکر پہ دم
خوشامد رئیسون کی کرتے .....
امیرون کی صحبت پہ مرتے.....
ملے اتفاقاً ..... ایک رئیس
قیامت کی بھولی طبیعت نفیس
بڑے ہی خلیق اور بڑے دیندار
رئیسون مین .... نامدار
بڑے با مروت بڑے ہی سخی
کہین ایسے دُنیا مین ہوتے ہین جی
کیا اُنکی صحبت نے ان کو خراب
ہوا ... تقوے ان کو عذاب
... مصرف جو مہربانی پہ تھے
.... باندھے کمر قلتبانی پہ تھے
.... اسی فکر مین صبح و شام
کسی ماہ پارا کا پڑ جاے دام
سنا کرہ شادی پہ لائین اُسے
تو پہلو مین .... سُلائین اُسے
کمر باندھی تھی اسکے بیوپار پر
.... تھا داڑھی کو پھٹکار کر
تھی زاہد وضع فعل بد کو بہار
یہ داڑھی نہ تھی بلکہ ٹٹی کی آڑ

... سید بنے تھے اسی بات پہ
کہ لڑکا بیاہے مرا ..... گھر
دیا..... لڑکی .... پیام
اسی کا شب و روز ہوتا سلام
یہ نہ بیر روٹی کی کیا خوب تھی
کہ لڑکے سے لڑکی ... منسوب تھی
مگر تھا نہ ایسا جو حکم خدا
ستم کا فلک نے اُنھی پر کا دیا
جوان ہو گئی تھی جو وہ رشک حور
اُمنگون نے دل کی کیا چور چور
چڑھا اوج پر حُسن کا آفتاب
ثمر سرو مین آئے ہوا لاگلاب
لگے چشم فتان پہ مرنے غزال
ہوئے تیغ ابرو سے لاکھون حلال
ہوا عارض رُخ سے گلشن خجل
پھنسا زلف سنبل مین بلبل کا دل
پڑی اسکی ٹھوکر کی کیکون پہ چوٹ
قیامت گئی اُسکے قدمون پہ لوٹ
نظر عشق کی اڑ گئی ناگہان
پھنسا دام مین ..... جوان
... دوشیزہ معشوقہ آفت ستم
نہ چلتا کسی طرح پر ... دم
بہت دن تلک خط کتابت رہی
مگر جب ملنے کی صورت رہی
نہ تھا ہاتھ سے مال جائے نکل
پڑھا ہر تسخیر حب کا عمل
عمل ...... کا بتلایا تھا
قیامت کا اسنے بھی پھسلایا تھا
غرض ... بنی تھی اک اوپر
کہ پھسلا کے لاوین اُسے اپنے گھر
ملائین اُسے ...... ساتھ
تمنا ہو حاصل لگے زر بھی ہاتھ
بہت ..... اسکا بھرتے تھے دم
... کے تھا کہنے سے قول و قسم
.... کہا تھا لگی وہ ہاتھ

بیاہو یہ ایسکو لڑکی کے ساتھ
اسی واسطے تھا پڑھا یا عمل
مگر وان ہوا اور رد و بدل
پڑھا اس ..... اپنے لیے
کہ میرا وہ معشوق مجھ سے ملے
عمل ختم شد مل گئی جو پری
تو پھر یار نے لے کے سیدھی ہری
وہ معشوقہ لے کر نفرہ وا ہوا
.... منہ دیکھکر بولے ائین کیا ہوا
بچائے بہت دام تزویر کے
نہ پھندے مین آئی ارے باپ رے
خدا بے حیائی کو قائم رکھے
اور ... لمبی داڑھی کو دائم رکھے
تمنا ہے اب بھی ... آئے اگر
تو آباد ہو ... لونڈے کا گھر

راقم۔ کبوتر باز چھتری کا رہنے والا
پڑوسی بہو ٹیا۔

مسدس خالی

ظرافت الدولہ فصیح الملک مولانا
اودھ پنچ بہادر دام ظلہ

تسلیم۔ مولانا جمعہ کے دن جو مین چوک مین ایک کتب فروش کی دوکان پر گیا تو ایک عجب کیفیت دیکھی۔ ایک طرف دیکھا کہ ایک نیلے پیلے رنگ کے مسدس کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور دوسری طرف اسکول اور کالج کے لڑکون کا جو اُسکی خریداری کے لیے جمع ہوے ہین ہجوم ہے۔ ہر شخص خریدکرتا ہے اور جو خرید کرتا ہے باغ باغ ہوجاتا ہے۔ گویا دُنیا کی دولت ملی ہے کوئی کہتا ہے کہ جناب مصنف نے وہ زبان پائی ہے کہ چاسر سے ملادی ہے۔ جس طرح چاسر نے چھوٹے سیکسن الفاظ استعمال کیے ہین اُسی طرح مولانا نے ٹھیٹھ الفاظ کے استعمال مین کوئی دقیقہ تلاش کا اُٹھا

نہین رکھا ہے کوئی کہتا ہے کہ جناب مصنف نے جغرافیہ کا تو خاتمہ کر دیا ہے۔ مسدس یاد کر لیا اور نہ نسل کا امتحان پاس۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم تو اسپیچ [illegible] مولانا کو دہ قبول ہے کہ منسٹری آف گریس اور منسٹری آف ردم تو گویا گھر کی باندی ہے کوئی کہتا ہے کہ مولانا نے یہ بڑا کام کیا ہے کہ ہندوستانی فصاحت سے جس سے فضلیتون سے دنیا مین خلل آتا ہے انہے کلام کو ایسا پاک صاف رکھا ہے جیسے گدہے کے سر سے سینگ

مین حیران ہوا کہ الٰہی یہ کیسا انوکھا مسدس ہے کہ عمر تمام آسودہ نگار رہین تو کبھی اسکا تذکرہ تک نہ سُنا گیا اور یہ صاحبزادے اسکی اس قدر تحسین کر رہے ہین جب ان سے نہ مانا تو مین نے ایک صاحبزادے سے آخر پوچھا ہی پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے جس کی آپ لوگ اس قدر صفت و ثنا کر رہے ہیں۔ صاحبزادے نے کہا آپ نہین جانتے۔ یہ مولانا الطاف حسین صاحب حالی کا مسدس ہے۔ آپ لوگ پُرانے خیال والے جو کچھ کہین۔ ہم لوگون کو تو اس قدر مطبوع ہے کہ چھ مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔ مگر لوگون کی خواہش کم نہین ہوتی۔ مین نے پوچھا وجہ کیا ہے۔ صاحبزادے نے کہا کہ ہمارے ہندوستان کی شاعری بجا تعریف اور مبالغے سے بھری رہتی ہے۔ لیکن انگریزی شاعری مین یہ داخل عیب ہے انگریزی شاعری مین سے

چشمان تو زیر ابروانند
دندان تو جملہ در دہانند۔

کچھ بُرا شعر نہین ہے۔ اب آپ خود غور کیجیے کہ ہماری شاعری مین ایک قافیہ کی پیچ ایسی لگی ہے جس سے شعرا کا قافیہ تنگ ہوتا ہے۔ لیکن انگریزی مین بلینک ورس وہ ہے جس مین قافیہ سے کچھ بحث ہی نہین۔ مصرعون کا چھوٹا بڑا ہو جانا عیب نہین۔ اگر ایک مصرع گئی ہے جو یان سے مدینہ تک ہو تو اُس کا دوسرا صرف "دہ سڑک" کافی ہے۔ بلینک ورس شاعری مین اس کا پتہ لگانا کہ ایک مصرعہ کہان ختم ہوا اور دوسرا کہان سے شروع ہوا بہت ہی مشکل ہے۔ بی۔ اے۔ کی سند پائے ہوئے تو بلا کتاب دیکھنے کے نہین کہہ سکتے۔

الغرض میرے مولانا نے اسی شاعری کی تقلید کی ہے اور ہرچند قافیہ اور وزن کو تو اہی چندروز کے لیے رہنے دیا ہے مگر ساری ترکیب وہی ہے۔ اور زبان ایسی پیاری کہی ہے کہ سبکو ادنے گنوار تک سمجھ لے۔ مین نے کہا خدا کے لیے دو چار بند پڑھیے۔ صاحبزادے نے دس پانچ ہی بند پڑھے ہونگے کہ اِین جانب کو ستلی آنے لگی کسی گوسیّے کی کمولی اُکھاڑ تان سُنی تھی۔ مگر والله کبھی اُکھاڑ مسدس نہین سُنا تھا بعض بند تو بالکل سانپ کی جھاڑ اور بچھو کے منتر ہین۔

الغرض ایک جلد مین نے بھی لی اور ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد خیال کیا کہ اگر کوئی شخص اس مسدس کو چالیس مرتبہ پڑھے تو یقیناً پاگل ہو جائے۔ اعتقاد شرط ہے۔

پھر سوچا کہ اگرچہ یہ لڑکے جو اس ترکیب پر فریفتہ ہین اسوقت لڑکے ہین بڑے ہوکے یہی اُمرا اور رؤسا مین شمار ہونگے تو کیون نہین اس طرز کی اسی وقت تکمیل کر دیجیے اگر اسوقت انکو مسدس حالی پسند ہے تو مسدس حالی کیون اسی وقت ایسا نہ کہا جائے کہ انکی پختہ دماغی کے وقت بھی ان کو پسند ہو۔ یہ سوچکر دو دن کی کاوش مین یہ بند دھر گھسیٹے۔ مین نے اپنی دانست بھر اس انوکھی ترکیب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ آپ جو چاہیے فرمائیے۔ بندش ایسی انوکھی کہ دیدہ اور نہ شنیدہ۔ لفظون کی نشست کشت زعفران جغرافیہ کی وہ بھرمار ہے کہ نظم کا سیکوسے کرہ ارض کا نقشہ سے پیچ مین تو دو چار ہی انتقال ہوئے مین کہ مولانا کے فرشتے خان کو بھی نا آیا معلوم نہ ہون۔ پس جو شخص اس مسدس کو یاد کر لیا ہو اسکے امتحان مین فرسٹ گریڈ یقینی پاس ہا۔

اسلیے یہ ہدیہ محقر پیشکش ہے اگر خاطر خواہ ہو تو چھاپ دیجیے لیکن اپنے ناظرین سے اتنا عاجزانہ عرض کر دیجیے کہ جو صاحب اسے پڑھین ہنسین نہین۔ والسلام۔

مسدس خالی

چلا جبکہ دجال بن جھن کے سینٹ سے | پرینیز سے دم لیا بالکن پر
نی ٹیکا کا اور او ہیو سے نکل کر | لگا دینپوہ جا کی ردسی مین چکر
شکم کو جو پایا نہ گدہ ہوپ مین ہے
تو لی دھو کے ارکھنسک مین بپائے تنے

---

۱ قیصر روم کا لقب ہے ۲ ایک پہاڑ کا نام ہے جو یورپ مین درمیان فرانس اور ہسپانیہ کے واقع ہے۔ ۳ ایک پہاڑ کا نام ہے جو وسط یورپ مین واقع ہے۔ ۴ ایک جھیل کا نام ہے جو امریکہ جنوبی مین واقع ہے۔ ۵ ایک دریا کا نام ہے جو امریکہ شمالی مین واقع ہے ۶ بحر قلزم درمیان عرب و افریقہ۔ ۷ راس جنوبی افریقہ ۸ ملک روس مین ایک شہر۔

ڈھیلی لگام کا اثر

بھی مقرر ہے۔ غالباً آپ خود بھی اس بات کو کسی نکسی پیرایہ سے جانتی ہونگی اور اس دن کا انتظار جیسا دُنیا کو ہوتا ہے ضرور ہوگا۔ باقی کوئی انتظار یا اضطراب البتہ بوجہ اثر جنس ظاہر نہین کیا۔ مین اسی نگہ بحکم عالم امداع بڑے غور کے ساتھ دیکھ رہا تھا کہ جس طرح منوّر اجسام کی روشنی سیارۂ زمین تک پہونچنے کے واسطے زمانہ کافی درکار ہوتا ہے اُسی طرح اُسکے واسطے بھی وقت مقرر ہے۔

خیر بہرکیف وہ بھی میعاد ختم ہوئی۔ منتظر آنکھین بھوپال کے تخت اُٹھین موقع آیا۔ اور ایسے موقعے پر انتظامی امور مین جو بات چاہیئے تھی جس کی وضع اور مصلحت تھی ویسی ہی پائی ۔ اور اس مین شک نہین کہ ریاستی انتظام کئی اسباب سے ایسا لازم آیا جو ایک قسم کی طوائف الملوکی کے بعد لازم آتا ہے۔ لیکن

ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانے دارد

قاعدۂ بغدادی کا پڑھنے والا مجبور ہے ہجے لگائے یا الف خالی ب کے نیچے ایک نقطہ رٹے۔ مگر صدرہ اور شمس بازغہ کے مطالعین کے ساتھ نہ تہجی حروف مناسب معلوم ہوتے ہین نہ تشریح الحروف کے جملے اب جا۔ اُس دن آ۔ دل دے۔ حسن لے۔ لطف دیتے ہین۔ اسی طرح معاملات ملک داری اور مسائل پولٹیکل کو سمجھ لینا چاہیے۔

ایک حکیم کا قول ہے ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

دُنیا مین اس کا اثر یون تو آئے دن دیکھنے مین آتا ہی ہے مگر بھوپال نے نواب صدیق حسن مرحوم کے آخر زمانے مین بخوبی دیکھ لیا۔ ریاست بادشاہت کے بہت سے ضابطے اور آئین عموماً بہت اتحد

سے انسانیت سے برتر و بالا ہین۔ بادشاہ اور رئیس کی بیوی یا ملکہ اور رئیسہ کا شوہر اگر منصب اور استحقاق و قدرت مین ملتے السویہ شریک سمجھو تو نوع انسان وہ ذات شریف تھے کہ آج خدا کے واسطے بھی ایک بیوی تلاش کر لیتے۔ پس اس کا لحاظ رکھنا بھی مقدم ہے۔ اور ہر شخص کو یا تو اپنی جگہ پر سمجھ لینا چاہیے یا سمجھا دینا چاہیے۔

اس مین شک نہین ہے کہ بہت سی انقلاب پسند طبیعتین محض انقلاب کی خاطر یا جلب منفعت ذاتی کی طمع مین اُن باتون کو محسوس نہ کر سکین جو بحیثیت ذی حس ہونے کے اُن کو ایک دن محسوس ہون گی۔ مگر آپ کو یہ مثل مینی ویسی ہی ضروری ہے جیسی برقع پوش کو آنکھون کے آگے ریشمی جالی۔ یا منجم کو دوربین۔ اگرچہ جنسیت کے اعتبار سے خیال ہو سکتا ہے کہ اس انقلاب وار دیگر مین میزان عدل کا پلہ شرم کے پاسنگ کے وزن سے جھکا ہی رہے گا۔ مگر پھر بھی جس عنوان سے مردانہ ہاتھ اوس میزان کو اُٹھائے ہوئے مین تم سے اس بات کا اندیشہ ضرور ہے کہ کسی وقت چاہے آمادگی ثقلت متوازنیہ و آمادگی خفت متوازنیہ کے وعید یا تنگ نظری اور کفایت منوط۔ یا چالاک قابل ہر اثر سے نادانستہ ویسی ہی بدنظری کسی کے حق مین ہو جائے جیسے بیجان کل کی رفتار سے کسی دل کو صدمہ پہونچتا ہے۔ اور کسی وقت ع

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

کیا خیال ولحاظ آنے دے اس کے واسطے صرف شیخ سعدی کی نصیحت کہ

نہ ایسی سختی کرو کہ دل سے رعیت کی محبت جاتی رہے نہ ایسی مہربانی کہ ہیبت نکل جائے۔ کسی کو یاد دلانا پڑے خدا نے انسانون پر حکومت کے واسطے انسان ہی کو اسی مصلحت سے بنایا کہ وہی خواطر رعایا کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے۔ پس اس کا ملحوظ رکھنا ہر انسان پر لازم آیا۔ دُنیا مین طرح طرح کے شیشے عینکون کے واسطے بنتے ہین۔ کوئی مقعر کوئی محدب۔ کوئی رنگین۔ کوئی بریدہ کمینیا کوئی دوربین۔ یہ کام عینک لگانیوالے کا ہونا چاہیے کہ وہ اپنی نظر کی مناسبت سے عینک استعمال کرے۔ اور علم مناظر کی رُو سے نگہہ کو دھوکے سے محفوظ رکھے۔

نواب صدیق حسن خان نے جو عینک جبریہ آپ کی والدہ کی آنکھون پر چڑھا دی تھی اُس کے نتائج بد دُنیا نے دیکھے۔ اب وہ منتظر ہے کہ آپ کی نظر کے ساتھ کون سلوک ہوتا ہے۔ تمہارے مدار المہام آج کل زمانہ دیکھتے منقمات سے مین بچے مسلمان۔ سچے خیرخواہ۔ ان کی لگائی عینک نہ تو نظر کی شعاعون کو پاشان کرنے والی نہ مجتمع کر کے غلط فوکس پر کھینچنے والی۔ مختصر یہ کہ برابر کے نظر کی سپاٹ ہے۔

بس اسی قدر نصیحت اس وقت ضروری تھی۔ ع

نہ تلاش شیشہ نہ شیشہ گر کہ بجرم شیشہ فتد نظر
پر اپنا عمل رکھو اور چین سے حکمرانی کرو۔

راقم
ارسطو

اشتہار

مطلوب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور علاقیات کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ بس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف البصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پڑبال - سرخی ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویات کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ ... روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معری سرمہ فی تولہ ۴ رخرچ ذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ دیں - نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ - مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میاں سنگھ صاحب تسلیم میں نے آپ کے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریبا ... مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دھند - پھولا - ناخونا آنکھوں میں زخم اور غبار کے عارضہ میں مبتلا تھے ان مریضوں پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال میں مفید اور تیر بہدف پایا - میری رائے میں آپ کا سرمہ ہل پور ہوکیں بند بعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤں کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہو کر آپ کو دعائے خیر سے یاد کریں براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی - پی پوسٹ بھیجدیں -

راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ کولیسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۲) میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں انکو جنکی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح مفید و فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند و خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے اسقدر سستے داموں میں یہ سرمہ مہیا کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھاویں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست ...

(۲۱) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا -

آنکھوں کی بیماریوں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھوں کو تروتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے میں نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی -

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی - ایس - آئی - ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کے لیے مارچ سنہ ۱۹۱۰ء میں جمع کیا گیا ہے -

جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو

قدرت کے کیا کیا نئے نئے ڈھنگ ہین۔ ہر سال کتنے مارے جایا کرتے ہین اسسال ضلع بجنور مین بھولی چوک سے تھنا قدرت نے انسانون کو دنیا دی کٹا بھگرکو سٹہ پوٹ کا حکم لگا دیا۔ سب کے سب ہڑ بڑا ہڑبڑا کر بے سوچے سمجھے یٹین ہو رہے ہین ضلع بجنور۔ نگینہ۔ اغیرہ وغیرہ مین سفرہ خانی کی دو گرگی چل رہی ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ خیر اگر خان صاحب نے خاص بجنور مین چاند ماری کا حلبہ کیا تو کوئی ہرج نہین تا دو ضلع ہے۔ بڑے بڑے لوگ رہتے ہین۔ ان کی اس تیس مار خانی کارروائی سے بہتون سے گدڑ بائی بڑے بڑے سٹرون سے مصافحے ہون گے۔ ہر طرف سے آفرین کے نعرے بلند ہون گے۔ جب اول ہی خان صاحب نے تجویز قدم تجبہ فرمایا تھا تو صاحب مجسٹریٹ بہادر نے میم صاحب سے شیک ہینڈ کی ٹھہرا کر اس تدر ان کا ہاتھ بڑہایا کہ اس اُن کو تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہی نے بچالیا ... کا تعدات تیار ہونے مین کارتوس برابر بھی فرق نہ پاتھا۔ بعد کو اُن کا تو جا صحت بنا اور اس سے رعایا سے معانقے کی ٹھہرائی۔ خیر وہ تو

ضلع تھا اب نظور شریف مین آ جھکے۔ یہان تو پہلے ہی سے صوفی لرزہ بخش کی وجہ سے خلقت عالِ قال اور وجد مین مصروف ہے۔ اگر گھر مین دس آدمی ہین تو دس۔ اور پانچ مین تو پانچ۔ ایک سرے سے سب قیق بالقلب ہو رہے ہین سب کی کمرین پھدک رہی ہین۔ سر پہ شیخ سدو سوار ہے۔ صوفی صاحب کے دورے لاٹ صاحب کے دورون سے بھی کئی گز بڑھ گئے۔

غرضکہ صوفی لرزہ بخش اپنا دورہ دورہ اس دور مین جا کر دو حلت تقسیم کر کے نمبروار یمین کرتے رہے تھے کہ ہیضہ خان علیہ الثقل والاستفراغ بھی طرم باز بھاتی خیالات مین اناڑی کی سی بندوق چلانے لگا یہ کارروائی دیکھکر ایک دم سے سب بھنڈیا گئے۔ چنانچہ علے الخصوص دھوتیون مین سیلاب آگیا۔ تو ندین پھٹنے لگین۔ خیر مین بٹنے لگین۔ مسجدون مین ست بنگے (ساعت، اذان) ہونے لگے۔ حکیمون کے مطب۔ نوحیداری کی عدالتین ہو گئین۔ کسی وقت آدمیون کا ہجوم کر کہی نہین ہوتا عطاردان کی دوکانین چنگی گھر بنگئین۔ جس کو دیکھئیے نسخہ لئیے روتا ہاتھ مین لئیے اودھر ادھر گھوم رہا ہے۔ عطارون کے ظروف ادویات بھانتی کا تھیلہ ہو گئے

ایک ہی شیشے مین دنیا بھر کے عرق موجود ایک ہی بوتل مین قسم قسم کے شربت۔ ایک ہی مرتبان مین صدہا قسم کے مربّے۔ ہزارون طرح کی معجونین۔ لقمان کے وقتون کی مجرب آزمودہ گل بنفشہ۔ گاؤزبان۔ ارسطو کے وقت کے تیر بہدف مرکبات۔ خواہ نسخہ جالینوس ہی کا تجویزہ کیون نہ ہو ایک ہی دکان مین سب ادویات موجود۔ غرضکہ مریض کسی طرح لوٹ کر نہین جاسکتا۔ بہر طرہ یہ کہ انکے شربت اور عرقیات مین برکت اس بلا کی ہو گئی ہے کہ الامان والحفیظ ایک دفعہ جو شربت اور عرق تیار کر کے بوتل اور شیشون مین بھر لیا ہے تو کم ہی ہونے نہین آتا۔ صدہا مریضون کو اُسی طرف سے دیے جاتے ہین۔ مگر کیا مجال جو ایک رتی بھی ظرف کم ہو جاے۔ دم میں اُسی طرح لبریز ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹرون حکیمون کے واسطے بے طمع اور صاحب اخلاق ہونا ایک ضروری امر ہے۔ جس پر ہمارے یہان کے حکیم اور ڈاکٹران صولون پر ایسے کاربند ہین کہ سبحان اللہ وعلی علے اگر دورسے کچھ انکو دکھا دیجیے تو خوشی سے نسخہ لکھنے کو تیار۔ مریض کی سوانح عمری سننے کو کمر بستہ۔ ورنہ مریض کے بھاڑ کھانے کو اس طرح دوڑتے ہین کہ بچارے کی روح سیچ دونون پرواز ہو جاتی ہین اور

یورپ

جاپان

چین

تاوان

بنوش چای که ایام غم نخواهد ماند

ہم مین مفلسا بنئے۔

سوال۔ کرتے کیا ہو

جواب۔ فاقے (پیٹ پر ہاتھ مارکے) اور جو پوچھے اسکو دعا دیتے ہین۔ سلامتی جان و مال کی خیر سناتے ہین۔ چندے وقتو مین ٹیکس دیتے ہین۔

سوال۔ تمہارے ہان بچے ہوتے ہین۔

جواب۔ جی مین کس لائق ہون۔ آپ کی جان مال کی بڑھتی کی دعا گوئی کو کچھ خدا اور گھر کے لوگ بچے دیدیتے ہین۔

سوال۔ انکو کیا کھلاتے پلاتے ہو؟

جواب۔ کھلانے پلانے والے تو وہی دونون ہین بظاہر اسباب تو اپنی مان کا دودھ پیتے ہین۔ پھر آگے چلکے اناج کھانے لگتے ہین۔ پھر بیری جان کا عذاب ہو جاتے ہین۔ آپ کچھ کھانے کو دیجیے گا؟ اگر دیجیے تو پہلے اس فقیر کو دیجیے جسکی دوزخ نہ اب دودھ سے بھرتی ہے نہ ہوا پانی سے

سوال۔ اچھا کب تک دودھ پلاتے ہو

جواب۔ اری او کلو کی مان۔ آپ کو ٹھیک ٹھیک بتا دے کتنے دن تجھکو لہو چوسانا پڑتا ہے۔ فاقون مین آجکل۔ کلو کی مان۔ کیون؟ کیا کچھ دین گے؟ جو کچھ ملے تو آؤن بھی؟

سوال۔ کتنے دن تک دودھ پلاتے ہو تم لوگ؟

جواب۔ جب تک خشک نہو۔

سوال۔ کب تک خشک ہوتا ہے۔

جواب۔ جب فاقے قحط آگئے تب ہی خشک سمجھیے۔ کچھ کھانے کو دیجیے گا؟

سوال۔ اچھا کھانے کی کب فکر پڑتی ہے؟

جواب۔ اسکو نہ پوچھیے

ازل سے ساتھ نہ ہو گر جو فکر روزی کا
تو آب و دانہ کو لیکر گہر نہ ہو پیدا
مگر اصل مین غلہ کھانے کی فصل دانت

نکلنے کے زمانے سے پڑتی ہے۔ بیتر سے بچار حبشی سمٹ لیجاتی ہے۔ جیسی ماما بچے بڑی تخفیف کردیتی تھین۔ مگر اب کہین کہین ٹیکے صاحب نشتر او رطف سے مقابلہ کرکے بچالیتے ہین خیر بسنگ آمد و سخت آمد ہم ہی۔

جب انت نکھرتے ہیں دودھ بانٹ مچکانے ہی کہکے چپ ہو رہتے ہین اور جو کچھ ملا جانے کو دیتے رہتے ہین۔ آپ کچھ دیجیے گا؟

سوال۔ جب غلہ نہین ملتا تو کیا کھاتے پیتے ہو؟

جواب۔ اسکی کمی ترکاری۔ پھل پھلاری سے پوری کرتے ہین۔ آپ کچھ اناج دیجیے گا؟

سوال۔ اور جو یہ بھی نہ ملے۔

جواب۔ تو گٹھلیان۔ گٹھلیون کی گری ساگ پات۔ جڑین درختون کی۔ تیتے پانی مین پیدا ہونے والے گھاس پھوس کھاتے ہین۔ آپ کچھ میوے۔ جڑ بوٹی دیجیے گا؟

سوال۔ اور جو یہ بھی نہ ملا؟

جواب۔ ہوا پانی تو کہین نہین گیا ہے

گندم اگر بہم نرسد بھس غنیمت است

فاقہ۔ غم و غصہ۔ خون جگر۔ پیٹ کی فکر سب ہی چیزین دنیا مین باقی رہ جاتی ہین۔ آپ کچھ دیجیے گا؟۔

سوال۔ اچھا اچھا۔ تم گھبرائے نہین ہماری بات کا جواب دے۔ کیا ہر دفعہ کہتا ہے کچھ دیجیے گا۔ کچھ دیجیے گا۔ جو کچھ ہوگا دے دینگے۔

جواب۔ آپ نے مجھ سے بہت سے سوال کیے۔ حالانکہ مفلس پر سوال حرام ہے۔ اب میرے سوالون کا جواب دیجیے۔

سوال۔ یہ آپ کیون پوچھتے ہین۔ کچھ کھانے پینے کو ساتھ لائے ہین۔ اگر کچھ ہوگا تو کچھ ہم سے لے جائیے گا کچھ ہوگی تو کیا ہمکو کچھ دے جائیے گا؟

جواب۔ تمکو ان باتون سے کیا مطلب

سوال۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے پوچھنے سے بھوک لگ آئی۔ اسی مارے ہم ہر دفعہ مانگتے ہین۔

جواب۔ صبر کرو صبر۔ صبر کا عجب میٹھا میوہ ہے۔

سوال۔ وہ بھی ہمارے پاس نہ رہے۔ اب کچھ دیجیے گا؟

جواب۔ بس صبر سے بڑھکے کوئی چیز نہین۔

سوال۔ اجی آپ بھی کچھ دیجیے گا؟

یہ تقاضے سنکے پوچھنے والے صاحب پاکٹ بک مین ٹانک کے چلتے ہوئے۔ اب بست قلندر صاحب کی بیوی۔ بچون نے آن گھیرا۔ اور چارون طرف سے لگے تقاضا کرنے۔ "ابا لاؤ۔ میان لاؤ۔ کیا تمکو ملا ہے ہمکو بھی دو۔ آپ ہی ہڑپ لیا۔ کچھ ملا ضرور ہے"

جب بست قلندر بہت ہی زچ ہوئے۔ بہت کچھ جھائین جھائین کی۔ آخر جب ہاتھا پائی۔ مار دھاڑ کی نیاھی سے مشق ہو چکی تو آپ نے ذرا دیر دم لے کے سب کو سہولت سے سمجھایا "دھتیا کیسی باتین کرتے ہو۔ ہوش مین آؤ۔ صبر شکر کرکے چپ ہو رہو۔ کچھ دے تھوڑے ہی گئے ہین۔ ایک بات پوچھی جواب پاکے اپنے گھر چلے گئے اطمینان سے۔ فرصت سے۔ اپنے گھر کا جائزہ لے کے۔ بکس کو ٹٹول کے۔ اپنے خرچ کا حساب لگا کے ضرورتون سے اجازت لے کے شائد دوسرے وقت ہمکو بھی دے دلا دین۔ تم لوگ عجب بے صبرے ہو"

چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض کے لیے شفا کے واسطے مشہور ہوگئی ہے۔ کھانسی زکام کروپ۔ انفلوئنزا بوقت ضرورت آزمائش کرو۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین۔

آج کل کسی کو دنیا و لانا ہنسی ٹھٹھا ہے اور پھر ایسے نیاض۔ فراخ کے واسطے۔ جس کا حال مجھے خوب معلوم ہے اگر کبھی بعا آدمیون کی شرما شرمی دعوت۔ تقریب۔ سرکس۔ تماشے۔ نمائش کی ضرورت مین خیر خرچ نکل آتا ہے تو میان نقلین جھانکتے پھرتے ہین پھر ایسا ہی بندوبست رکھئے تب تو یہ پہچھر رہ یکھو دین گے۔ شکر کرو ہماری وہی۔ مت تھی جیسے شاعر کہہ گیا ہے

ہے خبر گرم انکے آنے کی
آج ہی گھر مین بوریا نہوا

ہمین نذر نیاز۔ دعوت بعینٹ کی اور چیت لگتی تو ملنا ملانا سب معلوم ہوجاتا بس جاؤ بیٹھو یہی اپنی جگہ۔ یہی ایک بات تھی۔ بڑے آدمی سیر کو نکلے بات پوچھنا گویا لاکھون دیدیے۔ آج کل تو کوئی اتنی بات بھی پوچھنے والا نہین۔

درویست اجل کو نیست دیان اورا
برشاہ و گدا است حکم و فرمان اورا

امیر عبدالرحمن خان کی روح کا سلطنت جسم سے دست کش ہونا اور خلد برین کی راہ لینا بوادید وضع زمانہ وآئین نیچر تو کوئی بات قابل تذکرہ نہین سدا سے یہی ہوتی آئی اور ہوتی رہیگی مگر ایسے شخص کا اُٹھ جانا جو اپنے وقت کی ساری دُنیا مین فروشمار ہونے کے لائق ہو جس کے قدمون کی برکت سے اقالیم مہذب و شائستہ و متمول و منتظم نہین فتنہ و فسا دکی سرزمین گلزار و گلستان کی جائین سلطنتین اشرار سے مستحکم و محفوظ ہون بلکہ بعض اوقات بڑے بڑے اہلیک جس کا خوف ہو پہنچے۔ جو دکھا دے کہ

یون قومین سیعرتی سلطنتین تعمیر ہوتین ملک بنتے ہین۔ اس کا اُٹھ جانا دُنیا کے واسطے افسوس اور نقصان کی بات ہے ۳۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو عبدالرحمن خان نہین اُٹھ گئے۔ بلکہ اس الزام کی زندہ تردید اور تکذیب اُٹھ گئی۔ کہ مسلمان حکمران مین اب وہ بات معدوم ہوتی جاتی ہے جس نے ایک زمانے مین مشرق سے مغرب تک کو ہلا رکھا تھا جس نے دُنیا کو دکھا دیا تھا کہ اسلام مین فرمانروائی و جبروت و تدبری اور حکمرانی کے جوہر اب بھی موجود ہین۔ اور مسلمان فرمانروا اصول مذہب کی پابندی بناہ کے اُن لوگون کی شرارت اور فترت کا جواب طمطنہ کے ساتھ ایسا دے سکتا ہے جو بے دینی اور الحاد کی سکھائی ہوئی ہے۔

لوکل علیہ الرحمۃ

شہر مین خدا کی عنایت اور ہیضے اور طاعون کی مہربانی سے خیریت ہے۔ جاڑون کی فصل کھسکتی چلی آتی ہے صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر سر انٹنی مکڈانل کی آمد کا انتظار ہے اور اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ حضور ممتشم الیہ قریب ہی کنارہ کش ہونے والے ہین۔ ۷۔ نومبر کو جماعت تعلقداران کی طرف سے آپ کو گارڈن پارٹی دیجائے گی۔ حضور نے شرکت کی منظوری بھی فرمائی ہے۔ ہان جلسہ دعوت مین البتہ لیڈی مکڈانل صاحبہ کی بیماری کی وجہ سے یہ اعزاز فرمائی نہ ہوگی۔

حال مین کیننگ کالج کے پرانے پرنسپل مسٹر ہوائٹ بہادر نے ولایت مین انتقال فرمایا۔ جس قدر رنج ہو کم ہے کیا سنئے کہ صاحب بہادر نے ایک عرصہ دراز تک اس کالج کو اپنی ذات سے بہت فائدہ پہونچایا تھا۔ سیکڑون طالب العلم آپ کے فیض تعلیم سے بہرہ یاب ہوا اور اگرچہ مولویانہ نیک بختی سے کبھی کبھی کالج کے انتظامی امور مین لوگ چین بچین ہوتے تھے۔ مگر جس طالب علم نے آپکی ذات سے کچھ بھی واسطہ رکھا اور چندروز بھی فیض پایا وہ آپ کی نیک نیتی اور نیک نفسی کا مدت العمر کے واسطے گرویدہ ہوگیا۔ آپ ۱۸۶۷ء مین اس کالج کے پروفیسر ہوکے آئے تھے اُس زمانے سے اب تک اسی کالج مین عمر عزیز صرف ہوئی۔ آپ منطق و فلسفہ و ادب انگریزی مین لاثانی تھے ہندوستان مشہور ہوگئی ہے مین بہت ہی کم کالج ایسے ہونگے جنکو ایسا لائق پرنسپل اتنے عرصہ دراز تک نصیب رہا ہو۔ چنانچہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو آپ کے طالب علمون نے تعزیت کا بہت بڑا جلسہ کیا اور یہ بھی تجویز کی کہ آپ کی یادگار کیواسطے کوئی انتظام کیا جاے۔

جسقدر یکون کی کثرت سے بازارون کے راہگیر اور سڑکین پریشان ہین اسیقدر یکے والے بھی دو سواری سے زیادہ بٹھانے کی ممانعت اور اُسپر پولیس کی شرارت سے حیران ہین مگر اب سُنا جاتا ہے میونسپل بورڈ کی تجویز ہے کہ یکے بجاے دو کے تین سوار یان بٹھا سکین۔ یون تو یکا بظاہر ایک ہی سواری کا نام ہے مگر گنجائش اور کمی کرایہ اور دانے چارے وغیرہ کے لحاظ سے یہ یک نہ شد سہ شد کچھ بے موقع نہین معلوم ہوتا ہے

تیغون کے طمانے مین کہو کیا ہے بُرائی
روٹی تو کما کہانے کسی طور سے آکا

۹- اکتوبر کو ایک جوڑی والے کی لاش کاٹھ و ا ے پل کے پاس نکلی۔ کہتے ہین یہ گرفتار حلقۂ اجل نہانے گیا تہا لاکہ ہاتہہ پاؤن مارے گردمین غریق رحمت ہوا۔

جس رنڈی کے قتل کی خبر صحیفہ سابق مین لکہی گئی تہی اُس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ کئی انگریزی شائستہ بدمعاشون نے اُس کو زیور کی طمع مین کسی صاحب کے نام سے گہر سے نکالا اور رد اصل بہ اجل کر دیا۔ بجاے صاحب کے حضرت عزرائیل کے پاس پہونچا دیا۔

ہمارے شہر مین چند روز سے بہتائیڈ پارسی الفنسٹن ڈرامیٹک کلب آیا ہوا ہے وہ اپنے دلچسپ تماشون سے خلقت کو محظوظ کر رہا ہے۔ واقعی اس کے کہیلون مین بہت سی دل پر اثر کرنے والی باتین- اسکے قصے فطرت انسانی کے آئینہ جذبات نیچر کے فوٹو پائے جاتے ہین بعض بعض دفعہ بائسکوپ کا تماشا بہی دکہایا جاتا ہے- اس مین تصویرین متحرک نہایت تعجب خیز نظر آتی ہین جو کوئی دیکہتا ہے اُس علمی تماشے سے نہایت محظوظ ہوتا ہے۔ خلقت کمال شوق سے جوق جوق جاتی ہے یقین ہے تھیٹر جس شوق اور اہتمام سے کلکتہ سے یہان آیا ہے اوسی شوق سے لکہنو کی پبلک ضرور قدردانی کرے گی۔

©

وجع مفاصل کا عارضہ

جیمبرلین صاحب کے چین بام سے جاتا رہتا ہے۔ ایک ہی دفعہ کے استعمال سے درد جاتا رہتا ہے۔ تمام دوا فروش تجارت کرتے ہین۔

۱۸- ستے دیوانی کچہریون کی تعطیل ہو جائیگی مفصلی ججی سب ججی مین غالباً پہیرن ہو جائیگا

مطلوب ہے!

اس مطبع کے واسطے محرر دفتر مطبع سنگ کاتب اخبار مطبع درکار ہین- تنخواہ یا اُجرت لیاقت کے مناسب دیجائے گی انگریزی داں اور مطبع مین کام کیے ہوئے مستعد تجربہ کار کو ترجیح ہوگی۔

المشتہر

منیجر شام اودہ دفتر اودہ پنچ

نوٹس نمبر ۳۶

واضح ہو کہ درخواستین لفافہ بند سربمہر واسطے ٹہیکہ چارہ سیاہ پیداشی ہندوستان دفتر چیف سپلائی و ٹرنسپورٹ افسر بہادر لکہنؤ مین بتاریخ ۱۵- نومبر سنہ ۱۹۱۰ع بوقت ۱۲ بجے دن کے روبرو درخواست دہندگان جو کہ وہان حاضر ہون کہولی جاوین گی۔

۲- درخواست کا فارم جس مین سب شرائط بخط انگریزی مندرج ہین درخواست دینے سے دفتر چیف سپلائی و ٹرنسپورٹ افسر صاحب بہادر لکہنؤ مین تاریخ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۱۰ع تک مِل سکتا ہے۔

و دیگر کیفیت متعلقہ ٹہیکہ جو کہ امورات دریافت طلب ہون تاریخ مرقومۂ بالا تک عرضی دینے سے معلوم ہو سکتے ہین کوئی درخواست بدون فارم تجویزہ کسی دوسرے کاغذ پر نہ لی جاوے گی۔

ٹہیکہ دار ان کو اختیار ہوگا کہ چاہے کل کا ٹہیکہ لین یا کسی حصہ کا جسقدر چاہین اختیار رہے مگر پانچ ہزار پونڈ سے کم نہ ہو- اور مال چاہے کل

مقامات پر سپلائی کرین یا ایک ہی مقام مین نمونہ چارہ جس کا ٹہیکہ ہوتا ہے بہیجا جا سکتا ہے۔

نام مقام		تعداد یا مقدار اجناس	تعداد زر بیعانہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

یاد داشت- بابت زر بیعانہ نقد روپیہ کرنسی نوٹ نہ لیے جاوینگے بابت زر بیعانہ گورنمنٹ پرومیسری نوٹ یا رسید خزانہ آنا چاہیے جس درخواست کے ہمراہ زر بیعانہ نہوگا اُسپر کچہ غور نہ کیا جاویگا

چیف سپلائی و ٹرنسپورٹ افسر صاحب
اودہ ڈسٹرکٹ لکہنؤ
دستخط حاکم

۱۷- اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ع ایک ماہ

جلباب ناموس

ایک ماہوار شائع ہونے والا پرچہ

ہیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف لبصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - ککرے - سبل سرخی ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹرا اور حکیم کہا ہے اور اس کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ہیرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ہیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ہیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر سردار میا سنگھ اہلووالیہ - مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے — تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم مین نے آپ کے ہیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً ... مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند - دھند - پھولا - ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری رائے مین آپ کا سُرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانہ جات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ہیرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم وی - پی پوسٹ بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۲) مین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید وشفاء بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند وخارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اُٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۳) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ہیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا - آنکھون کی بیماریون کے لیئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر وتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر یو - سی - ایس - وسی - آئی - ایس ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سیشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے -

بلیناس کا خط ارسطو کے نام

(معاملات بھوپال)

حضرت استاد دام نصیحتہ

آپ کا خط عالم اصلاح میں میری نظر سے گزرا۔ نہ رفتار زمانہ یکسان اور نہ بہمن زن است و نہ ہر مرد وعدہ برابر۔ ولی نعمت خلد مکان سکندر کا زمانہ لدگیا۔ یونان غرق ہو گیا ہے

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
در نوشت است پند بر دیوار

جبکہ سننے والے نہ رہے۔ آفتاب کی کرنین تمام عالم ہی پر اپنا اثر کیون نہ ڈالین اور دھوپ کی حرارت تمام جمادات کو تپا اور نباتات کو پکا ہی کیون نہ دے مگر شاہی محل کے خسخانون مین اسکی تمازت کچھ کام نہین کر سکتی۔

مشعل وادی سے پروانہ کے ارمان نکلنا محال۔ تصویر گل پہ بلبل کی تازہ دماغی معلوم۔ جام جہان بین سے بادہ نوشی کی ہوس مٹنا غیر ممکن۔

سونے والون کے لیے محدب یا مقعر سیاٹ نظر کی عینک ویسی ہے جیسی نیز عبادت والے کے لیے۔

انسان کی زندگی کا منشا یہ ہے کہ اسکے تمام قوٰی اور جذبات نہایت شگفتہ اور روشن ہون اور ان مین باہم تناسب اور تناقص واقع نہو بلکہ سب کا ملکر ایک مناسب اور نہایت کامل مجموعہ ہو نہ قدم اس قدر تیز پڑے کہ ٹھوکر کہا گئے۔ اور نہ اس قدر سست کہ اپنے ہمعصرون سے پیچھے رہے۔

آپ کے نصائح سننے والون مین دو فرقے ہین۔ ایک تو والیان ملک مع نائب الریاست دارکان سلطنت۔ دوسرے عام انسان اس مین پہلا تو صرف سنتا ہی نہین بلکہ مستفید بھی ہوتا ہے۔

اب رہا دوسرا تو ان مین جو ذی علم ہین وہ تہوڑا بہت مستفید ہو سکتے ہین اور جنکی قابلیت کتاب یا رسالے مین غلطی دیکھکر یہ نہین بتا سکتے کہ یہ غلطی مصنف مؤلف یا کاتب مطبع کی ہے۔ انکی لیاقت معلوم اور مستفید ہونا ظاہر

گو عالم ارواح نے افکار و مناقشات آپ کو ادھر متوجہ نہین ہونے دیے تاہم جو کچھ آپ کے قلم سے نکلا گو وہ بہ نسبت پیشتر کے کیسا ہی سست کیون نہ ہو مگر اعلے اور برتر ہے۔

نئی روشنی کے انسان خوشنما بھورے بالون۔ کرنجی آنکھون۔ سایہ کی تراش خراش۔ بہروپی ٹوپی پر دل فدا کرنے والے اگر شعر گفتن چہ ضرور نہ کہین تو کیا کرین۔

جیسے کرپا کے مصرع تک موزون نہ ہون وہ بوستان کے مفہوم تک کیا پہونچینگے آپ کے منشورات نصائح سے انکا دماغ معطر ہونا کارے دارد نہین ہے تو کیا ہے۔ بہر حال ہمکو ان حشرات الارض سے بحث نہ آپ کو غرض۔

اب رہے والیان ملک سو وہ جبلت اور عادت سے مجبور۔ نقار خانے مین طوطی کی آواز کس شمار مین۔

ہان۔ حضور یکیا اور درست کے کہنے والے اپنے ذاتی اغراض کی برتری ملحوظ رکھکر ہمیشہ ہان مین ہان ملا جائینگے۔ چاہے اذا زلزلت الارض زلزالہا کا اثر ہی کیون نہ محسوس ہونے لگے مگر ان کی صدا یہی ہوگی کہ دنیا کو ہمیشہ قیام ہے۔

حاکم وقت کو خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ اپنے قوانین کے رسم و رواج کی پابندی لازمی ہے۔ مگر نہ اس قدر تساہل کے ساتھ کہ ہمعصرون کو نکتہ چینی کا موقع ملے۔ اور نہ وہ تہد عظیم کہ لوگون کے حقوق ضائع جائین۔

راقم۔ بلیناس

انفسٹن ڈرامٹک کلب

اور

بھول بھلیان

ڈیرا ڈیٹر سب سے پہلے یہی کھیل ہوا تھا

چیمبرلین صاحب کا وجع مفاصل کا عارضہ

بڑی مشکلون سے جاتا ہے چیمبرلین صاحب کی پین بام نے بارہا اسکو اچھا کر دیا اور رعند الضرورت جب استعمال کیا جاے گا تو ایسا ہی فعل کرے گا تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین۔

جسمین تخمیناً قریب دو ہزار کے آمدنی تھی لیکن عام ناپسندی کی یہانتک آنا وانہ شہرت پائی کہ ہمارے لائق دوست جمشید جی مالک کمپنی ہ کے کانون تک بھی پہونچی اور اُن کو اپنی محنت کی پورتی داد نہ ملنے کے بجاے خود ایک رنج ہوا۔ اور انہون نے کمپنی کے ذریعے سے دریافت کیا کہ یہ بیجا شہرت اور نفرت خاصکر کسکی نسبت ہے۔ الغرض کے ہم نہایت تحقیق کے ساتھ سن چکے تھے کہ اسی طرح تماشائی دیکھے روز۔ اُنکے کھیلون کی بھی مذمت کرتے تھے لیکن پہر جاتے تھے اور نفرت کرتے آتے تھے۔ مرشن اکشن زبانی آوازسین سنے بیان اکثر اُسکے کھیلون کی بھی نہین پسند آئین۔ مگر وہی کھیل اور وہی کھنکو والے۔ وہی موجودگی اور حاضری ہین کوئی خاص وجہ اسکے سوا اسکی نہین معلوم ہوتی کہ وہ نئے اور سپنے کھیل تماشے تھے۔ زبان کی نسبت تو ہم کچھ کہہ نہین سکتے۔ پوچھیے کیون؟ اسلیے کہ جس طرح ہمارے پارسی بھائیون کو ذاتی قابلیت اس فن خاص مین ہے اور اچھا حصہ لیا ہے اُتنی ہی اُنکی زبان کو اُردو سے مغائرت ہے۔ برسہا برس رہکر بھی کوئی ہمارا ہم وطن ایرانی بھائی اُردو کے مستعملہ حروف صفائی اور روانی سے نہین ادا کرسکتا۔ یہی حال الفاظ کی صحت کا بھی ہے۔ وہ زبر جانتے ہین اور یہ زیر سے کہتے ہین۔ اگر وہ قدرت اور طاقت روزمرہ اور محاورہ یا صحت و طلاقت جو ایک اہل زبان کو ہوتی ہے۔ دوسری قوم کو بھی ہاتھ آجایا کرے تو اہل زبان اور غیر زبان دان مین فرق ہی کیا رہے قطع نظر لب و لہجہ اور صحت الفاظ و درستی زبان کے جو باتین قابل دیکھنے کے ہین۔ اور جنکے ادا ہونے اور ر پہچاننے سے عدم قابلیت اور قابلیت کا اظہار ہے وہ اور ہی ہین

وجع مفاصل کا عارضہ

چمبرلین صاحب کے ہین بام سے جاتا رہتا ہے۔ ایک ہی شیشہ کے استعمال سے درد جاتا رہتا ہے تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

جنپر عام کو وقوف اور اطلاع نہین اس لیے اُنکی رائے قابل اعتبار نہین۔ لکھنؤ والے من جمیع الجہات اگر پسند کرینگے تو اس قسم کے ڈراما اور ایپرا جو لکھنؤ ہی کے مذاق کے موافق لکھے گئے ہون۔ اور لکھنے والا بھی ایک ایسا قابل اور لائق شخص ہو کہ چار دن چولین ٹھیک بٹھا دے۔ ترجمہ زبان۔ گانے نتیجہ سب کچھ موجود ہو۔ افراط تفریط کا بھی خیال رہے۔ محل اور مقام کو بھی نہایت غور و تعمق سے دیکھ سکتا ہو تھوڑا بہت موسیقی مین بھی دخل ہو جا بجا بھی پہچانے۔ طبیعت بھی وقت اور جدت پسند۔ شوخی اور ظرافت کی بھی پُٹ دیتا جاے ایسا کھیل اگر بن بھی جاے تو ہمین اُس کی صحت کے ساتھ ادا ہونے مین وہی بلا کلام ہے جس مین مغائرت زبان کی بیخ لگی ہوئی ہے۔ یہ بات اُسوقت تک کسی کمپنی کو نہین حاصل ہوسکتی جب تک شریک جلسہ تعلیم ایک ایسا زبان دان نہ ہو جو زبردستی اور زور زوری اپنا لہجہ اور زبان اکیٹرون سے ادا کرائے اور صحت الفاظ کا پابند کرے۔ جب خبر کا قبر اور ذبح کا زبح اور پاکاپے بھینا کا بہنا ہوگا تو خواہ مخواہ کان پریشان ہونگے۔ کیونکہ وہ بیچارے ایسا ویسا سُننے کے عادی ہی نہین۔ ہمارے نزدیک ترجمہ "لولو تھ نائٹ" کا بھول بھلیان بھی کسی قدر نامناسب ہے۔ اگر ایسے الفاظ جو لکھنؤ کے اور دوسری جگہ اور حرفون مین مستعمل ہین بے صحت و تحقیق کے صرف مین لائے جائینگے۔ تو یہی اعتراض اُنپر بھی ہوگا۔ لکھنؤ کی ٹکسالی زبان کے مستعملہ الفاظ صرف کرنے سے ہر قسم کے خرخشہ اور جھگڑے ہی سے اہل بینی بھی علحدہ ہوسکتے ہین۔ اور معترض کو بھی بعد معلوم ہونے کے سرنگون ہونا پڑیگا

ہمارے ہندوستان مین لکھنؤ اور دہلی کے علاوہ دوسری جگہ جسکو یہ شرف حاصل ہو۔ اور کوئی صاحب عقل و شعور انکی انصاف بھی نہین کرسکتا۔ اول الذکر اول نمبر ہے سلسلہ مین بڑے شد و مد سے اس پر بحث ہوچکی۔ اور چھن چھنا کے یہ بات طے پاگئی ہے کہ لکھنؤ زباندانی کا معدن و مخزن ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ بھول بھلیان ہمیشہ نہین پسند آسکتی۔ اور نہ ہم بیجا و قابل پسند ہے۔ ۲۱۔ کے جلسے مین میرے ایک لائق دوست جو علاوہ زبان کے لکھنؤ پر بھی ایک قسم کی حکومت رکھتے ہین۔ بھول بھلیان کی زبان کا شکوہ کرتے تھے اور کہین جگہ مجکو مخاطب فرماکے کہا۔ کہ اجی حضرت دیکھیے زبان اسکو کہتے ہین۔ آفرجی مہ جعفر و ظفر کا ہم لباس ہونا۔ یاسمن کا جعفر کے بدلے ظفر سے اپنی تحلیل طلب کرنا البتہ اتنا ملتا جلتا ہے جس مین دھوکا ہوگیا ہے۔ بھول بھلیان کا نام جیسا ونیا کے باتکے پر صادق آتا ہے اس پر ہم نہین صادق آتا۔ بجلی کی حرکت۔ پل کا ٹوٹنا ریل کا گرنا بھی کچھ اسی کمپنی کے نام پر نا موضوع و نامناسب سا تھا۔ جو ہمکو نہین بھلا معلوم ہوا۔ اور ہمکو کیا ہمارے درجے کے سب حضرات کو نہین پسند آیا۔ مگر یہ چند باریک نقص ایسے نہین ہین جنپر عام لوگ نکتہ چینی کرسکین۔ عام ناپسندی کے نہی وجوہ ہین جو اوپر لکھے گئے۔

اب ہم اپنے لائق مہمان مالک کمپنی سے نہایت ادب سے اپنی انکی رد و کدی اور دراے زنی کی معافی مانگتے ہین جو ہمارے سچے دل اور زبان سے پوری دوستی کے اصول مین کی گئی ہے۔ اور اُمید کرتے ہین کہ آیندہ ان عیوب کے رفع کرنے پر کافی محنت اور توجہی کی جائیگی

راقم۔ ایک تماشائی۔

اونٹ کا شکاری اور بنڈیلے کا شکار

امیر افغانستان اور ملکہ معظمہ

ملکہ معظمہ۔ مائی ڈیر امیر افاد۔ آؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اسے ادھر آؤ۔ جاتے کہان ہو۔ مجھکو تو عالم جنت سے بلوا کون سے بلکہ تم سے ایک خاص محبت ذلی ہے خفا۔ مین تمہاری خبر آمد سنکر منتظر بیٹھی تھی۔ اچھا کیا چلے آئے بیٹھو بیٹھو دم لو۔ کہو کیسے آئے۔ خیر تو ہے؟

امیر۔ سب خیریت ہے۔ حبیب اللہ خان کا تقریر تحکومت جانشین کرآیا ہون۔ اور آئے کیا آپ کی کشش محبت و اطاعت کھینچ لائی۔ میرا تو ابھی ارادہ نہ تھا۔ مگر کرون کیا مفارقت آپ کی گوارا نہ ہوئی دل مین یہی سمائی کہ چلکر مل بیٹھیے۔ اور سچ پوچھیے تو مین اپنا حال خود خوب جانتا تھا کہ بے آپ کے سایۂ عاطفت مجھے چین نہ ملے گا۔

ملکہ معظمہ۔ مائی ڈیر جس دن سے یہان آئی ہون تنہائی سے میرا دل بھی اچاٹ اور اکثر اوقات تمہاری یاد دل مین رہا کی شکر ہے کہ بعد فنا بھی اثر باقی ہے۔ تمہاری رفاقت اور خلوص محبت کے صدقے کہ دنیا دی عیش چھوڑ۔ عنان حکومت سے منہ موڑ میرے کٹری سواری چلے آئے۔ ایک اندیشہ بہت بڑا یہ بھی تھا کہ میرے اور تمہارے جو خلاص اتحاد و مراسم دوستانہ عالم حیات میں تھے شاید میرے نہ ہونے سے قائم نہ رہین۔ اور مخالف زر دوستیاہ کو موقع ایسا ہاتھ آئے کہ ہندوستان کو دہ ہر وباکے اب مین اور تم ایک ہی مقام پر خیالج

ہر وقت تخلیہ ہے جو بات مناسب وقت والسلام دراہ مخالف مشورہ سے قرار دین گے اُس کی اطلاع اپنے اپنے جانشینان کو دیتے رہین گے تاکہ بعد ممات بھی یک جہتی کا تار نہ ٹوٹے۔ اگر لڑکے سعید مین تو کاربند رہین گے ورنہ اپنا اپنا کیا پائین گے۔

امیر۔ ایک بڑی مشکل ہے کہ مین اُردو اور آپ فارسی نہین جانتی ہین۔ یہ بڑے بڑے مشورے کیسے ہونگے۔

ملکہ معظمہ۔ یہ کچھ مشکل نہین۔ مین ٹوٹی پھوٹی اُردو جانتی ہون۔ رہتے تم اگر کہو تو ماسٹر صاحب کو طلب کرون یہ دقت بھی رفع ہو جاے۔

راقم۔ علیم غیب

ملکہ آپکی خدمت مین بقید حیات مل نہ سکتا تھا اب کس پر چھوڑ سکے آتا۔ اور میر اسفر ولایت والے متر جمین ہوتے مین تھا چلو۔ مہر بی کی پابندیاں

عجیب غریب شہید مرد

بیتال پچیسی والے بھوت کا سر اس طرح حکایت ختم کرتا تھا کہ اُسکے سوال کا جواب دینا سننے والے کو لازم آتا تھا چنانچہ اوہ بڑا وہ بولا اور اُدہر سر پھر جاکے دھڑ سے لگ گیا۔ بالفعل ایک صاحب آئے ہوے ہین۔ اُن کا سر کسی نے ایسی ساعت سے شہید کیا ہے کہ باوجود دیکہ گھوڑے پر سوار ہین۔ باگ بھی ہاتھ مین ہے۔ اور اشارون سے گونگے کے خواب کی طرح کچھ کچھ سمجہاتے بھی جاتے ہین۔ ایک نہین دس بیس جواب بھی ملتے ہین۔ مگر ان کا سر دھڑ سے ملتا ہی نہین۔ چند اشارات جو سمجھ مین آئے ہین بطور نمونہ درج ہین۔

پہلا اشارہ

مین سب کچھ کرسکتا ہون۔ گھوڑا بھی میرے پاس ہے۔ خیرخواہ ہون۔ پیٹ خالی ہے مجھے کوئی نہین پوچھتا۔

دوسرا اشارہ

میرے گھر کو چور لوٹے لیتے ہین۔ گھر کے چراغ سے آگ لگی ہے۔ کوئی بجھا دو۔

تیسرا اشارہ

میرا اسباب دوسرے چھینے لیتے ہین۔ حفاظت لازم ہے۔

چوتھا اشارہ

میرا نام رسالے سے کاٹا جاتا ہے۔ طاقت طاق ہے۔

پانچوان اشارہ

گھر کا راستہ بھول گیا ہون۔ کوئی بندہ خدا بتادے۔

ہم نے کہا اہ میان بیتال پچیسی والا سر اس وقت ہوتا تو اچھا کام دیتا لوگون نے کہا" بھائی۔ وہ سر تو سندو تھا اس مین اتنی طاقت تھی۔ اور یہ تو مسلمان شہید مرد کا دھڑ ہے اس کو سر ملنا غیر ممکن ہے۔ اگر آج بیتال الاسر دھڑ پر آجاے تو یہ صاحب جھینے نہ دین انیتھا سنگہ کی ٹوپی کیطرح ابھی پھینک دین یقین ہو کانگرس اور آجکل مسلمانون کے اُس گروہ کو دیکہ نہ لو جو چیخ رہا ہے کہ پولٹیکل حقوق کی حفاظت کرنا چاہیے مگر پھر بھی کانگرس کی شرکت پر بست چراغ پا ہوتا ہے۔

سکونی شہر میں کھولا گیا ہے امید کہ معاون حضرات حسب نشان بالا میں تشریف لائینگے شرح قیمت ادویات میں بہت تخفیف کردی گئی ہے

المشتہر

قدیم فرمانبردار سید اصغر جان صاحب مہتمم کارخانہ

اشتہار حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی

بحکم صاحب سب جج بہادر راے بریلی

نمبر ۱۵۲ مقدمہ

بابو نند کشن سنگھ ولد بابو ارجن سنگھ ساکن سہاگڑھ پرگنہ کرانوان مدعی

بنام

شیو نراین سنگھ ولد رگھبیر سنگھ قوم ٹھاکر اتھاسا ساکن کسنا پرگنہ کرانوان ضلع راے بریلی مدعا علیہ

دعویٰ

دلا پانے مبلغ ... معہ سود بروے تمسک مورخہ ۳۱-۵ جنوری سنہ ۹۸ء

مقدمہ مندرجہ عنوان میں سمن بنام شیو نراین سنگھ ولد رگھبیر سنگھ ساکن کسنا پرگنہ کرانوان ضلع راے بریلی متواتر کئی مرتبہ جاری ہوا مگر مدعا علیہ پر باضابطہ تعمیل نہیں ہوئی مدعی کی درخواست سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ قصداً سمن لینے سے روپوشی اختیار کیا ہے لہذا اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۲- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو حاضر عدالت ہوکر جوابدہی نہ کریگا تو کارروائی ضابطہ مقابلہ اس کے یک طرفہ عمل میں آوے گی-

المرقوم ۹- اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

دستخط

محمد اصغر جج مجوز

مہر عدالت

© وجع مفاصل کا عارضہ بہیرلین صاحب کے ہین نام سے جاتا رہتا ہے- ایکہی مرتبہ کے استعمال سے درد جاتا رہتا ہے. تمام دوا فروش فروخت کرتی ہیں-

---

نوٹس نمبر ۳۶

۱- واضح ہو کہ درخواستیں لفافہ بند سربمہر واسطے ٹھیکہ چار سیاہ پیداوار ہندوستان دفتر چیف سپلائی و ٹرنسپورٹ افسر بہادر لکھنؤ میں بتاریخ ۱۵- نومبر سنہ ۱۹۰۱ء بوقت ۱۲ بجے دن کے روبرو درخواست دہندگان جو کہ وہان حاضر ہون کھولی جاوینگی-

۲- درخواست کا فارم جس میں سب شرائط بخط انگریزی مندرج ہین درخواست دینے سے دفتر چیف سپلائی و ٹرنسپورٹ افسر صاحب بہادر لکھنؤ میں بتاریخ ۲- نومبر سنہ ۱۹۰۱ء تک مل سکتا ہے-

دیگر کیفیت متعلقہ ٹھیکہ جو کہ امورات دریافت طلب ہون تاریخ مرقومہ بالا تک عرضی دینے سے معلوم ہوسکتے ہین-

کوئی درخواست بدون فارم مجوزہ کسی دوسرے کاغذ پر نہ لی جاوے گی-

ٹھیکہ داران کو اختیار ہوگا کہ چاہے کل کا ٹھیکہ لین یا کسی حصہ کا جس قدر چاہین اختیار ہے مگر پانچ ہزار پونڈ سے کم نہ ہوا اور مال چاہے کل مقامات پر سپلائی کرین یا ایک ہی مقام مین نمونہ چار جس کا ٹھیکہ ہو گا ... سے دیکھا جاسکتا ہے

[illegible]

یادداشت- بابت زر بیعانہ نقد روپیہ و کرنسی نوٹ نہ لیے جاوینگے بابتہ زر بیعانہ گورنمنٹ پرومیسری نوٹ یا رسید خزانہ آنا چاہیے جس درخواست کے ہمراہ زر بیعانہ نہ ہوگا اُس پر کچھ غور نہ کیا جاویگا

المشتہر

چیف سپلائی و ٹرنسپورٹ افسر صاحب اودھ و ... لکھنؤ

دستخط حاکم

۱۷- اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء ایک ماہ

جلباب ناموس

ایک ماہوار شائع ہونیوالا پرچہ

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے خود تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف البصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل سرخی ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم کہاں اور دوسرے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص میرہ فی ماشہ بیس روپے معری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ اہلوالیہ - مقام تیالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے — تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم میں نے آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً ...ن مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند - دھند - پھولا - ناخونا آنکھوں میں زخم اور غبار کے عارضہ میں مبتلا تھے ان مریضوں پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال میں مفید اور تیر بہدف پایا - میری رائے میں آپ کا سرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات کے ہر گاؤں کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعائے خیر سے یاد کریں براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی - پی پوسٹ بھیجدیں -

راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ کرنسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۲) میں نے میرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں انکو بھی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں ہر طرح مفید وسفائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند وغبار ... سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپ نے اسقدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپ کے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھاویں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۲۱) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ اہلوالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا - آنکھوں کی بیماریوں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھوں کو تر وتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے میں نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی

راقم آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی - ایس - آئی - وسی - آئی - ایس ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء میں جمع کیا گیا ہے -

ہم چو من دیگرے نیست

سماوات مین ہم فخر زمین پیچان ہین | فاضل بھی ہین عالم بھی ہین ہم اور بڑا ہین
پوچھو نہ بلاغت کو کہ سحبان زمان ہین | کیا کہئے فصاحت کا کہ ہم اہل زبان ہین

لقمان کہے ہم آپ کو حکمت کا سبق دین
جیکا بہین تو طوطی کی فصاحت کو مٹا دین

ہر وہ مین حدیث کہ جو واقف نہ رہے | سلطان پہ اک خواب ہے اور گالاری
بولیسے ہی عالم ہین تن تن سے جاری | تر بیچ ہم غضب غریب ملک ہماری

قران کے معنی کو حدیثون سے جلا دین
بیضاوی کی تفسیر کی اصلاح بنا دین

وہ علم ادب اہل عرب کا جو تھا جوہر | برسون ہی زمانہ مین تا نامہمین پر
وہ بحر فصاحت جو بلاغت کا تھا گوہر | نازان ہے زواب ہند مین ہے بحر ہی ہے

یا بو سے سخن اپنا ذرا اردو مین جو ہین جھکا
دم ناک مین آئے متنبی کے قلم کا

یہ چھوٹا تصوف کو کہ کیا بات ہے میری | جو ذات ہی میری کہ سوئی تی و کسی کی
ابلیس زمانہ مین ہے آئندہ نہ ہوگی | مارے ہوئے ہین مجھکو تو بان کرخی و شبلی

اُس لاکھ برس پیشتر آدم کی بنا ہے
اس سمجھئے اصل تہا مین رہا رہا ہے

انگلش جو مین لکھون تو انگلش کی ہون | قانون میں ہون مین بنکھ کے اڑا دون
اشعار لکھون شکسپیر کو بھی مین ہٹا دون | اسپیچ اگر کوئی پولیٹکس سنا دون

سالسبری بہت سے مجھے دیکھ کے حیران
ششدر ہوا یہ ہوا ہو مون تم دنگ ہی اے ہون

ہے تیغ زبان فعل رستم مین تو مری جولان | ہے بزم سخن سے مری فردوسی بھی حیران
سعدی کی تو مرزا گئے مین گلستان و بوستان | خاقانی و قاآنی ہین کیا چیز گریبان

ان سب کا ہین استاد ہون اور شاہ سخن ہون
فارس کی زبان کا مین تو سرسبز چمن ہون

کیا چیز ہے اردو یہ تو ہے میری زبان پر | ہے رو بہ صد دیوان مرے میر کا ابتر
کچھ ہین ریاض جلال ابر و مضطر | ناحق ہے مشہور امیر بھی تو

ان سب کی مرے سامنے تو بند زبان ہے
کچھ سننے سے کہین تاب انہین اتنی کمان ہے

قارون سے بڑھکر ہے مری گھر کا خزانا | دولت مین نہین مجھسا کوئی مین ہون یگانا
نخوت کو جو پوچھو تو مین فرعون کا نانا | ثانی مرا دنیا مین تو ممکن نہین پانا

ہر وقت احبا کے لیے نشتر جان ہون
نخوت سے نہ کیون پھین کر انبیس ان ہون

بس تاب نہین سننے کی اک سیف زبان تھی | رونے کی یہ جا ہے شیخ ہند زمان تھی
جو انکمین ہون تو دیکھ لیں بس جہان تھی | مت کھول بھرم بہر خدا کر نہ بیان تو

اسلام کو تو ننگ ہے اور عار بھی ہے
گر ہے تو ہین نما کے سب اطوار بھی ہے

مفلس تھے دولت کا نشہ نہین بھولا | قلانچ نے نشہ نخوت منہ ہے چڑھا
رسی کی طرح جل گئے پر بل نہین نکلا | تیور سے ابھی تاک سے اکڑ فون ہے پیدا

خاک اڑتی ہے تجھ پہ گھر مین نہ خاک نہین ہے
پر دیدہ دلیر اہے کہ نمناک نہین ہے

جاہل ہین مگر علم پہ اپنے ہے ہین نازان | نخوت سے ہوا ہین جسکے بھی ہین اور نہ
نالان ہین مرے ہاتھ سے جو ہین پریشان | کیا اسکے سوا اور کرین حضرت اعجاز

ہم اہل کبر ہین ہین اہل ریا ہین
رانڈے ہوئے درگاہ کے مردود خدا ہین

راقم ۔ وہی اپنے وقت کا مرزا سودا ۔

ہین تو چلین یار کے دنیا سے نرالے
او دیکھتے ہی دیکھتے کیا پاؤن نکالے

لیجیے صاحب یا تو کانفرنس صاحب اب انڈیا سے باہر قدم ہی

بہ بینم کہ تا گردگار جہان

. . . . نہان،

دفعتاً نکسیر پھوٹ گیا اور اُن کی جیتی مین دوسرا تماشہ نظر آنے لگا۔ یہ ظالم بھی بڑے کم بخت ہین۔ جہان تک بس چلتا ہے لہو چوس لیتے ہین۔ اور اگر اس سے پہلے بھر آوکان پاس آکے نوبتین دیتے ہیں غرضکہ ایسے اچھے فرحت نجات تفعد صحی کی تقی کہ مکڑیون پر ساسالانہ اور تماشہ تھا اُن بیچارون نے بھی جلالتہ سے اپنے تشکار کھیں کے مارنے کا حال کہا بے وہ بڑے بڑے جسیم مبارک سے چھٹ گیا تھا۔ آپ نے جتنا جالا کڑی سب کو فنا فی النار کیا۔ پھپھوندی تو مرطوب زمین پر پڑے پڑے لگ گئی تھی مگر آپ نے بستر و ستر الٹ کے دھوپ میں پھینک دیا۔ کچھ نہیں ہر سال اچھونا جلا دینے کے لائق ہے۔ اتفاق سے کہین کنکھجورہ بچھو بھی نکل آئے۔ الحذر بندہ سے۔ بڑی خیریت ہوئی۔ یہ موذی جانستان جانور اور پھول سا بدن۔ اگر میرے جسم نازک پر گزر جاتا تو مین کہین کا نہ رہتا تھا۔ پیتر سے بدل بدل کے اُس پر لاٹھیان لگانے لگے۔

مختصر یہ کہ آدمی سے اچھے خاصے ولایتی کے بٹے باز یا چکی کے لنگور ہو گئے۔ چھوٹا کے ہاتھون نے بالکل بیدم کر دیا۔ سانس پیٹ مین نہین سماتی۔ سر گھن چکر ہو گیا ہر ہاتھ پاؤن شل ہین۔ پھر بستر کی طرف رُخ کیا ہی چاہتے تھے کہ ایک پڑوسی نے یہ وہ حال دیکھ کے جھانکا دیکھین تو کون حادثہ تعیف ہو رہا ہے۔ آپ نے اگرچہ دروازہ بند کر کے یہ عمل جرثقیل شروع فرمایا تھا مگر حلقے کی دیوار کا خیال ہی نہ تھا۔ اس خلاف وضع حرکت اور بُرسکی یون نمائش پر سب ہی چھپیے۔ کفن پھاڑ کے بولے کیون حضرت۔ آپ جھانکنے والے کون اپنا کام کیجیے کیا کوئی تماشا بنا ہے اگر

آج کوئی کوتوال صاحب بھی آئین تو اُن کو مجال گھر مین گھس جانے کی نہین۔ بس خیریت اسی مین ہے چلے جائیے۔ اتر یہی اسی وقت "

یہ بیچارے سر نیچے جھکا کے اُٹھ گئے مگر حق ملاقات کے خیال سے جی نہ مانا پھر جھانکے تو نہین مگر پس دیوار کہنے لگے کہ اتنی صلاح ضرور بتا دی کہ بیٹھ جائیے۔ دم لے لیجیے۔ پھر صفایا کیجیے گا۔ آپ کو عادت نہین۔ اور دیوار کے اوپر ہی سے دو تپائیان بڑھا دین۔ لیجیے بیٹھ جائیے ایک پر لکھا تھا کانگریس۔ دوسری پر۔ علیگڑہ پارٹی۔ چونکہ سوا لیٹے رہنے کے کرسی یا تپائی پر بیٹھنے کی عادت نہ تھی۔ آپ نے برابر بچھا کے دونون پر اقامت اختیار کی۔ کانگریس پر پاؤن رکھ کے بٹے بازی کی مشق شروع کی اور علیگڑھ پارٹی پر پاؤن رکھ کے بچھونا جھاڑنا شروع کیا۔ کسی جگہ سکون تو تھا ہی نہین۔ دونون تپائیون مین سے کسی پر قدم نہ جمے۔ دونون قدم ڈگمگے۔ لڑکھڑائے بہت سنبھلے۔ مگر تو بھی مرکز ثقل اُن کا برابر نہ رہا۔ ایک انگشن تو دوسرا بکشن۔ ادھر لڑ ادھر ہم۔ تپائیان الگ اُلٹی پڑی ہین اور آپ سلامتی سے دوسری طرف قلابازیان کھا رہے ہین۔

مین تو پہلے ہی جانتا تھا۔ مجھے اُٹھ بیٹھنا راس ہی نہین۔ خدا غارت کرے ان جگانے والون کو۔ شور کرتے کرتے نیند حرام کر دی۔ مفت خدا ہاتھ پاؤن بھی توڑ سے سوئین گو مڑ پڑ گیا۔ جان حد اس بلا تیتی سے بچا ملبکات ہوئی۔ مزے سے پڑے تھے۔ آرام سے لیٹے تھے۔ نا بھیّا اب میری توبہ ہے مین باز آیا اس اُٹھنے۔ چلنے۔ پھرنے۔ ہاتھ پاؤن چلانے سے۔ دیکھا۔ یہ ہوتا ہے فضول تکلیف مالا یطاق اُٹھانے سے چوٹ کی

چوٹ لگی اور دیکھو تماشائیون کو اُن کی ہنسی سوجھی ہے

نا حق چوٹ چلا کھائیے
کر کے چوٹ تماشے جائیے

یادگار تجویزین

دن بدن انسانون کو طرح طرح کی یادگارون کی فکر بڑھتی جاتی ہے اور ہر تجویز کو چاہتے پائدار ہو یا نہو۔ مگر ادھر یادگار رکھ کے پیش کیا اور لوگون نے سر آنکھون پہ اوٹھا لیا چنانچہ اکثر لوگون کی یادگار دنیا مین طرح طرح سے قائم کی جاتی ہے۔

مثلاً۔ شلاً کوئی صاحب بڑے لائق فائق۔ منتظم۔ انسانون کے فائدہ پہونچانے والے ہین۔ اور وہ بعد زمانی اور مکانی کی وجہ سے ہم سے الگ ہوتے ہین۔ پس ہمکو اُنکی یادگار کی ایسی فکر ہونا ضرور ہے جس مین ہم خود اپنے کو بھول بھال کے اُسی یادگار کی فکر مین رات دن غلطان پیچان ہو جائین یا کوئی حاکم چند روز کے واسطے ہمپر حکومت کرنے کے واسطے آیا۔ اب اسکی رخصت کے وقت خالی شکر گزاری کام نہین دے سکتی۔ لازم ہے کوئی صورت ایسی قائم کرین کہ عقل انسانی کے مطابق اُنکی یاد ہزارون برس نہ بھولے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اور حاکمون کو بھی اُنکے مطابق حکومت کرنے کی ترغیب ہو۔ خیر بہرحال ہمکو تو سابق الوقت مشورہ دینے کے واسطے مستعد اور تیار رہنا چاہیے۔

فی الحال مغربی شمالی اور اودھ کے ضلعون مین ہمارے موجودہ لفٹنٹ گورنر کی تشریف بری کا جس قدر قلق ہے اوسی قدر یادگار اور نذر رخصتانہ کی فکر ہے۔ اس واسطے چند تجویزین

ہم بھی ذیل مین پیش کرتے ہین۔ ع
گر قبول افتد زہے عز و شرف
ا۔ چونکہ اس زمانے مین ہندو مسلمانون
مین اکثر اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہے
اسواسطے لازم ہے کہ اپنی اپنی حیثیت
مقدرت اور عام حالت کے اعتبار
سے الگ الگ یادگارین قائم کرین
اور بزبان حال یہ قول رکہین۔ ع
مسجد جدا بنائی دہرہ جدا بنایا
سب سے پہلے تو مسلمان بھائیون
کی نازک حالت کی طرح مزاج بھی نازک
ٹھہرا۔ ان کو چاہیے کھانے پینے کی چیزون
مین تنکی یا ہوائی روٹی کا نام سنٹرل کناڈا روٹی
کے نام پر رکھین بجاے نان تنک
نان مکڈانل قرار دین۔ بسکٹ کی قتلیون
کا نام بدل دین۔ مکڈانل مشٹ قرار دین۔
چونکہ انکو خدا نے اسی مشغلے کا زیادہ سلیقہ
دیا ہے اکثر یہی نام زبان پر آیا کریگا
اس سے بڑھ کے کون یادگار پائدار
ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے ہندو بھائی
تو بنارس مین حضور پرنور کا بت
بنوا کے گنگا نہا لین۔
۲۔ زمینداروں اور تعلقدارون
کا گروہ قانون محاصل اراضی کی
یادگار مین ایک موٹی مٹی کا پہاڑ
تعمیر کرائین۔ جس کے اندر بھوسہ
بھر دیا جاے اور اوپر کی عمارت
نہایت مستحکم۔ پائدار تیار کرا دیجائے
۳۔ کاشتکارون کے گروہ
کی جانب سے یادگار ضرور چاہیے۔
لازم ہے ایک ہل ایسا بنائین جو
زمین کو ہاتھ بھر گہرا کھود سکے اور
نیچے کا طبقۂ زمین بالائی سطح پر لا سکے۔
اس ہل کا نام مکڈانل ہل ہوگا لیکن
یہ سب باتین تو طریق کے عمل سے
باشان معلوم ہوتی۔ آپ کے قلمرو کی موجودہ
حیثیت کے واسطے اس سے بہتر اور کچھ
نہ ہوگا کہ الہ آباد مین ایک بڑی جنگی مہتران
مین سنگم کی جگہ پر قائم کردی جاے۔

جاؤ خشکہ کھاؤ

ایک زمانے مین ہیضے کا بڑا زور
ہوا۔ ایک بنیاب سخت خشکہ اور ارہر کی
دال کی معرفت نذر وبا ہو گئین۔ اس
دن سے شہر کی عورتون نے خشکے کو
اپنی پانچوین کتاب مین سم قاتل لکھ لیا
جب کسی کا ارادہ افیون کھانے۔
چوڑیان پیس کے پھانکنے۔ کنوئین مین
گرنے کا ہو خشکے کی طرف لپکے۔ اتفاق
سے ایک برخوردار جوڑے مین اکثر
کھٹ پٹ رہتی تھی۔ بی صاحب کے
مزاج مین نخرون۔ غمزون کی افراط
ہی تھی اور ہر ذرا سی بات ہوئی اور یہ
تھلا کے اٹھین جان دینے۔ "مین
خشکہ کھائے لیتی ہون۔ چلو نہ ہون گی
نہ یہ جلاپا سہون گی۔ لو مین قضیہ ہی فیصل
کیے دیتی ہون۔ آئے دن کے کھٹکے
سے موت بہتر ہے"۔ بچون نے چل پون
کی مین خشکہ کھائے لیتی ہون۔ زیور
بننے مین دیر ہوئی "مین خشکہ کھائے
لیتی ہون"۔ دھوبن کپڑے دہو کے
جلد نہ لائی۔ مسی۔ سرمہ۔ کنگھی۔ تیل۔
عطر آنے مین دیر ہوئی "مین خشکہ
کھائے لیتی ہون"۔ چوڑی والی وقت
پر نہ آئی مین خشکہ کھائے لیتی ہون۔
میان بیچارے کمترین شوہران
مین تھے۔ ایک تو خلقی ڈرپوک۔ اسپر
بی بیو کے عاشق زار۔ اور سب سے
بڑی بات یہ کہ انگریزی زمانہ۔ خشکے
کا نام سن کے بالکل قارورہ قارورہ
ہو جاتے۔ باز پرس۔ رپوٹ رپائی۔
تھانے کو توالی کے ڈر سے بے پھنہ
وطاعون سمجھاتے۔ ہاتھ جوڑ کے
قصور معاف کراتے۔ رو رو کے
آنسوؤن کے چھینٹون۔ لاجہ لوجی
کے پچکارون سے غصہ ٹھنڈا کرتے
در منین۔ خدا کے لیے ایسا نہ کرنا۔
مین کس کا ہو کے رہون گا۔ للہ
خطا معاف کرو۔ مین کان پکڑ کے
توبہ کرتا ہون آیندہ سے کبھی کی
ایسی خطا نہو گی۔
محلے پروس کی دس پانچ عورتین
بھی آ کے سمجھاتین بجھاتین۔ غرضکہ
اسی طرح جب قدمون پر ناک رگڑ رگڑوا
رگڑوا کے ایک آدھ ایچ گھسوا
لینین تب جا کے بی صاحب کا مزاج
سیدھا ہوتا۔ دل مین خوش ہوتین
"دو بات ترسے کی تھی۔ اب جا کے
سیدھے ہوئے۔ کیسا تکلے کا سا
بل نکل گیا۔ میان کی ساری شیخت
دم بھر مین یون نکال دیتی ہون۔
اری واہ ری مین"
اتفاق سے ایک دفعہ پھیر
"اسے جی" اور "اجی" مین ان بن
ہو گئی۔ بی صاحب کی تو عادت بگڑی
ہوئی مدت کی تھی انہون نے پھر
خشکہ یاد کیا۔ اس دفعہ میان صاحب
بھی سچ مچ تن گئے۔ رگ مردانگی جوش
مین آ ہی گئی۔ کہ بیٹھے "جاؤ۔ کھا لو
خشکہ بلکہ پنیر کے ساتھ۔ ایک دفعہ
کھا بھی لو۔ روز روز کا دھڑکا تو مٹے
سمجھو بھی ایک کی ایک منظور۔ مر جاو
نخرون سے جان تو بچے گی۔ ہم
دوسری کر لین گے"۔
اور یہ کہہ کے اٹھ کھڑے ہوئے

بازار سے لے آئے خشکہ اور نہو کہا لے اب کھاؤ۔ تم کو کھانا ہوگا۔ (تیور بدل کے) خبردار آج سے گھر میں خشکہ ہی پکے۔ دال۔ سالن۔ القلم غلم سب موقوف۔ بی صاحب کا نخرہ تیور دیکھکے ارڈ بچو ہوگیا۔ سمجہ گئین اب کی مرودا بے طرح برچھایا ہوا ہے۔ نشتر سے اثر نکل گیا۔ گھبرا کے آپ نے نواب محسن الملک کو یاد کیا۔ انھین سے صلاح پوچھی۔ یہ دوہر فی کارڈ لکھ بھیجا۔

" میرے اچھے مولوی صاحب خدا کے لیے مجھے صلاح بتاؤ۔ معاملہ بگڑ گیا۔ مین تو جھوٹ موٹ خشکہ کھانے۔ پینے سے جان دیتی کی دھمکاتی تہی۔ اور وہ ہی ڈر جاتے تھے۔ نہین معلوم آج مردوا کس ڈاکٹر سے پوچھ آیا۔ اب کے جو مین نے کہا تو کہتا ہے آیندہ سے خشکہ ہی کھانا ہوگا۔ تم نے بھی خشکے کو محسن الملک کا استعفا بنایا " جواب آیا۔

" بی نیک بخت۔ مین خود بھی اسی عارضے مین مبتلا ہون۔ اگر گھر مین رہتا ہے تو باہنین گلے مین ڈال کے آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کے کہدو

" میان مین تو غمزہ کرتی تھی "

اگر مان لیا غنیمت سمجھو۔ نہین خشکہ کھاؤ اور پھولون سے بدلی چھڑا یا کرو۔ گنواری مثل ہے " بوڑھی ہوئین پتہروان اوڑنے لگین کپاس "

لوکل علیہ الرحمۃ

سردی رفتہ رفتہ چلی آتی ہے راتین اچھی خاصی سرد ہوتی ہین۔ ہان دن کی دھوپ کی بدولت کچہ حرارت نصیب ہوجاتی ہے۔

تھیٹر اپنے تماشے دکھا دکھا کے شہر کو لبھا رہا ہے۔

آپ جانتے ایک تو شہر مرحوم اسپر یہ امت مرحومہ جس قدر افسردگی شانے زندگی اور چہل پہل کے سامان نصیب ہوجائین۔ بانیون کی کوشش کو مسیحائی سمجھنا چاہیے۔ حال مین چند مسلمانون نے ادہر ادہر سے آ کے ایک مختصر سا پرائیوٹ جلسہ کیا بڑی بڑی سطول اور اہم مضامین پر اسپیچین پاس کیے۔ او علیگڑہ والے ہی کہہ چکے تھے کہ مسلمانون کو پولیٹیکل حقوق کی حفاظت سے [illegible] تعداد [illegible] آرزو [illegible] پر کتفا کرایا۔ مگر اب کے کچھ لوگ مستعد ہی ہوگئے۔ خیر کامیابی آیندہ ہوگی۔ تا ایمن نقش ہوئے معاملہ رہے گا خیر مسلمانون کو ادراک تو ہوسکا کہ کانگرس والے جس بات کو پکار کے کہتے تھے وہ بھی توجہ کے لائق ہے۔

آنچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از خرابی بسیار

اگرچہ قبل از وقت اور بعد از وقت کے جھگڑے مین پچیس سولہ برس گزر گئے مگر شکر ہے اب چونکے تو۔

جو رزولیوشن اس جلسے مین پیش اور پاس ہوئے اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانان ہند پولیٹیکل معاملات مین متفقہ کوشش کرین۔ تفریبات مین فضول رزوکی جاے۔ مسلمانون کی حاجت گورنمنٹ مین مودبانہ پیش ہو۔ پولیٹیکل تعلقات کے بارے مین کسی قوم کی مخالفت کرنے سے پرہیز ضروری ہے۔ وغیرہ۔

انڈین نیشنل کانگرس مین بحیثیت ایک گروہ کے شرکت کرنے سے باز رہین۔ اور اسی طرح آیندہ کسی تاریخ پر عام جلسے سے متعلق اور مصارف کے چندے وغیرہ کی بہت سی تجویزین بھی پیش کی گئی تھین۔

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور علاقیت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے یعنی ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - سبل سرخی ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپے مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر سیاسنگھ اہلووالیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے — تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار سیاسنگھ صاحب تسلیم مین آپ کے میرے کے سفید سرمہ کو کثرت سے مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دھند - پھولا - ناخونہ آنکھوں مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضوں پر آپ کا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری رائے مین آپ کا سُرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر و غریب آپ کے سُرمہ سے مستفید ہو کر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم وی - پی پوسٹ بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۲) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار سیاسنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی سفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا - مین انکو جنکی آنکھوں مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند و خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے استعداد سے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے فرض ہے کہ ملک کے لوگ آپ کے ایسے سُرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور

(۳) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار سیاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا - آنکھوں کی بیماریوں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھوں کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سُرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی - ایس - آئی - ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے -

انفسٹن ڈرامیٹک کلب

ڈیر پنچ۔ تحسین واصلہ تماشے کے مضمون پر
اس تماشے کو دیکھ کر تمہارے قدیمی خاص
سلیو ٹرنے نہایت برہمی مزاج سے ایک قسم
لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ "انفسٹون
(الفنسٹن) کمپنی کی بھول بھلیان پر جو
آزادانہ ریمارک کیا گیا ہے وہ جادۂ
اعتدال سے خارج اور حیلۂ دوستی سے
علیٰحدہ ہے" بڑے افسوس کی بات ہے
کہ ایسا صحیح دوستانہ مضمون جس کے ایک
ایک فقرے پر ادب و تہذیب کی نظرین
ڈالی گئی ہوں اور صحت وثوق کا خیال رکھا
گیا ہو آفرین معافی بھی مانگ لی گئی ہو
سچ ہے ... کہ حبّک الشئ یعمی ویصم
... تو اور کیا ہے۔ خوشامدانہ اصول ...
اور ہین اور عاقلانہ طریق آشنائی اور
اپنا عیب انسان کو آپ نہین سوجھائی
دیتا۔ بے حاصل کیسے کوئی فن اور ہنر
نہین آتا۔ اگر کوئی کسر نکالنے والا اور
عیب دکھانے والا نہو۔ تو نہ باقیماندہ
کسر نکلے اور نہ عیب۔ اسی غرض سے اہل
اتالیق۔ معلم۔ استاد مقرر کیے گئے ہین
اور ان سب سے جو مقصد تکمیل کیجاتی
ہے۔ حیرت اس بات کی ہے کہ جادۂ
اعتدال سے مضمون مندرجہ بالا کیونکر
تھا۔ اور کیا گزر گیا تھا۔ میرے خیال مین
تو اس سادگی سے کوئی مضمون اودھ پنچ
مین آج تک نہ چھپا ہوگا جیسا دکھا
چھپا اور سیدھا سادہ مضمون تھا ظرافت
اور شوخی کے بدلے متانت اور سنجیدگی
سے کام لیا گیا تھا۔ فقرے اور الفاظ کیسے
کوئی حرف تک بیجا نہین صرف مین لایا
گیا۔ اگر جادۂ اعتدال سے گزر جانا ایسے ہی
ایسے مضامین کی نسبت عائد ہوجاے
تو میرے نزدیک تمام عالم کے مضمون
جادۂ اعتدال سے گزرے ہوے ہوتے
ہین۔ مین پھر حضرت م۔ع۔ کو متوجہ
کرتا ہون کہ وہ بنظر انصاف اس مضمون
کو ملاحظہ کرین۔ وہ مضمون نہایت ہی
وقر و تہذیب سے لکھا گیا ہے۔ اور ہرگز
ہرگز دائرۂ اعتدال سے خارج نہین بلکہ
داخل ہے"
آگے بڑھکر وہی حضرت آپ کے اس
نامہ نگار کو خوف دلاتے ہین جو ۱۸۹۲ء
اور ۱۸۹۳ء مین چوطرفہ کے معاندین اور
مخاصمین کو کلہ بکلہ جواب دیا کیا اور بڑے
بڑے بولتون کا ناطقہ بند کر دیا۔ اگر کوئی
شریر النفس ٹکسال باہر الا جواب لکھیگا
تو کیا ہوگا۔ اور میرے سچے ریمارک پر کیا حرف
لاسکے گا۔ مین ایسی بودی اور بزدلی کی دھمکیون
سے متاثر نہین ہوسکتا۔ اور اپنے سچے
اصول پر اسی طرح مستقل ہون جیسا تھا
مین بھول بھلیان کے دوسرے ریمارک
لکھنے پر متوجہ ہوچکا ہون۔ اور اس ریمارک
مین بھول بھلیان کے گانے۔ اسکے ڈرامے
اسکی سینریان۔ پلاٹ۔ ایکٹ۔ موشن
وغیرہ وغیرہ پر طولانی بحث کرونگا
اور اس بات کا بھی بالکل خیال نہ کرونگا
کہ مین ایک مہربان دوست کی نسبت خامہ
فرسائی کر رہا ہون۔ بلکہ یون لکھونگا کہ
سارا ہندوستان مجھے اس کمپنی کا جانی
دشمن سمجھے۔ اور جب نظر انصاف اور غور سے
دیکھا جاے تو وہ دشمنی نہ ہو بلکہ سراسر
ایک ایسی دوستی ہو جو کسی لائق دوست
کا فرض منصبی ادا کرنے کی پوری خبر دے
رہی ہو۔ مین اپنے ارادے کو اسی پہلے
مضمون پر ختم کرچکا تھا لیکن اس دخل
در معقولات سے مجھے ضرور ہوا کہ ابھی
قلم کو ہاتھ سے نہ رکھون۔ اور دوبارہ
حسب مصلحت اودھ پنچ ایک اور شوخ
اور چلبلا مضمون لکھون۔ جو دیکھنے ہی
کے قابل ہو۔
راقم۔ وہی اول درجے کا تماشائی

دوسرا خط سرسالار جنگ اول

بنام مہاراجہ بہادر مدار المہام
ریاست آصفیہ۔

برخوردار من
تم نے خوب انتظام کی ابتدا کی
خواہ میری تحریر سابقہ کا اثر ہو یا تمہارے
جوہر نوجوان دماغ کا۔ بہرحال ؏
سعی کن دوست از بہارش سیب
اب مجھے تمکو چند باتین اور بتانا ہین پہلے تو
مین تم سے یہ پوچھتا ہون کہ یہ یورپین
منسٹر کس لیے آتا ہے ؟ آیا یہ تمہارا
منسٹر ریگا یا اُڑا سکے۔ حکمرانی کو حضور پرنور
کافی کارگزاری کو سکریٹری صوبہ دار
وغیرہ۔ اگر صرف گورنمنٹ کی خوشنودی
مزاج مقصود ہو تو گورنمنٹ کو اُس
اندرونی انتظام سے کچھ تعلق نہین
نہ وہ ایسی ہے کہ ایک یورپین کے رکھنے
سے وہ تم سے یا تمہارے شاد سے
خوش رہے گی۔
دوسرے تمنے اس لمبی چوڑی
تنخواہ والے ججون کا جوڈیشل کورٹ کا
مکان گھیرے ہوے ہین کیا انتظام
کیا۔ کیون نہین چیف کورٹ کر دیتے
ہو۔ تمہارے ملک کے لیے چیف کورٹ
کافی ہے۔ ایسی ماتحت ریاستون کے
لیے جنکی وسعت محدود ہے اور جو در اصل
ایک صوبہ پنجاب یا اودھ کی حیثیت
کی ہون اندرونی ملک مین انصاف
کے لیے۔ بس تین جج بہت ہین۔
ایک رجسٹرار۔ ایک ڈپٹی رجسٹرار
کافی ہے۔ مین نے بھی یہی ارادہ کیا
تھا لیکن موت نے مہلت نہ دی۔
تخفیف بہت اچھی چیز ہے جیسا
کہ تمنے کی ہے اور مین نے بھی صلاح
دی تھی۔ لیکن ان تخفیفون سے یہ
اُمید نہ رکھنا کہ ملک کی زیر باری
کم ہو گی۔ آمدنی ملک اُسی وقت
بڑھے گی جب تم کچھ ذریعہ آمدنی

پیدا کرو۔ اور وہ اگر کچھ ہو سکتا ہے تو
تجارت جس قدر ممکن ہو۔ یا سوا کی رقم
کی جانچ پرتال کرو۔ مثلاً نمک۔ گانجہ
وغیرہ شراب کی مد۔
مال مین تمہاری حالت ہاتھ پاؤن
ہلانے کی نہین ہے۔ اس لیے کہ روپیہ
پاس نہین۔ رعایا کم۔ زمین غیر آباد بہت
جنگل کی حالت البتہ جانچ کے
قابل ہے اس کا انتظام تجارت اگر
ہو تو بہت درست ہے۔
فوج کی طرف بھی توجہ کرو۔ اُسین
جو بے قاعدہ ہے اور سخت تنخواہ دے
رہی ہے مثلاً سندھی اور رسیلے وغیرہ
اُسکو باقاعدہ بناؤ۔
عرب بیدست اندازی نہ کرنا
چاہیے۔ وہ بہت اچھی حالت مین ہین
اُس مین صرف اس قدر عیب ہے کہ
بہت سے دیسی بچے بنام عرب شامل
فوج ہو گئے ہین گو وہ نسل عرب سے
ہین لیکن اُس قدر تنخواہ اُنکو نہ ملنا
چاہیے جو ولایتی سپاہی کو ملتی ہے
ایک مد جو ولایت مین لڑکون
کے بھیجنے کی ہے اُس پر بہت غور ہونا
چاہیے۔ رعایتی فضول مدات مین بھیجے
جائین۔ مثلاً بیرسٹری کے لیے۔ سول
سروس کے لیے۔ یہ آخر کیون ؟ تم تو
لڑکے اُسی مدات مین بھیجو جو اکثر تمہارا
کام دین۔ مثلاً اگری کلچر۔ معدنیات
ڈاکٹری وغیرہ وغیرہ۔ خرچہ بھی اُن کو
اسی قدر دینا چاہیے جو اُن کے خرچ کو
کافی ہو۔ شان قائم رکھنے کے لیے دیا
بھی نہ جاے۔ اور ایسے لوگون کے
لڑکون کو دیا بھی نہ جاے جو خود بھیج سکتے
ہون۔ تعداد ایام مقرر کر دو۔ مثلاً
ایک لڑکا ہر تیسرے سال۔ ایک شاخ

کے لیے۔ بس زیادہ سے زیادہ دو لڑکے
اوسط سال مین پڑے۔
اپنے اسٹاف کی بھی تخفیف کرو
منصبداران رعایتی کے چینگی پرون کی
مد کو تخفیف کرو۔ مثلاً کسی جنگ صاحب
کے چار بچے ہین بس چارون منصبدار
بیشک یہ ہونا چاہیے۔ شان ریاست
اسی کی مقتضی ہے۔ لیکن قلت وافر
طریقے سے امتیازی طور پر
برخوردار من۔
قرضہ کسی طرح سے ادا کرو تو سب
کچھ انتظام ہو جاے گا۔ ہان۔ میرے
میر منشی کو تو تلاش کر کے بلا لو۔ دیکھو کسقدر
تمہارے نام خط کتابت سے تکلیف
ہوا کرتی ہے۔ ایسے آدمی کی تمکو قدر کرنا
چاہیے۔ اور اگر اُسے بلا لوگے تو بہت
کارآمد پاؤگے۔
تنخواہین اچھا کیا تمنے گھٹا دین
محض فضول تتبع انگریزی مین تنخواہین
دی جاتی تہین۔ اوسط لگا دو۔
اب ایک امر اور کہتا ہون کہ
تمہارے ملک کی زیادہ فلاکت کا سبب
انگریزی تقلید بیجا ہے۔ یعنے صورت
صاحبانہ بنانا اور ہندوستانی ہو کر
بلا وجہ یورپین بننے کی کوشش کرنا
جو فطرت کے خلاف ہے۔ اس بلا وجہ
تقلید نے تمہارے عہدہ دارون اور
تمہارے ملک کو بہت تباہ و برباد کیا۔
جسقدر روپیہ ہے وہ تو بیڈم پائل لیے
جاتا ہے۔ ہاتھ خالی کا خالی رہتا ہے
یہ اُنکو بتلا دو۔ کوئی قوم لباس سے
کسی قوم کے ہم پلہ نہین سمجھی جاتی جب
تک اُس قوم کے بہترین خصائل و نعمات
سے بہرہ یاب نہ ہو ؏
صورت مردان چہ خواہی سیرت مردانگی بین

عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گزرتی ہے

اس بڑھتی آگ کو حکمؔ روکو۔ ممالک انگریزی
مین حکام نصیحتؔ۔ عالیا کو اس طرف سے
باز رکھنے کا خیال رکھتے ہین۔ اور یہی
سبب انگریزی عملداری مین ہندوستانیون
کی اکثر فلاکت کا سبب ہے۔ پھر ملکے
پر سے۔ عمدہ ساعمدہ ہنو لیکن تخفیف
و ملکی حالت کے اقتضا سے۔
باقی مین اب تم سے رخصت ہوتا
ہون۔ پھر کبھی اگر توجہ کروگے کچھ کار آمد
باتین بتاؤنگا۔
راقم الدعا۔ میر تراب علی
از جنت الفردوس

ہزارون خواہشین ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

آپ جانیے خواہش اور تمنا کو خدا نے
عجب چیز بنایا ہے۔ اگر خدا نخواستہ
یہ نہ ہوتی تو دنیا سنسان سناٹے
مین ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی
نہ یہ چہل پہل ہوتی نہ سراب کے
پیچھے دوڑ دھوپ۔ مختصر یہ ہے زندگی
کا مزا نہ محنت مشقت کی لذت۔
مگر بھائی صاحب بقول ایک پرانے
شاعر کے ؎

ہے زلف و خط و خال تو سب بار کر اچھے
پر ہے جو پوچھو تو خدا کا مزہ دل لے

نوش شہد کے ساتھ گزند نیش طلب
کے ساتھ کانٹا۔ سور کی خوشنمائی مین
بدنما پاؤن۔ آپ کی وضعداری کا یہ
حال ہے کہ اگر صاحب سلامت
رسم ملاقات۔ شروع جو ہوتی ہے
تو بقول تھیٹر والون کے ع
پیارے مری دلگیری ترا پیار بڑھی دم بدم
اب لمبے پینگ بڑھتے بڑھتے الف لیلہ کے

تسمہ پا کی طرح گلو گیر۔ الٹی آنتین گلے پڑی
ہوئین۔ بی خواہش صاحب نے
گردن پر سواری جولی عمر بھر کے واسطے
بھی اترنے کا نام نہین لیتین۔ مجرم
کی گردن مین پھانسی کا پھندا کیا کسا
بیٹھتا ہوگا جیسی بی خواہش صاحب
گلوگیر ہین۔ پھر سلامتی سے ؎

یہ ہجر کے صدمے ترے یہ وصل کے وعدے
جینے نہین دیتے مجھے مرنے نہین دیتے

لطف یہ ہے جتنا زمانہ اس کشمکش مین
گزرتا ہے اسی قدر قانون لگان و عہد
سماعت کے مطابق حق دخیلکاری و
قبضہ داری مستقل اور پائدار ہوتا
جاتا ہے۔ مگر آپ جانیے انسان تو
عجب ذات پاک ہے۔ کبھی لمبی تان
جو لگاتا ہے خدائی کا ترانہ گانے لگتا
ہے۔ پھر ایک دفعہ غوطہ مین جو آتا ہے
سیدھا اسفل السافلین ہی کو
الٹے انجن کی طرح جاتے جاتے مردود
بارگاہ ربانی شیاطین سے شیک ہینڈ
کرنے لگتا ہے۔
کہتے ہین کسی وقت ہندوستان مین
ایک صاحب کرامت کو شوق چرایا کہ ہماری
رعیت کا وہ حصہ جو اپنے ہاتھ پاؤن
کی شبانہ روز محنت سے زمین کی پیداوار
اگاتی۔ اسکی روئیدگی۔ نمو۔ پرورش
وغیرہ مین سر سے زمین کھودتی رہتی ہے
وہ اپنی محنت سے زیادہ لطف اٹھائے
آپ نے یاد فرمایا اور پوچھا مانگو
کیا مانگتے ہو؟
سبھون نے دست بستہ عرض
کیا۔ بن نواج (بندہ نواز) پہل عرض
تو یہ ہے۔ ہم بچن کے سگرے کھیت
بلکر ہو جائین۔ جیہ مان اناج اس پیدا
ہوسے۔ اس پیدا ہوسے تو ان جمیدار

کیر توت۔ سرکار کا پیسہ پٹواری صاحب
کی گھور اک۔ گرداور (گرداور) صاحب
کی گھوڑی و بچھڑی کا دانہ گھاس بچے
کی مٹھائی۔ تھانیدار صاحب کی گھنٹہ
بھرائی۔ مہاجن کی ہاتھ جھلائی۔ پٹواری
کے ملک ملوک۔ لڑکوا اور لڑکی کے
کام کاج۔ جو اڑوس کے کھانے پینے کا
سب بھیتا ہو سکے۔
راجہ صاحب۔ دل اچھا۔ اگر تم ایسا
بات مانگتا ہے ہم منظور کرتا ہے اور
حکم دیتا ہے آیندہ سے جو تمہارا بات
کہنے کے لائق ہو۔ ہم سے بولو۔ ہم ابت
بندوبست کر دیگا۔
(سب مل کر) سچے ہیں صاحب
بہادر کی۔
سب خوشیان مناتے اپنے
گھر چلے گئے۔ غلہ خوب پیدا ہوا۔ گراں
دامون کو بکا۔ روپیہ کی ارزانی ہوئی
اس رنگ کو دیکھ کے حاجتون اور
خواہشون نے بے تکان دراز دستی
کی۔ لیکھا ڈیوڑھا برابر ہوا۔ تھوڑی محنت
مین غلہ بہت پیدا ہوا۔ اب کھیتی باڑی
کوٹنا پیسنا سب بار ہونے لگا۔ بہت سے
کام تو ہلو ا ہے اور جو دوسرے کے سپرد
ہوسے مگر پھر بھی دلکو راحت نہین۔
پھر وہ سہرے کا زمانہ آیا اور مالک صاحب
بہادر نے مسند حکومت پہ اجلاس فرمایا
داد و دہش کے خزانے کھل گئے اسامیون
نے حسب اجازت عرض معروض کے
دفتر کھولے۔ اب کے دفعہ پہلے سے زیادہ
شاکی نظر آئے۔
بن نواج۔ تمہارے دیا سے تو سب
چین چان ہے مگر اکا سکاری کھیتی بڑا
آپرا دھندا ہے۔ سال بھر کا ڑھی محنت کرو
جوتو۔ بوؤ۔ بیٹری۔ پھر ابھی لگا کھیت

بچاؤ۔ کھریان مالک ذات ون پڑے رہو
پھر دیکھو تو جانو و آثار سے ٹھیر یاؤ اس پر جاتا
ہے۔ چہرہ کا دیکھو تو ان منہ بلائے ہے ہین فراج
اب کے اس جتن کر وجہ ان یہ کلیش لائو
ہم پہنچن سے اب کھیتی۔ کسانی نا ہین سپرشٹ
مالک۔ ول ہم سمجھا۔ ہم سمجھا۔ تم اتنا تکلیف
کرنا نہین مانگتا۔ اچھا اچھا۔ تم جاسے بھیڑ
پالے۔ خالی اتنا کام کرنا ہوگا۔ سویرے سے
میدان مین ہانک دے۔ رات کو گھر ہانک
لائے۔ دودھ۔ کھویا۔ تکو بھیڑ سے ملے گا
اور سال مین دو دفعہ اون پیدا ہوگیا اسکا
مثل ملے گی۔ ایسا بڑا محنت نہین پڑے گا

تمام اسامی دعائین دیتے اپنے
اپنے گھر گئے۔

تیسرے سال پھر دربار ہوا اور سب اسامی
جمع ہوئے۔

مالک۔ ول سب ٹھیک ٹھاک چین چان ہے
کچھ اور مانگتا ہے۔

اسامی۔ ہان حضور۔ ایک بات اور مانگتا
تمہارے پاس سے سب ہوت گوا۔ بڑے اپرادھ
سے پرانی بچے۔ خدا پاک سنتیا نا ہین ہنت
بھیڑن کا موڈنے کا تب او کملی بنا دب
بہت کھل جات ہے۔ اس جتن ہوے
جہ مانن بھیڑی اون ٹوپی اس جبا یا کرو
اُرد کا اس پر ڈاک لٹ دین پون چھبی اس
توڑ لیمن۔ او کات لین۔

مالک۔ ول ہم سمجھا۔ اچھا منظور۔

اس دفعہ بھی لوگ خوش خوش گھر
گئے۔ اور جو تھے دل پہ آئے۔ اور اب کی
دفعہ بڑا شور و غوغا مچایا۔ دُہائی صاحب
کی۔ سارے اسامی محنت کرت کرت مری
جات ہے۔ رات دن چرکھی ٹوپی۔ نہ بجلی
کا شیطانہ آسمان کی سیر۔

مالک۔ ول کیا مانگتا ہے۔ ہم نے بہت
واسطے بہت کچھ ترکیب کیا۔ تم بڑا بے جا لوگ
ہے۔ ہر دفعہ تم کوئی نہ کوئی شکایت لاتا ہے
چلا جاؤ ڈیم پگر۔ تمہارا غل سے ہمارا نیند جاتا
رہا۔ تم بھکنا چھوڑ دیگا۔ تم سور اگر لوگ کے
بل سے زیادہ ستاتا ہے۔ ول بولو جلدی
کیا مانگتا ہے۔

اسامی۔ لے حضور۔ بن نواج۔ آپ تو رسا
گئے۔ لے اب ہم گریب منئی۔ کا بنت کہاؤ
کری۔ آپ تنک دھیرا ہو ہین تب آپن
تہار عرج کری۔ تہار گوڑ چھوئین۔ پانو لاگین
آپ بیپ اُوا لیئے غریب پرور)

مالک۔ ول بولو۔ جلدی بولو۔ ایسا بات نہین
مانگتا۔ جھٹ پٹ (گھڑی دیکھ کے)
ہمارا وقت ضائع جاتا ہے۔

اسامی۔ اگو۔ اب بن گئی بات۔ ہم تو اتی
دور سے حاجر بھئے۔ تمہار رکھونا اُن جنگلن
جیب مان ہے مانو لوٹ گوا۔ ہمار گھر بہدا
جات ہے لے اب دھیرامان پوچھو تو
کچھ ہمہوں ان عرج کری۔ مانو ٹوپی تو
بھل نیک جانت ہے۔ مدا جو بھیڑن
کے اوپر کمری جابا کرے تو بھل نیک
ہو۔ ارے ہان۔ پاک پاک بھیڑی
پر تے دو دو چار چار ہاتھ کمری کے
ٹکڑا کاٹ کے سی دیا کرین۔ جتنی بڑی
کمری کھو بن جاؤ کرے۔

مالک۔ ول ہم سمجھا۔ تم کملی پر محنت کرنا
نہین مانگتا۔ ول اچھا جاؤ۔ منظور۔
مگر خبردار اب تمہارے واسطے بہت کچھ
کر دیا ہے۔ ہم تمہارا کھال سب آرام
کا بات بنا دیا۔ جاؤ۔ سلام صاحب
رخصت۔

سب آسامی خوش خوش گھر چلے
گئے۔ اب کے دفعہ بڑی خوشی منائی
گلی گلی تعریفون کے گیت گاتے پھرے
چند روز کے بعد حسب معمول خواہش
ہوس۔ طمع نے پھر زور باندھا۔ بات کچھ
ضبط بھی کیا۔ مگر العادت طبیعت
ثانیہ۔ دوسرے منہ لگائی ڈومنی
گائے تال بیتال۔ لاڈلے بچے
گستاخ ہو ہی جاتے ہین۔ پھر جب
بات یون پوری ہوا کرے۔ بنی اسرائیل
نے ایسی ہی چاٹ پر مارے فرمائشون
کے بیچارے موسیٰ پر چین آرام حرام
کر دیا تھا۔

قصہ مختصر پھر پہونچے دردولت
پر۔ اس دفعہ مالک صاحب بہت ہی
برہم ہوئے۔ لوگون کی بے صبری ناشکری
کا خاتمہ کرنا چاہا۔ آئندہ سے ٹھان لی
اب ان کی کوئی بات نہ مانی جائیگی
جب دروازے پر بہت کچھ شور و
غل ہو لیا تو کھڑکی کھول ڈھیلے مارنا
شروع کیے۔ جاؤ۔ نکل جاؤ۔ یو
ڈام بگر۔ کئی ایک پرانے بوٹ
پھینک مارے۔ مارے غصے کے
پھولون کا گملہ ڈھکیل دیا۔ مگر اس
نذار۔ جس قدر آپ بگڑتے اسی قدر
اصرار بڑھتا۔ آخر نہایت جز بز برآمد
ہوکے بہت کچھ برا بھلا کہا سنا
عہد کر لیا۔ اب تمہاری کوئی بات
نہ سنی جائے گی۔ خبردار اب کوئی
فرمائش کی عدول حکمی پر باغی تصور
کیے جاؤ گے۔

یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ مگر غرض والے
ایسی کب سنتے ہین۔ ایک مکھیا
آگے بڑھا۔ اور اس نے خلاف معمول
گستاخانہ دراز دستی سے گریبان مین
ہاتھ ڈال دیا اور یون گویا ہوا۔
مکھیا۔ صاحب سنو۔ تم خفا کس بات
پر ہوتے ہو۔ اب ہم نہ وہ گنوار ہین
نہ جانگلو۔ اب ہم پر خفگی ذرا سمجھ بوجھ
کے کیا کیجئے۔ بے دلیل بات نہین

چل سکتی خلاف عادت بات نہین ٹھہر سکتی۔ جیسا آپ نے بنایا ہے۔ ویسے ہم بنے ہین۔ اگلے زمانے مین یہی سیکھنا سکھانا ہمارا اشغلہ تھا آپ نے سب خواہشین پوری کر کے برسون کی عادت بگاڑ دی۔ آپ چاہے بگڑے چاہے بنے۔ آپ کو وہی کرنا ہوگا۔ جو اب تک کرتے آئے ہین۔ اب نہ کملی اوڑھی جاتی ہے نہ اُس سے کچھ کام نکلتا ہے اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ بنے بنائے کوٹ پتلون بنڈیلون پر اگا کرین۔ اور وہ بھی طرح طرح کے۔ فراک کوٹ۔ ڈنر سوٹ۔ لونج سوٹ۔ لانگ کوٹ۔ اُوور کوٹ۔ السٹر۔ نفیس مصالح کے بٹن۔ فیشن ایبل قمیص۔ قیمتی سنڈر لگے ہوئے۔ جیسے فیشن کے مطابق اور ہان یہ بھی یاد رکھیے۔ پاکٹ رومال واٹر بری واچ۔ لاکٹ چار مین ہونا چاہیے۔ پتلون مین بلینز کمر بند۔ پاؤن کے لیے موزے۔ اُس پر ڈاسن کا بوٹ۔ تب جا کے ہماری بسر ہو سکتی ہے۔ اور اگر نہ دیجیے گا تو ہم آپ کا یہ سب اُتروا لین گے۔

یہ گستاخی اور ایسے مالک کے ساتھ۔ بہر خیر کی حد ہے۔ بندہ و بشر تھے۔ بہت ہی خفا ہوئے۔ ع۔

زمین شور سنبل بر نیارد

کے معنے اب جا کے سمجھ مین آئے۔ گلو خلاصی کی تدبیر سوچی۔ سوا اُس کے اور کچھ بن نہ آیا کہ جھلا کے بد دعا دے دین۔

مالک۔ وُل چلا جاؤ۔ تم مہربانی کے لائق نہین تم جاؤ۔ اب اوس عزت نہین کھو دو۔ ہیچ لوز۔ نہ تمہاری پونچ پا نہ کملی۔ جاؤ وہ کملی ہی نذر ہے جسم مین خواہشون کے تل بیٹھے ہم بڑا نادانی کیا۔ ہم افسوس کے ساتھ قبول کرتا ہے۔ ہم سے بھول چوک ہوا۔ تم انسانی نیچر کے مطابق ٹھیک بات بولتا ہے۔ ہم اپنا حماقت ٹھیک قبول کرتا ہے الحاصل بعد اس جھنجھٹ کے طرفین سے بحال سابق اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ اور نا یوسی کے ساتھ صبر و شکر کر کے اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے۔ پھر نہ شکوہ تھا نہ شکایت امن چین۔ مزے سے دن کو محنت کرنا راتین فراغت سے کاٹنا۔ جیسے اُن کے دن پھرے خدا ہر طبقے کے دن پھیرے

جیتے منزل مین دعوت دین گے اور سنتے ہین ہفتے کو دھانے ترقی مدارج کے اختتام کے ساتھ خدا حافظ کہین گے۔ سنا ہے آج ہی میونسپل اڈریس بھی دیا جائیگا کل اہل شہر کیطرف سے ڈکشنری پارک مین گارڈن پارٹی دیجائیگی۔ سچ تو یہ ہے کہ حضور ممتاز الیہ کی تشریف بری سے آج ہم تو کچھ ہی دیکھتے ہین جو اس صوبے مین غالباً کسی ماسبق نواب صوبہ کو نصیب نہ ہوئی ہوگی۔

لوکل علیہ الہنگامہ

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے رونق گھر کی

نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی سہی

اب تو آپ جانیے اس اُجڑے دیار کی رونق چہل پہل اسی مین رہ گئی ہے کہ عشرۂ محرم کی دھوم دھام ہو۔ چہلم کا اہتمام ہو۔ مجلسین عزاداری کی ہوتی ہون۔ عزاداروں کا جمگھٹا ہوتا ہو۔ اگر اور لوبان کی لپٹون سے محلے کے محلے معطر ہون۔ شمعون۔ لیمپون جھاڑ کنول۔ لالٹینون سے آبادی پر ٹیسو کے جنگل کا شبہ ہوتا ہو۔ اُداس چہرون پر صحرا نوردان بادیہ پیمائی کی بدحواسی و اداسی برستی ہو۔ چنانچہ آجکل سر انٹنی مکڈانل کے رخصتی جمگھٹے نے یہی کیفیت پیدا کر رکھی ہے۔ رخصتی دعوتون۔ ڈنر۔ گارڈن پارٹی کی فصل آئی ہے۔ تعلقدار باہر سے گداگد تشریف لائے ہین۔ آج صاحب کو

---

۷ نومبر ۱۹۱۰ء لغایت ۲۸ نومبر ۱۹۱۰ء

قوت کی گولیان

طاقت دینے والی دوائیون مین مشہور دوائیان فاسفورس اسٹکنیا اور ڈیمیانا کے گولیان بنی ہین۔ بدن کے مادہ حیوانی کو مغز بیجے رگین اور گوشت اور خون کو طاقت دینے کا یہ دعوے رکھتی ہے۔

اسکے فوائد

زیادہ محنت۔ زیادہ پڑھنا۔ جوانی کی خرابیان محنت وغیرہ سے مادہ حیوانی پتلا ہو کر منتشر خالی اور رگین کمزور ہو گئی ہون تو دو تین ہفتہ کے استعمال سے بہر خود آپ بدن مین جوش آتا ہے مادہ گاڑھا ہوتا ہے بدن مین گرمی معلوم ہوتی ہے اور کمزوری رفع ہوتی ہے آنکھون مین بصارت آتی ہے یہ گولیان مندرجہ ذیل بیماریون مین از حد مفید ہین۔ بدہضمی۔ کمزوری۔ نامردی۔ ہاتھ و پیرونکا کانپنا ہول دل یا دھول جانا۔ تھوڑی محنت مین

وجع مفاصل کا عارضہ

چیمبرلین صاحب کے بین بام سے جاتا رہتا ہے ایک ہی مرتبہ کے استعمال سے درد جاتا رہتا ہے تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین۔

سرمہ کافوری

مصدقہ جناب اسسٹنٹ سرجن صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - سبل - سرخی ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - نمبر ۲ کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ہیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ہیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ - مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات | ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے | تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم مین نے آپ کے ہیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً بیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دھند - پھولا - ناخونہ آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری راے مین آپ کا سرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانہ جات اور ہرگاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سرمہ سے مستفیض ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم وی - پی پوسٹ بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۲) مین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہرطرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند وغبار - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھاوین اور ہرطرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۲۱) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ہیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا - آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر وتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی

راقم - آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی - ایس - آئی - ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے -

سب سکار رے جائینگے اور نین بنگیے روے
بدعنا ایسی برین کیسو کہ بھور کبھی ہو نا رے

ماہ صفر* (صفر) کی چودھوین تاریخ تھی اور کالی جمعرات کا دن۔ ٹھیک باون بجے دن کو ایک سپشل ریل پر صد ہا آدمی جمع تھے۔ آدمی بھی مختلف المذہب مختلف الخیال مختلف الوضع۔ جس رنگ اور جس قطع کے آدمی ڈھونڈھیے وہان موجود تھے۔ اسے میں وہ حضرت بھی آموجود ہوے جنکی رخصتی کے لیے یہ سب موجود ہوے تھے۔ چہرے پر آثار غم نمودار تھے۔ حضرت سچ یہ ہے کہ حکام کی تبدیلی اور پنشن سے انسان اگر چاہے تو دُنیا کی مفارقت دائمی کا سبق حاصل کر سکتا ہے۔ کیسا ہی سنگدل ہو۔ دل بھر آتا ہی ہے سٹیشن پر صد ہا انجمن اور سبھاؤن کی طرف سے رخصتی ایڈریس پیش ہوے۔ بڑے بڑے گروہ اور جلسون کی طرف سے رخصت نامے پڑھے گئے تھے۔

* روانگی کی مناسبت سے سفر مین سے لکھا گیا۔

وہ عجب سمان تھا۔ دل مین ملال۔ زبان پر اظہار غم۔

بہرحال چند ایڈرس جو آپ کے ناظرین کے لیے بندے نے اُسی دم خاص الخاص نوٹ بک مین درج کیے تھے مع جواب کے پیشکش کرتا ہون۔

منجانب مہاشایان کاشی

میری ماں! ہم سب غریب آپ کے سیوک اور چرن آوشی ہر وقت اور اسی کے ساتھ آپکو اس نگر وکٹس سے اُبکار کرتے ہین۔ چھ برس آپ نے ہم سب پر کرپا اور دیا کی۔ ہماری ناگری ماتا کو جگایا اور ہم سب آپ کے سیوک ہین۔ اُردو کو آپ نے نربل کیا۔ اور بھاشا کو بالا پوسا۔ آپ کے پرتاپ سے آج مین ہم پرجا نہال رہے۔ آپ بھی ہمارے ہردے کی آشیاں بند وہان رہین۔

منجانب نیچریان قلعہ مرتضوی

حضور عالی۔ اے پنشن تو باعث ناشادی (ٹھہرے) ہم لوگ حضور کے غلام تلام جو آپکی مفارقت سے اس قدر رنجور و مغموم ہین کہ بلا تشبیہ ماہ نومبر ہمارے واسطے محرم ہو رہا ہے۔ اس مین کچھ شبہہ نہین کہ حضور نے ہر طرح ہماری عزت افزائی کی۔ ہمارے ہم مذہب افسرون کو بادشاہی مہمان کرنے کی عزت بخشی۔ لیکن حضور آپ کے ہم مداح اور دعاگو ہین۔ ہم

نہایت ادب سے حضور سے عرض کرتے ہین ہم گدائی پر آپ کے کفش خانہ خانہ کو موسوم کیے دیتے ہین۔ حضور کا سلوک ہماری قوم مین ابد الآباد تک یادگار رہیگا۔ خدا کرے حضور آپ کے وطن مالوف تک بخیریت پہونچین۔

منجانب عہدہ داران موقوف شدہ

حضرت سلامت۔ ہم لوگون سے آپ نے جو برتاؤ کیا اس ملک مین تو اُسکی نسبت کچھ عرض کرنا فضول ہے۔ ولایت مین انشاء اللہ تعالے۔

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ
ان نینون کا یہی بسیکھ

منجانب زمینداران

سرکار۔ ہمکو حضور سے شکایت نہین چچا شیخ سعدی سے شکایت ہے گلستان مین یا بوستان مین یا کریما مین معلوم نہین کس کتاب مین یہ شعر لکھ گئے۔ ع
رعیت چو بیخ است و سلطان درخت
ہم سب کو تباہ کر گئے۔ گو شیخ سعدی کے صدہا اور شعر ایسے موجود تھے جن سے ہم غریبون کو فائدہ پہونچ سکتا تھا۔ مگر انکو کون پڑھے۔

حضور! ہم کو یہ معلوم ہے کہ حضور ملک آئرلینڈ کے بڑے بھاری رئیس ہین۔ خدا کرے حضور کے کاشتکار بھی حضور کو

شیخ سعدی کا یہ مقولہ یاد دلاتی ہیں۔ آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند۔ ہم بے زبان ...فسوس کا دل دعا سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ خدا کرے اس ملک سے قحط و طاعون تشریف لے جائیں۔ اور یہ ملک سرسبز و شاداب رہے۔

منجانب کاشتکاران

مہاراج! حضور نے ہم سب پر اپنے دھیان میں بڑی کرپا کی۔ اور ساری زمین دخیلکاری کر دی۔ بیدخلی موقوف کر دی۔ مگر اوس سے زمیندار چھری تیز کر رہے ہیں۔ آپ کبھی سے چار قدم بھی نہ جانے ہونگے کہ زمینداروں سے لڑائی شروع ہو جاے گی۔ ہمارا بچا بچایا روپیہ لڑائی میں خرچ ہو جائیگا سوا وکیل مختار کے دوسرے کو کچھ فائدہ نہ پہونچیگا۔

سرکار! ہم تو کبھی آپ سے مانگنے نہیں گئے۔ یہ آپ نے خود بخود ہم پر جو دیا کی اس میں ہمکو بڑی مشکل کا سامنا ہوگا۔ آپ تو جاتے ہیں۔ ہماری مدد کون کرے گا؟ ہم سب کاشتکار آپ کے شکرگزار ہیں۔ لیکن کوئی راستہ بتاتے جائیے۔ جس میں ہم لوگ تباہ و برباد نہ ہوں۔ سرکار سچ پوچھیے تو وہ زمانہ اچھا تھا۔ جب زمیندار ہم کو بال بچے سمجھتے تھے اور ہم زمیندار کو ماں باپ۔ حضور کی بدولت دخیلکاری تو ہو گئی مگر روز کی لڑائی جھگڑے سے زندگی تلخ ہو جائیگی۔

جب سب اپنے اپنے ایڈرس سنا چکے تب حضرت نے سر اٹھایا۔ آنکھیں بدستور نیچی رہیں اور با دل پر درد حسب ذیل جواب دیا۔

دوستو! ؎

اجو جاتے ہیں تنکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

آپ لوگوں نے جو میرے رخصت کرنے کی تکلیف اٹھائی اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ سے خدا حافظ کہتا ہوں

میرے دوست جن کو میرے زمانے میں لمبے لمبے خطابوں کی تمنا رہی ہو یا نیلو ترقی کا نوکری میں شوق رہا ہو وہ مجھ سے اب ناراض ہوں گے۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ یہ انکی غلط فہمی تھی۔ میں ہرگز اس دوستی کو دوستی نہیں سمجھتا جو غرض سے ہو۔ جن دوستوں نے مجھ سے ایکٹ کلان میں ہاں میں ہاں ملائی یا سیڈیشن کے جھگڑے میں میرا ساتھ دیا میں ان کا خالی خولی شکریہ ادا کیئے دیتا ہوں۔ باقی کے واسطے امیدوار بودہ باشند۔ اے کاشی باشو! تم نے میری اس قدر تعریف کی کہ ہجو ملیح ہو گئی۔ کسی افسر سرکاری کا یہ کام نہیں ہے کہ بادشاہ معظم کی رعایا میں ایک فریق کا دل دکھائے میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ میں کسی گروہ کو سنج دیکر آپ کو خوش کروں۔ بہرحال یہ مضمون ناگفتہ بہ ہے۔ آپ لوگ اب چلتے چلاتے اسکو چھیڑ کر مفت میں گروہ مخالف کو میری طرف سے شاکی بناتے ہیں۔ سچ ہے دشمن دانا بہ از دوست نادان۔

اے نیچری بھائیو! تمہارے خیالات سر آنکھوں پر۔ میں تمہارا اخلاص نیازمند ہوں۔ میں اس امید میں تھا کہ علی گڑھ کو مکہ و مدینہ سے تشبیہ دیکر اور ٹرسٹیان کالج کی جوتی پیزار میں دخل درمعقولات کرکے تم لوگوں کو بندۂ بے دام بنالونگا۔ لیکن افسوس ع۔

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ میری نیت ہرگز تمہاری دل شکنی کی نہ تھی۔ اُردو والا کاریگر اس قدر مجھپر خشت باری کر رہا ہے کہ میرا دل دکھتا ہے۔ اب خدا کے لیے اسکو سمجھا دو۔ مجھکو تم سے بہت زیادہ انفعال ہے۔ مجھکو تمہاری یہ وضعداری پسند آئی کہ چلتے چلاتے تم چھوٹی سی شکرگزاری کو آن موجود ہوئے۔

اس میں شبہہ نہیں کہ آپ لوگ دولت اور وجاہت میں اپنے ساتھیوں سے کم ہیں اور میں ہمیشہ کثرت پسند رہا ہوں۔ اگر تم لوگوں کو نوکری چاکری میں نقصان پہونچ گیا اس کا برا نہ مانو۔ میں ہمیشہ تمہارے حالات سنکر خوش ہوتا رہونگا۔ ع۔

ہمیں دشمن سمجھکر یاد کرنا

اے موقوف شدہ بہائی بندو! تمہارا تصور اور خیال میری روح تحلیل کر رہا ہے۔ اگر تم نے وہاں ڈنڈے بازی کی ٹھہرا دی تو بری ہوگی لیکن یہ یاد رہے میں وہاں بھی بااختیار رہونگا۔

میرے دوست زمیندارو۔ تمہارے گروہ میں میرے بیشمار دوست ہیں اور تمہاری مفاقت کا بیحد مرہون ہے۔ میں آج تم سے افشا کرتا ہوں میرے ملک میں کاشتکاروں کو زمینداروں نے اس قدر ستاکوں چنے چبوائے اور ایسا تنگ کیا کہ میری ہمدردی ہمیشہ سے انکی طرف رہی۔ یہاں بھی میں نے وہی دھن قائم رکھی۔ بہرحال اب جو کچھ ہونا تھا ہو گیا سانپ نکل گیا لکیر پیٹنے سے کچھ فائدہ نہیں۔

تدبیر سے مت کی برائی نہیں جاتی
بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی
افسوس کہ اب کچھ بھی مدد ہو نہیں سکتی

مسلمان سوار- میاں جاتے تو ہم بھی اُسی طرف ہیں مگر تمھارا ساتھ نہ ہوگا

وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہیں جاتی
اے ناشکر گزار کاشتکارو مجھکو تم سے کچھ
کہنا نہیں ہے۔ بیشک تم اس قابل نہ
تھے کہ تمہارے ساتھ اسقدر رعایت
کی جاتی۔ لیکن افسوس ایک دوست
کی صلاح سے کل ملک مین نحوست
پھیلا دی۔
او دوستو اب تم سب نے نصیحت
ہوتے ہین۔ ع۔
پھر ملین گے اگر خدا لایا
ریل چلنا تھی کہ سب کے سب چلائے
خدا کے سپرد کیا۔

راقم
خواب و خیال

بھرے قرزند نہ ہے ملک مین کوئی مایوس
دوستو خوش ہو کہ لفٹنٹ ہوئے ہین لاٹوس

اہو ہو ہو۔ مزے مین گہرے ہین
جس کو دیکھیے فرط مسرت سے خود بخود
ریشہ خطمی ہوا جاتا ہے۔ جہان دیکھیے
ایک دوسرے کو مبارکباد دی جا رہی
ہے۔ ارے میان ہم بھی تو سنین۔ آخر
یہ اس قدر کیون خوشی مچائی ہے۔ اس
گئے گزرے زمانے مین قحط اور طاعون
کے دغدغون سے نہ ہندو دسہرہ مناتے
ہین اور نہ مسلمان عید۔ پھر کیا سبب ہے
جو اس قدر غلغلہ شادمانی بلند ہے۔ ارے
میان تمنے سنا نہین کہ خدا مستجاب الدعوات
نے ہم سب کی سن لی۔ اور وہ غریب پرور
شریف نواز۔ فیض مجسم لفٹنٹ گورنری
پر آرہے ہین جن کے لیے کل ملک
ہمہ تن زبان ہوکر دعائین کر رہا تھا
ارے کیا لاٹوس صاحب لفٹنٹ گورنر
ہو گئے؟ جی ہان۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ

او ہو ہو ہو ہو۔ ا ہا ہا ہا۔ مبارک مبارک
سلامت سلامت۔ بھائیو سب کو مبارک
ہندو تم کو بھی مبارک۔ مسلمانو تمکو بھی مبارک
ڈپٹیو تمکو بھی مبارک۔ رئیسو تم کو بھی مبارک
الغرض چارون طرف سے مبارکباد
کی صدا بلند ہے۔ واللہ مسٹر لاٹوس کی
تقرری اس وقت گویا سوکھے دہانون مین
پانی کا کام کر گئی۔
گزشتہ کلفتین انشا اللہ تعالے
سب دور ہو جائین گی۔ اس وقت تو
ہم صرف تہ دل سے مبارکباد دیتے ہین
اور لارڈ کرزن کا اور سب سے زیادہ
خدائے عز و جل کا شکریہ ادا کرتے
ہین جس نے ہمارے صوبہ کو یہ دن
دکھایا۔ کہو دوستو
مسٹر لاٹوس صاحب کی جے!
راقم۔ دعاگو۔

تیغ

ابرو کی چال ڈھال صفو کی شکل و شان
منو بر و پشیہ جبری شور خدا ن
شاہون کا رعب و داب سپاہی کی شان جان
ترچھون کی آبرو ہے تو بانکون کی آن بان
جرأت کا رکھ رکھاؤ ہے نصرت کی شان ہے
میدان کارزار مین فوجون کی جان ہے
فتاح و قلعہ گیر و جہاندار نامدار
جلوہ مین برق طور تو غصہ مین قہر نار
خونریز و خونفشان و وفادار کارزار
بیباک و تندتیز و حسین شوخ و آبدار
ترچھی مین سج بن گئی وہ بجلی سے بھی
غصہ چڑھا تو لڑ گئی چین جبین سے بھی
رنگت مین آب و تاب مین گوہر مثال ہے
نازک بدن ہے ایسی کہ شکل ہلال ہے
چہرے پہ رعب و داب ہے تیغ جلال ہے
کیونکر نہ ہنس و شوخ ہو کہ صاحب جمال ہے

تجلی کی طرح سن سے جو سر پر چمک گئی
نازک کمر حسینون کی گویا لچک گئی
رنگت مین مثل لالہ کے رفتار مین غزال
تیزی مین ہوئے گل پہ ہوائی ہوا کی چال
زیب بہار جنگ ہے سرو گلستان مثال
صورت پہ رعب و داب کی نورانی پر جلال
جوہر نہ پوچھو اسکے کہ اہل ہنر مین ہے
یہ آبرو ہے ڈوبی وہ آب گہر مین ہے
سر پر گری چمک کے سپر کی نہ لی پناہ
پل مارنے کی دیر تھی غارت ہوئی سپاہ
نہلاکے آئی خون مین عدو کو کیا تباہ
خشکی کو کاٹ چھانٹ کے آئی تری کی راہ
سر سیر ایک کر دیے رفتار ناز سے
لنکا مین بہہ کے نکلی گری جو حجاز سے
چمکی فلک پہ گر جی سپر پر اڑے سر
برسایا خون جو ابر سا کر پہ کی نظر
بجلی کیطرح آئی ادھر اور گئی اودھر
خود و زرہ کو کاٹ کے نکلی زمین پر
دونون مبارزون مین یہ انصاف کر گئی
جب گر جو رن گئی کا تہا وہ صاف کر گئی
قد ہے پری کا قبضے مین پنجہ ہے حور کا
عالم ہے سر سے پاؤن تلک ایک نور کا
آب و صفا مین رنگ تجلی طور کا
بجلی کی سی کڑک ہے تو ہے شور صور کا
حافظ بھی جان کی ہے پیام قضا بھی ہے
معشوق باوفا بھی ہے اور بیوفا بھی ہے
بخشا اجل نے اسکو قیامت کا چھانٹ کاٹ
اک دم مین دی ہے کشتو کے خندق قلعون کی پاٹ
پہونچا دیا حریف کو بحر اجل کے گھاٹ
چورنگ کر دیا ہے یہان سارا کاٹ کاٹ
زخمی ہزارون ایک نگہ سرسری کے ہین
مارے ہوے جوان یہ سب اس پری کے ہین
تھی دستگیر دوست کی دشمن خطر مین تھے
زخمون کے گل کھلانے ابھی تنے سپر مین تھے
کب دوست دست غیر سے اسکے مفر مین تھے

سورج گہن کے قصے نکل ہر اکسان نظر میں تھے
آئے تھا زیر یہ قبضے سے اب تو نکل گئی
خیرات کا خاتمہ ہو بند دق مل گئی

راقم ۔ لارڈ آف انڈیا ۔

چنانچہ علی الخصوص دیوالی ہے

تسم پر بیٹری کی امسال دیوالی بھی عجب
ٹھاٹھ سے آئی ۔ دو چار ایسی قلابازیاں
کھائیں کہ سارا ٹھاٹ پالان ہی الٹا ہو گیا
بیماری کے سارے خدائی حیت ہے ۔ جلا
جیسی وحشیا ہر ایک کے سرہانے ایک ایک
چراغ ٹمٹما رہا ہے قدرتی دیوالی ہو رہی
ہے ۔ نعلی عارفوں سے نہیں بلکہ جو نقش ہوا
سے عوام الناس خود ہی چراغ پا ہو رہی
ہیں ۔ خلقت بیماری کے ہاتھوں جیسی
ہو نا کیا منے ثبت بن رہی ہے جسم میں خون
نہ رہا نئی نئی رنگتوں سے گرگٹ کا جنم لے لیا
امراض تھپیڑوں سے کھیلوں کی طرح
گھر گھر ۔ منہ سکوڑ کر شربت عناب کی کلھیا
ہو گیا ٹھنڈے برفی پانی پر جان دینے
لگے ۔ ہر طرف عرق گلاب جامن کے ست
کی پکار پڑنے لگی یوں جی سمجھانے کو کیسے
لڈو پھوڑا کیجیے مگر ہمارے دیسی حلوائی
اپنی کرتوتوں سے آج سے کیا رہت بادشاہی
زمانے سے ناشتہ کرتے آئے ہیں لیکن
دل جلے ہیں (جلیبی) برسے ہوتے ہیں
اپنے ہی ہاتھوں امرتی کے انچ پیچ میں
پڑے ہوئے ہیں ۔ دیوالی کی آڑ میں بجائے
کمہار کے عطاروں سے شربت کے کوزے
ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں عطاروں
کی دوکانیں جواریوں کے اکھاڑے
ہو رہی ہیں ۔ بطامی ڈاڈو ۔ مہ سر بت ۔
سولی گنجفہ ۔ تاش ۔ چوسر ۔ تکی موٹھ
کوڑی وسکہ اغیرہ وغیرہ قمار بازیوں کو
بالائے چھپر رکھئے اس طرح تو بڑے
بڑے ملک زرا تر بھی نگاہوں میں دو آکو
کھلاڑی تکی موٹھ کہہ کر پر لگا دیے گئے
مگر درحقیقت غور کیا جائے تو جواریوں کے
چودھری آجکل عطار ہی بن رہے ہیں
نقصان کس چڑیا کا نام ہے ۔ نفع کے
جوئے میں جتے ہوئے کھٹنے ٹیکے مریضوں
کی انٹی سے مبلغ علیہ السلام کھینچ رہے
ہیں ۔ ابھی تک تو یہی جیت میں ہیں ۔
ادھر بی دیوالی صاحبہ ایک آدھ کروٹ میں
حکیم ڈاکٹروں کے مطب میں آ گھسیں ۔
بڑے بڑے ساحر خور دبرد ہو گئے ۔ قلم
کی موٹھ اور ٹوٹوں سے ایک جادو کر دکھایا
یونانی اثر سے چہرہ شاہی کھنا کھن ٹھیا
ڈالے ۔ بجائے مرگھٹ کے مکان ہی پر
مریضوں کی آمد و رفت سے شب بیداری
ہونے لگی فتیلہ ۔ تعویذ ۔ جھو جھا سب بکلیم
نذارد ۔ نسخہ ہی سے مریضوں کے اعتقاد
کو لقش کالحجر کر کے ایسا محصور کر لیا کہ جس
بہل جا میں نچا گئیں ۔ اور جس کرخ جا میں
کو دائیں ۔ مگر جناب اپنے اپنے اعمال
اپنے اپنے ساتھ ۔ خواہ موکل ہو یا شہید مرد
مگر سب کو ایسا مسلط کیا کہ علوی سفلی
کی کچھ بھی تمیز نہ رہی ۔ الّیا بلیا چولھے بھاڑ
میں گئی ۔ اچھے خاصے جیتے جاگتے بڑے
بیماری کے صدقے میں ہاتھ پیر باندھ کر
چھری تلے ٹین کر دیے گئے کہ ہر میں تک
نہ کر سکے ۔ زیادہ تیل نذارد ۔ دیوالی ختم
شد اور صبح سویرے البشرا آئیں و لار
جا ئیں ۔

راقم م ۔ س ۔ م ۔ ن ۔ ا ۔ ا ۔ ا ۔ ا ۔ ن

مکالمہ

آپ جانیے امیر کابل کا مرنا ایسا ویسا
تو تھا نہیں کہ اور ونکی طرح چپ چپاتے
مرجاتے اور کوئی خبر نہ ہوتا ۔ اول تو یہ
روس جب امیر عبدالرحمن خان کو بارہا آزما
چکا کہ وہ شیر علی خان کی طرح نہ میری بکری
میں آنے والے ہیں نہ انگلستان کے
کھونٹے کے بل پر کودنے والے ۔ تو اسنے
امیر کے مرجانے کا انتظار کرنا شروع کیا
دوسری طرف جسقدر عبدالرحمن خان نے
ہوشیاری وفاداری ۔ قول کی پابندی
انگلستان کے ساتھ نباہی ۔ لمبے مینگ
بڑھائے ۔ اطمینان کا سامان کر دیا ۔ اسی قدر
انگلستان کو اپنا خیر طلب بنا لیا ۔ ہر وقت
اون کو بھی یہی دھڑکا رہنے لگا کہیں ایسا
نہ ہو دشمن کے کان بہرے نو دو گیارہ ہو جائے
اور ہمکو پہننے کے سہرے فکر کرنا پڑے ۔
آخر موت نے بھی ع
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے
سمجھ کے کابل کا ٹکٹ لیا ۔ امیر صاحب کچھ
عرصے تک تو بیماری سوت کو ٹالتے رہے
مگر آخر کب تک ۔ روز بد آ ہی گیا ۔ جتنی
غلط افواہیں دشمنوں نے مشہور کر رکھی
تھیں اور سوا قعات نے جنکو بار بار غلط
ثابت کیا تھا ایک دفعہ سچ ہو ہی گئیں
اب دار و مدار حبیب اللہ خان پر آ رہا
چونکہ دونوں کو کسی نہ کسی طرح کا واسطہ اور
لطف تھا حبیب اللہ خان سے ملنے اور
ماتم پرسی میں بمصداق ؎

محبت ہو کسی سے یا عداوت
مزہ دیجائیگی گر دل سے ہوگی

مزے کی چاٹ دربار کابل تک کھینچ لائی
اور دونوں رقیبوں میں یوں بات چیت
شروع ہوئی ۔
انگلستان ۔ (روس سے) آہا بھائی
صاحب آپ یہاں کہاں ؟ خیریت تو ہے !
آپ کو نپور یا کے جھگڑے سے خدا نے
نجات دیدی یا کچھ خرخشا باقی ہے ۔
روس ۔ اجی قبلہ آپ تو بینی گو رکھ دہندے کو

جمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوا

مندرجہ ذیل عوارض کو
شفا کے لیے مشہور ہوگئی
ہے کہ انسی ۔ زکام
کروپ ۔ بروقت ضرورت
آزمائش کرو ۔ تمام
دوا فروش فروخت
کرتے ہیں ۔

اشتہار کارخانہ مشکور الدولہ فوٹوگرافر لکھنؤ

یہ قدیم کارخانہ اپنے
سعادتوں کا حکم بردار
کوٹھی متصل دروازہ
قیصر باغ میں تھا
اب اس سرک پر جو
نیلر آباد سے محلہ نیا
گانوں امانت علی پر جان
شہر لکھنؤ کو گئی ہے
مکان سکونت میں
مشتہر میں کھولا گیا ۔
امید کہ سعادن حضرات
حسب نشان بالا میں
تشریف لائینگے شرح
قیمت تعداد پیر میں
بہت تخمینت کر
دی گئی ہے المشتہر
قدیم نیاز مند ارسید
اصغر جان صاحب
مہتم کارخانہ

پھنک ہی آئے پنچو۔ یا کا معاملہ تو ایسا

بڑا نہیں آپ اپنے ٹرانسوال کو تباہ کر

اس کی طرف سے اطمینان ہوا۔ بھلا

جو سانحہ ان پر گزرا (حبیب اللہ خان

کی طرف اشارہ کرکے) وہ ممکن ہے ان

خفیف باتون کے مقابلے مین

نظر انداز کیا جائے۔ ایکطرف

تو عبد الرحمن خان کا مرنا۔ دوسری

طرف تخت امارت پر ان کا بیٹھنا کیا

بیان کیا جائے عجب چاشنی و ار

رنج و خوشی ہے ؎

عجب شادی و غم چرخ دو رنگ آورد و عالم

کہ ساز و نالۂ چنگ و نغمہ پردازہ باہم امروز

انگلستان۔ ارے بھائی کوئی

میرے دل سے پوچھے۔ نہ روتے

بنتا ہے نہ ہنستے۔ ٹرانسوال کا

جھگڑا ہی کیا۔ آپ جانیے معاملات

تعلقات ٹھہرے وسیع۔ ایسے بکھیڑے

آئے دن رہا ہی کرتے ہین۔ مگر ہان

یہ حادثہ عجب کھٹ مٹھا مزہ رکھتا ہے

امیر عبد الرحمن خان سا دوست

اٹھ جائے اور رنج نہ ہو۔ حبیب اللہ خان سا

سعادتمند جانشین ہو اور مسرت نہ ہو

غیر ممکن ؎

معاذ اللہ ازین غم للہ الحمد ازچنین شادی

کہ گریانست و خندان شمع سان شیخ و شباب امروز

روس۔ ہان یہی بات تو ہم بھی کہتے

ہو۔ ہمارے دل کا تو یہی حال ہے

اور ہم تو مرحوم کے گاڑھے وقت کے

دوست تھے۔ اور اب بھی انکی شرکت

غم و مسرت کو حاضر ہین۔ ؎

شہ افغانیان بگزشت شاہ نوجوان آمد

دل مجروح روسی شد مرہم کامیاب امروز

انگلستان۔ بھئی اسکی نہ پوچھو۔ واللہ

ان کو دیکھ کے بڑی بڑی امیدین ہوتی

وجع مفاصل کا عارضہ

چیمبرلین صاحب کے بین بام سے جاتا رہنا ہے ایک مرتبہ کے استعمال سے درد جاتا رہتا ہے تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

ہین۔ خدا ان کی عقل صحیح رکھے اور عمر

طبعی کو پہونچائے۔ ان کی ذات سے

مجھے تو بڑی تقویت ہے۔ ؎

زدست فیض این شاہ جوان دولت عجب نبود

اگر کس را کہ از غم پیر شد گردد شباب امروز

روس۔ ارمان ترمانے کا گور کھودنا

[illegible]

درین بزم دو در زین نفت دو آمد تماشا کر

ہمین خندد ہمین گرید چو مینائے شراب امروز

انگلستان۔ اور اپنے دل کی بھی یہی

کیفیت ہے ؎

عجب سوز نہان دارم عجب شوق رہجان دارم

کہ اشک و نغمہ میریزیم بر آتش چون کباب امروز

روس۔ اسی مضمون پر نیازمند نے

بھی ایک شعر کہا ہے۔ ؎

ز صہبائے نشاط و غم چو سرسیم و مخمور یم

بکام تلخ و شیرین ہست در لذت شراب امروز

انگلستان۔ جی ہان۔ ؎

زلال آب حیوان ہم اگر ریت بعد مارا

گشت زہر اب بید انم رگ ہاش شہد ناب امروز

روس۔ واللہ خوب کہا ہے۔ اور شہد

کا مزہ تو کوئی میرے دل سے پوچھے ؎

رگ جانہا درین شادی و غم چون رشتہ جولان

گہے بر جوش ہے بالد گہے افتد بہ تاب امروز

حبیب اللہ خان جو اب تک

دونون دوستون کی شاعری ملفاظی

مضمون آفرینی سنتے سمجھتے۔ اور سر

ہلاتے جاتے تھے ایک دفعہ سر اٹھا کے

بولے ؎

حبیب اللہ خان۔ بندہ ازین اظہار

تاسف و مسرت خیلے ممنون و مسرور

شدم۔ من ہم کرمن خوب سے دانم

این محل پالیسی نیست بلکہ جلسہ

شاعری است۔ اگرچہ شاعر نیستم ہم چو

پدر بزرگوار مرد سپاہی و صاف گو

ہستم لیکن درین محل شعر استادے

بیاد م آمد بخدمت ہر دو بزرگان فرو

خواندن میدہم۔ ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدت را می شناسم

لوکل علیہ الرحمتہ

شہر مین یون تو خیریت ہی

ہے۔ جینے والے جیتے ہین اور

پیدا ہونے والے پیدا ہی ہوتے

ہین ہان مرنے والون کے واسطے

ہیضہ خان صاحب دورہ کرنے

پھر تشریف لائے ہین پہلے بھی کوئی

دو مہینے ہوئے شب برات کے

انار کی طرح زور دکھا گئے تھے

ہم سمجھتے تھے جائزہ ہو گیا۔ صفائی

ہو گئی۔ جو لوگ منظور نظر تھے

اُن کا چالان بھی کر چکے۔ مگر

عجب اتفاق ہے آپ ملک الموت

کی دعوت کا اسم پھر پڑھنے

کو آ دھمکے۔ اگرچہ شہر کا یہ

حال ہے کہ ؎

دگر نماند کسے تا بہ تیغ ناز کشی

مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

لیکن پھر بھی کچھ دم درود دیکھ کے

پھر آئے اور معلوم ہوتا ہے اس

دفعہ میان طاعون نے اپنا

قائم مقام کرکے بھیجی۔ یا۔ تب ہی تو
اس موسم میں تکلیف فرمائی ہے
ورنہ نہ یہ فصل تو آپ کی تھی نہیں
آم نہ خربزہ۔ نہ گرمی نہ عفونت۔

۷۔ نومبر ۱۹۱۰ء   تا ۷۔ نومبر ۱۹۱۲ء

توت کی گولیان

طاقت دینے والی دوائیون مین مشہور دوائیان فاسفورس اسٹکنیان ڈمیا ملا کرکے گولیان بنی ہین۔ بدن کے مادہ حیوانی کو مغز و پٹھے رگین اور گوشت اور خون کو طاقت دینے کا یہ دعوے رکھتے ہین۔

ان کے فوائد

زیادہ محنت۔ زیادہ پڑھنا جوانی کی خرابیان محنت وغیرہ سے مادہ حیوانی پتلا ہو کر مغز خالی اور رگین کمزور ہو گئی ہون تو دو تین ہفتہ کے استعمال سے پھر خود آپ بدن مین جوش آتا ہے۔ مادہ گاڑھا ہوتا ہے بدن مین گرمی معلوم ہوتی ہے اور کمزوری رفع ہوتی ہے۔ آنکھون مین بصارت آتی ہے۔ یہ گولیان مندرجہ ذیل بیماریون مین از حد مفید ہین۔ بدہضمی۔ کمزوری۔ نامردی ہاتھ و پیرون کا کانپنا۔ ہول دل۔ یاد بھول جانا۔ تھوڑی محنت مین سانس پھول جانا۔ طبیعت کا ہر وقت سست رہنا۔ آنکھون کی کمزوری اور جوانی مین بوڑھے پن کی سی حالت۔

قیمت فی شیشی جس مین ۳۰ گولیان رہتی ہین عہ ترکیب استعمال دوا ہمراہ شیشی ہے۔

پتہ۔ ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن
نمبر ۵۔ تارا چند دت اسٹریٹ
بسندریا پٹی۔ کلکتہ۔

چیمبرلین صاحب، کھانسی کی دوا
مندرجہ ذیل عوارض کو شفا کے لیے مشہور ہو گئی ہے کھانسی زکام کروپ بروقت ضرورت آزمائش کرو۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین۔

پچیس ہزار مریض کہتے ہیں تندرست ہو گئے

شربت مقوی اعصاب

[illegible]

زبدۃ الحکما حکیم ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے بفصل بعبارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ ال۔ غبار۔ پھولا۔ کھجلی سرخی ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم کہاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین۔ قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیرہ دی ماشہ بیس روپیے مصری سرمہ فی تولہ ۴ رخرچ بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر سیا سنگھ اہلو والیہ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

تازہ سندات | ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے | تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار سیا سنگھ صاحب تسلیم مینے آپ کے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً بیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری راے مین آپ کا سرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانہ جات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد فرمے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی۔ پی۔ پوسٹ بھیجدین۔

راقم۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ کوٹسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۲) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار سیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی سفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی بہنے دھند وخارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے اس سرمے سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھا دین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۳) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار سیا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر وتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی

راقم۔ آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو پانچ ہزار روپے انعام دیا جاے گا جو لاہور پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

این نوا سنجی مرغان گرفتارم گشت

چڑیا کانفرنس - باگوا گو بار

انگریزی عملداری کے آزادانہ خیالات اور روز افزون ترقی کی فکرون - حتیٰ نئے جلسون جیسے دن کی کانگریس - کانفرنس نے آخر جانورون کو بھی اپنی ضروریات کا احساس پیدا کر دیا - انکی دیکھا دیکھی ان بے زبان خلایق نے بھی اپنی قومی بہتری کے لیے تدابیر سوچنی شروع کی -

سب سے پہلے کوے کو اپنی صنف اور اپنی نوع کی درستی کی ضرورت محسوس ہوئی - اور بھوبھکے کی صلاح سے ایک چڑیا کانفرنس مقرر کی -

ہوڑے کے پیپر کے میدان جس مین بالو حرارت آفتاب سے شعلہ جوالہ ہو رہی تھی اور کوے نے اپنے حسن لیاقت سے اسکو تمامو کمال میدان مینا مثل منیٰ باب کے معدا کچا یا تھا - اس کام کے لیے منتخب ہوا - گرد و پیش کے ببول کے تر و خشک درخت بطور خیمہ و کوٹھیون کے مہمانون کے قیام کے لیے تجویز ہوئے - اور ادار کے پھیلنے والے چھوٹے چھوٹے درخت بجاے چھولداریون کے راوٹیون کے آراستہ بازار - ہوٹل - ڈاک خانہ تارگھر کے لیے قرار دیے گئے - ایک بکریا کا پرانا درخت جو عہد آدم سے اس وقت تک سوا بڑھنے اور پھیلنے کے گرنے اور ٹوٹنے کا نام نہین لیتا تھا پنڈال جلسہ کے لیے تجویز کیا گیا - نوٹس و اشتہارات جلسہ بذریعہ بھجنگ اخبار کے گرد و پیش کے دیگر پرندون کی طلب مین جاری کیے گئے - اور مہراج بھجنگا رام خود اور منشی تپنگا دونون چند دن پیشتر سے اس کام کے لیے مقرر ہوئے کہ وہ مختلف جنگلون و بیابانون - کوہون مین جا جا کر مقاصد کانگریس اور اغراض جلسہ سے حضرات بادیہ نشینان

و شاخسار جنبندگان کو مفصل و مکمل سمجھا وین اور اس عظیم الشان جلسے کے لیے مدعو کرین - جنہون نے اپنی چھوٹی بڑی اسپیچون اور پُر معنیٰ تقریرون سے ہی یا - ہی کہکر سامعین کو اپنی حالت موجود متوجہ کیا - اتوار کے دن - دسا سوا کی ساعت ٹھیک دوپہر کے وقت مئی کے مہینہ مین ڈیلیگیٹ صاحبان کی آمد شروع ہوئی - اور مفصلہ ذیل اصحاب شریک جلسہ ہوئے -

۱ - لالہ کوارام صاحب
۲ - مہراج بھجنگا رام
۳ - منشی تپنگا -
۴ - لالہ طوطا رام
۵ - کنور گدھ نراین
۶ - راجہ بلا دھینگ
۷ - شیخ ککھو
۸ - مرزا چمگیدڑ بیگ
۹ - خان بہادر الو مرزا
۱۰ - سیٹھ مورک داس
۱۱ - راے بہادر چیل سنگھ
۱۲ - ٹھاکر مشش الکھ بخش
۱۳ - راے صاحب کندیکھ راے -
۱۴ - پنڈت نیل کنٹھ
۱۵ - سماۃ کالدم بائی
۱۶ - بھدکی پنڈتہ

حسب قرارداد کمیٹی خان بہادر الو مرزا اعناب پریسیڈنٹ قرار پائے جنہون نے گردن ہلا ہلا کر اور بال پھلا پھلا کر مختصر الفاظ مین افتتاح کانگریس کیا -

اُسکے بعد لالہ کوارام نے قریب کی شاخ سے اُچک کر سامنے آئے اور بھاری بھر کم آواز قائین قائین - قون قون - کی کی - کاؤن کاؤن کائین کائین - کین کین - کئی کئی کر کے اسطرح زور سے اسپیچ دی کہ سامعین کے قلوب ہل گئے -

جناب صدر انجمن صاحب و حاضرین -

مین ناچیز سیہ کار سرگشت پر آپ سب صاحبون کے سامنے اپنی قوم کی شکستہ حالی اور بے بالی پری باوجود بیدار ہونے کے کس طرح سے بیان کرون - گو ادب اخلاق جرات کم دیتا ہے کچھ واقعی انکسار مجبور کرتا ہے جہان جناب منشی طوطا رام جیسے ایسے لائق لائق فصیح البیان موجود ہون تو بیان کرنا در اصل مشکل ہی بلکہ دشوار ہے - دشوار ہی نہین بلکہ ناممکن ہے - مگر کیا کیا جاے خود آپ صاحبان نے مہربانی سے اجازت دی ہے -

حضرات - یہ امر مخفی نہین کہ ہُدہُد کی بادشاہت مدت ہوئی مفقود ہو گئی اور بجاے اسکے ہما ہمارا سب کا بادشاہ ہوا - (چیرز) ہوہو اگرچہ بہت منکسر مزاج تھا اور سا اصول جہانداری سے اچھی طرح ماہر بھی تھا - لیکن اُسکے مصاحبین یا کارپردازان سے کبھی کبھی ہم پر مظالم بھی ہوئے جیسے ٹھاکر باز بہادر یا تلنگ شکرہ بخش یا نواب جرہ جنگ کی وجہ سے - لیکن ایمان کی بات یہ ہے کہ اُنکی واقفیت کا حصہ بہت کم تھا - باز بہادر - شکرہ بخش - جرہ جنگ - ترمتی بیگ شاہین نواب جنگ وغیرہ کی وجہ سے ہمارے اور ہمارے پریسیڈنٹ - اور کنور گدھ کی غذا ان لطیف کا حصہ بہت زیادہ اُنہین کے منہ مین آتا تھا - اور ہمکو باسی بسٹرے - گود اور گوشت پر کفایت کرنا پڑی (جلسہ سے سیٹی لغرت کی اُٹھی) -

ہماری رعنائی - ہماری طنازی مین کیا کچھ کمی ہے - کیا ہمارا خرام نازانہ - کیا ہمارا قدم قدم صحن گلزار و دیار باغ میں چلنا کچھ چکور طاؤس سے کم ہے؟ ہرگز ہرگز نہین (چیرز) انکسار و عجز ایک طرف - لیکن صاف صاف

چیمبرلین صاحب کہاسنی کی دوا
مندرجہ ذیل امراض کی شفا کے لیے تیر بہدف ہے کہاسنی زکام گرمی نظیر رات میں بھی فائدہ آزمائش کر کے قلم دوا فروخت کرتے ہین -

اور ناچ کھلاڑی

مہوت کیسی۔ حضرت ہمیشہ کا ساتھ نہ سمجھانے تو نہ سمجھاتے۔ اب دیکھیے پہچون کیا گزر تی ہے۔
راقم۔ شیدا۔ بادہ ہلکی۔

ریویو — پری بانو۔

اُردو زبان نے جو ترقی اس بیس پچیس برس کے زمانے مین کی ہے وہ نہایت قابل قدر اور باعث مسرت ہے۔ اور جس جا بجا نیز یہا مین ہم اُردو کو اس وقت ترقی کرتے دیکھتے مین یہ زمانہ کی قطع بریدگی کا تیجہ ہے۔ گو اب تک کتب علوم اسود مین کمتر کوئی شاذ نظر سے گزرتی ہے تاہم انگریزی مورخون کے تصانیف کے ترجمے تالیفات تاریخ اسلام اور اس قبیل کی اکثر کتابین ہماری زبان مین اس وقت موجود ہین جن کو ہم نہایت قدر کی نظر سے دیکھتے ہین۔ جن حضرات نے اپنی توجہ کو اس جانب رجوع کیا ہے اُن کی بہ ادل نسے دیتے ہین۔ ہان افسوس تا ولون کی وہ بھرمار ہے کہ اگر کل ناولین جمع کی جائین تو اُن کا نمبر تمام دیگر موجودہ تصنیفات و تالیفات سے اگر سہ چند نہین تو دو چند ضرور ہوگا۔ اس امر سے خواہ آپ مسرور ہون یا متاسف لیکن یہ واقعہ ہر شخص کو جیسے کہ ہی سٹ بہ بہت ایک دریائے موج کا سا عنان گسیختہ شوق ناول لکھنے یا کم از کم کسی انگریزی ناول کا ترجمہ کرنے کا ہے۔ تراجم کو چھوڑ کے جس قدر ناول ہماری نظر سے گزرے ہین جن مین اکثر نہایت قابل و ذی علم حضرات کے قلم سے نکلے مین شاذ ہی ایسا ہوگا جس مین شرائط و لوازمات ناول نگاری کی پابندی کی گئی ہو۔ اگر کسی صاحب نے کچھ شرائط کو ملحوظ رکھا بھی ہے تو وہ اختتام قصہ تک نبھہ نہین سکے۔ مثال کے لیے ہمین دور جانے کی ضرورت نہین۔ ہماری میز پر اس وقت ایک جدید ناول "پری بانو" رکھا ہے جسے ہمنے ایک سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ مصنف اس کے منشی پیارے مرزا صاحب لکھنوی مدرس فارسی و اُردو چرچ مشن اسکول مین۔ منشی صاحب ایک ذی لیاقت شخص ہین۔ اُردو اُن کی مادری زبان ہے اور پری بانو اُن کی پہلی تصنیف نہین ہے۔ اصلاح نسوان پر دو ایک کتابین پیشتر لکھ چکے ہین۔ اس موقع پر ہمارا منشا متعصبانہ نکتہ چینی کا ہرگز نہین ہے۔ بلکہ منشی صاحب کو دوستانہ یہ صلاح دینا ہے کہ اگر آیندہ اُنہین ناول لکھنے کی جانب توجہ ہو تو ایسی لغزشین نہ ہون جیسی ہم نہایت افسوس سے پری بانو مین دیکھتے ہین۔ کل کتاب پر ایک سرسری نظر ڈالنے کے بعد ہم اس نتیجہ کو پہونچتے ہین کہ منشی صاحب نے اس تصنیف کو نہایت بے توجہی سے تحریر فرمایا ہے اور کیا عجب ہے کہ بیگار ٹالا ہو۔ اور کاتب صاحب نے اُن کی قلبی حالت کو کسی اشراقی ذریعہ سے دریافت کر کے بیگار ٹالنے مین منشی صاحب کی پوری ماس کی ہے۔ تمام کتاب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالاادارہ غلط لکھی گئی ہے اور پروف دیکھا تک نہین گیا ہے۔ لکھنؤ کے مصنفین کی تحریر غیر ممالک کے لیے سند ہوتی ہے اگر یہان کے تصانیف مین محاورات اور الفاظ کے صرف مین ایسی ہی لغزشین ہونگی تو اُردو زبان ——

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

کے مصداق ہو جائیگی۔

صفحہ اول۔ سطر ۱۵۔ طائرون نے ..... ہر چہار جانب آسمان کو دیکھا رنگ دگرگون پایا" یہان دیگرگون کس معنی مین صرف کیا گیا ہے۔ کیا صبح اُسی روز ہوئی تھی اور کبھی نہین ہوئی تھی۔ اُس صبح کو کونسی خلاف معمول بات ہوئی تھی جس سے رنگ دیگرگون پایا گیا۔

صفحہ ۲۔ سطر ۲۰۔ ایک فقرہ مین تین "ہ باپ" کس قدر مکروہ معلوم ہوتے ہین۔ "صبح کی کیفیت اور فرزند مراد کی حالت دکھانے مین تو باپ کے متعلق جملہ معترضہ بیچ مین آگیا ہے۔ اور پھر صبح کی کیفیت کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ سلسلہ کلام کو نہایت ہی خراب کرتا ہے اور سمع نازک پر بہت گران گزرتا ہے۔

صفحہ ۵۔ سطر ۱۵۔ "اُس محل سے ملی ہوئی پکی چار دیواری ہے۔ جس مین ایک دیو ار آراستہ ہے"

یہ بھی فقرہ اپنی آپ نظیر ہے۔ اور "دیوار آراستہ ہے" یہ منشی صاحب کا مخصوص محاورہ ہے۔

صفحہ ۴۔ سطر ۱۔ "وہ اور یہ کی اس درجہ تکرار نے ہمین بہت متعجب کیا ہے۔ معلوم نہین کہ منشی صاحب کو دونون اشارون مین سے کون زیادہ مرغوب ہے۔ غالباً اشارہ قریب زیادہ پسند ہے۔

صفحہ ۷۔ سطر ۱۔ "مفت کا تو سر دماغ خراب کر دیتا ہے" غالباً منشی صاحب کا ذاتی تجربہ ہے۔ ورنہ ایسا مقولہ سُنا نہین گیا۔

صفحہ ۱۴۔ سطر ۲۵۔ "بیگم ایک علامہ فہر تھی" علامہ فہر نئی ترکیب ہے!

صفحہ ۲۲۔ سطر ۲۔ "الغرض صفیہ خاتون معہ حور بانو اور پری بانو فارس کے کھاڑی مین جسے سیہون اور جیہون کہتے ہین سوار ہوئی۔ خلیج فارس کو سیہون اور جیہون منشی صاحب کے مصنفہ جغرافیہ مین لکھے ہون گے ورنہ سیہون اور جیہون وسط ایشیا کے دو دریاؤن کا نام ہے۔ اور فارس کے جنوب جو سمندر واقع ہے اُسے خلیج فارس کہتے ہین۔

صفحہ ۳۴۔ سطر ۱۴۔ "اُن ڈونگیون کو سمندر مین بہانا یک کے اُنچ بڑی ڈونگیا کا سمندر مین بہنا نا سُنا نہین گیا۔ سطر ۲۳۔ "حبشی غلام بھی ایک ڈونگیا اُٹھا لایا" ڈونگیا کا ہیکو بیا تھا کہ بغل مین دبا لایا۔ ایسی چھوٹی ڈونگیا جہاز پر تو نہین ہوتی۔ اور نہ سمندر مین کام آسکتی ہے۔ ہان منشی صاحب کا منچلا حبشی ڈونگیا جاہے بنا لے۔

صفحہ ۲۶۔ سطر ۱۱۔ "جہاز کا نہر سویز مین تباہ ہونا اور ڈونگیا کے لوگون کا پانچ دن مین سرحد روس مین پہونچنا کسی طرح قیاس مین نہین آتا اگر منشی صاحب نے یہ کتاب عالم خواب مین نہ لکھی ہوتی اور ذرا بھی جغرافیہ سے مس ہوتا تو ہرگز ایسی بے تکی بات قلم سے نہ نکلتی۔ اگر طوالت منظور تھی تو اور معقول ذریعہ ہو سکتے تھے روس مین ان مصیبت کے مارون کو لیجانے کی کوئی خاص وجہ بھی نظر نہین آتی۔

صفحہ ۲۸۔ سطر ۱۶۔ روسی خادم اور سپاہی کا صفیہ سے فصیح اُردو مین گفتگو کرنا کچھ کم تعجب خیز نہین۔ جبکہ یہ نہین کہا گیا ہے کہ وہ اُردو جانتے تھے ایسی ہی خلاف قیاس اور بے سر و پا باتون نے جنسے تمام کتاب مملو ہے ذی علم مصنف کو دروغگو را حافظہ نباشد کا مصداق بنا دیا ہے اور ہمارا یہ قیاس چندان بیجا نہین ہے کہ مصنف نے اس ناول کو عالم خواب مین لکھا ہے یا جو کچھ بحالت بیداری

(C)

چیمبرلین صاحب کا وجع مفاصل کا عارضہ

بڑی مشکلون سے جاتا ہے چیمبرلین صاحب کی مین نام نے بارہا اچھا کر دیا۔ اور نہ عند الضرورت جب استعمال کیا جا۔ تو ایسا ہی فعل کریگا تمام دوا فروش فروخت کرتے ہین

پانچ ہزار روپیہ انعام

ہیرے کا سرمہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون- نامور ڈاکٹرون- والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے یضعف لعبارت- تاریکی چشم- دھند- جالا- پڑبال- غبار- پھولا- سرخی ابتدائی موتیابند- ناخنہ- پانی جانا- خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہین رہتی- بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین- قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ہیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معری سرمہ فی تولہ ۴ رخرچ بذمہ خریدار-

درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ہیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے-

المشتہر- پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ- مقام بٹالہ ضلع گورداسپور- پنجاب-

تازہ سندات | ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے | تازہ سندات

(۱) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم مین نے آپ کے ہیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً بیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند- دھند- پھولا- ناخونا آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا- میری راے مین آپ کا سرمہ سِول پوڑیہ کو نین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر وغریب آپ کے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی- پی پوسٹ بھیجدین-

راقم- ڈاکٹر چودھری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان-

(۲) مین نے ہیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے- مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید و مفائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند وغبار وخارش- سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ مچ آپنے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھاوین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین-

راقم- ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور

(۳) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ہیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا-

آنکھون کی بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے علاوہ اسکے آنکھون کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کے واسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے مین نے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی

راقم- آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی- ایس- آئی- ممبر کونسل گورنمنٹ پنجاب سابق سشن جج قسمت جالندھر

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب ۵۰ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جولائی پنجاب ٹنک مین اسی مطلب کے ماہ مارچ ۱۹۱۰ء مین جمع کیا گیا ہے-

ریویو- پری بانو

مورخہ ۱۴- نومبر سنہ ۱۹۱۰ء [illegible]

صفحہ ۵- سطر ۱- مولوی صاحب کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا نہین گیا ہے- ہاں اگر یہ بھی منشی صاحب کا ذاتی تجربہ ہے تو ہمین کوئی اعتراض کا محل نہین ہے۔

صفحہ ۶- سطر ۵- لبساطن کا یہ فقرہ "دو فرد ہین سے لوطیف شروع کر دونگی" لبساطن کی حیثیت و حالت سے کہین بلند ہے۔ ایک ناخواندہ- پیشہ ور عورت کے منہ سے ہرگز ایسا فقرہ نہین نکل سکتا ہے۔

صفحہ ۳۳- سطر ۴- اونٹون کو پہاڑ پر چڑھتے ہوئے آپ ہی نے دیکھا ہوگا- اگر آپ چاہین تو اونٹون کو پیرہ دار عطا کر سکتے ہین

صفحہ ۶۳- حضرت آپ کو جو سوجھتی ہے ایسی سوجھتی ہے۔

ایسی دوربین جس سے تمام دنیا کا گوشہ گوشہ دکھائی دے- عمر عیار کی زنبیل اور الہ دین کے چراغ سے کسی طرح کم نہین ہے- کیا آپ کو اتنا بھی علم نہین ہے کہ اگر دوربین سے ستارے یا دیگر اجرام سماوی دیکھے جاتے ہین تو نہایت صاف شب مین دیکھے جاتے ہین- کوئی پہاڑ کسی قدر بلند ہو زمین کی گولائی اُن مقامات کی جو ہزار ہا کوس کے فاصلے پر ہون- اور اُس پہاڑ کے درمیان ضرور حائل ہو جاتی ہے- علاوہ برین بخارات ارضی وغیرہ بھی حائل ہوتے ہین- پس ایسی دوربین جس سے ایک جانب دردانہ چین اور دوسری جانب استنبول دکھائی دے- محض مصنف صاحب کی دماغی حالت کی شاہد ہے-

صفحہ ۶۹- سطر ۲۲- صاحب کا منشا تو یہ تھا کہ میم صاحبہ بمبئی کی راہ سے ولایت جاوین- اور اس وجہ سے مراد سے اُس نے یہ کہا تھا کہ "اگر تم بمبئی سے جانا چاہو تو سویز تک ساتھ ہوگا" لیکن بعد کو میم کا ارادہ فارس جانا اور مصنف صاحب کا آگے چلکر اس کا وجہ دخل اس طرح کرنا کہ میم صاحبہ اور صاحب سے ناچاقی کے باعث صاحب نے انہین خشکی کے راستہ سے محض اس وجہ سے روانہ کیا تھا کہ میم صاحبہ راستے مین ہلاک ہون مصنف صاحب کے حافظہ کو چندان قوی نہین بتاتا

صفحہ ۷- سطر ۱۲- "ایسا نہ ہو کہ پانی پیٹ مین بھر جاوے" حضرت یہ زبان تو صدر بازار کے [illegible] تک مین نہین بولی جاتی

صفحہ ۱۰- سطر ۲۲- "صبح کو [illegible]" مشن کے پادری کہتے ہون تھے- اور انہین کی صحبت نے ان کی زبان مین یہ تغیر پیدا کر دیا ہے جو نہایت قابل افسوس ہے-

صفحہ ۷۷- سطر ۱۰- "ایران مین ریذیڈنٹ نہین رہتا ہے- بلکہ ایلچی رہتا" کیا خدانخواستہ مثل کشمیر و حیدرآباد کے آپ نے ایران کو بھی ملک محفوظہ تصور فرمایا ہے-

صفحہ ۸۲- سطر ۶- "دو شانہ مین شانہ چلتا ہے" حضرت شانہ سے شانہ فرمایا کیجیے

صفحہ ۸۳- سطر ۲- "خون کے آنسو رو رہی تھی" "خون کے آنسو روتی تھی- یہی فصیح ہے"

صفحہ ۸۵- سطر ۱۴- لبساطن کو مراد کا فارسی شعر سنانا بھی بالکل اس مثل کا مصداق ہے "بھینس کے آگے بین بجے اور بھینس کھڑی پگور رہے"

صفحہ ۱۰۳- سطر ۲- "یکایک ہید ہیدانہ" بھی آپ ہی کا مخصوص محاورہ ہے ورنہ لوگ دبے پانو بولتے ہین-

صفحہ ۱۰۳- سطر ۱۴- "تم تو ایسے گئے جیسے بیل کے سر سے سینگ" حضرت گدھے کے سر سے سینگ کا جانا تو سنا تھا- لیکن بے سینگ کے بیل آپ ہی کے خیالی بالہ مین ہونگے آپ بیکار سینگ کٹا کے بچھڑون مین شریک ہوتے ہین-

صفحہ ۱۰۶- سطر ۲۲- "ہر ہر عضو پر دولہن کے مصری کی ڈلی رکھ کے دولہا کو کھلاتے ہین" ہر ہر عضو پر رکھی ہوئی مصری آپ ہی نے نوش فرمائی ہوگی-

یہ چند ذی علم مصنف کی لغزشین جو ہمین پری بانو پر ایک سرسری نظر کرنے سے ملین پیشکش ناظرین ہین- نفس قصہ کی کمزوری- اسلوب قصہ کے توضیح و اطوار کی ناشائستگی کسی شخص کے خیالات و زبان کا اُس کے حسب حیثیت نہ ہونا- اور قصہ کا غیر منتج ہونا یہ ایسی فرو گزاشتین ہین جنسے ہمارے موجودہ ناولون مین بہت ہی کم کی گئی کیا گئی ہے- اور ظن غالب یہ ہے کہ ایک زمانہ تک نہ کیا جاوے- پس ایسے اعتراض یا ان فروگذاشتون کی جانب مصنف کی توجہ کو مبذول کرنا بالکل بے سود ہے- نہ ہم ایسی امید کر سکتے ہین کہ مصنف پری بانو اور حور بانو کی شکل و شمائل اور خط و خال کا فرق یا سلیمان و مراد کی وضع و قطع یا خواجہ ابراہیم اور مرزا محمود صفیہ و عزت محل کے الفاظ مین ایسی تصویر کھینچی گئی ہے کہ ناظرین کے لوح دل پر منطبع ہو جاوے گی اور تمام ارباب قصہ زندہ و لکھا و یکا لطف دے سکے کیونکہ جہان تک ہماری نظر ہے حال کے ناولون کا مقصد منشا صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ ایک عشقیہ قصہ لکھا جائے- اور حتے الامکان ناظرین کے پست جذبات مشتعل کیے جائین- وہ منشی پیارے مرزا صاحب نے پری بانو مین کر دکھایا ہے اور اُس کم بین پبلک مین جسے محض قصہ سے غرض ہے خواہ وہ کیسا ہی ہو اُن کی تصنیف کی ضرور قدر ہوگی- اور امید ہے کہ منشی مادھو پرشاد مشتہر نے جو کچھ صرف کیا ہے وہ کسی نہ کسی وقت تک وصول ہی ہو جاوے گا-

راقم

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
در کار این مباش کہ نشنید یا شنید

پورنماشی کا نہان- سار جو اور گنگا

مہرانی کا اشنان

بہار است وہے و حرام ست زیست
بر احوال زہاد باید گریست

بہارون کی فصل- زمانہ- حسن پرستون کا حوصلہ نکالنے کا وقت- مذہبی تہوار کا جوش خروش- عقیدہ تمندون کے دل کی مراد- کوئی سار جو جی مین غوطہ زن گنگا کا اشتیاق- کوئی گنگا جی مین اشنان کرنے کا آرزومند- کار دنیا ہزارہا نیک افکارات سے مجبور- گھر سے باہر قدم نکالنا دشوار- غریب کی گذر معیا یا تانا بانا بھی مین ڈبکی لگا لینے کو تیار- سڑکون پر ہجوم- گلی کوچہ

اسپ طرز نوال

جاتے تم تو سب ہی ہو رخصت ہوتے ہیں ہم
خطا جو سے جو کچھ ہوئی ہو یکدل ہو کر آج
معاف کرنا پیارو نصیب رخصت ہوتے ہیں ہم
شیب میشاپ جلدی کرو دیر مت لگاؤ
بس رخصت رخصت رخصت رخصت ہوتے ہیں ہم
بعد چند اشخاص از حاضرین جلسہ
اپنی شوہانہ زبان گوہر پاش فرمودند ۔ سے
جدائی یہ تمہاری اب باعث ہی بیقراری ہے
خدا جدی ملائے اب کہ بس سینہ فگاری ہے
رخصت کیسے ہیں ہم رخصت کرتے ہیں ہم
آؤ ملو گلے پھر یاد رخصت کرتے ہیں ہم
دل پھوٹ تو یسی لگی ہے سینہ شق ہوا جاتا ہے
مشکل ہے ہا جاتا ہے جانا رخصت کرتے ہیں ہم
ہونٹوں پر ہر رکت غم پر آنسو آنکھ بہاتے ہیں
ذرا دیکھو کس مشکل رخصت کرتے ہیں ہم
ہم آوا اکثر اچھے کیسے زبان نہیں شکر کرین
قسمت کا کیا امر نہیں سکتا رخصت کرتے ہیں ہم
ایزد تعالیٰ خیر لائے ہمیشہ سب کو ہوتی ہے
رحمت تو اب اسپرد کیا رخصت کرتے ہیں ہم

لاٹ صاحب ۔ سے

سیٹی بجی ریل کی مری جان
لو جاتے ہیں اب خدا نگہبان

انشر و بیگم ۔ سے

سیٹی بجی ریل کی مری جان
کرتے ہیں لغزش قدم رنجان ؟

اے آمدنت باعث آبادی ما ۔ سے

خوشی کا دن ہے کہ پھولے نہیں سماتے ہیں
زمین میں ایسے ہیں مانو ہوا سے جاتے ہیں
خدا نے اسکو جلال و یہ مرتبہ بخشا
خوشی میں اسکی وہ کنکوے ہی اڑاتے ہیں
خیال یار جو آیا پھڑک اٹھے دل میں
طرب میں آکے کاغذی اسپ ہی دوڑاتے ہیں
امیدیں اسقدر رکھتے ہیں کہ کوئی حد ہی نہیں
ہوا میں بیٹھ کے خیالی پلاؤ پکاتے ہیں
اگر چاہا خدا نے تو امیدیں سب بر آوینگی
اسی امید پر ہم سب غموں کو بھی بھلاتے ہیں
بس اب خیر میں لکھنا یہ مجھکو باقی ہے
خوشی کی ... کی خوشی آج ہم مناتے ہیں

راقم
سپہ ۔ ل ۔

”من لم یشکر الناس فلم یشکر اللہ“

” مولوی نذیر احمد کا ترجمہ کلام مجید “

بہت حیرت اور استعجاب سے یہ بات دیکھی جا رہی ہے کہ باسی کڑھی میں ابال آیا یعنے بعد خرابی بصرہ علاج بیمار شد ۔ مولوی نذیر احمد صاحب بالکل نیکا ترجمہ شائع ہو کر سات آٹھ برس ہونے آئے اب مرزا حیرت صاحب اڈیٹر کرزن گزٹ دہلی ایک نئے ترجمے کی ضرورت ثابت کرتے ہیں ۔ اور وہ اس وجہ سے کہ مولوی صاحب مغفور کا ترجمہ ۹۵ فیصدی اغلاط سے مملو ہے ۔ اور بیچارے مرزا صاحب کا جدید ترجمہ فی زمانہ بالکل غلطیوں سے پاک اور منزہ ہوگا ۔ یہ بات تو ترجمہ ہونے کے بعد ہی معلوم ہوگی کہ مرزا صاحب سہو بشری و غلطی سے پاک ہیں یا نہیں ۔ کوئی دعوے بلا دلیل تو قبول نہیں ہو سکتا ۔ لیکن خدا کو دیکھا نہیں تو عقل سے پہچانا ۔ ہم کو خوب معلوم ہے کہ مرزا صاحب کتنے پانی میں ہیں ۔ سے

آن کس کہ نداند و بداند کہ بداند
در جہل مرکب ابدالدہر بماند

مگر اب بحث یہ ہے کہ مولوی نذیر احمد صاحب جیسے فاضل اجل اور علامۂ دہر ادیب لبیب سحبان ہند جن کی لیاقت کا لوہا تمام ہندوستان مان چکا ہے اور جنہون نے سالہا سال کی مسلسل اور لگاتار محنت اور کاوش اور تحقیق اور چھان بین اور دیگر علماء سے مشورہ اور امداد اور مباحثہ کے بعد یہ ترجمہ کیا ہے وہ بایں ہمہ جد و جہد ۹۵ فیصدی اغلاط کا مجموعہ ہے تو مرزا صاحب کا ترجمہ جیسے وہ تن تنہا بزور خود استعمال کر رہے ہیں اس کی کیا حالت ہوگی ۔ خود ناظرین غور کر لین ہم مرزا صاحب کی قدردانی اور معاملہ فہمی کے قائل ہیں کہ انہون نے مولوی صاحب کے ترجمے کو سو فیصدی غلط نہ کہا ۔ اگر کہتے تو انکی زبان کو کون پکڑ سکتا تھا ۔ بقول مولوی مشتاق حسین صاحب نواب انتصار جنگ بہادر کہ جس کے ہاتھ میں دو کلڑیون کی کل بیعنے پریس اور ایک پتھر مردہ جو چاہے لکھ مارتا ہے ۔ مرزا صاحب نے جس طرح بلا دلیل ۹۵ فیصدی اغلاط کا حکم قضا نسیم صادر فرمایا ہے سو فیصدی غلط بھی کہہ سکتے تھے ۔ غنیمت ہے کہ پانچ فیصدی کی صحت تسلیم فرماتے ہیں جو انکی شان سے بعید ہے ۔ لہذا ان باقیماندہ پانچ غلطیوں پر ان کو عبور نہ ہوا ہوگا ۔ قطع نظر اس کے مولوی صاحب جیسے مستند فاضل کے ترجمے میں مرزا صاحب بلا جد و جہد سرسری نظر میں ۹۵ فیصدی غلطیاں آج سات برس کے بعد پاتے ہیں تو قیاس ہو سکتا ہے کہ اگر مولوی صاحب کی ٹکر کا کوئی عالم غور سے دیکھے تو مولوی صاحب کا ترجمہ مڈل کلاس کے لونڈے کا ترجمہ ثابت ہوگا لیکن ساتھ ہی اسکے مرزا صاحب کا ترجمہ تو یقیناً خود غلط ۔ املا غلط ۔ انشا غلط ہے ۔ کیونکہ مرزا صاحب نہ کوئی مشہور و نامور عالم ہیں نہ انہون نے علم عربی کی باقاعدہ تحصیل کی ہے نہ محدث ہیں نہ فقیہ ۔ پس جب ایسے بحر ذخار میں مولوی صاحب جیسے تجربہ کار اور ذی علم ملا نے ایسی لغزشین کھائی ہیں تو کیا امید ہے کہ مرزا صاحب اس میدان میں سرپٹ دوڑین گے وہ تو قدم بقدم ضرور ٹھوکر کھائینگے اور سیدھی طرح دو گام بھی نہ چل سکین گے ۔ پہلوان ۔ ع ۔

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

بہر حال مرزا صاحب کو چال اچھی سوجھی کہ مولوی صاحب کے ترجمے پر منہ آئین گے خواہ مخواہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہون گے اور نظر حیرت سے دیکھین گے کہ یہ چاند پر خاک کون ڈال رہا ہے ۔ اور یہ آسمان پر کون تھوک رہا ہے ۔ لوگ کہین گے کہ اللہ اللہ کیسا بڑا محقق ہے کہ مولوی صاحب کے ترجمے پر جسے ہم کیا آج تک سارا ہندوستان بہترین ترجمہ بلحاظ دقت مانتے ہوے تھا اس طرح دیدہ دلیرے سے اعتراض کرتا ہے تو لا محالہ ضرورت ہو یا نہ ہو ضرور مرزا صاحب کا ترجمہ بھی دیکھین ۔ اور جس طرح مرزا صاحب کا ترجمہ جیسے یون تو شاید کوئی پلٹ کر بھی نہ دیکھتا مولوی صاحب کے ترجمے کے صدقے میں آنون ہاتھ بک جائے گا ۔ رہی اصلی غرض ہے خالی بنیا بیٹھا کیا کرے ۔ تنخواہ نہیں پنشن نہیں ۔ اس کوٹھی سے وہان اس کوٹھی میں کرے ۔ کلام مجید کا ترجمہ بازیچہ

الطفال نہیں ہے۔ نہ ہر کہ و مہ کا کام ہے۔
حلوا خوردن را روے باید ؎
بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے
مولوی صاحب کے ترجمہ پر قوم کو ایسا ہی
بھروسہ ہے جیسے حکیم حاذق الملک کے علاج
پر مریض کو۔ اپنے دیباچہ میں ترجمہ کے مشکلات
زبان عربی و اردو کی مغائرت۔ اپنی محنت۔ مباحث
تحقیق۔ تراجم موجودہ کا مقابلہ۔ تفاسیر کی چھان
بین۔ جانچ پڑتال اور پھر کلام الٰہی کی عظمت
اُس کے ترجمے کی احتیاط اور مشکلیں اور آخر
کو عجز و انکسار سب کچھ جتا دیا ہے۔ یہ حالت کسی
شخص کی ہے؟ جس نے تعزیرات ہند اور قانون
شہادت کا ترجمہ کیا ہے جو سموات کا ترجمہ
ہے جس سے بہتر آج تک کتب قانونی کا
ترجمہ کسی سے ہو نہیں سکا جو آج تک معمول
بہا ہے۔ دلی کے بہ حالی مرزا صاحب کے گرامی گر
پیر مرشد ہیں۔ اُن کے نزدیک یہ ایک آسان کام ہے
اور وہ اسکو ایسے ہی لشتم پشتم چلا لیں گے کہ بلا کی
ترجمہ ہو گا اور مولوی نذیر احمد کے ترجمے سے بہتر ہو
این خیالست و محالست و جنون
ہاں ترجمہ تو مرزا صاحب کیا کوئی بھی کرنے گا جو
عربی عبارت پڑھ سکتا ہے مگر جس کا نام ترجمہ
ہے اور صفات پاک کے کلام پاک کے ترجمے
کا شرف پا سکتا ہے جو مقبول عام ہو چکا تو ضرورت نہیں
اب ہو چکا اور آئندہ سو برس تک کسی جدید
ترجمہ کی ضرورت نہ رہی۔ شعر
این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ
مولوی نذیر احمد صاحب نے مرزا صاحب کے
اعتراضات پر توجہ نہیں کی اور کرنی بھی نہیں
چاہیے تھی۔ مگر خلق کا حلق کس نے بند کیا ہے
دوسرے منصف مزاج اخبارون نے خوب
لے دے کی ہے۔ اور جوابات دندان شکن
ترکی بہ ترکی دیے ہیں اور مرزا صاحب کے ترجمہ
کو جھاڑ کر رکھ دیا ہے۔ مولوی صاحب نے تو صرف
بغرض ثواب اور اجر آخرت ترجمہ کیا ہے لا نرید
منکم جزاءً و لا شکورا۔ جس سے سوائے ایصال
نفع قوم کے اُن کو کوئی مالی منفعت مدنظر نہ تھی
(اور اگر ہو گئی ہو تو یہ خدا کی دین ہے۔ جو خیر
اور دو روپے) کیونکہ وہ بخود صاحب ثروت اور
متمول ذی وجاہت ہیں۔ قوم میں معزز و موقر

جہاں رئیس اعظم دہلی ہیں۔ بہت بھاری مصنف
ہیں۔ لکچرار ہیں۔ شاعر ہیں۔ ادیب ہیں۔ اور
کیا ہیں اور کیا ہیں۔ وہ ایسے مزخرفات کا جواب
لکھ کر اپنا وقت عزیز کیون ضائع کرنے لگے
لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ مسلمانون میں
بدنصیبی سے ایسی آباد و عاپی پڑ گئی ہے کہ
دنیاوی معاملات میں تو دست و گریبان رہا ہی
کرتے تھے اب دینی معاملات کا بھی استخفاف
اور استہزا شروع ہو گیا۔ اللھم احفظنا من
کل بلاء الدنیا۔ چاہیے یہ تھا کہ مولوی صاحب
کی محنت اور کاوش کی داد دیتے کہ ہماری
قوم میں ایک شخص ایسا بھی ہے جس نے عرق ریزی
خدا پر یہ سودا کیا ہے۔ نہ یہ کہ اچھے کام کو برا ٹھہرایا۔
چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر
اور غم تو یہ کہ میدان میں آ گئے۔ کیا مولوی
صاحب جیسے مہذب باوفا معمر و مقتدر
شخص کا جس کے قوم پر لاکھون احسان ہیں
اور جس نے اپنی زندگی نفع رسانی خلائق کے
واسطے وقف کر دی ہے اور جسکی بیش بہا
تصانیف نے اُردو لٹریچر پر ایک بیش بہا
اور دائمی سلوک کیا ہے۔ اور جس نے اُردو
زبان پر انمٹ احسان کیا ہے وہ ایسے شخص
کے منہ لگے۔ لاحول ولا قوۃ۔ واللہ ہم تو کہتے
ہیں کہ اُن کو اور جس جس کا دل چاہے منہ آئے
دو۔ چلے دل کے پھپھولے پھوڑ لینے دو۔ اپنے
پاؤں میں کلہاڑی مارنے دو۔ قوم بیمار کو حکیم
حاذق عشاق پکار رہا ہے اور وہ دشمن بنا رہتا
ہے۔ اس سے زیادہ بدنصیبی قوم مسلمانان
کی کیا ہو گی جن میں احساس نیک و بد کی قوت
باقی نہ رہی ہو۔ آخر کار سب ہار تھک کر پڑ بیٹھیں
اور یہ جھگڑا دب جائے گی الحق یعلو ولا یعلیٰ
لیکن بہرحال افسوس آتا ہے کہ کلام مجید کے ترجمے
کو بازیچۂ اطفال بنا دیا اور ہم یہ اطمینان کہہ سکتے
کہ ہرگز مرزا صاحب اُس کی اہمیت ذمہ داری
اور مشکلات کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہم کو خوب
معلوم ہے کہ مولوی نذیر احمد صاحب سالہا سال
سے کلام مجید کے ترجمہ کی اُدھیڑبن میں تھے
اور اس بار گران کے اُٹھانے سے پس و پیش
کرتے تھے اور اب تک بھی جب اور جہاں اُنکو
کوئی لفظ بہتر ملتا ہے فوراً اصلاح کر دیتے ہیں

چنانچہ اب تک متعدد ایڈیشن اُن کے ترجمے
کے شائع ہو چکے اور ہر دفعہ کچھ نہ کچھ درستی کرتے
ہی چلے جاتے ہیں۔ اور خدا کرے کہ اس بدنصیب
قوم پر یہ عرصہ تک مسلمانون کو ناشتے سے فرصت
عطا ہوتا کیا زیادہ بحسنات ہم اُن کے فیض اعجاز قوم
سے محروم نکلتے چلے جاتے ہیں۔ اور جو موجود
قوم میں تفرقہ پھونک رہے ہیں۔ قوم اس
بربادی پر جناب مرزا صاحب صاف اُن کی
حالت پر غور کیجیے۔ یہ لوگ چراغ سحری ہیں۔ آج
موئے کل دوسرا دن۔ فرمایئے ان کا نعم البدل
کون ہو گا۔ سر سید مر گئے کیا کوئی اُن کا جانشین
ہوا۔ آج قوم کا دل اُنکے واسطے خون ہے۔ قوم کا
مشیر اب کون ہے۔ وہ کون ہے جو ساری
بیماری اس غم اور فکر میں بلا ہلاک کے بھلائے
کاٹ دیتا تھا۔ اب تو گنتی کے معدود سے چند
اس کے آور رہ گئے باقی ہیں اُنکے بعد تو میاں گرشتہ
ملک خدا خور گرفت کا معاملہ ہو جائے گا۔ ہان یہ
بات دوسری ہے کہ کثرت موت الکبراء یہ
آپ کا عمل ہو کہ جہان ایسے بزرگون سے خالی
ہو تو اندھون میں کانے راجہ ہم ہی ہم نظر
آئیں گے تو وہ دوسری بات ہے۔ اس
مضمون کے ختم ہونے سے پہلے صرف ایک
بات اور رہی جاتی ہے وہ یہ کہ مرزا صاحب
کو اس بات کا بڑا زعم ہے کہ وہ دہلوی اور
اہل زبان ہیں۔ اور مولوی صاحب بجنوری یا
دیہاتی۔ لیکن کیا کابل میں گدھے نہیں ہوتے
اسی دیہاتی کی زبان پر سو دلی والے صدقے
گئے تھے۔ گو مولوی صاحب کا مولد بجنور ہے
مگر وہ ۱۲ سال کی عمر سے مستقل سکونت دہلی میں
رکھتے ہیں اور تحصیل علم اُنہون نے دہلی ہی کالج
میں کی ہے اور اب تک دہلی میں یہ آفتاب علم چمکتا
ہے جسکی چکاچوند سے لوگ حیرت میں پڑ جاتے
ہیں بس محض کسی شخص کے کسی جگہ پیدا ہونے
سے وہ زبان دہلی سے نابلد نہیں ہو سکتا
اور دہلی میں ایسے لوگ بھی ہیں جو بارہ برس دہلی
میں رہے اور بھاڑ جھونکتے رہے اس سے کیا
ضرور ہے کہ ہر دہلی کا کہہ مہر اہل زبان ہی ہو۔ ؎
برین عقل و دانش بباید گریست
من نگویم کہ این کن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن
گر تو قرآن برین نمط خوانی
ببری رونق مسلمانی
راقم ب ۔ م

خود حضرت پیر و مرشد بیدار مغز - روشن دماغ
عالی خیال - مستعد جفاکش - رعایا پرور - عدل
گستر - رحمدل ہین آپکی خداداد قابلیت سے نہتا
تحمل و ہم دباری و فکر صائب و غور و خوض
اظہر من الشمس ہے - ۹ - نومبر سالگرہ کے دربار
مین خود رزیڈنٹ صاحب نے بہت کچھ مدح و
ثنا حضور پرنور کی کی ہے - اور حضرت نے
بھی کیسے دلسوز الفاظ مین جواب ارشاد
فرمایا ہے - حضرت خود امور مہام پر کیسے متوجہ
ہین کہ باید و شاید - پھر جب لاکھون آدمیون کی جان
مال - عزت آبرو اس ظل اللہ کے دست
قدرت مین ہے تو -

امور مملکت خویش خسروان دانند
گدای گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

بہ بزم ہر کہ مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

ہزارون ابواب ایسے ہین جس مین لاکھون
کی تخفیف بآسانی ممکن ہے - مگر دیر آید
درست آید - سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے
اور کام بن جاسے - ہلدی لگے نہ پھٹکری اور
رنگ چوکھا ہو - بڑے منصب دارون و
سفت کی تنخواہ دیگر عہدی بنا دیا ہے - کام
کے نہ دھام کے لاکھون روپیہ گھر بیٹھے اینٹھ
رہے ہین - ان کی کاٹ چھانٹ ضرور ہے
کار آموز ناہموار ارباب امیدوار بودہ بدنند
ان کو کام پر لگایئے - جمعیت بے قاعدہ
مین سیکڑون اسامیان امتیازی اور
بے اسپ سوار نہ نوکری کرتے نہ چاکری - سررشتہ
دیوانی کا جداگانہ انتظام فضول سرسالار جنگ
مرحوم اولی کی تقلید کیجیے - کیا مال کے عہدہ دار
وہی کام کو پہلے نہین کرتے تھے اور اب کیا نہین
کرسکتے - اب تو اور اچھی طرح کر سکتے ہین کہ
لائق لائق امتحان دادہ لوگ مامور بہ کار
ہین - تعمیرات اور آبپاشی کو ختم کر دیجیے -
دو دو انجنیر ایک ایک ضلع مین بے کار
مثل سابق اب بھی کافی ہے - کوتوالی مین
ہر ہر صوبہ کو ہزار ہزار اور پانسو پانسو کا
مددگار نہ باید - جب کہ ہر ضلع مین سپرنٹنڈنٹ
پولیس موجود اور مسٹر ہیکن جیسا بیدار مغز
انسپکٹر جنرل - کیا صوبہ دار مثل سابق
نگرانی نہین کرسکتے - جاگیرون پر نگاہ
ڈالیے - کتنی جاگیرین بے سبب بحال ہین -
ڈپٹی کلکٹران انعام تحقیقات ضلع مین کام سپرد
ایسی ایسی ہزارون مدات ہین - مگر لینا
کہ کام کے لوگ تخفیف ہو جائین اور بیکار
رہ جائین - اگر عمدگی سے جہان بین ہو
تو سب کچھ بچت ہو سکتی ہے - جب بھلے دن
آتے ہین تو خدا خود بخود سب سامان کر دیتا
ہے - اب وہ دن آگئے ہین - دیکھیے چندہی
دنان مین حیدرآباد کے دن پھر جاتے ہین
بہرحال ہر ہی خواہ ملک کی یہی دعا ہے
کہ - ع -

شہ سلامت رہین ہزار برس
ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

راقم - ب - دکن -

پولیٹیکل شبرات

اے حضرت شبرات مبارک!

اب کی تو واللہ عجیب رنگت دار شبرات
ہوئی - گھی تو بڑی چیز ہے - فصلی عارضون کے
صدمے سے ارنڈی کا تیل بھی ہاتھ نہ لگا
قحط سالی دو سکٹ تیلون سے باندھکر
ایسی سر ہو گئی کہ توبہ ہی توبہ - کم بخت قحط سالی
کیا ہو گئی ربڑ ہو گئی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے
اب غور کیا جاسے تو شبرات کو حلوہ روا
ہے بغیر اس کے بہشت حرام ہے - اس
الٹ پھیر سے کنگھکر بن گئے - ہونٹون پر پپڑیان
جم گئیین - دماغ کو دو دھیا چڑھ گئی - یہ ہی
سوجی (سوجھی) کہ چاہیے اناجی کا چرخا
پیک اہلین کمپنی کے یہان نیلام ہو جاسے
مگر میٹھے کا ایک آدھ نوالہ حلق سے ضرور اتر
جانا چاہیے - بچون کے لیے شون شان خشت
کا شغلہ بھی ضرور ہونا چاہیے -

غرضکہ ان توڑ جوڑ مین اینجانب بچھو
کی طرح ناچنے لگے - مزاج ٹھکانے نہ رہا -
نیتا صفت بن گئے - سودے خریدتے
خریدتے حبشی ہو گئے - اگر سچ پوچھیے تو ہماری
کیا شبرات ہے - دراصل مقدس جلسون
اور قومی کانفرنس والون کے لیے دن عید
رات شبرات ہے - لیڈرون کے دماغ
خشک یا ہوائی کی طرح آسمان پر چکر لگا
رہے ہین - اسپیکرون کی کیپ کی ترتیب
آرہی ہے - مگر پھر بھی توڑ جوڑ ہو رہا ہے - یکایک
کئی درجن خریدار والا معاملہ ہو رہا ہے -
سامعین پرانتر اسپیچون پر مہتاب کی طرح
پھوٹ پھوٹ اور روگون کی طرح پھوٹ پھوٹ
رونے والے ابھی سے آدھار کہاٹ دعا
چوکڑی لگا رہے ہین کئی میل کے لمبے چوڑے
خطاب والے گل فشانی کی دھن بلکہ زبانی
پھلجھڑی چھوڑنے کے وزن پھٹکے ہوے
ہین - شرکاء جلسہ ابھی سے خوشی کے مارے
پھولکر مرمرے کے چھلکے بن رہے ہین اینجانب
کی تو شروع سرما سے شبرات ہو رہی ہے -
کیونکہ فصلی عارضون سے جسم حلوہ بن رہے
ہین - رہا حلوہ کا تقسیم کرنا - تو اس کی کچھ ضرورت
نہ تھی کیونکہ ہر شخص بیماری کی وجہ سے
خود ہی حلوہ کیا معنے پالودہ (فالودہ) بنا ہوا
ہے - اب رہی آتشبازی تو جناب بازی
سے تو اللہ بچاوے کیونکہ نیاب دن بازی
سے کیا تعلق - گویا مسجد مین کتے کا کیا کام
مگر خیر دیکھا دیکھی روحون کے استقبال کو
پونے دو پیسے کی ستر پٹر جی کرا کے چھوڑ دی
اس کا وزن بھی ملاحظہ فرمائیے - پٹ پٹ
شائین شائین - یہ مہتاب چھوٹی - اس کی روشنی
سے دین دنیا دونون کی کارروائی اور دردین
کے حساب و کتاب سے واقفیت ہو گئی -
بڑی دیر تک فرشتون سے شیک ہینڈ ہوئے
ایسے بیخودی کے عالم مین ہوے کہ کمر بند
کا بھی ہوش نہ رہا - پھر ایک پٹاس کا پڑاقہ
چھوڑا جس کی آواز سے رنڈیون کے حمل
پیٹ غلا بازی کھا گئے - ایک ہوائی چھوڑی
جو طوائفون کے کمرون پر سے استغفار کرتی
ہوئی شائین شائین فی النار ہو گئی اس
کی آواز سے صدہا ارباب نشاط کے سر
کھل گئے - ایک دم سب گانے کے حق مین
تان سین بن گئے پھر ایک پھلجھڑی چھوڑی
جس کے چھوٹتے ہی تپ لرزہ کافور ہو گیا
سیکڑون من گل بنفشہ - گل گاؤزبان
گل خطمی کے ڈھیر لگ گئے - گویا عطارون
کے لیے تین برس پڑا - پھر انار چھوڑا جس کی
شرر اسپٹ سے عطا - جن کو زکام ہو گیا
آتشبازون کو قبض ہو گیا - بہادر لقا ان
کو ہیضہ ہو گئی - پھر تو چھچھوندر جس کی شون شان؟

صوفیوں کو وجد اور حال قال ہونے لگا۔ چاروں طرف ہوحق ہونے لگی۔ ایک سحر سب میوں والا ناچ ناچنے لگے۔ پھر ایک چھچھوندر چھوڑی۔ اس کا حال کچھ نہ پوچھیے آگ لگتے ہی ٹیلیفون کی سیدھ سیدھی پشواز میں جا گھسی۔ بی صاحبہ کو اسہال ہو گیا۔ بوڑھی خوانٹ نائکہ اور بھبرے ملبلی مرض استسقا میں مبتلا ہو کر دیوانوں کی طرح اگاڑی پچھاڑی توڑا کر کودنے لگے۔ آپ خیال فرمائیے کہ یہ نے وہ کی بنیاد ہی کیا ہے۔ بچے آتشبازی ختم ہو گئی۔ مشبرات کا قل ہو گیا۔ اینجانب لقلقین پھکر چکے سے لحاف تان کر اٹھا طفیل ہو گئے۔ بس زیادہ ولاالضالین آمین۔

راقم

س م۔ ن۔ ا۔ ا۔ ن

لوکل علیہ الرحمتہ

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میاں بیٹھے خان صاحب کا دوسرا دور وہی بپایان رسید اگرچہ اس دورے نے خلقت کو بہت رلایا اور حیران کیا۔ یوں تو مرنے کو دنیا میں کون شخص تیار ہو گا اور جو کوئی مرد دل ایسے خیال کا ہو گا اُس کو دنیا کا باشندہ سمجھنا ہی بیجا ہے۔ مگر اب کے دفعہ بیٹھے خان صاحب کی بدولت چند موتیں ایسی ہوئیں کہ جن کے واسطے ہیضہ زدہ بیچارے مرحوم ہرگز تیار نہ تھے اور نہ اُن کے اعزا اقربا ایسا اُن کی طرف سے شک رکھتے تھے مثلاً مثلاً دو نوجوانوں کی موت تو بیٹھے خان کی معرفت ایسی ہی ہوئی۔ ۶ کہ دنیا میں تو ام مین فسادی دغم کا مقولہ حرف بحرف ٹھیک اترا۔ یعنے عین شادی یا اُس کے دوسرے دن نوشہ کو آغوش لحد کا سامنا پڑا غرضکہ ایسی ہی دو ایک کارگزاریوں سے بیٹھے خان نے بہت بڑا نام پیدا کیا۔ اور ایسا کہ شاید برسوں نہ بھولے۔ خیر لعنت بھیجو۔ بعد بہت سی ماتم داری اور بافراط گریہ وزاری کے آپ کا یہاں سے کوچ کا سامان ہو گیا۔ اب صرف براے نام دو چار واقعے روزانہ رہ گئے اُس کی کچھ فکر نہیں۔ اتنے بڑے غدار شہر میں ایسے واقعے تو اکثر ہوتے ہی رہتے ہیں خیر لیکھا ڈیوڑھا برابر کرنا چاہیے۔ گویا سنئے کہ اگر خدا نخواستہ میاں طاعون صاحب لکھنؤ کی سیر کو تشریف لاتے تو کچھ نہ پوچھیے لقمہ جان اُن کی نذر کرنا ہی پڑتا۔ پس دور دور تفصیلوں کی ضرورت نہ رہی۔ ایک میاں بیٹھے خان صاحب ان سب اموات کے وسعت دار کافی تھے۔

ناول مرزا ستا

یہ ناول ظرافت بہمہ جہت مکمل ہے اس کی شوخی زبان و ظرافت قصہ کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ہمارے قدیم مہربان جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش مصنف تصانیف کثیرہ نظم و نثر کی تصنیف لطیف ہے۔

قیمت فی جلد عہ

المشتہر

منیجر اودھ پنچ

جلد اودھ پنچ سنہ ۱۹۰۰ء

اودھ پنچ کی سالانہ جلد بابت سنہ ۱۹۰۰ء بہمہ جہت مکمل ہے۔ اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ اب بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں خریدار جلد خرید و۔ قیمت فی جلد ہے محصول ۴

المشتہر

منیجر اودھ پنچ

اشتہار حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی

بحکم جناب منصف صاحب بہادر اناؤ

نمبر ۴۴۳

عدالت خفیفہ

بینی مادھو ولد ابندید من قوم برہمن ترہیدی ساکن محی الدین پور پرگنہ ہڑہا تحصیل و ضلع اناؤ مدعی

بنام

بیتا ولد اودیت قوم لودھ ساکن راجہ پور مزرعہ محی الدین پور پرگنہ ہڑہا و کالکا و دیوان پسران زور لودھ ساکنان مذکور

مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں دیوان مدعا علیہ کا سمن دو مرتبہ بمقام اناؤ گیا تھا اس مرتبہ جواب آیا کہ مدعا علیہ مذکور اناؤ چھوڑ گیا کہیں چلا گیا درخواست مدعی معہ بیان حلفی عدالت ہذا میں گزری ہے کہ معمولی طریقہ سے تعمیل سمن مدعا علیہ پر محال ہے۔ کارروائی حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی کیجاوے۔ لہذا یہ اشتہار حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی عدالت سے جاری کیا جاتا ہے کہ دیوان مدعا علیہ بتعین ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً خواہ وکالتاً معہ ثبوت عدالت ہذا حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ کی کرے ورنہ عدم حاضری مدعا علیہ فیصلہ قطعی مقدمہ ہو گا اور کوئی عذر عدم حاضری سماعت نہ کیا جاوے گا۔

تحریر تاریخ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

دستخط حاکم

مہر عدالت

تعلم ابوالحسن

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے اسکی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ وغیرہ سٹرینڈ ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھو نکے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سے فائدہ اٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو ایک سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سرمہ سفید اعلےٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرو نی ماشہ بیس روپے معمولی سرمہ فی تولہ ۱۲ سرخرچ ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ - اہلووالیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بطور اکسیر ہے آنکھون سے پانی کا بہت جانا - دھند - سوزش جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن اور کمزوری نظر ناخنہ بابر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر یا بادی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لیے مین بلاشک وشبہہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلیے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر ایم - بی - سانگلی صاحب بہادر ایم - ڈی ایم ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلستان امرتسر -

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ پہلی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اُتم دیوی بعمر ۴۵ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکون مین خرد خرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین بمیشہ سے سرخ اور دکھتی تھین انہین کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکو نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم - خان بہادر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) مین نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر برج لال گوسائین بہادر ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) مین ممیرے کا سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ممیرے کا سرمہ جسکو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک مریضون پر استعمال کیا ہے نہ صرف بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے - راقم - خان بہادر ڈاکٹر امیر شاہ ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جایگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ سنہ ۱۹۰۰ع مین جمع کیا گیا ہے -

سنہ ۱۹۰۲ء کا فورکیسٹ

سنہ ۱۹۰۲ء یکم جنوری سے بالتفصیل شروع ہوجائے گا۔ اُفق مشرق سے آفتاب نکلا اور نیا سال موجود۔ بدھ کے دن شروع ہوگا اور بدھ ہی کے دن ختم ہوگا۔ ۳۶۵ دن حسب معمول دنیا میں رہے گا جس دن شروع ہوگا اسی دن ختم ہوگا۔ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ کوئی انقلاب عظیم دنیا میں جس طرح شروع ہوا اسی طرح بخیر و خوبی ختم ہوگا۔ ہر زندہ شخص کی عمر میں ایک سال اضافہ ہوجائے گا۔ گنے کو سال کسی کی خوشی ہوگی مگر فی الحقیقت ۳۶۵ دن ہر شخص موت سے نزدیک ہوجائے گا۔ مرے ہوؤں پر گذشتہ سال کا کوئی اثر نہ ہوگا زندہ البتہ اس کو شمار مردگان میں بھی گنیں گے۔ ہزاروں لاکھوں لڑکے لڑکیاں پیدا ہوں گی۔ اور قریب قریب اسی قدر مرین گی بھی۔ جمع خرچ برابر۔ نہ باقی نہ بچے نہ گھاٹا رہے ہزاروں مرد و عورت کنوارے سے بیاہے ہوجائیں گے بلکہ ختم سال تک ماں باپ بھی ہوجائیں گے۔ بہت سے مرد رنڈوے اور بہت سی عورتیں رانڈ ہوجائیں گی۔ بہت سے بچے یتیم و لسیر ہوجائیں گے۔ یکم جنوری کو تو بتا دنا دن سر ہوں۔ شاہ عالم پناہ کی مبارک سلامتی کی دھوم ہو۔ عمر و اقبال میں ترقی ہو۔ لارڈ کرزن بدستور ویسرائے رہیں۔ ملک کے واسطے مفید اور مفید کام کریں۔ نیک نام رہیں۔ موسم گرما میں شملہ پر جائیں۔ سرما میں دورہ کریں۔ کچھ دنوں کلکتہ میں رہیں۔ ایکسچینج بازی کا بازار گرم رہے۔ انکم ٹیکس میں توسیع ہو۔ پولس واٹر ٹیکس جابجا جاری ہو۔

ریلوں کا کرایہ بدستور رہے نہ گھٹے نہ بڑھے۔ جابجا ریلیں اور جاری ہوں۔ انگریزی اخبار بدستور رہیں۔ اُردو اخبار بہت سے مریں اور بہت سے نئے نکلیں مگر چند روز چلکر ٹھنڈے ہوجائیں۔ ایڈیٹر سڈیشن ایکٹ کے ڈر سے سنبھل سنبھل کر قدم رکھیں۔ نادہند خریداروں کی جان کو رویا دھویں۔ نمونے کے پرچے شگفت رابچہ باید گفت بے طلب ہوں۔ نیٹو اخبار نویس آپس میں نوک جھونک بھی جاری ہے۔ اور نوبت آئے گھتم گتھا و دست و گریبان ہوجائیں۔ مستورات کی پردہ دری پر زور دیکھا جائے مگر پرانی لکیر کے فقیر ٹس سے مس نہ کریں۔ بیوی مردوں پر غالب رہیں۔ مرد و عورت کی طرف سے پریشان رہیں۔ عورتیں چین چلن کریں۔ اولاد ناخلف زیادہ پیدا ہو۔ ہندوؤں کی لڑکیاں کم عمری میں بیاہ دی جائیں۔ مسلمان جوان رانڈوں کو بے نکاح رکھیں۔ ملک میں قحط رہے یا گرانی بدستور قائم رہے۔ ریل کے سبب سے اناج کا بھاؤ تمام ملک میں کم و بیش یکساں رہے۔ بارش نہ کم نہ زیادہ۔ گرمی شدت سے پڑے۔ لو چلے۔ جاڑا فراغت سے پڑے۔ تاکہ برف کی قلفی ہوجائے۔ موسم بے موسم مینہ آئے۔ اپنا شکار کرکے چلا جائے اور پھر آئے اور پھر صفائی کرکے چلا جائے۔ طاعون و باد با ہے۔ مگر کہیں کہیں اپنی شورش دکھائے۔ چیچک سے بچے ضائع ہوں۔ نجار چوطرف اگست ستمبر میں پھیلا رہے۔ کئی جگہ روئی گھرنیوں اور کارخانوں میں آگ لگے۔ فائر انجن سے بجھائی جائے جو جلنے کا تھا سو جلے جو بچنے کا تھا سو بچے۔ دو چار جا ریل پٹری سے اُتر جائے۔ کچھ جانیں برائے نام تلف ہوں۔ سمندر میں دو چار جہاز غوطہ لگائیں۔ ولایت میں کوئلوں کی کانوں میں حوادث ہوں۔ برٹش گورنمنٹ کا بول بالا رہے۔ سلاطین سے دوستی قائم رہے۔ کابل کی سرحد پر شوق شہادت ہوکر غازی دو چار راہ چلتوں کو ماریں۔ گرفتار ہوں۔ سزا پائیں۔ امیر سے صلح بھگت رہے۔ روس دوست غرض کرے گیدڑ بھبکیاں دے مگر پاس نہ پھٹکے۔ رعایائے ملک ہند جان نثاری میں سب پر فوق لے جائے۔ چند رؤسا سے ولایت جاکر تاج پوشی میں شریک ہوں۔ دسمبر میں کانفرنسوں کی گرما گرمی ہو۔ مسلمان تجارت میں گھاٹا پائیں۔ ہندو بھائی بازی لے جائیں۔ مسلمان آپس میں مذہبی جھگڑے کھڑے کریں۔ ایک دوسرے کو کافر مرتد ٹھہرائیں۔ مسلمانوں میں جو اہل کمال کا لڑکا نکل جائے اُس کا نعم البدل پیدا نہ ہو۔ سالگرہ میں خطابات تقسیم ہوں تو ہندوستانی ہی حصہ بقدر جثہ کے مستحق ہوں۔ عدالتوں میں مقدمہ بازی کا بازار گرم رہے

آپس میں لڑ لڑ کر مریں کٹیں۔ تباہ ہوں۔ وکیلوں کے مزے رہیں۔ ٹکے ٹکے پر لوگ جھوٹی گواہی دیں۔ سررشتہ ڈاک خانہ اور تار کو ترقی ہو۔ ریلوں کی آمدنی بڑھے۔ رعایا عوض میں خیریت رہے۔ مفت خورے مزے کریں۔ بھیک منگوں کی تعداد زیادہ ہو۔ حاجیوں کو قرنطینہ کی مصیبت بدستور رہے۔ حجاز ریلوے کا بدستور شور و غل رہے۔ چندہ جابجا جمع ہو۔ مگر جاری نہ ہو۔ اُمید وار بود و بود انشاء اللہ۔

تا سال دگر کہ زندہ ماند۔ اپنی اپنی موت کا حال کسی کو معلوم نہ ہو۔ بلا نزلہ جس کی آئے وہ چلا جائے۔ دیوالی دسہرہ محرم بخیر و خوبی گزریں۔ ہندو مسلمان لڑائی کا مزہ دیکھ چکے اب نہ لڑیں۔ رمضان حسب معمول آئے۔ مسلمان اُفتان و خیزان روزے رکھیں یا بیماری کا بہانہ کرکے جھوٹے کریں۔ ڈاکو چن چن کر مارے جائیں۔ جو قتل کریں وہ پھانسی پائیں۔ چور قید ہوں مگر عادت نہ چھوڑیں۔ پھر پھر جیل خانے میں آئیں۔ کھٹملوں اور مچھروں کی پیداوار زیادہ ہو۔ شفاخانوں میں مریضوں کا ہجوم رہے۔ کچھ صحت یاب ہوں کچھ مریں۔ ہیر پھیر کی خوب مشق ہو۔ اخباروں میں خبروں سے زیادہ دواؤں کے اشتہار ہوں۔ کھوٹے کھرے کی پہچان نہ رہے۔ امرتسر میں حکیم زیادہ پیدا ہوں۔ مسیحائی کا دعوے کریں۔ ناتجربہ کار اُن کے پھندوں میں پھنسیں۔ روپیہ پیسہ خرچ کریں دمڑی کا فائدہ نہ ہو۔ نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ کا مصداق ہو۔ پرانے شعر شاعری گھٹے۔ نیچرل شاعری بڑھے۔ زلف و کمر معشوق کی تعریف چھوڑ کر ندی۔ نالے۔ پہاڑ۔ جھاڑ جھنکاڑ کی بہار ہو۔ قومی نظمیں۔ نوحے۔ مسدس۔ تمثیل نئی نئی طرح شائع ہوں۔ کاغذی ڈھکوسلے عملی فائدہ نہ دیں۔ غرض اسی الم غلم میں سال ختم ہوجائے ہم زندہ رہیں تو جانیں کہ دنیا زندہ ہے آپ بھلے تو جگ بھلا۔ تب اصل خبرے سال آئندہ کے حالات لکھیں۔ اگر مرگئے تو بس ختم جہان پاک۔

راقم۔ ب۔ دکن

©

چیمبرلین صاحب کا وجع مفاصل کا عارضہ

جن شکلوں سے جاننے چیمبرلین صاحب کی ہی بدم نے بارہا اچھا کردیا۔ اور اب بفضلہ اللہ تندرست جب استعمال کیا جائے گا تو ایسا ہی فعل کرے گا تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔

نیچری — کہئے کیا ہو ذکر کیا تمنے مولوی ◆ منہ مین دو اپنے پانی بھر آیا کرتا ہے + ابکے تو اپنی پیری سے مدراس کی طرف + جاتے ہین یا آس وہان پر بڑی لگاے —

مردم خور دن کی طرح ہڑپ کر جاے۔ اور اُسکا
نام و نشان صفحے سے مٹ جاے۔

لارڈ کچنر۔ ارمان بیٹو بھی! سلطنت خدا کی
نشانیٔن نمایان ہے۔ ع

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
پنجۂ سیمین خود را رنجہ کرد

گیدڑ کی جب شامت آتی ہے آبادی کی طرف
بھاگتا ہے۔ دیکھا جو کچھ نتیجہ تمھاری ان کوششون
کا نکلا اور نکل رہا ہے۔

مسٹر اسٹین۔ جی ہان۔ سب دیکھا۔ اور
دیکھ رہے ہین۔

ان نینون کا یہی بسیکھ
وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ

آپ تو بڑی ڈینگ مارتے ہین سو کا حال
ہم سے پوچھیے۔
[illegible] خواہش [illegible]
[illegible] حساب تو لگایئے۔ اگر واقعات
کی طرف سے آنکھ بند نہ کر لیجیے تو آپ کو
معلوم ہوگا کہ جنرل برنسلو سال بھر ہوا
مقید ہو چکے۔ کیپ کالونی مین امن تھا اور
ہماری فوج وہان نہ تھی۔ آرنج فری اسٹیٹ پر
آپ کا قبضہ تھا اور جنوبی افریقہ کی جمہوری
سلطنت بجز جنرل ڈلیری اور جنرل بوتھا کے
فوجی مقام نے آپ کے قبضے مین تھی۔ اب
فرمایئے کیا حالت ہے۔ کیپ کالونی مین
ہماری فوجین پھیلی ہوئی ہین۔ اور چند رہ
سینگ سماتے مین ہماری سرہنگی کا ہیل
کودتا پھرتا ہے۔ ہمارے دوست اور ہمدرد
دھڑے سے شامل ہوتے جاتے ہین۔ آپ
آرنج فری اسٹیٹ مین۔ دار السلطنت ریل
اور چند مواضع پر جو ریل کی سڑک سے
ہٹے ہین قبضے کی لکیر کے فقیر ہین
اور اپنا یہ حال ہے تقریباً تمام بڑے
بڑے شہرون مین ہم نے لینڈ ڈراسٹ
مقرر کر دیے ہین۔

لارڈ کچنر۔ تو کیا سبھی قصبون مین تمھارا قبضہ
جما ہوا ہے۔

مسٹر اسٹین۔ سب قصبون مین قبضہ نہی
مگر لینڈ ڈراسٹ تو ہماری طرف سے مقرر ہین
اب فرمایئے قبضہ ہمارا ٹھہرا یا آپ کا؟
اور امن کون قائم کیے ہوے ہے۔ یہی
حال ٹرانسوال کا ہے۔

لارڈ کچنر۔ جی ہان۔ بہت درست۔ اس
جھوٹ مین کیا سچ؟

مسٹر اسٹین۔ چہ خوش و خشکہ۔ آپ کے
اختیارات ہی کیا مجرے ہے۔ بس جہان تک
آپ کی توپ کا گولہ پہونچ سکتا ہے وہین تک
اختیار بھی ہے۔

لارڈ کچنر۔ بیٹو بھی۔ برابر بڑھتے جاتے ہو اور پھر
آگرے کی بے حیا یا دمڑی کی پوستی کی طرح وہی
سرکشی کی باتین۔

مسٹر اسٹین۔ اجی آپ کہین ذہن کے دعوے
کرا تے نہ کیا جایئے۔ آپ حساب کر کے تو
دیکھیے۔ آپ بیشمار لمحے پر فوج ہمارے مقابلے
پر اتار سکیے لیکن سب ناکامین ٹائین فش۔
اور ہر وہ وہ کارروائیان عجیب و غریب کہ مین
کے دانت کھٹے کر دیے۔ بس ابھی بریڈ ڈینگ
تھی اور یہ دھوم دھڑکا۔ ہمارے نزدیک تو
سب ڈھول کے اندر پول ہے۔

لارڈ کچنر۔ ہماری فوج کے مقابلے مین بھلا
تم کیا مال ہو جو فوج لاؤگے۔ بقول شخصے
گھر کی پتلی باسی ساگ۔ بڑی بڑائی ۲۵ ہزار
بوئر آپ کے میدان جنگ مین ہین سو وہ بھی
نہین معلوم کہان کہان سے جمع کر کے۔ ع

کہین کی اینٹ کہین کا روڑا
بھانمتی نے کنبہ جوڑا

مسٹر اسٹین۔ واہ واہ۔ کہین اس دھوکے
مین نہ رہیے گا۔ ع

دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد

بوئر کافر اتنے تھے اور اُن کا حال ہمین کو خوب
معلوم ہے۔ آخر ہوے کیا؟ بجز چند اسیران
جنگ اور اُن چند بوئرون کے جو دشمن سے
مل گئے ہین سب آپ کے واسطے اسی طرح
موجود ہین۔ ہماری ٹھیک تعداد آپ کو خود
نہین معلوم۔ کمی بیشی کا اندازہ آپ کر ہی کیا
سکتے ہین۔

لارڈ کچنر۔ اجی یون حساب کر کے دیکھو کہ ہزار
عورتین اور بچے خیمون مین پڑے ہوے ہین
آخر ان کے ہوا و اسباب تو کم ہوئے۔

مسٹر اسٹین۔ اب یون آیئے۔ حضرت ان
غریب اور لاچار رعایا کو آپ ہی کی فوج نے
اس درد کو پہونچایا ہے۔ گھرون سے جلا کیا
مال اسباب لوٹ لیا۔ تمام تمام رات دشمنون
کے ہاتھ مین پڑ جانے کے خوف سے تتر بتر
مارے مارے پھرے۔ عورتین خیمون مین
کچھ اس سبب سے نہین آئین کہ بوئرون نے
اُن کے کھانے پینے کو نہ دیا۔ یہ سب تہمت
ہے۔ اُن کی بے عزتی ہوئی۔ وطن چھوٹا۔ بس
اب فرمایئے ہم کیونکر اپنے وطن کی آزادی
کے واسطے جان نہ دین۔ اور کیونکر مقابلہ
قائم نہ رکھین۔ کیا وہ لوگ جو اپنی جانین وطن
پر نثار کر چکے ہین ایسے تھے کہ ہم اُن کے
حقوق دل سے بھلا دین۔

لارڈ کچنر۔ امن چین کی کوشش سب کو
مقدم ہے۔

مسٹر اسٹین۔ جناب آخر یہ کیونکر معلوم ہوا
کہ ہم کو اپنے ملک کے امن کی خواہش نہین ہے
بھلا ہم کو نہ ہوگی تو کیا آپ کو ہوگی۔ آپ کا
تو مدت سے جنگ و جدل شغل ہے۔ آپ کا
اسی مین جی لگتا ہے۔ اگر یہ گفتگو پیش کرنا چاہتے
ہین تو اسکے واسطے ہم حاضر ہین۔

لارڈ کچنر۔ ہان۔ اب اچھی طرح کہا ہو چکے
جھک مار کے ایسا ہی کروگے۔

مسٹر اسٹین۔ لیکن ہان۔ شرائط صلح کے
واسطے تو ہم ہان نہ کبھی انکاری تھے اور نہ
اب ہین۔ اس پر اتنا کہتے ہین کہ آپ اپنے
حسن ظن سے کچھ اور نہ سمجھیے گا۔ اگر صلح ہم کو
منظور ہے تو اسی شرط سے کہ دونون جمہوری
سلطنتون کی آزادی اور کیپ کالونی
والے بھائیون کے حقوق قائم رکھے جائین
کیا وجہ کہ اُنھون نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔

لارڈ کچنر۔ واہ۔ مجرمون کی کیا سند۔

مسٹر اسٹین۔ (جوش مین آکے) کیون
صاحب اپنی حفاظت کے واسطے لڑنا
جرم ہے؟ اور جرم بھی وہ جو قابل سزا کے
یہ تو بات ٹھیک ہے کہ آپ کے اختیار
مین لڑائی ختم کرنا اور فلاح اور بہبود
بخشنا ہے۔ مگر یہ بھی سمجھ لیجیے کہ عورتون
اور بچون کو مصیبت مین مبتلا رکھنا اور
ملک پر تباہی لانا آپ کے شہنشاہ معظم
کے شایان شان نہین۔ اصل یہ ہے
کہ ہم اور کچھ نہین چاہتے۔ عفو تقصیر اور
بلند حوصلگی اپنے پاس رکھیے۔ ہم صرف

مصدقہ جناب اسسٹنٹ سرجن صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی سے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے جنکی [illegible] کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ ال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بھاسے اور دودھ کے آنکھوں کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سرمہ سفید اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ معہ سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار دینے والون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ۔ اہلووالیہ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بطور اکسیر ہے آنکھون سے پانی کا سبب جانا۔ دھند۔ دھندلا ہونا جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن اور کمزوری نظر ناخنہ بار بار اور مائدہ کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لیے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم۔ ڈاکٹر ایم۔ بی۔ سانگلی صاحب بہادر ایم۔ ڈی ایم ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ آتم دیوی عمر ۴۰ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکون مین خرد خرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھین انمین کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین ہفتہ تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم۔ خان بہادر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مین نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم۔ ڈاکٹر برج لال گھوش رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا ہے میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر امیر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جایگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ سنہ ۱۹۰۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

نیا سرحدی صوبہ

سرحدی اقوام

صاحب ـ بس تم یہیں پہرا دو ـ خبردار

معدقہ جناب اسسٹنٹ کاکمیشنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

مفرز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - والیان ریاست و اہلِ ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے جسکی تعریفی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ مفرز ڈاکٹر اور حکیم بجے سے اور اودیہ کے آنکھوں کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین۔ قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سرمہ سفید اعلے قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ہیرو فی ماشہ بیس روپیہ معرکی سرمہ فی تولہ ۲ روپیہ خرچ بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر دیا سنگھ - اہلو والیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے — تازہ سندات

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ہیرے کا سرمہ جو سردار دیا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی قیمتی اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بہتر اکسیر ہے آنکھون سے پانی کا بہت جانا۔ دھند۔ سوزش جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن اور کمزوری نظر ناخنہ آنکھ اور ماندہ کی جھلی کا زخم اور وہان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا ضرور پاس رکھنا چاہیے اس مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلیے ہیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے۔

راقم - ڈاکٹر ایم - بی - سانگلی صاحب بہادر ایم - ڈی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرت سر -

(۲) مین بڑی خوشی سے ہیرے کے سرمہ کے فائدہ کانسبت اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار دیا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۴ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکون مین خرد خرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھین انمین کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین ہفتہ تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم - خان بہادر محمد حسین ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق ہیڈ میڈیکل کالج لاہور -

(۳) مین نے ہیرے کا سرمہ جو سردار دیا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم - ڈاکٹر بہادر لال گوس رائے بہادر ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) مین اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار دیا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا ہے سرمہ آنکھون کی بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے ہیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم - خان بہادر ڈاکٹر امیر شاہ ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ سنہ ۱۹۰۰ء مین جمع کیا گیا ہے۔

نئی کانگریس

مسٹر اودھ پنچ سلامت

جب بڑون نے دیکھا ہر طرف کانفرنسین
مینڈک کی طرح اُچھلتی پھرتی ہین آخر بڑون سے

نہ رہا گیا اسی اُچاپے مین کانفرنس کچہاری بنا ڈالا مقام بھی کچھا اچھا تجویز کیا۔ وصلت نگر۔ فرقون لی جمہرات کو ۱۲ بجے تو محکی نکبت دُور کرنے کو بیٹھے بیٹھے پُرون کے انتخاب پریسیڈنٹ صاحب کا ہے۔ پریسیڈنٹ کی قطع ملاحظہ ہو۔ ایک پُرانا خرانٹ بگلا رسی جو سبت ادبی اونچی ریاستین اپنی نحوست سے نیست نابود کر چکا تھا صدارت کی کُرسی پر آدھمکا۔ اہیع اہیع اہیع شکریہ شکریہ۔ اے سبران عالی نیاز بیر شکار معطل بیکار و در ماندہ رحمت پروردگار نکبت مآب پادر رکاب۔ شیشہ بے شراب کس خواب خرگوش مین اتنا غفیل ہو چونکو۔ بیدار ہو۔ دیکھو دُنیا مین کیا ہو رہا ہے۔ کون قوم ہے جو اپنی ترقی کی طرف مائل نہین۔ کون طبقہ ہے جو اپنی فلاح نہین چاہتا۔ پھر کیون تم بھیگی بلی کی طرح آنکھین بند کیے ہوئے بیٹھے ہو۔ اگر تم نے ہوشیاری سے اپنی حفاظت نہ کی اور یونہی نیند کے ماتے اُونگھتے رہے تو یقین جانو وہ منحوس دن جلد دیکھنا نصیب ہوگا جسکا مجھے کھٹکا ہے۔ یعنے یا تو آپ کی نوجوان کھیتون مین سیلا بنتی ہوئی دکھلائی دین گی یا در بدر بجائے گدائی کے بھیک مانگتی نظر آئینگی۔ سنو سنو اولڈ فیشن کے رئیسا جنپر تمھاری قوت کا مدار تھا نظے جاتے ہین یا تنکے مانند عزلت نشین ہوتے جاتے ہین۔ چند معطلون کی جگہ کالجون کے ڈھلے ہوئے جیکدار پُرزے نکل رہے ہین۔ آزادی کے گہرے رنگ سے مزاجون مین رنگی جاتی ہے۔ سنو ناچ گانا نئی روشنی والون کو اوسی قدر تکلیف دہ ہے جیسے روزِ روشن . . . کو۔ سنو سنو۔ نئی روشنی والون کے دل موجودہ جذبات سے فتح نہین ہو سکتے۔ سنو جب تک انہین کے مذاق کے موافق سامان فراہم نہ کروگے یہ نئی روشنی والے شکار نہ ہونگے۔ سنو سنو۔ وہ زمانہ لد گیا جب موسیقی سے تعلیم یافتہ متقرب شاہان اودھ ہوتے تھے یا انکی تعلیم نوجیون کو بیگمات کا خطاب دلاتی تھی۔ اب شاہان بازار کی طرف کالجون کے پُرزے آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھتے۔ وہ نہین جانتے یہ غارتگران ہند کس کھیت کی مولی ہین اور کیون تخلیق ان کی اس مذموم طریقے سے قانون قدرت نے جائز رکھی۔ سنو سنو یہ بے رُخی۔ بے التفاتی اس تعلیم یافتہ جماعت کی کچھ تمھارے لیے مخصوص نہین بلکہ تمھاری خانگی بیگمون کے بھی ساتھ ہے۔ سنو سنو اپنی جاہل بی بیون سے بھی اُن کو نفرت رہتی ہے منکوحون کو وحشی جانتے ہین۔ سنو۔ جو انگریزی نہین جانتے انہین پاگل یا بیوقوف تصور کرتے ہین۔ مذہبی خیالات شیخان الدہر لیسوں یہان بزبانی رکو ہی مناسب ہے۔ سنو سنو جب تک اولڈ فیشن کے معدود چند بزرگ زندہ ہین کچھ اُنکی قید کے ساتھ مناکحت کا سلسلہ جاری ہے۔ جہان یہ ٹمٹماتے ہوئے چراغ خاموش ہوئے پھر دیکھنا جو رنگ ہوگا سنو۔ ہزارون تو فیشن کے ہاتھ بک جائینگے صدہا آزادی کے سایہ مین پناہ گزین ہونگے اُسوقت تمکو سوا افسوس کے کچھ حاصل نہوگا۔ سنو سنو اسی آنے والی آفت پر دور اندیشون کی نظر جا پڑی۔ وہی دور اندیش بے پردگی و تعلیم نسوان کی خوشگوار آزادی سے جیلا اُٹھے۔ پہلے سب سے جو گلا پھاڑ کر چیخا وہ پردہ عصمت ہے۔ لیکن تمھاری خوش قسمتی سے نقارخانے مین طوطی کی آواز سُنی نہین گئی نہین یہان مین بھولتا ہون۔ کچھ لوگون نے اُس آواز کو سُنا اور کان کھڑے کیے۔ سنو سنو کیا تائید غیبی ہوئی خدا نے جلباب ناموس پیدا کر دیا۔ ابھی ہم یہ نہین کہہ سکتے کون جیتا کون ہارا۔ مگر ہان گتھم گتھا خوب ہو رہا ہے مگر خدا سے اُمید ہے کہ جلباب ہی کامیاب ہوگا۔ کیونکہ اسکے ہاتھ مین شریعت کا مضبوط عصا ہے۔ اور پردہ عصمت کے ہاتھ مین دوسرے کا ہاتھ ہے۔ اپنے ہوئے ہاتھ اور بہت جھوٹ سے بڑا فرق ہوتا ہے اسوجہ سے مین جلباب کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہون۔ سنو۔ رقص سرود۔ ناز و ادا کی تعلیم سے کچھ فائدہ نہ پہونچے گا۔ اب اس خیال کو بالائے طاق رکھو۔ جو مین کہتا ہون وہ کرو۔ اہل ہنر زیور۔ البرجیج باجکر ایک تعلیمگاہ نوجیان کو لیے سنو۔ انگریزی پڑھانا شروع کردو۔ اسمین تامل ہوکر و جلد اسکا انتظام کرو ورنہ دست افسوس ملوگے۔ ہان جب تمھاری تعلیمگاہ سے نوجیان انگریزی زبان سیکھ کر نکلین گی پھر اس نئی روشنی کے اُجالے مین تمہین وہ کمالات دکھلائی دینگے۔ سنو آزادی۔ بے حجابی بے پردگی کے دلدادہ وہین تو سوا اس تعلیمگاہ کے ٹھکانا ایسے رنیسے ملین گے خود ہی فریفتہ ہوکر اودھر لوٹ پڑینگے۔ سنو۔ اے قوم والا تبار میر شکار اگر کھوئی ہوئی عظمت پھر قائم کرنا چاہتے ہو تو ایک درسگاہ نوجیان کھولدو۔ انگریزی زبان سکھلاؤ۔ ناچ گانے سے کان پکڑو۔ باقی پھر کبھی عرض کرونگا۔

راقم۔ ہل۔ ازمسولی۔

ہیچکاران کانگریس

آج کل اس فصل مین جدھر دیکھو جلسون کانگرسون۔ کانفرنسون کی وبا پھیلی ہوئی ہے ملک کو دیکھیے تو گو عیسائیت اس سرے سے اُس سرے تک ہنوز نہین پھیلی ہے مگر جاڑے کے موسم مین حرارت غریزی کے خلقی اشتعال بڑے دن اور نوروز کی چہل پہل۔ کچہریون۔ دفترون مین تعطیل وغیرہ وغیرہ کی برکت سے کسی بڑی تقریب یا متبرک الشان تہوار یا میدان حشر کی طرح ایک چہل پہل۔ کھلبلی اضطرار۔ تحریک۔ مزور سیدا ہے۔ پس اس زمانے مین جب اس ملک کے چند فرقون نے جو ترک افعال کے عادی۔ ہیچکاری اور کاہلی اور پژمردگی کے رنگ مین شرابور ہیں۔ ع

نشستہ ایم کرانہ ما غبار بر خیزد

غنغنا رہے تھے اُنسے بھی نہ رہا گیا۔ مجبوراً زمانے کی دیکھا دیکھی اُنھون نے بھی کانگرس جما ہی دی۔ بقول شخصے کس کی رہی اور کس کی رہجائیگی۔ دُنیا مین یہ تو ممکن نہین۔ ع

کرے خور رند حریفان دسن نظارہ کنم

کچھ ہاتھ پاؤن ہلانا ضرور ہے۔ یون بھی لوگون کے لیے جوڑے جلسون چہل پہل۔ گھبراہٹ بکواس سے بے غل و غش چین آرام نہین ملتا۔ لاؤ بھئی دیکھا دیکھی ہی سہی۔ دکھاوے کے واسطے کچھ کرنا چاہیے۔ ؎

میر نہین پیر تم کاہلی العدری
نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیے

دھرتی ماتا جو دین ہم تم بانٹ کھائیں

ہمدم روضۂ رضوان ہیں افیون بگذاشت
نا غفلت باشم اگر تا یک تریاک نخوم

پس زمانے کا رنگ دیکھ کے چند ہدایتین تجویز کی جاتی ہین۔ ہر اہل فردہ موفق جس کے گلے مین ہم زنجیر لیلائے حشم علیہ اعذرہ نواب چینیا بیگم صاحبہ کی اطاعت و خیر خواہی کا حلقہ پڑا ہوگا جسکی رگون مین خون کے ساتھ سودا ویت کا گہرا رنگ گھلا ہوگا۔ جس کا چہرہ اس کی برکت سے انجوریوں کے رشک غفران زار ہوگا۔ او چانڈو مدک۔ گولی۔ گولا چسکی۔ مارفیہ وغیرہ کسی صوبہ اور ماتحتی مین ہوگا۔ وہ ہرگز ہرگز اسکے خلاف نہ کرے گا۔ واللہ ہو التوفیق۔

ہدایات عام

(۱) ہر تاریخ صبح و شام اور اگر خدا توفیق دے اور بل سکے تو کوئی لمحہ افیون یا چانڈو یا مدک ناغہ نہ چاہیے۔
(۲) جس وقت زمانہ بے ادب کے ہاتھون سے مہلت ملے فوراً اٹھا دساسول اور پاتراب پینک مین غین ہوجاے۔
(۳) حقہ تازہ بھرا ہوا ہر وقت سامنے سلگا کرے پینا لازم نہین۔ صرف تمباکو کی مہک کافی ہے۔
(۴) شیرینی کے واسطے کسی وقت و تعلیل مقدار کی قید لقدر دسترس و امکان نہین جس قدر کو دست رسد درست۔
(۵) نہانا قطعی حرام مطلق ہے کسی سے نہانے کی حرکت نہ چاہیے۔
(۶) تمام طور سے تنہائی اور سامان ہیئت کی سے دل مین کدورت رہے۔

©

چیمبرلین صاحب
کی کھانسی کی دوا
مندرجہ عوارض کو
شفا کے لیے مشہور
ہوگئی ہے۔ کھانسی۔
زکام۔ کروپ۔
انفلوینزا ہر وقت
ضرورت آزمایش
کرو تمام دوا فروش
فروخت کرتے ہین۔

لارڈ کرزن ویسرائے ہند

لارڈ کرزن کی یہ تصویر رسالہ بلیک اینڈ وہائٹ مین ۷ انومبر سنہ حال کو شائع ہوئی تھی۔ رسالے کا جو منشا اس سے ہو وہ جانے مگر ہندوستان مین یہ مطلب نکالنا بے جوڑ نہ ہوگا کہ ہندوستان کا شیر آپ کے قدمون کے نیچے مردہ پڑا ہے اور آپ اپنی جیتی جاگتی پالیسی (حکمت عملی) اور زندگی بخش تقریرون سے اسمین جان ڈالنا چاہتے ہین۔ اگر آپکے قدمونکی برکت سے اسکا خاطر خواہ احیا ہوا تو بڑی خوش قسمتی اور دوامی یادگار سمجھنا چاہیے

اس کے بعد اسپیکر صاحب ایک
کی محبوبہ جن کرسی پر بیٹھے اور تالیے
اور بٹنے کی جانب ہاتھ بڑھا کے
کی شکل ایسے خمیدہ ہوئے کہ کرسی پر
تک سر پہنچ گیا۔ کسی قدر سکوت کے
بعد مرے اسپیکر صاحب نے مرتعش ہاتھ
ساتھ انگریزی اور آردو سے مخلوط
عربی تقریر یون شروع فرمائی کرتا شروع
پتلون کی جیب سے رومال نکال کے
پیشانی کا پسینہ پونچھا اور گویا ہوئے ؎
جیب دالی بادہ، محو صفا ہو گئے
حسن را پروردہ بودے عشق با
بادہ ناب۔ فخر رزکی تعریف کرنا فضول
ہے۔ وجہ کی بات یہ ہے کہ شراب طہورا کا
وعدہ خود خدا نے کیا ہے اور یہاں دنیا
میں اس کی ہر دل عزیزی کی یہ کیفیت ہے
کہ جبتک اس عالم میں ریچ وناٹ
رکی ہوا چلتی ہے اُس وقت تک اس کا دور
اٹھنا محال ہے۔ عیش اور عشرت کے
جلسوں کی رونق غم و سم میں زندگی کا
سہارا حقیقی بیشک صوت۔ عزو جاہت کی
جان۔ افسوس دلی میں چل پہل کا سامان
پیمبر حکیم فلسفی
اٹھے ہیں مگر جس بات کے لیے
کرے وہ رک نہیں سکتی۔ مجھ سے پہلے
مقرر صاحب نے جنت سے نکالے جانے
کا قبض انگریز کا قصہ بیان کیا ہے لیکن
اس رنج و غم کا مٹانے والا دنیا میں بجز
اس کے اور کون ہے۔ اگرچہ اس کی ابتدائی
کیفیت میں بظاہر چٹپٹی اور کڑواہٹ معلوم
ہوتی ہے۔ مگر خدا بچے جب نشہ زور پکڑتا
ہے تو ہم لوگ تجربہ یہ کرتے ہیں کہ بیکاری
اور کاہلی کیسی افیون کی ہجانیوں سے کسی طرح
گھٹنے نہیں سکتے۔ بلکہ ہم کو تو گھڑی
کی کھچڑ اور رستوں کا گرد و غبار کیچ پوچ ضروری
منع کرنے کی فکر۔ غرضکہ ان سب باتوں
سے فرصت مل جاتی ہے بلکہ اگر خدا نخواستہ
عادت کے مطابق کوئی حرکت اضطراری
کر گزرے تو اس کے بعد ایسا ہی انکسن
(انفعال) ہوتا ہے کہ دنیا مافیہا سے
بے خبر۔ نقل و حرکت سے معذور بلکہ مدہوش ہو کے

مسٹر سکور ہو جاتے ہیں۔ نوکری
چاکری کی فکر نہ آٹا دال خرید کرنے کا
جھگڑا۔ اگر بیوی کی جانب سے آیات لکھ
پہنچ گئی تو دوسری دنیا کی مزدوریوں کی فکر
ہے۔ جورو بچوں کے رونے دھونے کی
صدا کان میں پڑتی ہے مگر رنجیدہ خیال
بیکار نہ سوائی کے کچھ لیے سامنے آتے
ہیں۔ وہ یار لوگ مزے سے نشے میں غل
جہاں میں پڑا وہاں لوٹ لگانے میں۔ خدا
کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اپنا مذاق تو بیاہی
ملکت ہے۔ معلوم ہے شیر انگور کا مرغی والی
ہدایہ جو اپنی شہرا ہیں اس کثرت سے بکتے
ملتی ہیں کہ نور وزنی اور کلکتہ اور دنیا
کے شہر شہر کی دوکانیں شراب کی خانہ
بنگلہ کی کو بات کرنے والی ہوتی ہیں۔
پس بڑی کم بختی کی بات ہے روح فرحت
اور آب حیات عیش و عشرت یون پانی
کی طرح بہتی رہے اور ہم لب تک تر کرین
اتنے میں جیب سے بوتل نکال کے
غٹ غٹ تین چار گھونٹ پیے۔ دو چار
ہچکیاں آئیں اور اسپیکر صاحب وہیں
ستون کے اوپر کی خالی بوتل کی طرح ڈر کر
بیٹھ گئے

بیہوان کے صوبہ تریاق کے ڈلیگیٹ
نواب چندو باز پیکو سے سر اٹھا کے ناک
میں بولنے لگے۔
مدکرہ یاران چانڈو کش اور مدکیون کی
طرف سے میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور
چندے میں گنڈیریوں کا پھوک۔ شیرینی
اور بالائی۔ ربڑی۔ گوریوں کے جھوٹے
پیالے اور کئی کرور مکھیوں کی فوج مدد
کے واسطے لایا ہوں۔ یہ چیزیں بہت کی
ہیں۔ اور انھیں سے نفرت کے سبب
افلاس اور بے دولتی آج ملک میں پھیلا
ہے۔ کہا جاتا ہے ہیضہ طاعون
چیچک سب کے مولد یہی ہیں۔ اول تو
یار لوگ اس کے قائل نہیں اور اگر بفرض
محال یونہیں سہی تو کیا حرج ہے ہم تو خود
زندگی کو زحمت ہی زحمت سمجھتے ہیں کہ نشا
لطف اور کاہلی کی چاٹ نہ ہوتی۔ ہماری ہی
زبان سے غالب علیہ الرحمۃ سا بچھو درسیدہ

مست الست کہہ گیا ہے۔ ؎
مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی
موت آتی ہے پر نہیں آتی
اس شعر پر دو اشعار سابق تحسین آفرین کا
بلند ہوا کہ پولیس والوں کو شبہ ہوا
کسی کی جھونپڑی کو آگ لگی۔ اُس کی صورت
دیکھتے ہی سب کا تارہ خطا ہو گیا اور
ایک سرے سے ٹرانسوال کے مقتولوں
کی طرح سو رہے۔

عذر معقول

مہاراجہ پٹیالہ پر جو مقدمہ قائم ہے
اور جس کی تحقیقات کا ایک حصہ ابھی
کمیشن نے ختم کیا ہے اس میں ضمناً
یہ بھی معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب
پٹیالہ ایک رنڈی جی جیہ جان پر ایسے
لٹو ہوئے کہ آپ نے اس کو رانی
بنا لیا۔ مسٹر پنچ نے بذریعہ تار
آپ سے جو اس ناگفتہ بہ قضیے کو پوچھا
تو آپ نے بزبان حال اس طرح
گفتگو کی۔

راجہ صاحب۔ سنو بھی آپ نے
شعر سنا ہوگا ؎
گہ بیاسے تجم اقم کہ بسیاہم بر سر
ساقیا جرعہ از من عالم جو ابی است

کیا تم نے انطونی اور کلیوپیٹرا کا قصہ نہیں سنا۔ دنیا میں مشہور ہی ہے۔ بقول
وہی جو نصیب حریف ہے۔ جس کو راجہ چاہے
وہی رانی۔ ہمارا کام خاک کو پاک کرنا
پھر خلق خدا کے واسطے فائدے
کی بات ہے یا نقصان کی۔

پنچ۔ اور بھلا یہ لیڈی کرزن فنڈ میں
اس کی طرف سے ۳ ہزار کے چندے
کی کیسی بات ہے۔

راجہ۔ ارے میاں تم بھی کیسی باتیں
کرتے ہو۔ میری کمال کو زمانے نے کمال
کو پہنچی ہوئی ہیں جیسے نئے گہن کا
روپیہ چمک دار ہوتا ہے میں سمجھا ان کا
چندہ بھی درخشان ہو کر ستارہ اقبال
کو اور بھی چمکائیگا۔

پنچ۔ اچھا یہ بھی مانا تخمینے کی غلطی ہوئی

©

حمید لیلی صاحب
کھانسی کی دوا
مندرجہ ذیل عوارض
کو شفا کے لیے مشہور
ہو چکی ہے کھانسی زکام
کروپ بروقت خرید
آزمائش کرو تمام
دوا فروش فروخت
کرتے ہیں۔